تاریخ جہاز رانی

حصہ اوّل

(یورپ اور افریقہ کی جہاز رانی کی ابتدائی حالت)

بحالت موجودہ جس قدر زمین کے حصص آبادی بھرے نظر آتی ہین۔ اُس سے پہلے وہ اس قدر آباد نہ تہی۔ گذشتہ زمانہ مین سفر و سیاحت پیادہ پائی پر منحصر تہا۔ آبادی کی کمی کی وجہ سے دنیا کا وسیع میدان اکثر خودرو یا قدرتی جہاڑیون اور جنگلی بیل بوٹون مین اسطرح پوشیدہ تہا جس سے سیاح اور مسافرون کو خوف ہی نہین بلکہ جان سے بھی ہاتھ دہونا پڑتا تہا۔ یہی سبب تہا کہ ایک حصہ ملک کے باشندے دوسرے حصہ کے باشندون سے راہ و رسم اور رسیل وجول رکہنا ناممکن تہا بہت سی آبادیان جنکی سرحد پر سمندر یا دشوار گذار پہاڑونکے سلسلہ بلند واقع تھے وہ وسیع دنیا کی حد اپنی چار دیواری ہی کو سمجھتے تھے۔ مسافرت کی مشکلین اسقدر بڑہین کہ انہون نے قصہ کہانیون کی بناوٹ مین ایک خاص حصہ پایا۔ ہر ایک

ملک اور ہر ایک قوم میں ہزاروں ایسی حکایتیں پائی جاتی ہیں جنمیں ایک نہیں متعدد بیان کیے گئے ہیں - اسکی ترقی صرف قصہ کہانیوں تک محدود نہیں رہی بلکہ اسنے کتابوں میں لباس پہنکر لاکھوں بندگان خدا کو دہوکے دیے - جغرافیہ قدیمہ میں ایسے بہت سے مقامات بتلائے گئے ہیں جنکا وجود اس زمانہ میں کہیں نہیں پایا جاتا - اور نہ اونکے ہونے کا کہیں پتہ ملتا ہے - اسیطرح اور یہ سفردہ کے حالات جمع کرنے میں بہت سی دور از عقل باتیں مانی گئیں - بلکہ پرانی لکیر کے فقیر یا یہ کہئے کہ تقلید کے عاشق اب بھی انہیں سچ ہی جانتے ہیں گو شاہدات سے وہ کیسی ہی باطل کیوں نہ ہوں -

ان تمام باطل خیالات اور توہمات کی تردید میں صرف ایک جہازرانی کی ترقی نے بہت بڑی کوشش کی - یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جہازرانی کے فن سے پہلے ہی بعض ممالک کسقدر مہذب تھے - مگر سچ تو یہ ہے کہ باوجود تہذیب کے انہیں خود یہ نہیں معلوم تھا کہ تہذیب کسکو کہتے ہیں - زمانہ کی ترقی تہذیب میں اس فن کے رائج ہونے سے بلاشبہہ بہت بڑی قوت آگئی - اس فن کی ایجاد نے قوت برقی کے طرح تمام دُنیا کو سونتر کر دیا - ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک کے رہنے والوں سے ملنے جلنے لگے اور جس قدر

اسکی اصلاح ہوتی گئی اوسیطرح زمانہ کی حالت مین بھی تغیر ہوتا گیا۔ بہت سی غذا کی نعمتین جو بعض ممالک کے لیئے خاص تہین وہ عام ہوگئین۔ مینچسٹر اور امریکہ کے کارخانون کا بنایا ہوا سامان دو جہونپڑے والے گاؤن مین ہندوستان کے موجود ہے۔ اور ہندوستان کے کسانون کی پیداوار یورپ کے بازارون مین مہیا ہے۔

پرانی حکومتون سے کوئی حکومت ایسی پیش نہین آسکتی جسمین جہاز رانی کے فن کی کوئی پوری ترقی ثابت کی جائے۔ گو سنگ مقناطیس مین لوہا کھینچنے کی قوت کا عموماً تجربہ تہا مگر یہ کسیکو معلوم نہ تہا کہ یہ قدرتی راہ نما بھی ہے۔ مقناطیس کے صرف اس اثر کے ظاہر ہونے سے آج تمام دنیا کے سمندر ملاحون کے اونکے غلام ہین۔ اسکے اثر ظاہر ہونے سے پہلے جہاز رانی کواکب پر ہوتی تہی مگر ابر وطوفان کی حالت مین سوائے خدا کے کوئی رہنما نہ ہوتا۔ اسی سبب سے جہاز رانی ایک نہایت خوفناک کام سمجھا جاتا تہا۔ اور کنارے چہوڑ کر کچہہ فاصلہ پر سمندر مین جانے کی کسیکو جرات نہ ہوتی تہی تاہم تجارت کے منافع کے لالچ سے بہت سی باہمت قومون نے جان جوکھم اختیار کرکے بحری طویل سفر کیے۔ اکثر

نے اپنی جانیں اس راہ مین قربان کین - لیکن جو صحیح سلامت پلٹکر
آئے تو وہ نئی تحقیقات اور معلومات کا بہت سا ذخیرہ بھی
ساتھہ لائے جنسے آنے والی نسلون نے بہت کچھہ فائدہ اوٹھایا -

جب حکومت مصر مستحکم ہوگئی تو مصریون نے تجارت کے
لئے بحری سفر شروع کئے - ابتدا مین تو ان کی دوڑ دھوپ صرف
بحر احمر تک تھی - لیکن پھر وہ ہندوستان کے مغربی کنارے تک
بھی آنے لگے -

تاریخ سے اسبات کی شہادت ملتی ہے کہ جو ملک پیداوار کے واسطے
مشہور ہوتا ہے اوسکے باشندے اکثر سیر و سیاحت مین پست ہمت
ہوتے ہین - غالباً یہ ایک قدرتی امر ہے - اسلئے کہ جب اپنے
ملک مین ضرورت کے سب سامان مہیا ہین تو پھر وہ کونسی حاجت
ہے جسکے لئے اپنے وطن کو خیرباد کہی جائے - ترقی تہذیب مین
ہندوستان کے پیچھے رہنے کی بھی شاید یہی وجہ ہے - مصر کی
حالت قریب قریب ہندوستان کے ہے - اسکی زمین بھی زرخیز
ہے اور قومی تفرقے بھی بکثرت ہین - ابتدا مین مصری بھی
غیر ممالک مین جانے یا وہان کے لوگون کو آنے دینے اور اونسے
راہ و ضبط رکھنے کو گناہ سمجھتے تھے جسکی بدولت وہ ترقی کی نعمتون

سے ایک مدت تک محروم رہے۔ مگر زمانہ کی رفتار نے جب بحیرا نے ڈیکوسلون کو باطل کیا وہ بھی بحری سفر مین استاد بن گئے۔

مصریون کے بعد فینیشین لوگون نے بحری تجارت کو چمکایا۔ مصری ہمیشہ سے تجارت کو ذلیل پیشہ سمجھتے تھے۔ مگر فینیشین کی حالت اسکے بالکل برعکس تھی۔ ان کی قوم رسم و رواج قواعد و قوانین ملکی تجارت کے معین ستھے۔ ہر ایک قوم سے وہ بلا تکلف ملتے تھے۔ سیڈن اور ٹائر۔ یہ دو مقام گویا دارالحکومت تھے اس چھوٹے سے ملک کی زمین بھی ناقص تھی۔ اسلئے سوائے تجارت کے کوئی چارہ نہ تھا۔ غرضکہ انہون نے بحری سفر کو خوب ترقی دی اور بحیرا نے قاعدے کو توڑکر وہ بہت دور سمندر مین پھرنے لگے۔ کیپ گیڈیز ہوکر وہ افریقہ و اسپین کی مغربی سرحد تک سفر کرتے تھے۔ چند مقامات پر انہون نے نوآبادیان قایم کرکے وہان صنعت و حرفت کو بھی ترقی دی۔ مغربی سمت سے پھر انہون نے مشرقی سمت کو رخ کیا۔ بحر احمر سے ہندوستان تک تجارت کی راہین کھولدین۔ اور افریقہ کے مغربی کنارے پر اپنی تجارت کی منڈیان بنائین۔ اس زمانہ مین بیشک فینیشین کے مقابل

مین بحری تجارت مین کسیکو کوئی وقعت نہ تھی - اسی وجہ سے
بہت جلد وہ مفلس مالدار ہو گئے -

فینیشیس کی دیکھا دیکھی یہودیون کو بھی تجارت کا شوق
ہوا - داؤد اور سلیمان نے اپنی رعایا کی آسودگی کے واسطے پوری
کوشش کی اور کسیقدر دولتمندی کا چھینٹا یہودیون پر بھی پڑا - مگر
غیر اقوام سے ملنے مین انہین عذر تھا - اسلئے بحری تجارت سے زیادہ
فائدہ حاصل نہ کر سکے اور نہ جہازرانی مین کوئی اصلاح ان کے
ہاتھون ہوئی -

یہودیون کے بعد کارتھیجین نے سمندر مین جہازون کے
گھوڑے دوڑانے شروع کئے - چونکہ ان کی حکومت جمہوری تھی
اسلئے تجارت مین خوب ترقی ہوئی - فینیشین کی تجارت گاہین
مثل ہندوستان وغیرہ کے چھوڑکر انہون نے اور ہی راہین
اختیار کین - ہمیشہ ان کی سیاحت مغرب کیطرف زیادہ ہوتی تھی
فینیشیس کیطرح وہ اسپین تک قانع نہ رہے - بلکہ فرانس کی
بہت سی بندرگاہین طے کرکے گریٹ برٹن تک پہونچے - وہ
کچھ بحری تجارت ہی مین سربرآوردہ نہ تھے بلکہ خشکی مین بھی تجارتی
منڈیان تھین - وسط افریقہ مین اپنی کوشش اور جوانمردی سے

پہونچکر چند مقام فتح کرکے اپنی حکومت مین شامل کیئے - کانری
جزیرہ انہین کی تحقیقات کا نتیجہ ہے - فینیشین اور کارتھیج والون کی
تجارت نے عام طور پر نئے ممالک کی تلاش کا شوق پیدا کر دیا جسکی
وجہ سے بہت طول طویل اور خوفناک سیاحتین شروع ہوئین - کارتھیج
والون نے سرکاری مصارف سے ہانو اور ہملکو دو آدمیون کو
نئی بحری تحقیقاتون کے واسطے روانہ کیا - ہانو کو افریقہ کے کنارے
کنارے جانے کا حکم ملا تھا اور وہ جنوب مین خط استوا تک پہونچا - ہملکو
یورپ کی مغرب کی سمت بھیجا گیا تھا - مصر کے حاکم نیکو نے بھی ایک جہاز
ایسی ہی تحقیقات کے واسطے بھیجا تھا - وہ بھی افریقہ کا طواف کرکے
صحیح سالم تین برس کے بعد دریاے نیل پر پلٹ کر آیا -

گریک اور روم کے بحری سفر بہ مقابلہ فینیشین اور کارتھیجنین
کم رتبہ ہین - مگر تاریخی قدر و منزلت گریک اور روم کی زیادہ ہے
فینیشین نے یونانیون کو صنعت و حرفت مین بہت کچھہ سکھایا - مگر ذاتی
لالچ سے فن جہازرانی کو بالکل چھپا رکھا - روم کو خود تجارت سے
زیادہ دلچسپی نہ تھی - گریس ملک کے اکثر اطراف سمندر کی موجون
کے زیر مشق ہین - قرب و جوار کے جزائر بھی زرخیز ہین جہان جہازرانی
کا اچھا موقع تھا - لیکن ہمین معلوم ہوا کہ مدتون وہ اسطرف متوجہ

نہین ہوئے ۔ یونانیون کے پہلے شاعر ہومر کے نظم سے ان کے
پورے حالات کی جھلک نظر آتی ہے ۔ مگر جہاز رانی کی ترقی کا کہین
ذکر نہین پایا جاتا۔

استداد زمانہ سے یونانیون نے بڑی جوش کے ساتھ
ترقی شروع کی ۔ علمی وسعت نے حکومت کو مہذب بنا دیا۔ مگر
جہازرانی اس سے محروم رہی ۔ یونانیون کی ایرانیون پر بحری جنگ
مین فتحیابی ملاحون کی حسن کوشش کا نتیجہ نہ تھی ۔ بلکہ وہ صرف یونانیون
کی بہادری کا نتیجہ تھا ۔ بحری سیاحت مین کبھی میڈیٹرینین سی سے
کبھی باہر نکلنے کی جرات نہ ہوئی ۔ ایشیا مائنر ۔ اٹلی اور سسلی تک
اکثر وہ آتے جاتے تھے ۔ گاہے ماہے فرانس کے جنوبی حصے کی بھی
سیر کر آتے تھے ۔ جب سکندر نے مغرب کیطرف حملے کئے اسوقت
سے یونانیون کو بھی جغرافیہ کیطرف توجہ ہوئی ۔ اور جہازون مین
اصلاحین ہونے لگین ۔ سکندر کی طبیعت ہر ایک علم و فن مین موزون
تھی ۔ فینیشین سے ٹائر فتح کرنے کے بعد سکندر کو بحری تجارت
کے منافع کا لالچ پیدا ہوا ۔ اسنے افریقہ مین دریائے نیل پر
سکندریہ شہر آباد کیا ۔ سکندریہ بحر احمر اور میڈیٹرینین سی کے
وسط مین واقع ہے اسلئے تجارت نے وہان بہت بڑی رونق پائی

کیپ آف گڈ ہوپ کی راہ معلوم ہونے تک مشرقی تجارت کے لیے بھی بندرگاہ مخصوص تھی۔

ہندوستان کے زرخیز افسانون نے سکندر کو ایسا شیدا کیا کہ وہ خشکی کی راہ سے ہندوستان کو آیا۔ اسنے اپنے ایک لایق افسر نیارکس کو جہاز دیکر اسبات کی تحقیق پر مامور کیا کہ دریاے سندہ سے خلیج ایران تک بحری راہ ہے یا نہین۔ نیارکس اسمین کامیاب ہوا۔ موجودہ زمانہ مین اس سیاحت کی کوئی حقیقت نہین ہے۔ لیکن اس زمانے کی حیثیت سے ایک نہایت اعلی ہمتی کا کام ہے۔ سکندر کے بعد کے بادشاہون نے ہندوستان کی تجارت پر کوئی توجہ نہین کی۔ تاہم مصر مین جب یونانیون کی حکومت قایم تھی تو ہندوستان سے بڑے زور شور سے تجارت ہوتی تھی۔

اہل روما کو ملاحی کی نسبت سپاہگری کا شوق تھا۔ مگر اہل کارتہج کے بحری حملون نے انہین ملاحی کے کام سیکھنے پر مجبور کیا۔ رفتہ رفتہ رومن نے بھی پاؤن پھیلائے۔ ہندوستان کی بندرگاہون پر بار بار آنے جانے سے پہلے انہین یہ بات معلوم ہوئی کہ افریقہ و ہندوستان کے درمیان مین چھہ مہینے مشرق سے مغرب اور چھہ مہینے مغرب سے مشرق کو ہوا چلتی ہے۔ رومن

سے پہلے مہذب اقوام میں کسیکو فرانس اور اسپین وغیرہ کے حالات معلوم نہ تھے ۔ گریٹ برٹن ۔ اور جرمنی وغیرہ کا حال بھی سوائے کار تھجنین تاجرون کے اور کسیکو معلوم نہ تہا ۔ اس زمانہ کی جغرافی تحقیقات پر لحاظ کر کے کہہ سکتے ہین کہ رومن نے فن جہاز رانی کو بہت ترقی دی اور اسکے قواعد کو باضابطہ کیا

انقلاب زمانہ نے روما کو بھی عروج سے گرا کر پستی کے بھنور مین پھنسا دیا ۔ وحشی اقوام کے حملون نے اسکی تمام خوبیونکو غارت کر دیا ۔ رہی سہی کانسٹنٹائن کے حسد نے کھو دی ۔ تجارت بالکل بند ہوگئی ۔ البتہ قسطنطنیہ مین کسیقدر تجارت باقی تھی ۔ روما کی حکومت ایسی خراب ہوئی کہ اسکے سنبھلنے کی کوئی امید نہ رہی ۔ بیرونی ممالک سے جسقدر تعلقات تھے جاتے رہے ۔ وحشی اور جاہل سردارون نے تمام علوم وفنون اور صنعت وحرفت کی بنیاد گرا دی ۔ خوش قسمتی سے قسطنطنیہ وحشیون کی دست برد سے بچ رہا جہان کی پرانی یادگارین اپنے بانیون کی نوحہ خوانی کو موجود ہین ۔

روما کے خاتمے پر عربون نے اپنی پر زور اور باعظمت وجلال حکومت مصر مین قایم کی ۔ علمی شوق گویا ان کا خمیر تہا ۔ وہ فوراً پرانے علوم پر متوجہ ہوئے اور ترجمون کے ذریعے سے سب کچھ حاصل

کر لیا۔ جغرافیہ جو بالکل مردہ تھا اوس مین ایک نئی روح پھونکی۔ عربون کے علمی فتوحات زمانہ کو معلوم ہین اور اس مین بھی کوئی شک نہین کہ یورپ نے جو کچھ سیکھا وہ عربون ہی سے سیکھا ہے۔

وحشی اقوام کی خود سری سے اٹلی سب سے پہلے اپنی حالت پر متنبہ ہوا۔ عام طور پر یہ خیال دماغون مین سما گیا کہ بری ہو یا بھلی ہو مگر ملک کے لئے ایک حکومت ضرور ہونا چاہئے۔ تجارت کے لئے یہ لوگ قسطنطنیہ جاتے تھے جہان ہندوستان کے اجناس گران ملتے تھے۔ اٹلی کے تاجرون نے جرات کر کے پہلے کیطرح پھر اسکندریہ سے تجارت شروع کی۔ اس تجارت نے پیسا وینس اور جنیوا کو بہت جلد مالدار کر دیا۔ ان منڈیون سے اسپین۔ فرانس۔ اور انگلینڈ کو بھی مال جاتا تھا

اسوقت (قریب ۱۱۹۹ء) تمام یورپ مسلمانون کے مقابلے مین پالسٹائن (بیت المقدس) چھڑانے کے لئے صلیبی لڑائیون مین مصروف تھا۔ چارون طرف سے نصرانی فوجین آنڈی چلی آتی تھین۔ فوجین جہازون مین سفر کرتی تھین۔ اور اونکی ضرورتین اٹلی والے پوری کرتے تھے۔ اس باعث سے اہل اٹلی بہت مالدار ہو گئے۔ اہل یورپ نے اٹلی والون کی حالت دیکھکر تجارت کے فائدون کا اندازہ

کیا اور گو یا اب جہاز رانی کی اصلاح کا وقت آیا۔

مغربی ممالک کے باشندون کو بلاد مشرقیہ کا کچھ حال معلوم نہ تھا۔ اسکی تحقیقات کے واسطے بہت سے لوگون نے افریقہ کے سفر کیے۔ چنانچہ سنہ ۱۱۶۰ء مین بنجمین نامی ایک یہودی باشندہ اسپین افریقہ مین تیرہ سال تک برابر سفر مین مصروف رہا۔

کرسچین کے سارآسن نہایت قوی دشمن تھے اور وہ ہمیشہ دق کرتے رہتے تھے۔ ایک غلط افواہ سے معلوم ہوا کہ تاتاریون مین سے کسی خان نے عیسوی مذہب اختیار کیا ہے۔ سینٹ لوی نے سنہ ۱۲۵۳ء مین دو ایلچی وہان اس غرض سے روانہ کیے کہ وہ سارآسن کی دشمنی کا انسداد کرین۔ چونکہ وہ عیسائی نہ تھا اسلئے ایلچی دربار سے نکالدیے گئے۔ تاہم ان ایلچیون کیوجہ سے یہ ضرور فائدہ ہوا کہ ان کے سفرنامون نے بہت سے حالات بلاد مشرقی کے اہل یورپ پر ظاہر کردیے۔

اسکے بعد سنہ ۱۲۶۵ء کے قریب مارکو پولو سوداگر نے جو وینس کا باشندہ تھا مشرق کیطرف بہت سے سفر کیے اور چین مین پیکن تک اسکا گذر ہوا۔

مارکو پولو سے پچاس برس کے بعد سرجان مانڈویل نے

ایک مشرقی سیاحت کا بیڑا اوٹھایا - اسکے سفرنامے مین بہوت پر بیت اور مردم خوار قومون کے بہت تذکرے ہین مگر اسکے ساتھہ ہی فائدے کی بہی بہت سی باتین ہین -

سیاحون کے سفرنامون نے ایشیا کی عظمت بہت کچہہ اہل یورپ کے دل مین پیدا کر دی اور اسی زمانے کے قریب قطب نما بنانے کی ترکیب رایج ہوئی - کہتے ہین کہ چینیون کو قطب نما بنانا بہت پہلے سے آتا تہا - یورپ مین جس شخص نے پہلے قطب نما بنایا امالفی نامی چہوٹے سے قصبہ واقع نیپلس کا رہنے والا تہا - اٹلی والون نے بہت بڑی کوشش کی کہ قطب نما بنانے کی ترکیب کسیکو نہ معلوم ہو - مگر وہ کوشش رایگان گئی گو قطب نما جاری ہوا مگر پہر بہی ملاحون کو طویل سفر کرنے کی ایک مدت تک جرات نہ ہوئی -

مقناطیس ایک قدرتی غیر خالص دہات ہے - لوہے کی کشش کے سوا اس مین ایک یہ بہی قدرتی وصف ہے کہ اگر اسکی سلاخ کو ایک نوکدار چیز پر جسپر وہ ہر طرف گہوم سکے قایم کیا جائے تو ہمیشہ اسکی ایک نوک شمال کو اور ایک جنوب کو رہے گی - اسی خاصیت نے فن جہاز رانی کو چمکا کر اعلے رتبے پر پہونچایا - مگر ہمیشہ اسکی نوکین ٹہیک

حصے کے اُمل بہ غرب ہی۔ سنہ ۱۶۶۶ء مین مقناطیس کی نوکین ٹھیک شمال وجنوب کو تہین - اور حساب کیوجہ سے یقینی طور پہ کہہ سکتے ہین کہ سنہ ۱۹۰۵ مین پھر وہ صحیح شمال وجنوب کو ہوجائینگے -

مقناطیسی قطب نما کی ایجاد پہ چند ملکون کو دعوے ہے

اٹلی والے کہتے ہین سنہ ۱۳۰۲ء مین ہمارا ہم وطن فلاویو اویا اسکا موجد ہوا - بعض کہتے ہین کہ مارکس پالس نامی ایک وینس کا باشندہ سنہ ۱۲۶۰ء مین چین سے اسکا بنانا سیکھہ آیا۔ انگلنڈ اور فرانس کو بھی اسکی ایجاد پر دعوے ہے - کوئی بھی اسکا موجد ہو مگر اس مین شک نہین کہ اس ایجاد نے ترقی تہذیب ملکی مین بہت بڑی مدد کی -

قطب نما جاری ہونے پہ اوّل اسپین نے طویل اور خطرناک بحری سفر شروع کئے - یہ تو تحقیق نہین ہوتا کہ وہ کانری جزیرے مین کیونکر پہونچے - مگر اسمین کلام نہین کہ جزیرہ اسپین ہی نے تلاش کیا - جو اسپین سے پانچسو میل پہ واقع ہے - اسپین والے اس جزیرے سے غلام لاتے تھے - اور تجارت کرتے تھے - پندرہوین صدی عیسوی تک اس سے زیادہ لمبا سفر کسی نے نہین کیا -

اب یورپ کی ترقی کا زمانہ شروع ہوا۔ قدرتی طور
پہ ان کی طبیعتیں مستعد اور دل مضبوط تھے۔ پورا نے بحری سفر کی
بندرون کو توڑ کر وہ آگے بڑہے۔ پرتگیزیون نے اس کام مین
سب سے سوا حصہ لیا۔ امریکہ اور ہندوستان کی بحری راہون کی
تلاش مین خوب سرگرم رہے۔

پرتگیز ایک مدت تک مور لوگون سے لڑتے رہے
جنکی بدولت ان کی طبیعتین جنگجو اور مستعد ہوگئین۔ جب لڑائیان
ختم ہوئین تو بجائے اسکے کہ وہ اپنے قریب کے ملک فتح کرین
نئے ملکون کی تلاش مین مصروف رہے۔ اسکا باعث غالبًا یہ تھا کہ
آس پاس کی حکومتین پرتگیزون سے زیادہ طاقتور تھین۔ قریب
سنہ ۱۴۱۲ء کے شاہ جان والی پرتگال نے مور قوم پر حملہ کرنے اور
افریقہ کے مغرب کیطرف لوآباد یان تلاش کرنے کے لئے جہاز
روانہ کئے۔ جہازرانی کے واسطے وہ زمانہ گویا بچپنے کا تھا اسلئے
ملاح زیادہ سفر نہ کرسکے۔ اور کیپ آف نان سے پلٹ آئے۔
قدیمی خیال یہ تھا کہ اس سے آگے بڑہنا محال ہے۔ جان نے اس
کامیابی پر دوبارہ جہاز روانہ کئے۔ اسدفعہ یہ جہاز کیپ آف نان
سے ایک سو ساٹھ میل اور آگے بڑہ گئے۔ مگر کیپ آف بوزیڈور

سے کنارے دیکھکر خلاصیونکو زیادہ پیشقدمی کی جراءت نہ ہوئی اور باوجود اس بزدلی کے وہ نہایت تکبر اور غرور کے ساتھ لسبن کو واپس آئے۔

شاہ جان کا بیٹا پرنس ہنری ابتدائی عمر سے اپنے باپ کے ساتھ بحری جنگون مین رہا تھا۔ اسلئے وہ بحری سفر کا نہایت شائق تھا جسطرح کہ وہ اپنے زمانہ حکومت مین ایک بہادر سپاہی تھا اسطرح ایک ہوشیار ناخدا اور عالم بھی تھا۔ اسنے علوم و فنون کو بہت ترقی دی۔ اور خود ہمیشہ جغرافیے اور سفرنامے دیکھا کرتا تھا۔ متعدد جغرافیون اور سفرنامون کے دیکھنے سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ اگر افریقہ کے کنارے کنارے جہاز روانہ کئے جائین تو ضرور نئے نئے قطعات زمین دستیاب ہونگے۔ اس شوق کے پورا کرنے کے واسطے وہ کیپ سنیٹ ونسنیٹ کے قریب لنگر رہا۔ اور دو اہلکارون کو جہاز دیکر نئی تلاش مین روانہ کیا۔ یہ جہاز بھی گذشتہ زمانہ کی طرز پر افریقہ کے مغربی کنارے پر چلا۔ مگر طوفان نے اس کنارہ سے بہت دور پھینکدیا۔ اور اتفاقاً جہاز پورٹو سنٹو جزیرے مین پہنچ گیا (سنہ ۱۴۱۸)

پھر انہین افسرون کو سنہ ۱۴۱۹ء مین مع تین جہازون کے

روانہ کیا۔ اور بارتھو لومیو پیریسٹیلو کو پورٹو سنٹو پر قبضہ رکھنے کے واسطے بھیجا۔ وہان جاکر ایک اور ویران جزیرہ دستیاب ہوا جسکا نام مدیرا رکھا گیا۔ مدیرا کی دستیابی کی خبر آتے ہی ہنری نے سنہ ۱۴۲۰ع مین سب قسم کے اناج اور مویشی وغیرہ بھیجکر آبادی قایم کی۔ سایپرس اور سسلی سے نیشکر اور انگور بھیجا گیا۔ مدیرا کی گرم اور زرخیز آب و ہوا نے بہت جلد شکر اور انگور کی تجارت کو ترقی تام دی۔ مدیرا کو بار بار آنے جانے سے پرتگالی جہازرانی مین ایسے ہوشیار ہوگئے کہ سنہ ۱۴۴۳ع مین وہ کیپ بوجڈور سے اسطرف دریاے سنیگال اور کیپ ورڈ تک افریقہ مین تحقیقاتین کرتے ہوے پہونچے۔ یہان تک کہ وہ سیاہ فام حبشی لوگون تک بھی پہونچ گئے۔ اور آگے اسواسطے نہین بڑہے کہ وہان گرمی زیادہ ہوگی جہان کسیطرح آبادی ممکن نہین ہے۔

پرتگال مین پلٹ کر خلاصیون نے جب یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم حبش تک ہو آتے اور غالبا وہان سے آگے کوئی آبادی بوجہ گرمی کے ممکن نہین۔ اس خیال نے عام مین نئی تحقیقات کیطرف سردمہری پیدا کردی۔ جسکی وجہ سے ہنری کو اپنے ارادون مین ناکامی نظر آنے لگی۔ لیکن وہ خوب جانتا تہا کہ یہ لوگ صرف

روسن کے خیال کی تائید کر رہے ہین اور روسن کا خیال صرف
قیاس پر تہا نہ کسی تجربے پر۔ اب وہ اور چال چلا۔ روستہ الکبری
کا پوپ جو عیسائی خصوصاً رومن کیتھولک خدائی کا خدا تہا اس سے
ساز باز کیا۔ اور پوپ نے پرتگال کی نئی تلاش کو مذہبی کام
تسلیم کر کے حکم عام جاری کر دیا کہ "جب تک پرتگیز اس کام مین
مصروف رہین کوئی یورپین حکومت ان کے ملک کیطرف نظر
اوٹہا کر نہ دیکہین۔ اور کیپ نان سے ہندوستان تک پرتگیزون
کی نئی دریافت کی ہوئی آبادیون مین کوئی دست اندازی
کا ارادہ نہ کرے" پرتگال کی بحری کوششین یورپ کی ترقی
جہاز رانی کے واسطے اکسیر ہو گئین۔ خود پرتگال مین رعایا نے
تجارتی جماعتین سنہ ۱۴۴۶ع مین قایم کین۔ ان جماعتون نے سنہ ۱۴۴۹ع
تک کیپ ڈی ورڈ اور ایزورس جزائر تلاش کئے۔ پہلے جزائر
افریقہ کے کنارے سے تین سو میل اور دوسرے جزائر نو سو میل
کے فاصلے پر واقع ہین۔

سنہ ۱۴۶۳ع مین ہنری نے انتقال کیا اور جہاز رانی
ایک مدت تک اپنی اصلی حالت پر رہی اسلئے کہ اسکا جانشین الفونسو
کو اس سے زیادہ دلچسپی نہ تہی۔ جان دویم نے اپنی حکمرانی مین

اس مفید کام کیطرف توجہ کی جسکی کوشش سے سنی گال سے آگے اور عمدہ اور زرخیز آبادیاں ملین اور سونے چاندی کی معدنین دستیاب ہوئین کونگو اور گنی تک نو آبادیان قایم کر کے بعض چھوٹی چھوٹی وحشی حکومتین اپنے ملک مین شامل کین پرتگالیون کو روز بروز افریقہ کے نئے حالات معلوم ہوتے جاتے تھے اور اس وجہ سے ان کی ہمتون مین بھی ترقی ہوتی تھی -

اس عرصے مین انہین یہ بھی معلوم ہوا کہ افریقہ کے مشرق مین ایک بہت بڑی کرسچین حکومت ہے جان نے قیاس کیا کہ غالباً وہ ابی سینیا کی حکومت ہوگی - اس سلطنت سے رسم و راہ پیدا کرنے کے لئے پیدل کی راہ سے اپنے دو معتمد اور عربی دان کو روانہ کیا اور بارتھو لو میوڈائز کو ۱۴۸۶ء مین افریقہ کی جنوبی سمت کو جہاز دیکر تحقیقات کے واسطے روانہ کیا یہ شخص بہت مصیبتون کے ساتھ جنوبی حد تک پہونچا اور خلاصیون کے انکار سے آگے نہ بڑھ سکا - اسکے پلٹ آنے سے جان کو بہت بڑی مسرت ہوئی اور یقین کامل ہوگیا کہ ضرور ہندوستان کی بحری راہ اب ملنے والی ہے - اسی خوشی مین جہازون کو وہ بھیجا نہا

اوس جگہ کا نام کیپ آف اسٹارم رکھا گیا۔

ابی سینیا کیطرف جو دو قاصد بھیجے گئے تھے وہ کیرو میں پہونچے ۔ وہان سے ایک تو عربستان کیطرف اور ایک ابی سینیا کیطرف روانہ ہوا۔ پیڈرو ڈی کوولم جو ابی سینیا کو گیا تھا راہ میں مارا گیا۔ مگر الفنسو ڈی پینہا ہندوستان میں ملیبار کے کنارے تک آنکر قاہرہ پلٹ گیا۔ جان نے اپنے قاصدون کی خبرگیری کے لئے دو یہودی بھیجے تھے وہ قاہرہ مین اس سے ملے۔ اسنے اپنا پورا سفرنامہ اور اسکے ساتھ ہی ایک سمندر کا نقشہ یہودیون کی معرفت اپنے بادشاہ کیخدمت مین بھیجا۔ اسنے اپنی تحریر مین یہ بھی لکھا تھا کہ مین اپنی ذاتی وتعقیقات اور سیاحون کے بیانات سے یہ کہہ سکتا ہون کہ افریقہ کے گرد ہوکر ہندوستان کی بحری راہ ہے ۔ اس سفرنامے سے تمام یورپ کو یقین ہو گیا کہ بہت جلد پرتگیز ہندوستان پہونچین گے ۔

وینس کو بڑا خوف پیدا ہوا کہ اب ہمارے فائدے پرتگیزون کو منتقل ہونے والے ہین ۔گو پرتگیزون کو ہندوستان کی راہ ملنی کی پوری امید تھی مگر ایسے طویل سفر کی جرات نہ ہوتی تھی ۔ اسی حالت مین ناگہان امریکہ کے ملنے کے خبر یورپ مین

مشہور ہوئی

حصّہ دوم

(کولمبس کی تحقیقات امریکہ)

کولمبس قدیمی باشندہ جنیوا کا تھا - پھر وہ پرتگال مین رہنے لگا ابتدا سے اسے جغرافیہ اور نجوم کا بہت شوق تھا - لاطینی زبان سیکھکر تھوڑے سے جغرافیہ مین معلومات پیدا کرتے ہی اسنے جہاز رانی کا کام سیکھنا شروع کیا - اسوقت اسکی عمر کل چودہ برس کی تھی سیڈیٹیر ینیین سی کے متواتر سفرون سے وہ پورا واقف کار ہوگیا - ایک بار جہاز کے ڈوبنے سے وہ لکڑی کے سہارے ایک میل تیر کر زندہ بچا - جوان ہوکر اسنے بارتھولومیو پیرسٹرولو نامی ایک نہایت باوقعت اور مشہور جہاز ران کی بیٹی سے شادی کی - اسلئے اور بھی اسکی شہرت ہوئی - بہت سی مختلفون سے اسنے پرتگیز فرنگی کل لوآباد یان جاکر دیکھین اور اسے خود شوق پیدا ہوا کہ نئی تحقیقات مین کوشش کرے -

اس زمانے مین تمام یورپ کی آنکھین اسطرف

لگی ہوئی تھین کہ ہندوستان کی بحری راہ دریافت ہو۔ کولمبس نے چپا سنے اور سنے جغرافیے کو دیکھکر جو خیالات مجتمع کیے تھے وہ فلورنس کے ایک فاضل ٹاسکنلی نامی سے ظاہر کیے۔ اسنے بھی کولمبس کے خیالون کی تائید کی۔ اب اسنے اسکے تجربے کیطرف توجہ کی اور پہلے اپنے ملک کو نفع پہونچانے کے ارادے سے جنیوا مین آنکر ہدیہ کا خواستگار ہوا۔ گو جمہوری سلطنت تھی مگر اسے مدد نہین ملی۔ اس ناکامی سے وہ پست ہمت نہ ہوا۔ ناکہ لسبن جاکر شاہ جان سے مدد مانگی۔ مگر یہان بھی اسکی باتون پر کسی نے توجہ نہ کی۔ مجبور ہوکر ۱۴۸۴ء مین وہ اسپین کو گیا۔ وہ زمانہ فرڈینینڈ بادشاہ اور ازابیلا بیگم کی حکومت کا تھا۔ اور اسپین کی سلطنت مور کی لڑائیون مین مصروف تھی۔ پانچ برس تک اسپین کے دربار مین کولمبس کی باتون پر غور ہوا کیا اور آخر مین یہ جواب ملا کہ ان لڑائیون سے فارغ ہوکر غور کیا جائے گا۔

اس سے قبل کولمبس نے اپنے بھائی کو انگلینڈ مین ہنری ہفتم سے مدد مانگنے بھیجا تھا تاکہ یہان ناکامی ہو تو انگلینڈ کے ذریعے سے کام نکلے۔ اسکا بھائی ڈاکوؤن کی قید مین مبتلا ہوگیا۔ جب وہان سے رہا ہوکر انگلینڈ مین پہونچا تو ظاہری سامان

اسکا اب نہ تہا کہ دربار شاہی تک اسکی رسائی ہوتی۔ کولمبس کو
جب بہائی کا کچہ حال معلوم نہ ہوا تو اسنے خود انگلینڈ جانے کا قصد
کیا۔ مگر اسکے ایک دوست زوان پیرز نامی نے اسے روک لیا
اور دوبارہ بادشاہ بیگم کے دربار مین پہونچا۔ مگر اس ملاقات
کا بھی وہی نتیجہ تہا۔ اس دفعہ کی ناکامی سے وہ انگلینڈ کیطرف
روانہ ہوگیا۔ ادہر اہل اسپین کو قوم پر پورے طور سے فتحیابی
ہوئی۔ بادشاہ بیگم نے راہ سے کولمبس کو بلاکر کہا کہ گو اسوقت
خزانے مین روپیہ نہین ہے مگر اس کام کے واسطے مین اپنا زیور
فروخت کر کے تمہارے سفر کی تیاری کرتی ہون۔ چنانچہ سب
مراتب طے ہوکر ۱۷ اپریل سنہ ۱۴۹۲ء کو کولمبس نے پانچ دفعات
کے اقرارنامے پر دستخط کئے جسکا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) بادشاہ و بیگم اسپین نے کولمبس کو نسلاً بعد نسلٍ جو نئے
قطعہ زمین وہ تلاش کرے اون پر با اختیار کیا۔

(۲) انتظام کے واسطے اگر افسرون کی ضرورت ہوگی تو کولمبس
تین نام پیش کرے گا۔ بادشاہ کو اختیار ہے اون مین سے
جسکو چاہے نامزد کرے۔ مگر اعلے ملازمت کا عہدہ کولمبس ہی کے
خاندان مین رہے گا۔

(۳) نو آبادیون کی تجارت سے دسوان حصہ کولمبس کو ملے گا۔

(۴) نو آبادیون کے متعلق باقاعدہ کوئی قضیہ پیدا ہو تو کولمبس خود یا اپنی طرف سے جج مقرر کرکے فیصلہ کرے۔

(۵) نئے ملکون کی تحقیقات مین آیندہ جو خرچ ہوگا اوسکا آٹھوان حصہ کولمبس ادا کرے اور اون کی تجارت سے آٹھوان حصہ کولمبس کو ملے گا۔

مئی ۱۴۹۲ء تک سب سامان سفر درست ہو گیا۔ انڈالوسیا علاقے مین پالس ایک چھوٹا سا بندر ہے۔ وہان جہاز مہیا کئے گئے۔ زوآن پیریز کا مکان بھی اسی علاقے مین تھا۔ اسنے کولمبس کی امداد کی بہت سے آدمیونکو ترغیب دلائی۔ جسکی وجہ سے اسے روپیہ بھی ملا اور دو پنزان خاندان کے حقیقی بھائی جو بہت دولتمند تھے اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ صرف تین جہاز بنائے گئے تھے۔ دو چھوٹے تھے اور ایک بڑا تھا۔ بڑے جہاز کا نام اسنے سانتا میریا رکھا اور خود اسکا کنڈیل بنا۔ چھوٹے دو جہاز پنزآن خاندان کے دونون بھائیون کے سپرد کئے۔ ان مین سے ایک جہاز کا نام پنٹا اور ایک کا نگنا رکھا۔ سو فرسہ خلاصیون کے نوسے آدمی تھے۔ ایک سال کا سامان

جو دو نوش جہازوں پر بار کیا گیا۔ اسکے سفر کی تیاری میں ... لاکھ ہزار روپیہ صرف ہوا تھا چونکہ اسوقت تک جہاز سازی کی اصلاح نہیں ہوئی تھی اسلئے وہ بہت ناقص تھی۔

جمعہ کے دن ۳ اگست سنہ ۱۴۹۲ء کو کولمبس نے اپنے جہازوں کا لنگر اوٹھایا۔ ۱۳ اگست کو وہ کانری جزیرے میں پہونچا۔ ۷ ستمبر سنہ ۱۴۹۲ء کو وہان سے وہ ٹھیک مغرب کیطرف روانہ ہوا۔ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۴۹۲ء کو حساب سے معلوم ہوا کہ کانری جزیرے تین سو کوس دور نکلگئے۔ وہان یہ واقعہ عجیب نظر آیا کہ قطب نما کی شمالی سوئی مغرب کیطرف ٹرنے لگی۔ کل مسافروں کو سوائے کولمبس کے خوف ہوا۔ مگر اسنے بلطائف الحیل سب کا خوف دور کیا۔ کانری سے چھ سو کوس کے فاصلے پر سمندر مین جابجا اسقدر گھاس نظر آئی کہ وہان سے جہازونکو عبور کرنا مشکل تھا۔ اکتوبر مین جب کولمبس نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ گیارہ سو کوس سے زیادہ سفر کر چکے۔ کچھ مدت کے بعد ایک جزیرہ نظر آیا جہانکے رہنے والے بالکل وحشی اور ننگے تھے کولمبس نے سان سالواڈور اسکا نام رکھا۔ فی الحال جن جزائر کو باہاما کہتے ہین۔ منجملہ ان کے یہ بھی ہے جزائر کانری کے آخری جزیرہ گومیرا نامی سے یہ جگہ تین ہزار

۲۵

1472

میل سے زیادہ دور ہے - کولمبس نے چل پھر کر دیکھا تو باشندونکو محتاج پایا - اسی سبب سے اسنے خیال کیا کہ یہ ہندوستان نہین ہے بلکہ ایشیا کا کوئی حصہ ہے - وہان کے لوگون کے گلے مین سونیکے ٹکڑے دیکھکر اشارے سے کولمبس نے دریافت کیا کہ یہ کہان ملتا ہے انھون نے جنوب کیطرف اشارہ کیا - ہندوستان کی دہن مین سات آدمیون کو ساتھ لیکر وہ اسطرف جہاز سے گیا - راہ مین چند جزیرے ملے ان مین سے تین بڑے بڑے جزائر کا نام اسنے سنیٹ میری - وڈ نینڈا اور ایت بیلا رکھا - یہان سے اور آگے بڑہا تو ایک بہت وسیع قطع زمین نظر آیا - سان سالہا ڈور کے آدمی ساتھ تھے - انکے ہمراہ دو آدمی اسپنے کرکے اس قطع کے حالات معلوم کرنے کو کولمبس نے انہین روانہ کیا - لوگ تیس میل جاکر پلٹ آئے اور کہا کہ یہان کے لوگ بہت ہوشیار معلوم ہوتے ہین - اور سونے کا استعمال زیادہ ہے - سان سالہا ڈور کے باشندے اس آبادی کو کیو با کہتے تھے - کیو با والون سے اہل اسپین نے سونے کی کان دریافت کی تو انھون نے ہلیٹی جزیرے کیطرف اشارہ کیا - کولمبس ۶ دسمبر سنہ ۱۴۹۲ع کو ہلیٹی مین پہونچا - جس بندر مین وہ لنگر انداز ہوا اسکا نام سینٹ نکلس اور جزیرہ کا نام ہسپانیولا رکھا - یہان کے

باشندون نے سونے کی کان پورب کیطرف تبلائی - کولمبس وہان سے روانہ ہوکر جس مقام مین پہونچا اوسکا نام سنیٹ ٹامس رکھا - وہان کی وحشی اقوام کا حاکم کیپ فرانکائس مین رہتا تھا اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے حاکم اس قطعہ زمین کے تھے - جنسے کولمبس نے راہ و رسم پیدا کی - اور زمین کی زرخیزی و شادابی کی وجہ سے وہان اپنی مختصر آبادی قایم کرنے کی تجویز کی - حکام کی اجازت سے ایک مختصر قطعہ بناکر (۳۸) آدمی آباد ہوے - اس آبادی کا حاکم کولمبس نے ڈای گوڈی آرینیو ایک اسپنش کو مقرر کرکے ۴ر جنوری ۱۴۹۳ء کو اسپین روانہ ہوا -

۱۵ر مارچ ۱۴۹۳ء کو وہ پالس بندرگاہ مین داخل ہوا اور جہان سے وہ سات مہینے گیارہ روز پہلے روانہ ہوا تھا - دوبارہ بخیر و خوبی وہان پہونچا - بادشاہ و بادشا بیگم بارسیلونا مین اسوقت تہین - کولمبس کے ورود کی خبر سنکر بڑے اعزاز و اکرام سے اسے دربار مین بلایا اور سفر کے حالات سنکر اشتہار جاری کیا کہ آج سے کولمبس بھی اعلے طبقہ معززین مین داخل ہو گیا -

چونکہ ہنوز یہ خیال باقی تھا کہ ہندوستان ان جزائر

تحقیق شدہ کے قریب ہی ہوگا اسلیئے اسکا نام انڈیز (ہندوستان) کے پاس کے جزائر رکھا گیا
جب ہندوستان کے قریب کے جزائر تحقیق ہوئے تو ان جزائر کا نام ویسٹ انڈیز اور
ہندوستان کے جزائر کا نام ایسٹ انڈیز رکھا۔

حصہ سوم

(واسکوڈی گاما اور ہندوستان کی راہ)

یہ ہم پچھلے حصے میں بیان کر چکے ہیں کہ شاہ جان والی پرتگال
نے ڈائز کو ہندوستان کی راہ تلاش کرنے کو بھیجا تھا اور وہ کیپ آف
گڈ ہوپ تک آیا تھا۔ اسکے بعد کچھہ دنوں نئی تحقیقات کا سلسلہ بند رہا۔
جان ۱۴۹۵ء میں مرا اور اوسکا جانشین امانیول ہوا۔ اسکو بھی نئے
ملکوں کی تلاش کا شوق تھا۔ گو ارکان دولت مانع تھے مگر اسنے
کسیکی نہیں سنی۔ اور جہازوں کو درست کرکے واسکوڈی گاما کو روانہ
کیا۔ ۸ جولائی ۱۴۹۷ء کو واسکوڈی گاما نے بندرگاہ سے
لنگر اوٹھایا۔ کچھہ دنوں کے بعد وہ ایک جزیرے میں ٹھہرا جسکا نام
اسنے سنیٹ ہیلینا رکھا۔ سفر کرتے کرتے وہ کیپ آف گڈ ہوپ
سے بھی نکل گیا۔ ناٹال کے کنارے کنارے جہاز بچانے میں
تباہی کا خوف تھا اسلیئے کنارے سے جہاز دور کرلیئے گئے۔ اور
اسی باعث سے سوفالا شہر انھیں راہ میں نہیں ملا جو تجارت کے لئے

لئے مشہور مقام تہا - راہ مین ایک ایسی آبادی ملی جہان کے باشندے
ریشمی لباس پہنے تھے - اپنی ضرورتین پوراکرنے کے واسطے
چند روز وہان ٹہرکر اسنے ۲۴ر فروری ۱۴۹۸ء کو وہان سے کوچ
کیا - پانچ روز مین موزنبق پہونچا - یہان کے باشندے
بھی کپڑے وغیرہ پہنے تھے جس سے یقین ہوا کہ مہذب ملک کے قریب
آگئے ہین - موزنبق کے پاس سنٹ جارج ایک جزیرہ ہے وہان سے
واسکوڈی گاما یکم اپریل ۱۴۹۸ء کو روانہ ہوا - تھوڑے دنون کے
سفر کے بعد ممباسا مین داخل ہوا - بے لطفی کے ساتھہ وہان
تھوڑا قیام کرکے ملنڈا کیطرف سکان پھیرے گئے - ملنڈا اپنی
خوشحالی اور زینت مین مشہور تہا - وہان کا حاکم گو مسلمان تہا مگر اس
زمانے مین مسلمانون کی اخلاقی حالت ایسے اعلے درجے پر تھی کہ
پرتگیزون کو وہان بہت آسایش ملی - واسکوڈی گاما چند بار شہر
مین طلب ہوا مگر نہ گیا - حاکم شہر خود ملنے آیا اور باہمی اتحاد
کی بنیاد قایم کی -

واسکوڈی گاما نے ۲۶ر اپریل ۱۴۹۸ء کو افریقہ کا
کنارہ چھوڑکر بحر ہند مین جہازرانی شروع کی - ملنڈا سے چلکر
بیسوین روز اسے ہندوستان کا کنارہ یعنے کالیکٹ کی بندرگاہ

نظر آئی - اسوقت کی مسرت کا کیا پوچھنا ہے - اب اسے فکر ہوئی
کہ یہان تجارتی حقوق قایم کیے جائین - اسوقت مسلمانون نے
شمال مین حکومت قایم کر لی تھی - اور جنوب کی طرف قدم نہ بڑہا ئے
تھے - جنوب مین کل ہندو حکومتین قایم تہین - ملیبار کے کنارے پر
بڑی زبردست حکومت ہندو کی تہی - اور دارالسلطنت کالیکٹ
تہا - اس حکومت نے تجارت کے واسطے ہر ایک قوم کو عام
اجازت دے رکھی تہی - یہان مسلمانون کی تجارت بڑے زور پر
تھی - واسکوڈی گاما نے سفارت کے ذریعے سے راجہ سے بندرگاہ
پر اوترنے کی اجازت حاصل کی اور دربار مین بھی رسائی ہوئی -
مسلمان تاجرونکو اسکی آؤ بھگت سے بہت خوف ہوا اور اندرونی
ترکیبون سے راجہ کو ان پرتگیزون کا اہنون نے دشمن بنا دیا -
یہان تک کہ واسکوڈی گاما اپنے وطن کو روانہ ہوا - واپسی مین
اسے بہت سی تکلیفین پہونچین -

راہ مین میڈیگاسگر کو بھی گیا - مگر وہان کے سختی برتاؤ
کی وجہ سے ملنڈا مین جاکر ٹھہرا - خلاصی اسقدر مرچکے تھے کہ تین
جہازون کی حفاظت ناممکن تہی اسلیے ایک جہاز اسنے جلا دیا - زنجبار
وغیرہ دیکھتا ہوا بخیریت کیپ آف گڈ ہوپ سے گذر کر وہ اطلنٹک اوشن

مین داخل ہوا۔ ۲۲ مہینہ کا سفر کرکے واسکوڈی گاما ۲۹ اگست ۱۴۹۹ء کو دریائے ٹیگس مین قدم
رکھا ۱۰۰ خلاصی ہمراہ لیگیا تھا مگر صرف ۵۵ واپس آئے۔ حقیقتہً تہذیب کی ترقی جہازرانی کی
ترقی سے وابستہ ہے۔ اگر یہ نئی ملک نہ معلوم ہوتے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ یورپ موجودہ عروج پر نہوتا

حصہ چہارم

(جہازرانی یا اسٹیمر)

جسطرح کہ خشکی کی تجارت کو ریل سے فائدہ پھونچا اسیطرح بحری
بلکہ اس سے بھی کہین زیادہ بحری تجارتون کو اسٹیمرون سے فائدہ
ہوا۔ دخانی جہازون نے تمام قطع دنیا کو باہم مسلسل کردیا ہے اور
امید ہے کہ یہ سلسلہ اور پائدار ہوگا۔ یورپ اور امریکہ نے اسٹیمرون
کی وجہ سے جو خاص نعمت آئی ہے خوب فائدہ اوٹھایا اور اوٹھارہے
ہین۔ یہ کیسی خوش قسمتی ہے کہ کوئلے کی کانین بھی ان کے قبضے
مین ہین۔

آج سے دو ہزار برس پہلے انگلنڈ کو بالکل معلوم نہ تھا کہ
جہاز کسکو کہتے ہین۔ یا آج اسکی بندرگاہون مین ہزارون جنگی
اور تجارتی اسٹیمر لنگر انداز ہین۔ دو ہزار برس پہلے انگلنڈ مین
مچھلی مار لوگ ایک چھوٹی سی کشتی بنانا جانتے تھے جس سے مچھلیان
پکڑا کرتے تھے۔ یہ کشتی ایک بانس کی ٹوکری ہوتی تھی جسے چمڑے

سے مدد لیتے تھے - معلوم ہوتا ہے اس قسم کی کشتیاں انگلینڈ مین سنہ ۵۶۳ ء تک جاری تہین کیونکہ اسی سال مین کولمبا نامی آئرش مشنری کا اسکاٹ لینڈ مین اسی قطع کی کشتی کے ذریعے سے آنے کا ثبوت کامل ملتا ہے -

سنہ ۸۷۱ ء مین الفریڈ انگلینڈ کا بادشاہ ہوا - اسنے اپنے عہد حکومت مین جہاز سازی کو خوب ترقی دی - رفتہ رفتہ ایسی ترقی ہوئی جو آج پیش نظر ہے - ابتداً اگر بادبانی جہاز تیار ہوے مگر انکا چلنا ہوا کی مناسبت پر منحصر تہا - اور ابر و طوفان مین نہایت خوفناک حالت ہوتی تہی - اسلئے ہر ایک کی خواہش یہ تہی کہ کوئی ایسی ایجاد ہو جس سے جہاز ہر حالت اور ہر موسم مین سفر کر سکے -

گذشتہ زمانے مین رومن لوگ رہٹ کے چرخے کیطرح اپنی کشتیون مین چرخیان لگاتے تھے اور اون مین ڈورے باندھکر حرکت دینے سے کشتیان چلتی تہین - اس ایجاد قدیم کے نمونے پر سنہ ۱۶۸۵ ء مین جنوبی اسکاٹ لینڈ کے باشندے سٹر ٹلر نے چرخیان لگاکر جہاز بنایا - چونکہ چرخیان آدمیون کو گھمانا پڑتی تہین اور محنت زیادہ تہی اسلئے اس اصلاح سے کوئی فائدہ نہین ہوا - حالانکہ مسٹر ٹلر نے اس دہن مین اپنی تمام دولت صرف

کر ڈالی اور بالکل تلاش ہو گیا۔ اسکے بعد سمنگٹن نامی ایک انجینیر نے خیال کیا کہ اگر چرخیان انجن کے ذریعے سے متحرک کیجائین تو کوئی دقت نہ ہوگی۔ چنانچہ اسنے نہایت محنت اور دقت سے ایک چھوٹا جہاز بنایا جسکی رفتار فی گھنٹہ ۷ میل تھی۔ گویا اسٹیمر کی ترقی کا وہی جہاز پہلا نمونہ تھا۔ مگر اسکی طرف کوئی خاص توجہ نہین ہوئی۔

موجودہ صدی کی ابتدا مین ایک امریکن فلٹن اتفاق سے اسکاٹ لینڈ مین وارد ہوا۔ سمنگٹن نے اپنے نئے اسٹیمر کی چرخیان دکھا کر اسکے سب حالات بتائے۔ اسکی ترکیب سمجھکر فلٹن بہت جلد امریکہ کو آیا۔ اور ایک اسٹیمر بنانے کی کوشش کی۔ اسکی کوشش رائگان نہ گئی۔ سنہ ۱۸۰۷ء مین اسنے ایک عمدہ اسٹیمر بنایا۔ اور ہڈسن دریا مین اسے چھوڑا۔ اسکی رفتار فی گھنٹہ پانچ میل تھی۔ تماشائیونکو اسکی رفتار سے بہت بڑی حیرت ہوئی۔ یہی اسٹیمر مسافرونکو ہلہ بار دریا کے پار لے گیا۔ اسکے بعد اسی نمونے پر ممالک متحدہ امریکہ مین صرف تیس برس کے عرصے مین نئے اسٹیمر ۱۳ سو تیار ہوئے۔ سنہ ۱۸۱۱ء مین ہنری بیل نے اسکاٹ لینڈ مین ایک اسٹیمر بنایا جسکا نام کامیٹ تھا۔ دریائے کلائڈ

مین آمد و رفت کے واسطے یہ بنایا گیا تھا ۔ مگر ایک مدت تک لوگ اسمین سفر کرنے سے خوف کھاتے تھے ۔ اور آج تمام دنیا مین سب سے بڑا اسٹیمر بنانے کا کارخانہ کلائڈ دریا کے کنارے واقع ہے ۔

رفتہ رفتہ ان دخانی جہازونکی آمد و رفت سمندر مین شروع ہوئی ۔ اوّل اسکاٹ لینڈ ۔ اور آئرلینڈ مین سلسلہ تجارت و آمد و رفت قایم ہوا ۔ پہر انگلینڈ اور فرانس مین سلسلہ شروع ہوا اسکے بعد بتدریج بحر جنوبی ۔ بالٹک اور میڈیٹرنیین سی مین اسٹیمر جاری ہوئے ۔

سائنا نے سنہ ۱۸۱۹ء مین کچہہ بادبان اور کچہہ انجن کے ذریعے سے نیویارک سے لورپول تک بحری سفر چھبیس روز مین ختم کیا ۔ سنہ ۱۸۳۸ء تک رفتار کی تیزی زیادہ نہین ہوئی تہی البتہ اسی سال مین سیریس نے اس سفر کو انیس روز مین پورا کیا اور اب تو اسکی نصف مدت سے بہی کم مین یہ سفر ختم ہوتا ہے

کلکتہ مین ایک انعامی اشتہار جاری ہوا تہا کہ جو شخص انگلینڈ سے ہندوستان کو اسٹیمر لائے اوسے ایک لاکھہ روپیہ انعام ملے گا ۔ یہ انعام ایک شخص نے سنہ ۱۸۲۵ء مین نہایت

تشکل سے حاصل کیا۔ مگر راہ مین کوئلہ کے کم ہوجانے سے
بادبانی جہاز کے برابر ایام صرف ہوے

سنہ ۱۸۲۷ء مین لفٹننٹ واہن نامی ایک خلاصی
کلکتہ مین تھا۔ اسنے لنڈن اور کلکتہ کے درمیان سلسلہ
آمد و رفت قایم کرنے کے لئے اسٹیمر جاری کیا۔ مگر اس سے
کوئی فایدہ نہین ہوا۔ سنہ ۱۸۳۷ء مین لنڈن مین ایک کمپنی
اسٹیم نیوی گیشن نامی لنڈن پرتگال اور اسپین کے
درمیان اسٹیمر جاری کرنے کے واسطے قایم ہوئے۔ اسنے
اپنے کام مین بہت کامیابی اور فایدہ حاصل کیا۔ یہانتک
کہ سنہ ۱۸۴۰ء مین کارخانے نے ایسی ترقی کی کہ اسکے مناسب نام
رکھنا پڑا۔ اور آج وہ کمپنی پی۔ او کمپنی کے نام سے
دنیا بھر مین مشہور ہے۔ یہ جہاز پیشتر سویز سے مال اور
مسافر لیکر لنڈن سے اسکندریہ تک اور وہان سے
سویز تک آتے جاتے تھے۔ سویز مین بحر احمر مین دوسرے
جہاز ملتے تھے وہ چین جاپان اور ہندوستان کو آتے جاتے
تھے سنہ ۱۸۶۹ء مین نہر سویز کی تیاری نے سب دقتین مٹادین
اور اس کمپنی کے جہاز براہ راست ہندوستان اور دوسرے

ملکون کو جانے لگے ۔

ادہر تو اہل ممالک نے جہازون کی بناوٹ اور تیزی رفتار مین سیکڑون اصلاحین کین اور ادہر بحری راہون کی صفائی مین کوششین کین ۔ کامیٹ جو پہلا انگلش اسٹیمر تہا ۔ اسکے انجن مین صرف چار گھوڑون کی طاقت تہی اور پچیس ٹن مال لیجانے کی گنجایش تہی ۔ آجکل آٹھ سو گھوڑون کی طاقت کے انجن اور سات ہزار ٹن مال لیجانے والے اسٹیمر بہت سے موجود ہین ۔

گریٹ اسٹرن کمپنی کا بڑا اسٹیمر تو ۲۲ ہزار ٹن مال کا ہے ۔ جسطرح کہ جہاز وسیع ہوتے جاتے ہین اسیطرح اسکی رفتار مین بھی تیزی ہوتی جاتی ہے ۔ فلٹن کا اسٹیمر ایک گھنٹہ مین صرف ۵ میل جاتا تہا ۔ مگر آج فی گھنٹہ بیس میل تک اسٹیمر جا سکتا ہے اور عموماً رفتار کی اوسط فی گھنٹہ بارہ میل پڑتی ہے ۔ ابدنون لندن کی ڈاک کا جہاز ستره روز مین بمبئی مین آجاتا ہے ۔ ترقی کی کوئی حد معین نہین ہو سکتی ۔ کیا عجب ہے کہ آئندہ اس سے بہی زیادہ رفتار ہوجائے اور لندن کا سفر صرف آٹھ روز مین ختم ہو

مین یونائٹیڈ کنگڈم مین بیس ہزار اسٹیمر تھے اور اون پر دو لاکھ خلاصی کام کرتے تھے ۔

سچ ہے جس ملک مین فنون جنگ کے جاننے والے عالم وفاضل اور مدبر جمع ہون وہی ملک ترقی کرسکتا ہے ۔ جس زمانے مین مسلمانون مین یہ باتین تھین دنیا مین کوئی قوم ان کی طرف آنکھ اوٹھاکر نہین دیکھ سکتی تھی اور تمام عالم حیرت سے ان کی ترقیون کو دیکھتا تھا مگر افسوس! افسوس! آج وہی مسلمان ہین جنکی حالت زار پہ غیر اقوام کا دل پسیجتا ہے مگر وہ خود متنبہ نہین ہوتی اور کاہلی کے خواب سے بیدار نہین ہوتی فقط

راقم
احمد علیخان

انگلستان کی صنعت و حرفت کا تاریخی حال

انگلینڈ یا انگلستان جو فی زمانہ صنعت و حرفت کے لحاظ سے مہذب اور غیر مہذب دونوں ملکوں مین یکسان عزت کے ساتھ مشہور ہے ۔ وہ صنعت و حرفت کی تدبیرین سوچنے مین آجکل کیطرح ہمیشہ سے ممتاز نہین رہا ہے ۔

ان دوسرے ملکون کیطرح کہ جہان کسی کام کی شروع مین بہت سی مزاحمتین اور رکاوٹین پیش آتی رہتی ہین ۔ انگلستان کو بھی اپنی موجودہ روش اختیار کرنے کے آغاز مین بہت سی مزاحمتین اور دقتین اوٹھانی پڑی ہین ۔

لیکن اخیر مین انگلستان نے بھی اون ملکون کیطرح ہدایت پائی کہ جو دقتین اور مشکلین اوٹھانے کے بعد اپنی ترقی کی معراج کو پہونچا کرتے ہین ۔ اور رشتہ شدہ انگلستان نے وہ قابل رشک ترقی کی ۔ کہ

اوسکے اوائل زمانے کے دوسرے حریف اوسکو حیرت اور
استعجاب کی نظر سے دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے ۔

انگلستان کو جو شکسپیر اور نیوٹن جیسے قابل
اور فاضل شخصون کو پیدا کرکے اپنی مردم خیزی پر کچھہ تھوڑا
سا غرور اور اپنے قوانین و آئین پر ذرا فخر ہے ۔ اوسکے
تسلیم کرنے مین تو اور دوسری قومین کچھہ تامل بھی کرتی ہین
لیکن اوسکی صنعت و حرفت کے لحاظ سے وہ ہی قومین اسکی
عظمت کا اقرار کرکے اوسکو عزت و فخر کے سنگہاسن پر
جگہ دیتی ہین ۔

انگلستان نے جب صنعت و حرفت کے میدان
مین اوّل اوّل قدم رکھا ہے تو اوسکے ہمقدم اور بھی بہت
سی دوسری قومین تھین ۔ اور اطالیہ والے ہوئے یا جرمن
والے ۔ فلیمش اور بعض اعتبار سے ڈچھہ لوگ بھی ۔ یہ سب کے
سب تو اوس میدان مین اسکے پیشرو تھے ۔

بہت ہی ابتدائی زمانے مین اگر سچ پوچھیے
تو انگلستان کو نہ تو تجارت سے کسیقدر کی شہرت اور
نہ صنعت و حرفت کے کارخانون سے کسی قسم کی رونق نصیب تھی

مگر اوسپر بھی تیسری صدی عیسوی کے آخر مین رومن لوگون نے بہ نسبت فرانس کے انگلستان کے سرشت مین میکینکل صنعت و حرفت کی قابلیت کا بہت کچھ اندازہ کیا تھا۔ اور امتداد زمانہ کے ساتھ بعض ضرورتون کے لحاظ سے اوسکی میکنکل قوت مین تھوڑی یا بہت کچھ نہ کچھ تحریک ہوتی ہی رہی۔ لیکن پھر بھی الفرڈ اعظم کے زمانے تک اوس مین اتنی قدرت اور طاقت نہین تھی کہ وہ اپنے تمام اغراض مین میکنیکل قوت کو کام مین لا سکتا۔

الفرڈ اعظم کے بہت زمانہ بعد تک کی جو انگلستان کی تجارت اور صنعت و حرفت کی تاریخین لکھی گئی ہین۔ اُن مین سوائے اسکے کہ تجارت اور صنعت و حرفت کے لحاظ سے انگلستان کا پیچھے ہی رہنا پایا جاتا ہے اور کوئی عمدہ حالت نظر نہین آتی۔

البتہ تیرھوین صدی اگر کسیقدر فخر کر سکتی ہے تو وہ ناروی اور فلینڈرس کے ساتھ تجارتی عہدنامے لکھے جانے۔ کتان کے کارخانے قایم ہونے۔ گنج یا آڑھتی دکانین کھلنے اور فولادی اشیاء کے تاجر فراہم ہونے پر

11

کر سکتی ہے - لیکن یہ سب باتین اسقدر ناکافی تھین کہ اوس
قوم کی آیندہ صنعت و حرفت کی ترقی کی نیک فال ہونے سے
بھی دور تھین - کیونکہ بڑے بڑے کاروبار سب غیر ملک
کے لوگون کے ہاتھ مین تھے - انگلستان کی دارالضرب
کے انتظام کے اعتبار سے تو وہان گویا اطالیہ والون کا سکہ
ہی بیٹھا ہوا تھا -

بایں ہمہ اس صدی کے مقابلے مین چودھوین
صدی مین انگلستان کو بہت کچھ ترقی نصیب ہوئی - چنانچہ
اسی صدی مین اڈورڈ اول نے ایک شاہی فرمان کے بہ
چارٹا مرکیٹوریہ کے ذریعے سے - المین - فرانس - اسپین
پرتگال - اٹلی وغیرہ اور نیز اور دوسرے ملکون کے تاجرون
کو کہ جو انگلستان سے رشتہ تجارت پیدا کرنا چاہین امن دینے
اور حفاظت مین لینے کا اعلان دیا - اس سے یہ مفید نتیجہ نکلا
کہ تاجرون کی آمد و شد کی راہ کھل گئی کہ جو آگے چلکر انگلستان
کی صنعت و حرفت کی ترقی کے حق مین بہت مفید اور کارآمد
ثابت ہوئی کیونکہ اسوقت تک انگلستان کے اصلی باشندے
خود تو غیر ملکون مین بہت کم جہازرانی کرتے تھے اور اونکے

یہان کی پیداوار دوسرے ہی ملک کے لوگ اپنے اپنے جہازون مین
بھر کر بطور اشیاے تجارتی باہر لے جاتے تھے - بعض انگریزی جہاز تو بیشک
ایسے تھے کہ جو بالٹک تک کبھی کبھی جاتے رہتے تھے لیکن اون مین سے ایک
بھی ایسا نہ تھا کہ جسنے میڈی ٹرنی نین کے ساحل کی کبھی صورت بھی دیکھی ہو!
جہازسازی کی حالت بھی اوس زمانے مین درست نہین تھی - چنانچہ معلوم ہوا
ہے کہ اڈورڈ اول نے جو چند جہاز فلپ دی فیر کو دیے تھے اون مین
کے بڑے سے بڑے جہاز مین بھی صرف ۱۰ ہی آدمی سما سکتے تھے -
گیلیز بھی اڈورڈ سوم نے ۱۳۴۳ء مین بمقام نالس بنوائی
تھین -

۴۳

کچھ بھی کیون نہ ہو مگر پھر بھی اوس زمانے مین
خوشحالی کا پلہ برطانیہ ہی کی طرف جھکتا رہتا تھا - وجہ یہ
تھی کہ اوس حالت مین بھی اوس کے مال کی برآمد - درآمد
سے سات گونہ قیمت کے برابر کچھ زیادہ ہی ہوتی تھی
حالانکہ اوس وقت تک وہان کی برآمد مین باستثناء
چند روی چمڑے اور بہ راہیات سے کپڑے کے اور جتنی

---

(۱) یہ چھوٹے جہازون کی ایک قسم کا نام ہے -

چیزین تھین وہ سب ادنے اور کم وقعت مثل پشم سیسہ اور ٹین وغیرہ کے ہوتی تھین جو باہر جاتی تھین - کیون کہ اوس صدی کے تمام ہونے تک بھی وہان کے لوگون نے اون چیزون سے اپنی ضرورتون کے مطابق کوئی اختراع یا کسی قسم کی ساخت نہین سکی تھی - اسی صدی یعنے ۱۳۸۱ء مین ایک قانون "نیوی گیشن ایکٹ" کے نام سے بھی نافذ ہوا تھا جسکی غرض یہ تھی کہ تمام برٹش رعایا کو اس امر کی ممانعت کیجائے کہ وہ سوائے اون برٹش جہازون کے کہ جن مین کثرت کے ساتھ اونھین کی قوم کے آدمی ہون اور کسی دوسرے جہازون مین اپنا تجارتی مال نہ بھرنے پاوین - اس صدی یعنے ۱۳۹۰ء مین ایک اور مفید بات یہ ہوئی کہ اونی کپڑون کی درآمد یک لخت موقوف کرائی گئی -

پندرہوین صدی اگرچہ انگلستان کی تاریخ مین سب صدیون سے زیادہ منحوس اور بدبخت صدی ہے - لیکن جہان تمام دنیا اوس سے اکثر نئی نئی اور پوشیدہ چیزون کا علم حاصل کرنے کی وجہ سے اوسکے احسان کی زیر بار ہے - وہان بعض باتون کے لحاظ سے انگلستان بھی اوسکے احسانات

سے عہدہ بر انہیں ہو سکتا۔

اسی صدی میں انگلستان کو اس قسم کے اکثر ذریعے میسر آئے ہیں کہ جن کی برکت سے پیشتر کی بہ نسبت وہ اُس صدی میں اپنے پشمینہ کی صنعت کی طرف زیادہ توجہ کرنے لگا تھا۔

چنانچہ ۱۴۶۳ء میں جو غیر ممالک سے مختلف قسم کی تجارتی چیزوں کا آنا بند کیا گیا تھا۔ اُس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اوسوقت خود انگلستان میں وہ چیزیں بنائی جانے لگی ہوں گی کہ جسکی وجہ سے اُن چیزوں کی درآمد وہاں بے سود سمجھی گئی جن چیزوں کی درآمد اوسوقت موقوف کی گئی تھی اون میں کی خاص خاص یہ تھیں۔

(۱) ہر قسم کے پشمینے کا سامان۔

(۲) اشیا کی وہ قسم کہ جنکے خاص اجزا چمڑا یا لوہا ہوسکتے تھے۔

(۳) چند قسم کی ریشمی چیزیں۔

اس بیان سے اسباب کا بھی پتہ لگ سکتا ہے کہ اوس زمانہ میں صنعت وحرفت یا احتیاج نے عیش وعشرت کے مقابلے میں کہاں تک ترقی کی تھی۔ یہ سب کچھ سہی۔ لیکن وہ منافع اور فائدے کہ جو انگلستان کی قسمت میں یورپ کی عام کمالیت سے حاصل کرنے بدے تھے

اون کا زمانہ ہنوز بہت دور تھا - یہانتک کہ سولھوین صدی مین بھی جاکر وہ اوسکو پورے پورے نہین حاصل ہوسے - تاہم بھی سولھوین صدی مین اوسکی تجارت میں جسقدر نمایان ترقی ہوئی وہ بہت غنیمت تھی - انگلستان کو یہ بات سولھوین صدی مین نصیب ہوئی تھی کہ اوسکے جہاز پشم اور چمڑے کے جوڑے بھر کر لیوانٹ کے سمندرون مین گذرنے لگے تھے - افریقہ کے مغربی کنارے - برزیل ٹرکی اور سینڈی نیویا کے جزائر سے اوسکا تجارتی لین دین شروع ہوگیا تھا -

نیدرلینڈس مین بھی اوسکی تجارت کو بڑی وسعت ہوگئی تھی - اگرچہ پشم کی برآمد ابھی تک برابر جاری تھی لیکن اوسپر بھی انگلستان مین اونی کپڑے کثرت کے ساتھ بنے جانے لگے تھے - اینٹورپ کے تباہ و برباد ہونے پر ریشم کی بنش بہا صنعت بھی انگلستان ہی کے ہاتھ لگ گئی تھی -

الغرض اس صدی مین انگلستان کی تجارت مین یہانتک اور دلچسپ

افزائش ہوئی کہ سنہ ۱۵۹۰ء مین ملکہ ایلزبتھ نے جو چودہ ہزار پونڈ محصول کے لگائے تھے۔ دس برس کے اندر ہی اندر اون مین اسقدر توفیر ہوئی کہ اونکی نوبت پچاس ہزار پونڈ تک پہونچگئی۔

ایک طرف تو سرکاری اور تجارتی جہاز اپنے وزن اور تعداد بڑھانے مین کوشش کر رہے تھے اور دوسریطرف اون کی بندرگاہین یا لنگرگاہین اور گودام وغیرہ اپنی اپنی ترقی پر تُل رہے تھے۔ اور اسی صدی کے خاتمہ کے قریب انگلستان نے تمام دُنیا کے گرد گھومنے اور نئے نئے ملکون کی دریافت کرنے کا بیڑا اوٹھایا تھا۔

سترھوین صدی کے وہ معرکے جنمین انگلستان ہنوز تک مصروف رہا ہے اونہون نے گذشتہ دوسو برس کے معرکون کے مقابلے مین بلحاظ دلیری اور جانبازی انگریزون کے قوم مین ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کردیا تھا

انگلستان مین ہنری پنجم کا زمانہ اگرچہ اوس ملک کو بہادری اور شجاعت کا زمانہ گنا جاتا ہے مگر شجاعت وبہادری کو صنعت وحرفت اور تجارت سے جہان تک لگاؤ ہے اوسکو سب ہی جانتے ہین۔

محاربات روزز[۲] مین انگلستان کے لوگ اوس سے بڑھ کر کچھ حصہ نہین لے سکے کہ مقدر محاربات میرتیس اور سلا مین روتہ الکبرے والون نے لیا تھا۔ حاصل کلام یہ کہ انگلستان مین ایسی ایسی بے موقع اور ناواجب کوششون سے کبھی کوئی بھی نمایان ترقی نہین ہوئی۔

ہان البتہ سترہوین صدی مین جو چارلس اول کے زمانے مین انگلستان مین خانہ جنگیان اور معرکہ آرائیان ہوئی تہین اون مین سے اکثر لڑائیان ملک کی آزادی حاصل کرنے کے لیے لڑی گئی تہین۔ اون مین خواہ نصرت خواہ ہزیمت جو ہوئی اوسنے وہان کے لوگون مین ایک حد تک شایستگی کی روح پھونکنے مین اعجاز کا کام دیا۔

---

(۲) یہ لڑائی انگلستان کے دو خاندانون یعنی یورک اور لنکسٹر مین تاج و تخت پر ہوئی تہی۔ سنہ ۱۴۵۵ع سے لیکر سنہ ۱۴۸۵ع تک ۳۰ برس برابر ہوا کی۔ اس عرصے مین مشہور مشہور ۱۲ لڑائیان لڑی گئین جنمین دونون فریق کے لاکھون آدمی تلف ہوئے اور ہزارون نواب اور شاہزادے کٹ گئے۔ چونکہ یورک والون کی فوج کے سپاہیون کا تمغہ سفید گلاب کا پہول اور لنکسٹر والون کے سپاہیون کا تمغہ سرخ گلاب کا پہول تھا اور گلاب کے پہول کو انگریزی مین روز کہتے ہین اسلئے ان پہولون کی وجہ سے یہ جنگ "جنگ روزز" کے نام سے مشہور ہے۔

اوسکی برکت سے ترقی کی نہرلین بڑی تیزی کے
ساتھ طے ہوئین - امریکہ مین نوآبادیان قایم ہوئین - انگلو
امریکین لوگون کی مرفہ الحالی کی بنیاد پڑی - غیر ممالک سے تجارتی
عہدنامے مرتب ہوئے - اور صنعت وحرفت مین وہ نمایان ترقیان
ہوئین کہ جنکی نظیر اوس کے بہت بعد تک کے زمانے مین بھی نہین
ملتی ہے -

ملک کی تجارتی حالت نے بھی اسدرجہ ترقی پائی کہ وہی
محصولات کہ جو سنہ ۱۶۱۳ء سے تیس برس قبل پچاس ہزار پونڈ
کی مقدار مین وصول ہوئے تھے - اب سنہ ۱۶۱۳ء مین ایک لاکھ
اڑتالیس ہزار پونڈ کی مقدار کو پہونچگیے - اسکے علاوہ ملک کی
مالی حالت بھی اوس رتبے کو پہونچگئی تہی کہ سنہ ۱۶۴۱ء اور سنہ ۱۶۴۷ء
کے درمیان پارلیمنٹ نے بادشاہ سے مقابلہ کرنے کو سامان جنگ
کے لئے چالیس ملین روپے منظور کیے تھے -

جمہوری سلطنت کے جیسے بدترین زمانے بھی انگلستان
کی تجارت محفوظ رہی اور اوسکی صنعت وحرفت کو کسیطرحکا صدمہ
نہین پہونچا - چنانچہ اسکا ثبوت اوسوقت کے قوانین بحری کے
آرام وآسایش ملحوظ رکھنے اور کرامول غاصب سلطنت کی عاقلانہ

پالسی برتنے سے کافی طور پر ملتا ہے۔
سر جمیس چائلڈ اپنی محقق کتاب "ڈسکورسس آن ٹریڈ"
(Discourses on Trade) مین لکہتے ہین کہ باوجود چند
صنعتی شاخون کے مفقود ہونے کے ۱۶۷۰ء مین تمام چیزون کی
برآمد مین بہ نسبت پہلے کے ایک تہائی کی توفیر ہوئی - ایک اور
قابل وثوق اور محقق شخص سر ولیم پٹی (Sir William Petty)
نے اس سے چالیس برس بعد کا حال لکہا ہے اوس مین وہ
اسکی نسبت توفیر آمدنی مین زیادہ اوسط بڑہنا ظاہر کرتے ہین۔
ان سب باتون سے قطع نظر کرکے اس عرصے
مین بہت سی چیزون مین المضاعف اور بہت سی مین سہ چند اور
چہار چند ترقی ہوئی۔ ڈاکخانہ جات کی آمدنی کہ جو ملک کی صنعت
و حرفت اور تجارت کی ترقی کی ایک یقینی اور بہت بڑی علامت
ہے اوس مین بھی ایک اور بیس کی نسبت سے اضافہ ہوا۔
جس زمانے مین خاندان اسٹوارٹ کے لوگ انگلستان سے
بدر کئے گئے تھے اوس زمانے کی ترقی کا ذکر ڈی وی نانٹ
(Devenant) نے اپنی تحریرون مین اسطرح
کیا ہے کہ ۱۶۶۰-۱۶۸۸ کے عرصے مین سرکاری جہازون کا وزن

باسٹھ ہزار ٹن سے ایک لاکھ گیارہ ہزار ٹن ہوا اور تجارتی جہازون کا وزن اس سے بھی المضاعف ہو گیا۔ محصولات سائر کی آمدنی مین تین لاکھ نو ہزار پونڈ سے پانچ لاکھ پچپن ہزار کی نوبت ہوئی انگلستان کی زمینون کے لگانات۔ لگانات اور معدنیات وغیرہ کے محصولات کہ جو سنہ ۱۶۶۰ء مین ساٹھ لاکھ پونڈ کی شمار مین تھے وہ سنہ ۱۶۹۸ء مین ایک سو چالیس لاکھ پونڈ کی شمار کو پہونچگئے اور رہ قطعات آراضی کہ جو سنہ ۱۶۶۰ مین بارہ برس اور سنہ ۱۶۹۸ مین اٹھارہ برس کے تقاوری پر تھے ان کی جملہ آمدنی مین بہتر ملین سے دوسو بارون ملین افزونی ہوئی۔

جیسے جیسے یہ ترقیان یکے بعد دیگرے ہو اکین ویسے ہی ویسے لوگ ان کو انگلستان کی ترقی کی انتہائی حد خیال کیا کئے یعنے لوگ تو یہی خیال بیٹھے کرتے رہے کہ بس انگلستان کی ترقی اب اپنی معراج کو پہونچ چکی ہے وہ اوس سے اور زیادہ ترقی کر سکے یہ ممکن نہین۔ مگر انگلستان اپنی صنعت وحرفت کے ہاتھون دن دوگنی اور رات چوگنی دولت سمیٹنے مین ہمیشہ پہلے سے زیادہ مستعد ہی نظر آیا کیا۔

اٹھارہوین صدی عیسوی مین جبکہ لوگون نے دیکھا

کہ انگلستان کی صنعتی چیزون کی نوآبادیون مین اس کثرت سے کھپت ہونے لگی ہے۔ اور وہانسے جنس سوداگری کی چیزین انگلستان مین اسقدر آنے لگی ہین تو اونھون نے بعقیدہ "ہر کمالے را زوال" اسپر یہ بدگمانی کی کہ یہ ضرور انگلستان کو اوسکی ترقی کے عرش سے اوتار کر ادبار اور تنزل کے عالم مین سلا کر رہے گی۔ انکے گمان کے خلاف یہ ہوا کہ انقلاب سلطنت کا ہنگامہ جو اسی صدی کا ایک قابل یاد واقعہ ہے اوسنے انگلستان کو بلحاظ اوسکی صنعت وحرفت ونیز تجارت وہ ترقی دی کہ جسکی نظیر اس سے پہلے کی تاریخ مین کہین ڈھونڈے بھی نہین ملتی اسکے علاوہ اس صدی کی بدولت انگلستان کو یہ برکتین اور نصیب ہوئین۔ ڈی وی نانٹ کے معتبر بیان کے موافق سنہ ۱۶۸۸ء جیسے سال مین کہ جو ناسازگاری موسم کے اعتبار سے انگلستان کے لیے گویا ایک بلاے بے درمان تھا ساڑھے چھہ ملین سے زائد زائد کی برآمد ہوئی۔

سنہ ۱۷۰۹ء مین محصولات سائر کی جملہ آمدنی تو ڈیڑھ ملین اور انقلاب سلطنت کا ہنگامہ فرو ہونے کے وقت ذاکخانجات کی آمدنی اکیس ہزار پونڈ تھی۔ پھر بشمول اصلی محصول کے

اوس ایک تہائی کے کہ جسکو پارلیمنٹ نے رعایۃً کم کردیا تہا سنہ ۱۷۱۵ع
مین ان دونون مدون مین نو ہزار پونڈ کا اضافہ ہوا رفتہ رفتہ
روپیہ کی سود کی شرح مین کمی ہونا شروع ہوئی اور یہانتک ہوئی کہ
سنہ ۱۷۴۹ع مین سود کم ہوتے ہوتے تین فیصدی رہگیا۔ سود کی اسقدر
کم شرح ہونے سے پارلیمنٹ کو بھی یہ آسانی ہوئی کہ وہ مصارف کا
روپیہ منظور کرتے وقت کسیطرح کے پس وپیش کرنے سے چھوٹ گئی۔
چنانچہ ایسا ہوا کہ سنہ ۱۷۶۱ع مین علاوہ اوس تین ملین روپیہ
کے کہ جو قرضہ قومی کے سود مین دیا گیا تہا اور بیس ملین کے قریب
روپیہ منظور کیا گیا۔

اسکے بعد جو انگلستان مین جنگ وجدال کی گھنگھور گھٹا مچھائی
اوسنے بھی اپنے اثر سے انگلستان کی صنعتی خوش اقبالی اور تجارتی مرفہ الحالی
کے زوال کا خیال پیدا کرکے لوگون کو کسیقدر ڈرانا چاہا تہا۔ مگر اوس سے
انگلستان کی صنعت وحرفت یا تجارت کو کسیطرحکا صدمہ نہین پہونچا
چنانچہ اسکی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ اوسکے دو برس بعد
اور نیز سنہ ۱۷۸۶ع مین یعنے انگلو امریکن لوگونکے خودمختار ہوجانے کے
وقت انگلستان کے جملہ محصولات سائر کی شمار ساڑہے پانچ ملین سے
اوپر او پر تھی اور برآمد مال کا تخمینہ چھہ ملین اور واگذاشت جات کی آمدنی

کا اندازہ نصف ملین کیا گیا تھا - سرکاری اور تجارتی جہازون کا وزن یورپ اور امریکہ دونون کے جہازون کو ملا کر اُن کی تین چوتھائی وزن کے مساوی تھا اور یہ کہ خزانے مین بھی نو لاکھ اونیس ہزار دو سو نوو پونڈ خرچ ہونے کے بعد پندرہ ملین اور تیرہ لاکھ ستانوے ہزار چار سو اکھتر پونڈ جمع تھے -

اس طور پر اس قیامت کی شایستہ قوم نے پھر وہ ترقی حاصل کی کہ جسکے بعد بادی النظر مین سوائے زوال کے اور کوئی حد نظر نہین آتی تھی گویا چار و نطرف سے بھر رہی "ہر کما لے را زوال" کی صدا کانون مین گونج رہی تھی -

اونیسوین صدی نے انگلستان کو ایک ترقی کی ایک منزل اور چڑھا کر یہ دکھلا دیا کہ اون پہلے حدود سے آگے بڑھکر ترقی کی ابھی اور بھی حد ہے - اسکے ثبوت مین ہم معزز ناظرین کے سامنے اس صدی کا ابتدائی زمانہ یعنے ۱۸۲۳ء پیش کرتے ہین کہ جسمین محصولات سائر کی آمدنی ساڑھے گیارہ ملین - اور مال کی برآمد باون ملین تھی کہ منجملہ جسکے ۴۳ ملین انگلستان خاص کی صنعت وحرفت کی اشیاء کی برآمد بھی شریک حساب تھی - ڈاک خانہ جات کی آمدنی ڈیڑھ ملین اور مالگزاری کی مدمین ساڑھے ستاون ملین خرچ ہو کر چھ ملین کی بچت تھی - ہمارے زمانے

کم ہمت اور پست خیال لوگ جیسا کہ قدیم انگلستان کو بابرکت سمجھتے ہین ویسا ہی وہ اکثر ملکہ ایلزبتھ کے زمانے کو بھی مبارک خیال کرتے ہین۔ حالانکہ اوسکے عہد مین ملک کے تمام محصولات کی آمدنی زمانۂ حال کے محصولات کے ۱/۲۰ حصہ کی برابر ہوتی تہی ۔ یا یون کہئے کہ اوس زمانہ کی کل آمدنی اس زمانے کے صرف ڈاک خانہ جات کی آمدنی کے ۱/۲ حصے کے قریب قریب تھی ۔

کسی قوم کو آجتک یہ بات نصیب نہین ہوئی کہ اوس کے ۲۰ ملین آدمیون نے اپنے دست و بازو کی قوت سے یعنے صنعت و حرفت کے ذریعے سے استقدر دولت و ثروت حاصل کی ہو۔

قصہ مختصر یہ کہ انگلستان زمانہ بزمانہ صنعت و حرفت مین ترقی کرتے کرتے اس صدی مین اوس رتبے اور عروج کو پہونچگیا ہے کہ اگر آج اسکے تنزل اور ادبار کی پیشین گویان کرنے والے پچھلی صدی کے لوگ زندہ ہوتے تو وہ اسکو ترقی کے اون مدارج پر پہونچے ہوئے دیکھکر اوّل تو بہت متعجب ہوتے اور پھر آیندہ کسی معاملے مین پیشین گوئی کرنے سے توبہ کر لیتے ۔

انگلستان کی خوش قسمتی اور اوسکی ترقی کا ایک یہ بھی باعث ہے کہ ہندوستان کیطرح وہان کی عورتین مسند تکیہ لگا کر یا کوچ

اور صوفہ سنبھاکر کبھی بیکار نہین بیٹھین ۔ وہان کے مرد اور عورتین برابر
ایک واجب اور جائز محنت کے عادی ہین ۔ خود اونکے دماغ
کی سوجھ اور ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزین مال کی برآمد مین پانچ
چھ تہائی کی نسبت سے ہوتی ہین ۔

ترقی تجارت و صنعت کے متعلق سب سے زیادہ
مفید یہ طریقہ ہے کہ ایک چیز کی تجارت اور صنعت کے متعلق جتنے کچھ
سامان اور لوازمات درکار ہون وہ سب تجارتی گروہ کو اپنے
ہی اہتمام سے تیار اور مہیا کرنے چاہئین ۔ یعنے انکو جن چیزون
کی ساخت منظور ہو ۔ اول اونکا مصالحہ خود ہی پیدا کرین ۔ پھر
اونکو اپنے ہی کارخانون مین بنا دین اور تیار ہونے کے بعد
اونکو اپنے ہی جہازون مین بھر کر اپنے ہی ملک ۔ اور اپنے ہی
قوم کے لوگون کی سربراہی سے باہر روانہ کرین ۔

قریب قریب یورپ کی تمام سلطنتین بڑی گرمجوشی کے
ساتھ آجکل محنت شعار اور صناع بن رہی ہین ۔ مگر ابھی تک اون مین
سے کسیکو بھی اس قیمتی اور مفید طریقے پر پورے طور سے عمل کرنا
نصیب نہین ہوا ۔ کیونکہ اس طریقے کے عمل پیرا ہونے مین ایک
بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ مختلف چیزین کہ جو صنعت مین درکار ہوتی ہین

اون مین سے بعض تو گرم اور بعض سرد ملکون سے مخصوص ہوتی ہین
اسلیئے اون سب کو بلا لحاظ طبقات ایک ہی ملک مین پیدا کرنیکی
کوشش علم طبیعیات کے قاعدے سے لغو اور بے سود ٹھرتی ہے
ہان اگر اسکا خیال رکھا جائے کہ جس زمین مین جس چیز
کے عمدہ پیدا کرنے کی قابلیت ہو اُس مین وہی چیز پیدا کرائی جائے
اور اوسکو باہر بھیجکر اسکی عوض یا تبادلہ مین ایسی دوسری چیزین
کہ جو وہان نہ پیدا ہو سکتی ہون وہ لائی جائین تو بلاشبہ اس
تدبیر سے بھی بہت بڑا نفع پہونچ سکتا ہے۔ اور صنعت کی غرض
اُس حصہ محنت سے پوری ہو سکتی ہے۔ کہ جو اون چیزون
کے آنے پر اونکی ساخت مین اون لوگون کو کرنی پڑے گی
اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ انگلستان مین اگرچہ ریشم پیدا نہین
ہوتا تاہم ریشمین کپڑے بنے جاتے ہین۔ حالانکہ وہان نیل
کی کاشت بالکل نہین ہوتی لیکن پھر بھی نیل سے ریشم رنگنے کے
کارخانے موجود ہین۔ اور یہ کہ وہ تمام پشم کہ جو وہان جاکر
لتتا ہے۔ یا وہ تمام لوہا کہ جو وہان بھیجکر فولاد مین ڈہلتا ہے
وہ تمامہ وہین کا پیدا کیا ہوا نہین ہوتا ہے۔ مگر تاہم انگلستان
کو جو برتری بلحاظ صنعت و حرفت یا تجارت حاصل ہے وہ اوسکو

یہ چیزین ایسی کم قیمت ہین ولا دیتی ہے کہ جس سے وہ مثل زہین کی پیداوار کے پڑرہتی ہین۔ اسی خیال کی بنیاد پر انگلستان نے یہ ایک بڑی عقلمندی اور فہم کا کام کیا ہے۔ کہ مشرقی ممالک کی ادویہ وغیرہ پیدا کرنے پر اونسے اپنے ہان کی زمین اور آب وہوا کو جو اونکے ناموافق اور خلاف ہے مجبور نہین کیا۔ بلکہ وہ اونکو ممالک مشرقیہ سے ہی بطور درآمد کے منگاکر اپنا کام نکالتا ہے۔ علی ہذ القیاس وہ کچی دہات یا معدن خام سے ناکارہ اور رنکمے اوزار بنانے کی کوشش نہین کرتا۔ بلکہ وہ جہان سب سے عمدہ نکلتی ہے وہان سے اوسکو بطور درآمد کے منگاکر اپنی قابل قدر محنت سے اوسکے قیمتی قیمتی اوزار بناکر باہر بھیجتا ہے اور اونسے خاطرخواہ روپیہ وصول کرتا ہے۔

صرف انگلستان ہی ایک ایسا ملک نہین ہے کہ جسنے خصوصیت کے ساتھ اس عاقلانہ اور مفید طریقے کی پیروی کی ہو بلکہ دنیا کی وہ تمام مبارک قومین کہ جو تجارت سے کچھ بھی دلچسپی اور صنعت و حرفت سے ذرا بھی دلبستگی رکھتی ہین وہ بھی سب اسی طریقے کو اختیار کئے ہوئے ہین۔ مگر فرق اسیقدر ہے کہ دنیا مین آجتک ایسی کوئی سلطنت قایم نہین ہوئی کہ جسنے انگلستان کیطرح اپنی جان

اور اپنے ال کو بے درد ہو کر نیچر کی پیدا کی ہوی اون نادر
چیزونکے پیچھے صرف کر دیا ہو - اور یا یہ کہ دنیا کی غیر ضروری
نا قدر - اور نہ چھونے کے قابل چیزونکو اونسے اپنی ذکاوت کے
زور - اپنے بیش بہا وقت کی مدد اور اپنی قابل قدر صنعت
و حرفت کی برکت سے مہذب ملکونکے بازار ون کی زیب اور
رونق بنا کر انگلینڈ کیسی بے شمار اور لا انتہا دولت پیدا کی ہو -
۱۸۲۳ء مین جو انگلستان سے باہر کی پیدا شدہ چیزون
کی برآمد ہوئی تھی اُن مین سے دس ملین تو ایسی تھین کہ جن مین
بڑی جفاکشی اور ملاحی کے اعلے درجے کی لیاقت اور سرگرمی
صرف کی گئی تھی - اور باقی ۸۰ ملین وہ تھین کہ جن مین معمول سے
چوگنا نہین بلکہ کہین زیادہ وقت - ذکاوت - اور صنعت و حرفت
کے ہنر سے کام لیا گیا تھا - اس سے پہلے جو لوگ کہ انگلستان
کو صرف ممالک غیر کی پیداوار کی بار برداری اور اوس کی
نوآبادیون کی کثرت کیوجہ سے باوقعت سمجھتے تھے - اب اوسکی
یہ کرامات دیکھکر وہ لوگ اسکی صنعت و حرفت کی ترقی کے
اعتبار سے بھی اوسکی عظمت کے دل سے قایل ہو گئے -
کوئی ایسی خاص وجہ ہے کہ جو ہمکو کافی طور پر تحقیق کے

ساتھ تہذیب اور عیش و عشرت مین فرق بتلا سکے اور تمیز کرا سکے!

یہ کام تو ہمکو وقت کی قدر و قیمت کا معلوم ہوتا ہے
اور وقت کی قدر و قیمت اُس چیز سے اندازہ کی جا سکتی ہے۔
کہ جو چیز اوسکی توجہ سے پیدا ہوتی ہے ایک اعلے درجہ کی فہم
اور فراست ایک ناچیز "لمحہ" کو بھی ایسا قابل قدر اور قیمتی
بنا دیتی ہے کہ جو جو برکتین اور فائدے حضرت انسان کو اوس سے
پہونچنے لگتے ہین وہ اوسے کہین زیادہ ہوتے ہین کہ جو سُستی
و کاہلی کے ہاتھون کہین برسون اور صدیون مین جاکر بھی
مشکل سے پہونچ سکتے ہین۔

عیش و عشرت مین پڑکر خود پرست بننا ہمارے وقت
کو ذرا بھی قیمتی اور قابل قدر نہین بنا سکتا۔ ہان البتہ قوائے
ذہنی کو مناسب طریقے سے کام مین لانا بلا شبہ وقت کو اکسیر
بنا دیتا ہے۔

قوائے ذہنی مین جو مادہ اختراعی ہے وہی تہذیب
کا گویا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ وقت مین جو اشیا کی پیدا
اور مہیا کرنے کی طاقت ہے اوسکا اندازہ اُن چیزون کی مقدار
اور ماہیت سے اور نیز اس سے کہ وہ کہان تک انسان کی

ضرورتون مین کار آمد ہو سکتی ہین اچھی طرح کیا جا سکتا ہے۔

دنیا مین سب سے زیادہ مہذب و شائستہ اور
مبارک قوم ہم اوسکو کہنا پسند کرتے ہین کہ جو اپنی محنت ذرا
صنعت و ضرورتون کی بدولت دنیا کو ایک بہت ہی قلیل مدت مین
عمدہ سے عمدہ اور قیمتی سے قیمتی چیزین بہم پہونچا سکتی ہو۔

جس تیزی سے کہ انگریز صنعت کی عمدہ عمدہ چیزین
بناتے ہین ۔ ویسے ہی وہ ارزانی کے ساتھ بکتی بھی ہین ۔
یہ ہرگز نہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ ارزانی غیر محدود ہوتی ہے
یا آنکہ قیمت کی کمی درجہ اوسط کی صنعت کی سکا فاتہ ہے۔

" تہذیب " خراب اور ذلیل چیزون سے بھی عبث یا
بے فائدہ چیزین نہین بناتی ہے ۔ یہ کام تو ہوتا ہے " عیش و عشرت "
اور ریا اور اوسکی مصاحب " کاہلی " کا کہ جو ذرا اپنے آپ کو
بڑا جفاکش دکھلانا چاہا کرتی ہین " تہذیب " ہمیشہ عمدہ اور
ستھری چیزون کے ایجاد کرنے کیطرف مائل اور متوجہ
رہتی ہے۔

انگلستان کے جزیرے کو اسبات کا فخر اور سچا فخر
ہے کہ اوسکے ہان لپٹینہ کا خرچ فی آدمی یورپ کے اور دوسرے

خوشحال ملکون سے المضاعف ۔ اور تمام براعظم یورپ مین بشمول اوسکے سرد حصون کے جبقدر اوسط پڑتا ہے اوس سے بھی اورچار گونہ زائد ہے !!!

خاتمہ

کاش مفلس اور فاقہ زدہ ہندوستان بھی انگلستان سے اوسکی صنعت وحرفت کی برکتون کا سبق حاصل کرکے اپنے آپ کو خوشحال اور مالا مال بنانے کی کوشش کرتا! اگر وہ یہ سمجھے ہوئے ہے کہ اوسکی فلاح وبہبود کا مقصد صرف ہائی ایجوکیشن یعنے اعلے تعلیم سے پورا ہوجائے گا تو یہ قیامت تک ممکن نہین ۔ ہم دیکھتے ہین کہ ہندوستان مین تعلیم کا یہ اولٹا اثر پڑ رہا ہے کہ قدیمی پیشے والے لوگ بھی اپنے اپنے پیشونکو چھوڑکر تعلیم یافتہ ہونیکے گھمنڈ مین نوکریان ڈھونڈتے پھر رہے ہین ۔ مگر ملازمت کا میدان اس قدر تنگ ہے کہ ملک کے تمام تعلیم یافتہ لوگ کسیطرح اوس مین نہین سماسکتے ۔ یہ لوگ تعلیم پاکر اپنے آبائی اور جدی پیشون کو تو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگتے ہین اور نوکری اون سب کو ملتی نہین ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اون کا نامبارک وجود ملک مین خوشحالی اور فارغ البالی پیدا کرنے کی بجائے

اوس مین اور افلاس اور تباہ حالی کو بڑھاتا ہے۔

ہماری رائے مین ملک کو آسودہ حال بنانے کے لئے اس سے زیادہ مفید اور کوئی تدبیر نہین کہ صنعت و حرفت بھی تعلیم کے ہم پہلو سمجھی جائے۔ علم کی تعلیم گاہین تو ملک کے لوگون کو درستئی اخلاق کا سبق اور مسرت روحی سے دنیا مین زندگی بسر کرنے کا طریقہ سکھاتی ہین۔ صنعت و حرفت کے مدرسے اور کارخانے ملک مین کھولکر اُن کے ذریعے سے ملک کے لوگون کو "اپنے ہاتھون سے اپنی حالت سوارنا اور درست کرنا" بھی سکھانا چاہئے۔

راقم

مجیب احمد

عقل اور اوس کا استعمال

اپنے عقل سے کام لینا ہر انسان کا فرض ہے انسان کو چاہیے
کہ اپنی توجہ اور غور کو ایسی باتون مین صرف کرے جو اوسکی
زندگی کو مفید اور معزز بنا دین - جنہون نے دُنیا مین آکر بڑے
بڑے کام نمایان کئے ہین اور جیسے مخلوق خدا کو از حد فائدہ
پہونچا ہے - ان کے حالات اسبات کے تجربے شہادتین پیش
کرتے ہین کہ کوئی وقت ایسا نہین معلوم ہوتا کہ جس مین عقل کی
ہدایت کی ضرورت نہ پڑتی ہو - [illegible] نے ایک دفعہ
شایع کیا تہا کہ روکاہلی کے معنے سمجھنے مین لوگ غلطی کرتے ہین
لوگ یہ سمجھتے ہین کہ ہاتہ پاؤن سے محنت نہ کرنا - کام کاج
محنت ضروری مین چستی نہ کرنا - اور کھٹے بیٹھے پھرنے مین سستی کرنا کاہلی
ہے مگر یہ خیال نہین کرتے کہ دلی قوا کو بیکار چھوڑ دینا سب سے
بڑی کاہلی ہے - دنیا مین تمام خوبیان بغیر کافی سرگرمی یا عقلی [illegible]

کے کبھی حاصل نہین ہو سکتین ۔

نیوٹن سے ایک دفعہ کسینے پوچھا کہ تجھے مشکل مسائل ریاضیہ سمجھنے مین کسطرح کامیابی ہوئی تو اوسنے جواب دیا کہ مین نہایت استقلال سے متوجہ رہا ہون اور تمام مشکل مسائل ریاضیہ کو اتنی مدت تک زیر غور رکھا کہ واقفیت کی روشنی مانند ابتدائی صبح کے مجھپہ تک ظاہر ہوئی"

بفن نے بھی لکھا ہے کہ " عقل استقلال اور تحمل کا نام ہے" ان باتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ عقل کو مصروف کرنے مین گو بہت سی دقتین پیش آتی ہین سر درد کرنے لگ جاتا ہے طبیعت اوکتا جاتی ہے مگر جو انمرد ہے جو اوسوقت استقلال سے کام لے اسنے کہا ہے کہ " نہایت ضعیف ذہن بھی توجہ اور غور سے مشکل مسائل ریاضیہ کو سمجھہ سکتا ہے اور ایسی کوشش سے ہزارون نتیجے سمجھہ مین آسکتے ہین" یہ مسلم امر ہے کہ جب تک کسی شئے کی خوبی کو عقل سے تسلیم نہ کیا جاوے اوسکی وقعت ہرگز ذہن نشین نہین ہوتی پس جس شخص کا ارادہ اعلے درجے کی عزت اور مرتبہ حاصل کرنے کا ہو اوسکو چاہئے کہ اپنی عقل سے کام لے عقل ایک ایسی شریف اور لا بدل قدر طاقت ہے کہ جتنا اس سے

کام لو اتنی ہی بڑھتی ہے اور درستی حاصل کرتی ہے۔ برٹن نے اپنی کتاب اناٹمی اوف میلنکولی میں تحریر فرمایا ہے کہ جسطرح بند یا استادہ پانی میں کیڑے مکوڑے پیدا ہوجاتے ہیں اسیطرح قوا ذہنی بھی اگر ان کو بیکار چھوڑ دیا جائے زنگ لگ جاتا ہے۔

انسان کو جب تک وہ اپنی عقل کو اپنا رہنما نہیں بناتا ہرگز خوشی یا طمانیت یا تکمیل ذہنی میسر نہیں آسکتی۔ جو شخص اپنی عقل سے کام نہیں لیتا وہ کبھی کسی عزت یا مرتبے کو حاصل نہیں کر سکتا بلکہ اسکی عادت میں وحشیانہ پن ظاہر ہونے لگ جاتا ہے۔

(۲) اب ہمکو غور کرنا چاہیے کہ زندگی کی بقا کے لئے سب سے ضروری بات کونسی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا نے اسکو ایسے تعلقات میں پیدا کیا ہے جس سے وہ خود بخود کسیکو فائدہ پہونچانے یا کسی خدمت کو انجام دینے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں انسان کی بود و باش کے لئے ضروری ہے کہ اسکے پاس سامان زندگی ہو وہ اپنے لئے تن تنہا تمام اشیا بہم پہونچا نہیں سکتا کیونکہ ایک شے کے بہم پہونچانے میں

کئی اور اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے۔ زراعت کرنے کے لئے مختلف اوزاروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو لوہار سے بنائے جا سکتے اور لوہار کو اپنے اوزار بنانے میں بڑھی کی ضرورت پڑتی ہے۔ علےٰ ہذا القیاس پس انسان کے لئے ضروری ہے وہ سوسائٹی میں مل جل کر زندگی بسر کرے تاکہ اسکو اپنے لئے ضروری اسباب بہم پہونچانے میں دوسروں سے مدد مل سکے۔ مگر دوسروں سے یہ مدد ہرگز نہیں مل سکتی جبتک کہ وہ کسی خدمت کو انجام نہ دے وہ اپنے لئے سامان زندگی صرف اپنی خدمت یا کارگذاری کے بدل میں خرید سکتا ہے اسلئے اسکے واسطے ضروری ہے کہ وہ کوئی فن یا ہنر سیکھے اور اوس سے دوسروں کو فائدہ پہونچاتے اور اسکی عوض میں اپنے لئے مناسب اشیاء بہم پہونچاوے۔ پس غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جسطرح انسان کے ضروری سامان مثلاً خوراک کپڑا وغیرہ ضروری ہیں اسیطرح کسی ایسی خدمت کے انجام دینے کے لایق بھی بننا ضروری ہے کہ جس سے یہ سامان حاصل ہوسکے۔ اسلئے دنیا میں ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ اہل فن یا حرفت کی یا جو اپنی علمیت و قابلیت

سے دوسرون کی ضرورتون کو پورا کرنے کی لیاقت رکھتا ہے
اوسکی قدر ہوتی ہے ۔ یعنے جتنا وہ اپنی دانائی اور کوشش
سے دوسرون کو فائدہ پہونچانے کی لیاقت جسقدر زیادہ
رکھتا ہوگا اوسیقدر اوسکی پوچھ ہوگی ۔ اسطرح بھی بیان
کرسکتے ہین کہ جتنا کسی مفید مصروفیت مین انسان اپنے آپ کو
رکھے گا اوسیقدر وہ دنیا سے بھی فائدہ حاصل کرسکے گا اسیواسطے
پائتھاگورس نے لکھا ہے کہ " لیاقت اور ضرورت ایک دوسرے
کے پاس رہتی ہے " ۔ پس انسان کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اول
کسی ایسے ہنر یا فن کو سیکھے جسکی ضرورت زیادہ ہو اور بعد مین
اوسکو محنتی ہونا چاہیے تاکہ اسکی قوتون مین زنگ نہ لگے ۔
رابرٹ پیل ۔ پالمرسٹن ۔ ڈربی ۔ رسل ۔ ڈسرلی گلیڈ اسٹون
علاوہ ملکی پیچیدگیون اور مشکل معاملات پر غور کرنے کے
ہمیشہ سخت محنت کرنے کے عادی رہے ہین ۔ ان کی سوانح عمری
محنت اور مصروفیت کی سچی وقعت کو ظاہر کرتی ہین ۔ لوڈن
نے بہت ہی جلد زبان جرمنی حاصل کر لی اسکا باعث صرف
یہ تھا کہ وہ اعلے درجے کا محنتی تھا جبکہ وہ بیس برس کی عمر مین تھا
تو کہا کرتا تھا کہ قریبًا ۱/۳ حصہ عمر تو خرچ ہو چکا ہے افسوس کہ ابھی

تک سے جینے بنی نوع کے فائدے کے لئے کوئی کام سرانجام نہین دیا۔

جان ہنٹن کا باپ روٹی اور شراب بیچا کرتا تہا۔ یکایک ان پر ایسی تباہی پڑی کہ تمام اسباب اور روپیہ برباد ہوگیا۔ ہنٹن پہر اپنے چچا کے پاس رہنے لگا مگر اسکا چچا بہی لڑکی چہوڑکر چلا گیا۔ بعد مین اسی مفلسی کے زمانے مین اسنے نہایت حیرت انگیز ترقی کی۔ بانتھم مین یہ ایک تہخانے مین صبح سے ۱۱ بجے رات تک پڑہا کرتا تہا اسکی محنت کا نتیجہ ۲۷ تصانیف ہین۔

بنجمن فرنیکلن ملٹن۔ لاک۔ نیوٹن۔ سپنسر۔ شیکسپیر۔ ورڈسورتھ۔ سیموجانسن کے معزز حالات پڑہنے سے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ محنت اور مصروفیت مفلس سے مفلس شخص کو بہی اعلے درجے کا تونگر اور معزز بنا دیتی ہے اسیواسطے ڈاکٹر سمائلس فرماتے ہین کہ "جو شخص کچہہ کام نہین کرتا اور یہ خیال کرتا ہے کہ میرے لئے کوئی کام دنیا مین موجود نہین اوسکی حالت قابل ترس اور قابل لعنت ہے" یعنے قابل ترس تو اسلئے ہے کہ ایسا شخص ہمیشہ مفلس اور ذلیل وخوار رہتا ہے اور تمام خرابیان اور غلطیان ظاہر ہوجاتی ہین اور اوسکا ذہن درست اور ٹہیک عمل نہین کرسکتا ہے اور قابل لعنت اسواسطے ہے کہ وہ اپنے قوار اور

قابلیتون سے کام نہین لیتا جو ایک قسم کی خدائی ناشکری ہے اور
سخت گناہ ہے - جرمی ٹیلر فرماتے ہین کہ کاہلی زندہ آدمی کو
قبر مین دفن کر دیتی ہے - کاہل آدمی دین و دنیا کے لئے ایک نکما
وجود ثابت ہوتا ہے اور دوسرے کیطرح دنیا کی ضروریات اور
تغیرات سے جاہل رہتا ہے اسکی زندگی صرف وقت ضائع کرنے کی
غرض سے ہے اور وہ وحشی جانورون کیطرح سے زمین کی پیداوار
کو کہاتے ہین - جب ایسے انسان کا اخیر وقت آن پہونچتا ہے
تو وہ بغیر بنی نوع کے فائدہ پہونچانے کے مرکر گمنام اور ضایع ہوجاتے
ہین - نہ تو ایسے لوگ زراعت کرتے ہین نہ بوجہہ اوٹہاتے ہین بلکہ فضول
اور ضرر دہ امور سرزد کرتے ہین - کچہہ شک نہین کہ کاہلی سب سے
بہاری فضولخرچی ہے" اسیطرح سولن نے یہ بات کہی ہے کہ جو شخص
کاہل ہو اور کسی قسم کی محنت نہ کرے اوسکے لئے عدالت مین سزا مقرر
ہونی چاہیئے"

پس مین اپنے خیال کو نہایت دلسوزی سے ظاہر کرتا ہون
کہ ہماری قوم کو دنیا کی مہذب اور شائستہ اقوام کیطرح اپنی عقل
یا طاقت کو یعنے ذہنی وجسمانی قوا کو مصروف کرنا چاہیئے - اس
دنیا مین ایک فقیر بھی جسکے ہاتہہ پاؤن کٹے ہوئے ہون ہرگز خیرات کے

لینے میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا تا وقتیکہ دوسروں کو اپنے ارشادات سے متاثر کرنے کی یا انکو خوش کرنے کی یا انکے دل میں جلن پیدا کرنے کی استعداد و لیاقت نہ رکھتا ہو۔ دنیا کے لوگ ہرگز کسیکو عزت اور دولت نہیں دیسکتے تا وقتیکہ انکو اپنے فائدہ یا خوشی کی امید نہ ہو۔

اب غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے زندگی کے سامان زندگی ضروری ہیں اسیطرح کسی خدمت کے سرانجام دینے یا مصروفیت میں زندگی بسر کرنے کی بھی ضرورت ہے جس سے یہ سامان حاصل ہو سکیں۔

(۳) سکہ جاری ہونے سے اکثر دقتیں جاتی رہیں کیونکہ اگر سکہ نہ ہوتا تو از حد خرابیاں پیدا ہوتیں۔ مثلاً کسی شخص کو جوتے کی ضرورت ہے اور اسکے خریدنے کے لئے صرف اسکے پاس گندم موجود ہیں۔ مگر اتفاق سے موچی کو گندم کی ضرورت نہیں بلکہ صندوقچہ کی ضرورت ہے۔ اب اسکو اپنے گیہوں لیکر صندوقچہ والے کے پاس جانا پڑے گا۔ اور اگر بڑھئی کو گیہوں کی ضرورت ہوئی تو وہ اسکو صندوقچہ دے گا جس سے وہ موچی کو دیکر جوتے خرید سکے گا۔ پس انسان کی ضرورت اور عقل نے یہ بات سکھلائی کہ سکہ کو ایک واسطہ مقرر کرکے اس تکلیف کو رفع کر دیا جائے جسکے بدلے میں ہر چیز مل سکے۔

پس اب یہ بات صاف معلوم ہوجاویگی کہ زندگی کو آرام سے بسر کرنیکے لئے یا اسکے لئے ضروری اسباب مہیا کرنے کے لئے کافی روپیہ موجود ہو اسلئے مفلس اسکو کہتے ہین کہ جسکے پاس روپیہ کافی نہ ہو پس جتنا کوئی شخص قابل یا لایق ہوگا اتنا ہی وہ عزت ور روپیہ حاصل کریگا۔

(۴) جبکہ زندگی کے تمام کامون کا دار و مدار صرف روپیہ پر منحصر ہے اسلئے بعض انسان اسکو استعمال کرنے مین غلطی کرتے ہین جس سے محنت یا لیاقت کا عزن ہوتا ہے اسیواسطے پلوٹارک نے علم کفایت شعاری اور اس علم کو جس سے روپیہ کے درست استعمال کا طریقہ معلوم ہو سب سے افضل قرار دیا ہے کیونکہ اس علم سے حاکم ہو یا رعایا ہر شخص افضل زندگی بسر کرسکتا ہے جو شخص روپیہ کا مناسب استعمال کرتا ہے وہ اپنی ضرور یات کو پورا کرلیتا ہے اور غیر مہذب اور نفسانی خواہشونکے تقاضونکو قبضہ مین کرلیتا ہے جو حقیقت مین یہ سب سی بڑی خوشی کی پوزیشن ہے۔ کیونکہ جون جون انسانکے نفسانی تقاضون کو بستہ اور مقید کیا جاوے اسیطرح انسان کو خوشی ہوتی ہے اور روحانی قوتین اپنا ظہور حاصل کرتی ہین اور فضول خرچ شخص اپنی ضروریات کو تو ہرگز پورا نہین کرسکتا اور اپنی نفسانی خواہشونکو بڑھاکر اپنی اصلی طمانیت مین خلل ڈال لیتا ہے۔ اسلئے علم کفایت شعاری یا وہ علم جس سے روپیہ کا درست استعمال معلوم ہو انسان کی زندگی کے لئے سب سے زیادہ ضروری اور

سب سے اچھا مہذب بنا دیو الا ہے۔

امریکہ کے اضلاع متحدہ مین بنجمن فرینکلن نے جو ایک رسالہ جاری کیا تھا اس مین
کفایت شعاری اور شریف علم پر نہایت خوبی اور بسط سے بحث کی ہے اور
..... سب سے ضروری اور مہذب بتایا ہے آیڈم نے اپنی تحریر (
Living and high thinking) مین بھی تحریر فرمایا ہے
کہ انکو ہر حالت مین خواہ وہ کسی درجہ کا ہو روپیہ کو نہایت سوچ سمجھکر خرچ کرنا
چاہئے۔ کفایت شعاری ہر طالبعلم کے لئے ضروری ہے نہین بلکہ ہر عمر اور
ہر قسم کے لوگون کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ اس امر کو پیش نظر رکھین
کہ روپیہ کا مناسب استعمال انسان کو اعلے سے اعلے درجہ کی پوزیشن پر پہونچا دیتا ہے
جان لوزی نے کیا اچھا کہا ہے کہ "نامور شاعر فلاسفر فصحا اور بڑے بڑے
دانا آدمیون نے جو کہا ہے کہ "روپیہ سے محبت کرنا تمام برائیون کی اصل ہے"
یہ بالکل غلط اور نادرست ہے روپیہ مین کسی قسم کی خرابی نہین بلکہ تمام برائیان اور
شرارتین اسکی بد استعمالی سے پیدا ہوتی ہے" لوزی نے جو "طریق استعمال زر"
کے لئے تین قواعد مقرر کئے ہین وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہین۔ میرے
پہلے تینون پیرے گرافون کی تمہید صرف اس بیان کے لئے تھی کہ زندگی اور روپیہ
کا تعلق مین اپنی استطاعت کے موافق بیان کرون۔

(پہلا قاعدہ) جتنا تم حاصل کر سکتے ہو اور کما سکتے ہو کماؤ اور حاصل کرو۔ لیکن

یعنے ہمکو روپیہ حاصل کرنا چاہیئے مگر پھر اسکو پھر کسی سونے یا جواہرات کی اشیاء خرید کر کے عزیز رکھنے کیلئے استقلال نہ کرنا چاہیے اور اوسکو ایسی جگہ بھی استعمال نہ کرنا چاہیئے جس سے ہماری اصلی صحت اور تندرستی کو نقصان پہونچتا ہو اور ایسے ہمکو خراب تجارت بھی شروع نہ کرنی چاہیئے جو خلاف قوانین فطرت ہو یا جس سے گناہ اور شرارت کی ترقی ہوتی ہو اور جس سے خدا کی ناراضگی کا باعث ہو ہمکو ایسے طور پر کمانا چاہیئے کہ جس سے ہمسایون کو تکلیف نہ ہو اور کبھی ایسے طور پر روپیہ حاصل نہ کرنا چاہیئے جس سے نا انصافی یا بد دیانتی ظاہر ہوتی ہو۔ دیانت داری کی محنت سے روپیہ کمانا چاہیئے اور اپنا معاملہ اور برتاؤ سچا اور صاف رکھنا چاہیئے۔ اور استقلال سے ہر شے کو حاصل کرنا چاہیے۔ آج کا کام کل پر چھوڑنا غلطی ہے کاہلی اور سستی سے وقت کو خراب کرنا سب سے بڑا گناہ ہے لگاتار اپنی واقفیت اور تجربے بڑہانے اور سوچنے اور غور کرنے کی کوشش کرنا فرض انسانی ہے۔

(دوسرا قاعدہ) اپنے روپے کو جہانتک بچا سکتے ہو بچاؤ۔ یعنے تمام فضول اخراجات کو جیسے شراب خواری قمار بازی اور بیہودہ دعوتین بے سود خیرات لغو شتین شادی بیاہ کی غیر ضروری رسمونکے بیہودے اخراجات تہوار ون کی گندی خوشیان ترک کرنا ضروری ہین۔ زیور بنانیمین زیادہ روپیہ خرچ کرنا گویا اپنے روپے کی وقعت کو اور اوسکی اصلی قیمت کو گھٹانا ہے۔ نفسانی خواہشون کے لئے روپیہ تباہ کرنا اور قدیم بیہودہ رسمون یا شتون بزرگونکے

عرسون پر روپیہ ضایع ہونا مسلمانونکی قوم کو نہایت مضر دہ باتین ہین صدقہ
یا خیرات کا روپیہ تعلیم گاہون یا وظیفون مین آجکل خرچ ہونا چاہیئے ۔
(تیسرا قاعدہ) جتنا خیرات کر سکتے ہو خیرات کرو ۔ یعنی اس سے مفلس اور قابل رحم
اشخاص کے لئے ایسے ذریعے قایم کرنا چاہئین جس سے اونکی ضرورتین حل ہوتی ہون
قوم کی ضروری باتون کیطرف متوجہ ہونا چاہیئے اور بعد کامل غور خرچ کرنیکے لئے
روپے کو ایسی جگہ پر خرچ کرنا چاہیئے جس سے بہبودی اور شایستگی اور علم و واقفیت کی
ترقی ہو اور علوم و فنون کی اشاعت ہو ۔ ایسی باتین آجکل کی مہذب اور شایستہ
اقوام سے حاصل کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہئے کہ زمانے نے کن کن ضروریات کو ہمارے
سامنے پیش کیا ہے اور کیسے آدمی ہمارے برتاؤ کے پیدا ہوئے ہین اور آجکل سوسائٹی
یا قوم کی کن باتونکی ضرورت ہے ۔ ضرورتون کو سمجھنا اور اونکے لئے مناسب اسباب
بہم پہونچانا یا خیرات کرنا اور عمدہ صدقہ دینا انسانکی عقلمندی پر منحصر ہے ۔ مین خیال کرتا ہون
کہ اگر روپیہ کو درست طور سے استعمال کیا جاوے تو دین و دنیا کے لئے مفید ہوتا ہے
خدا کی خوشی اور بہت بڑی مسرت صرف اسبات مین ہے کہ انسان اپنی کوشش سے ہمت سے
اور عقلمندی سے علم حاصل کرے روپے کماوے اور پھر اپنی واقفیت اور تجربہ کو اور
اپنی دولت کو درست طور سے استعمال کرے ۔
(۵) میرا یہ یقین ہے کہ جب انسان اپنی کوشش اور محنت سے اعلی درجہ کی بزرگی حاصل
یا ہے اور اپنے اخلاق اور اچھے برتاؤ سے فضیلت اور شرف حاصل کرتا ہے

اور دنیا کے لوگون کے لئے کسی عمدہ خدمت کو سرانجام دیتا ہے تو اوسکی بڑی عزت ہوتی ہے اور اسکا کلام و کوشش ابدی عزت و شرف حاصل کرتی ہے - اور یہ بات بھی میرے دل مین خود بخود پیدا ہوتی ہے کہ جب کوئی کسی نمایان کام کو یا بڑی مہم کو سرانجام دیتا ہے اور دنیا اوسکا بدل دینے سے عاجز آتی ہے یعنے اسکی کامیابی اور عقلمندی کو دیکھکر وہ دنیا کی تمام اشیاء کو اسکے صلے مین دنیا ہیچ خیال کرتی ہین تو اوسوقت ہمیشہ بنی نوع کو اسکا مشکور ہونا پڑتا ہے اور اسکی تصویر بطور یادگار رہتے ہوئے مکانون مین لگائی جاتی ہے لوگ اسکے کلام کو نہایت حفاظت سے رکھتے ہین اسکی زندگی کے حالات کی نہایت چھان بین کرتے ہین کولمبس کی تصویر کو اسکی مشہور اور شریف کامیابی کے باعث جون جون دنیا ترقی کرتی جائے گی اسیطرح اوسکو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائیگا - اور جون جون علوم و فنون اور تربیت سے انسانی عقل کی ترقی ہوگی دنیا کو اسکا مشکور و ممنون ہونا پڑیگا - امریکہ کی مہذب اقوام نے جو کولمبس کی یادگار قایم کرنا چاہی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے نیکی کوشش اور بار نعمت مصروفیت ابدی عزت کو جذب کرلیتی ہے اور انسان کی زندگی سے زیادہ مرنیکے بعد اوسکی عزت ہوتی ہے -

سقراط - بیکن - نیوٹن - کوپرنیکس بڑتھ کی معزز یادگارین جنھون نے آج انگلستان کو مزین کررکھا ہے پکار پکار کر باآواز بلند کہہ رہی ہین اس دنیا مین بیکار نہ سمجھا جائے تاریخ اور معزز سوانح عمریان دلمین اسبات کی تحریک پیدا کرتی ہین کہ ذہن اور جسم کو اعلےدرجہ کی

تربیت سے آراستہ کرنا چاہئے اور اپنی زندگی بنی نوع کی خدمت کے قابل بنانا چاہئے یہ بات کسیطرح نظرانداز کرنیکے قابل نہین ہے کہ علمیت اور قابلیت کیلیے شائستگی اخلاق کا ہونا ضروری ہے - ایک ٹیٹوس کہتا ہے کہ اپنے اوپر قبضہ کرنا سچے بہادر کا کام ہے - بیرن ڈوپن کہتا ہے کہ جزائر برطانیہ کی اعلیٰ درجہ کی ترقی جو تجارت اور بینکین مین معلوم ہوتی ہے اسکا باعث صرف انگریزونکی سچائی اور ایمانداری ہے اور یہ فوائد صرف اونکی ایمانداری سے قائم ہین - ایسے ہی پرنسپل ٹلچ کہتے ہین کہ ایمانداری ہی خوشی عطا کرتی ہے - ولنگٹن کی کامیابی کا باعث صرف بلوکر کی راستبازی تھی - پس مین ملتجی ہون کہ اس مضمون کو پڑھکر ایک مشہور حکیم کے اس قول کو سامنے رکھنا چاہئے کہ جسنے بہت مدت پہلے یہ کہا تھا کہ "انسان کی زندگی کا منشا اپنے آپ کو اور اپنی حالت کو مفید بنانا ہے"

مین اس مضمون کو ضروری خیال کرکے اسکو شایع کرنا پسند کرتا ہون اور مین اسبات سے بہت خوش ہون کہ میری کچھ مصروفیت اور غورنے کچھ مفید اور فائدہ بخش سطر پیدا کین - خدا سے دعا ہے کہ یہ خیالات قوم کے دل مین اپنی پوری تاثیر دکھلاکر میرے متردد اور مضطرب دلکو مسرور کرین -

راقم

سید احمد حسین

لورپول

عالی جناب ابراہیم حقی بے جو سلطان المعظم کیطرفسے چکاگو کی نمایش مین کمشنر ہوکر تشریف لیجاتے ہین بروز پنجشنبہ ۱۰ نومبر ۹۲ء کو لورپول پہونچے - آپ مختلف زبانون مین نہایت فصاحت سے گفتگو کرتے ہین - جمعہ کے روز مقامی عدالتون کا معائنہ کیا اور چونکہ انگریزی عدالتونکا طریق عمل رومی اور دیگر ممالک یورپ کے عدالتی طریقون سے کسقدر فرق ہے لہذا انھون نے طریقہ مروجہ لورپول کو غور اور دلچسپی سے ملاحظہ فرمایا - بعدہ حسب خواہش مسٹر بیرن ال بناس انجنیم لیبریری تشریف لیگئے اور رات بیرون شام کو سرکس - آپ نے لورپول کے کالج مسلمانان کا بھی معائنہ فرمایا اور وہانکے مدرسین اور اعلے درجہ کے طالبعلمون سے ملاقات کی - نماز جمعہ مین مولانا یحیی جو سابق مین شاہی بحری کالج قسطنطنیہ سے تعلق رکھتے تھے امامت کی - سہ پہر کو ریل تحت الارض - اور دوسرے دلچسپ مقامات کی سیر کی شام کو مسجد مین جلسہ ہوا جو حسب معمول جمعہ کو ہوا کرتا ہے یہان بہت سے مسلمانون نے کمشنر موصوف کا تعارف کرایا گیا - بعد نماز عشا جسمین حاجی سید آدم موذن اور علی بتقیش دمشقی امام تھے ایک مجلس منعقد ہوئی -

مسٹر کوئلیم جو صدر مجلس تھے لورپول کے مسلمانون کیطرفسے مختصر ایڈریس مین بیان کیا کہ مین اپنے تمام برادران دینی کیطرفسے نہایت خوشی کے ساتھ عالیجناب ابراہیم حقی بے کا جو معتمد علیہ اعلحضرت سلطان المعظم ہین لورپول مین خیر مقدم کرتا ہون - اسلام مین

اخوت نہایت گہری بنیاد پر قایم ہے اور آجکی رات ہماری چاپارہ ولطف جو دلکش نظارہ
ہے وہ اخوت اسلامیہ کا بڑا عملی ثبوت ہے جو مختلف اقوام مختلف ممالک اور مختلف زبانیکے
ہین مگر اسلام کے لحاظ سے سب ایک ہین - یہ ترکی - روسی - شامی - عرب - مراقشی - ہندوستانی
مصری - اور انگریز سبہون نے یکدل ہوکر خداتعالی کی اوس طریقہ سے نماز ادا کی اور وہ الفاظ اوا کیے
جسکے بچہ ریگستان یعنی پیغمبرون مین سب سے بڑے اور سب پچھلے نے تیرہ سو برس پہلے تعلیم دی تہی اسکے بعد
مصطفےٰ فرصہ صدر انجمن نے مفصلۂ ذیل رزولیوشن کی تحریک کرتے وقت یہ تقریر کی کہ یہ مجلس مسلمانان
اپنی نہایت نامور برادر دینی حقی بے کی لورپول مین خیر مقدم کرتی ہے اور خدا سے مستدعی ہے کہ وہ بخیرو
خوبی مع مایس قسطنطنیہ ہون - مین ایک شامی عرب ہون لیکن عرصۂ دراز سے انگلستان مین توطن اختیار
کرلیا ہے اور یہین کی آب وہوا سے موافقت پیدا کرلی ہے - لیکن اگرچہ آب وہوا اور وضع وقطع مین
اہل انگلستان کا شریک وسہیم ہون مگر جس مذہب مین خدا نے مجھے پیدا کیا ہے اجتک اوسمین قایم اور
وہ ہر دقت میرے دل مین تر وتازہ ہے - آج لورپول مین ہمارے ساتھ ۱۰ اور منچسٹر مین ۵ مسلمان ہمیا
اور ہمارے صدر انجمن کی کوششون سے سب کے سب نہایت مفید کامون مین مشغول ہین اور مجھے امید ہی کہ آیندہ
بہت بڑی کامیابی ہونیوالی ہے - لورپول اور منچسٹر دنیا مین وہی شہر ہین جہانسے ریل کا شروع
ہوا اور کل انگلستان کو فائدہ پہونچا ہے اسیطرح اب وہی دو شہر ہین جہانسے انگریزی مسلمانونکی پہلی تحریک
ہوئی ہی امید ہی کہ اوسیطرح تمام ملک کیلئے یہ انگریز مسلمان مفید ہونگے

مسٹر یحییٰ میکوئین نے اس رزولیوشن کی تائید کی اور بیان کیا کہ مری تعلیم اور تربیت اسکاچ پرسبٹیرین مین ہوئی اور جسنے مجھے سب سے پہلے عیسائیت سے متنفر کیا وہ شراب کا مسئلہ تہا اسلام نے شراب نوشی
ور قمار بازی کو حرام کیا اور دنیا کو ایک عملی مذہب کی تعلیم دی اور اسی امر کی ضرورت تہی ۔

دوسرا رزولیوشن مسٹر جی بیکال نے تحریک کی کہ یہ مجلس اعلیحضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین

کی درازی عمر اور کامیابی کے لئے تہ دل سے دعا کرتی ہے۔

اس رزولیوشن کی تائید مین مسٹر جی خالد اسمتہ نے بیان کیا کہ مین منجملہ ان لوگون کے ہون جو یہان انگلینڈ مین سلمان ہوئے ہین یہانپر جو ترقی سلمانون کی اتبک ہوئی ہے اوس سے مجھی نہایت تعجب ہی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک وہ زمانہ تہا کہ مسٹر کوئیلیم کے لکچر سننے کو جو مذہب اسلام کے متعلق ہوتے ایک درجن بھی آدمی نہ آتے اور اب چارون طرف یہ مسئلہ پیش ہے کہ اسلام کیا چیز ہے۔ چنانچہ اسلام کی تفصیلی بیان کی کاپیان سیکڑون دست بدست تقسیم ہو رہی ہین ۔ مسٹر ال ای بگناف (روسی) نے بیان کیا کہ ایک روسی سپاہی سے جسنے جنگ کریمیہ مین انگریزون اور ترکون کا مقابلہ کیا ہو اس قسم کے رزولیوشن کی تائید تعجب انگیز ہے مگر اسلام نے قومیت کا تفرقہ اوٹھا دیا ہے زار روس میرا ملکی بادشاہ اور سلطان روم خلیفۃ المسلمین اور برگزیدہ جانشین حضرات ابوبکر و عمر ہین۔ اسلام کی عجب تیزی سے ترقی ہو رہی ہے یہانتک کہ روس مین بھی۔ اور ہماری مسجدین سینٹ پیٹرسبرگ اور دوسرے بڑے روسی شہرون مین موجود ہین ۔

مسٹر ٹامس عمر بیرن نے کہا کہ مین آیرلینڈ کا باشندہ ہون مگر آیرش زبان نہین بول سکتا اور بلا تعرر اسبق کے روسی زبان مین اپنے نامور مہمان کو خدا حافظ کہتا ہون ۔

مسٹر سید حسن ساکن حیدرآباد نے اردو مین کہا کہ سلمانان ہندوستان سلطان المعظم کی نہایت عزت کرتے ہین اور سلطنت روم کی بہبودی مین نہایت دلچسپی ظاہر کرتے ہین - وہ ملکہ معظمہ کے بلحاظ قیصرہ ہند کے خیرخواہ ہین مگر سلطان المعظم کے بلحاظ خلیفۃ المسلمین کے خیرطلب ۔

حاجی سید آدم نے عربی مین کہا کہ مین باشندہ مکہ شریف ہون جو مولد آنحضرت ہی اور جناب حقی بے وکیل حضرت سلطان المکرم کو یقین دلاتا ہون کہ تمام عرب باواز بلند کہہ رہا ہے ادوم السلطان (سلطان کی عمر دراز

اسیطرح اس رزولیوشن کے تحریک مین مسٹر الحیہ آلحیہ جانسن نے قدیم یونانی مین حاجی ابراہیم ساکن قاہرہ نے زبان مصری مین مسٹر ہڈلی والڈ نے از جانب مدرسہ مسٹر ال اے ٹامس نے زبان ولش مین - مسٹر عیسی نے

ترکی مین۔ مسٹر الحیہ انیس نے زبان فرانسیسی مین اور مسٹر ان ایکٹو نوبس جدید یونانی مین تقریرین کین۔

ہز اکسلنسی ختی تبے نے جواباً کہا کہ آپ لوگون کے تعصبات کا نہایت درجہ ممنون ہوا اور بحفاظت تمام آپکے دوسرے زر ولیوشن کو پیشگاہ اعلیحضرت سلطان المعظم تک پہونچاؤنگا۔ کمشنر صاحب موصوف نے بیان کیا کہ اعلیحضرت سلطان المعظم کی تعریف کرنا اسوقت میرے لئے بموقع ہے جو لایق جانشین سلطان عثمان تورکی مانند و سلطان محمد فاتح اعظم و سلطان سلیمان عظیم الشان ہین۔ اعلیحضرت سلطان المعظم اور تمام ترک نہایت دلچسپی اس اسلامی تحریک واقع انگلستان اور نیز تمام دنیا سے ظاہر کرتے ہین۔ خلیفہ سلمانان ہونیکی حیثیت سے اعلیحضرت تمام مسلمانون سے یکدل اور متحد ہین جو واقعات یہان اسلام کی اشاعت کے متعلق ہوئے وہ درحقیقت گویا ابتداے اسلامی اشاعت کے نمونے ہین۔ جو کہ تعریف وغیرہ مین صدیون پہلے ہو چکی ہے جو مضحکہ اور مسخرہ پن اور معصبین کی سختیان اور دوسرے لوگونکی خفیہ دشمنیان یہان پائی جاتی ہین وہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ابتدائی مسلمانون پر گذر چکی ہین۔ چنانچہ گذشتہ اور موجودہ واقعات مین نہایت آسانی سے نسبت قایم کیجا سکتی ہے۔ مسٹر کوئلیم کو ترکی مین انگلستان کا عمر کہتے ہین جسنے تنہا ایسا مقابلہ کیا ہے جو دوسرونکے لئے ممکن نہ تھا۔ ایک اور عمدہ تشبیہ بھی پائی جاتی ہے یعنے یہانکے ایک موذن حبشی ہین جیسا کہ آنحضرت کے پہلے موذن حبشی تھے اور جب حضرت عمر نے بیت المقدس فتح کیا تو وہین موذن نے وہان اذان دی تھی شاید وہ دن دور نہین ہے جب عبداللہ کوئلیم صاحب انگلستان مین ایک مسجد قایم کرین اور اپنے حبشی موذن کو وہان اذان کیلئے مقرر فرمائین۔ مجھے آپکے مساجد وغیرہ خاصکر مدرسہ دیکھکر نہایت خوشی ہوئی غالباً یہ نہایت عقلمندی کا کام لیا گیا ہے۔ آپ اپنے بچونکو مسلمانی تعلیم دین اور تعلیم کی تکمیل عمدہ طور سے کیجائے پھر تو اسلام کی اشاعت انگلستان مین یقینی ہے۔

از لورپول مرکری

اشتہارات

ہندوستان میں پیدا شدہ مرضوں کا علاج

مندرجہ ذیل ادویات راقم سے امتحاناً منگوا کر دیکھو

شربت مقوی اعصاب یہ سریع الاثر قابل اعتماد صلبی طاقت کے لئے جو
کثرت خواہشات و مسکرات و طفولیت کی بدکاریوں سے و کثرت محنت سے ضعف دماغ
معدہ جگر درد سر و کمر قبض تاریکی چشم جریان وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے
محروم کرنے والے ہوں دور کرکے مثانہ و مادہ انسانی کو درست کرتا ہے قیمت فی شیشی للعہ/
سوزاک و قرحہ - نیا علی العموم ۴۸ گھنٹہ میں اور پرانا جلد زائل ہوتا ہے
درد ریم جلن سوزش دور ہوتی ہے فی شیشی عمہ/ **روغن خارجا** لگانیے ان
عوارض کو جو سوء استعمال و خلاف قدرت عامل ہونے سے اپنے ہاتھوں تو اور خراب
کر چکے ہوں فی تولہ للعہ/ **حب آتشک** بلا منہ و تے دست دور کرکے دوبارہ
نہیں پھوٹتا دو ہفتہ کے استعمال کے لئے للعہ/ **روغن ہیر ایکیل** دلربا خوشبو کے علاوہ بالوں کو
سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ زکام ریزش عطسہ خشکی اور نے بالوں سے ہو جاتا
ہے - اواز بھاری ہو جائے - کھانسی وغیرہ دور کرتا ہے ضعف دماغ و بصر کو پیدا نہیں
ہونے دیتا فی شیشی عہ/ **سرمہ ممیرا** مقوی بصر حافظ بینائی دھند جالا پانی جانا
خارش سرخی وغیرہ دور کرتا ہے ۲ ماشہ کیلئے ہے/ **منجن عجیب الاثر** ہلتے
دانت کو مضبوط کرتا ہے درد بدبو میل گوشت خورہ مسوڑوں کی خرابیاں
رفع کرتا ہے چار تولہ کے لئے عہ/ **حب دائمی قبض** درد شکم قراقر نفخ

ریاح دردکمر لمبی اشتہا زردی چشم دل کا دھڑکنا ہاتھ پاؤں کا جلنا خرابی ایام حیض عرق النسا سر کا چکرانا منہ سے پانی جانا وغیرہ وغیرہ دور ہوتا ہے چار درجن کے لئے عمر

حب ذیابیطس تشنگی وبار بار آنا پیشاب کا لاغری کم خوابی وشکر کو دور کر کے قوت کو پیدا کرتا ہے جگر کو درست بناتا ہے ایک تولہ کے لئے

حب بواسیر درد جریان خون وغیرہ دور کرتا ہے دو ہفتہ کے لئے عہ

روغن اعجاز اسکا اعجاز دیکھنا ہے تو امراض سرطان بدہ خنازیر تالو کا سوراخ بھگندر مین دیکھو جب زخمون مین کیڑا پڑ جائے اور کثرت جریان ریم سے ناک مین دم ہو تو آزماؤ لگاتے ہی درد دور بدبو کافور ہرن کا زخم دنون مین بھرتا ہے دو تولہ کے لئے عہ حب قایم مقام افیون

افیون کا کھانے والا زندہ درگور دنیا کے لطف سے محروم دیکھا جاتا ہے۔ اسلئے اگر چھوڑنا چاہو بلا تکلف چھوڑ سکتے ہو عہ خضاب زینت شباب چند منٹ مین نیا رنگ نیا ڈھنگ آثار پیری مفقود علامات جوانی مشہود قیمت فی شیشی ہے ر

المشتہر

حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما ر

اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر

(چمڑہ کی دباغت و سامان کی تیاری)

جیساکہ تمام ہندوستان مین صرف کانپور ہی کو یہ فوق حاصل ہے کہ مثل ولایت کے چمڑیکی
دباغت واسباب کی تیاری مین اپنا نظیر نہین رکھتا ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامان
کی تیاری کی خصوصیت حاصل ہے یعنی کوئی جنکی اوّل درجہ کی نسبت جانچ کیجاتی ہے
بالکل اعلے درجہ کے چمڑے وپرزونکے ساتھہ نہایت پائداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہے
اور تمام رکمال ولایتی اوزارونسے اور نہایت ہوشیار کاریگرون سے کام لیا جاتا ہے
اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہے کہ جس جس مقام کا چمڑہ جانور کے جسم کا ناقص وکمزور وپتلا
ہوتا ہے ہرگز نہین رکھا جاتا ہے بلکہ بلا خیال کسی نقصان کے نکالکر پھینکدیا جاتا ہے
اور ایسی سلائی بھی کسی پرزے پر صورت کی نہین ہونے پاتی بلکہ ترڈیکی پس جن
صاحبونکو درست کیسی سامان چرمی کی ہو مفصل فہرست اردو یا انگریزی کارخانہ
ہذا کی طلب فرماکر طلب فرماوین اور ایک ہی آڈر مین کارخانہ کی معاملت کا حسن
وقبح معلوم فرماوین - علاوہ اسباب چرمی کے ہرقسم کا اسباب مثلاً جیبی گھڑیان
وکلارک وٹیم پیس جوتہ ساختہ کانپور بوٹ گورگابی وموزہ وگیٹس وپرتلہ وتوشہ دان
ونیز برتن مرادآبادی وکپڑا ولایتی ودیسی ہرقسم کا وبرتن مسی وعطر وغیرہ جس قسم کی
ضرورت ہو دوسرے سوداگر وکمیشن ایجنٹ کانپور وبمبئی کی فہرست بلاخط فرماکر اوس
فہرست سے جس چیز کو میری کمیشن ایجنسی مین منگانا منظور ہو اوس چیز کے نمبر فہرست مذکور
سے ارقام فرماکر طلب فرماوین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے ارفی روپیہ کی
تخفیف سے ارسال ہوگی -

شرح ایکٹ انتقال جائداد

بضخامت ۱۰۲۲ صفحہ اردو مین چھپکر تیار ہے قیمت مع محصول صمہ اسمین کل نظائر تا سنہ ۱۹۰۶ء تک درج کئے گئے ہین اور کل دفعات کا مطلب مع اصول بیان کیا گیا ہے۔ سرکاری ترجمہ کی غلطیان صحیح کی گئی ہین مستند انگریزی رسالون سے جنکا آجتک ترجمہ نہین ہوا ہے مدد لیگئی ہے بحالت ناپسند ہونیکے ایکہفتہ کے اندر واپس ہو سکتی ہے بشرطیکہ محصولڈاک ادا کیا جائے۔

المشتہر رام پرشاد منصف پرتاب گڈہ (اودہ)

نامی ومعتبر کارخانہ عطر لکھنو

عرصہ دراز سے یہ کارخانہ ساتھہ نیکنامی وعمدگی مال وصفائی معاملت کے شہرت پذیر ہو نیز اسناد و سرٹیفکٹ وتمغہ درجہ اول کے حاصل کئے ہوئے ہے اسکے مال کے عمدہ ہونیکی دلیل یہی ہے کہ ایک مرتبہ طلب فرما کر امتحان کیا جائے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے بذریعہ ویلوپی ایبل یا نقد قیمت آنے پر تعمیل ہو سکتی ہے علاوہ ان عطرونکے اور عطر بھی جنکی فہرست علیحدہ ہے طلب فرما کر ملاحظہ فرمائین **عطر موجودہ کارخانہ** الہی بخش وامام الدین لکھنؤ نکیہ

حنا فیتولہ صمہ ر للعہ سے ر عہ ر	چنبیلی فیتولہ سے للعہ عہ ر عہ ر ۱۲/	فتنہ تولہ عہ ر سے ر للعہ عہ ر ۱۲/	موتیا ا تولہ سے ر للعہ عہ ر عہ ر ۱۲/
زعفران ا تولہ بوگرہ سے ر	خس ا تولہ سے ر للعہ عہ ر عہ ر ۱۲/	شمامۃ العنبر ا تولہ صمہ ر	چمپا ا تولہ عہ ر ۱۲/
کیوڑہ سے ر للعہ عہ ر عہ ر ۱۲/	گلاب ا تولہ للعہ عہ للعہ عہ ر ۱۲/	مشک ا تولہ عہ ر ۱۲/	سہاگ تولہ للعہ عہ ر ۱۲/
مولسری ا تولہ للعہ عہ ر ۱۲/	روح خس ا تولہ سے ر صمہ ر	مجموعہ ا تولہ للعہ عہ ر ۱۲/	عروس تولہ للعہ عہ ر
موتیا اکبر آبادی ا تولہ للعہ ر	عطر شہنا ز ا تولہ للعہ ر عہ ر	اگر ا تولہ سے ر	کوریان خوشبودار ورقی تولہ ر
ایضاً بغیر ورق تولہ ۵	تمام خوشبودار تولہ ۴ ر	تمام دیگر تولہ ۳ ر	عطر حوہی تولہ للعہ ر عہ ر

فیروزالدین کی بے نظیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچی دوائیاں

حب تبریزی یعنی "فیروز نزداین بلڈ ٹانک" انسان کی صحت مسلمہ اور بہتر طبیہ دوائی جسکو ہندوستان بھر نے مفید مانا ہے۔ اس دوائی نے میڈیکل افسران حکما و نامور سے بڑی تصدیق حاصل کی ہے کہ جسمانی کمزوری۔ ضعف باہ۔ ضعف معدہ۔ نامردی ضعف دماغ۔ لقوہ۔ ادہرنگ۔ سرعت انزال وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانے کیلئے اور خصوصیت کے ساتھہ بلا مبالغہ بے نظیر اثر کے ساتھہ جوانی کی غلط کاریوں اور بے احتیاطیوں کے نقص دور کرنے میں بے نظیر ہیں اور لوگوں کو دوبارہ جوانی بلکہ شباب کا لطف دکھانے والی ہے جنکو کثرت مجامعت یا..... نے بالکل نکما کر دیا ہو۔ دنیا میں اگر کوئی عیش کی دوائی ہے تو یہ ہے۔ بکس ۸ گولی [illegible]۔ روغن طلا۔ اکسیر برائے نامردی۔ سستی اعصاب وغیرہ شیشی [illegible]۔ جوہر عشبہ یعنی تریاق برائے آتشک۔ فسادات خون۔ درد کہنہ۔ خارش۔ پھوڑا پھنسی وغیرہ شیشی [illegible]۔ خورد [illegible]۔ فیروز بام۔ اکسیر برائے دمہ۔ کھانسی نزلہ خشک نزلہ زکام آواز کا بیٹھ جانا شیشی خورد ۱۲ کلاں [illegible]۔ تپ تلی کا علاج اکسیر ہے گولیاں ۱۲ عرق [illegible] ہزاروں مایوس مریض خداوند تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہو گئے ہیں۔ تھوڑے عرصے کے مریض کے لئے یہ گولیاں کافی ہیں۔ پرانے مریض کیلئے دو [illegible] چاہئیں۔ جوہر تپ۔ جادو بھرا عرق مشہور ہے ایک شیشی سے ۲ مریض صحت یاب ہو سکتے شیشی ۱۲۔ حب [illegible]۔ [illegible] ہوا خوانی [illegible]

استعمال سے عادت افیون رچنڈو وغیرہ بلا تکلیف چھوٹ جاتی ہے۔ نہ اسمین زہر ہے
نہ نشہ ہے۔ صرف بوٹی سے بنایا گیا ہے قیمتی عہ۔ جواہر سوزاک وزرد۔ ایضاً
سوزاک کیلئے اکسیر ہے قیمتی عہ۔ ماؤں کا زردوائی اسپغول بہضمی قیمتی عہ

دیکھو تازہ شہادت

جناب ڈاکٹر چیتن شاہ صاحب رائے بہادر سول سرجن و میڈیکل افسر ضلع جھنگ سنہ ۱۸۹۲ء
۷ اکتوبر۔ آپکا جوہر شب چند مریضون مین آزمایا گیا۔ عمدہ مصفی خون نکلا ہے۔

جناب ڈاکٹر مہنہ درلی چند صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ ۱۴ اکتوبر
سنہ ۹۲ء آپکی حبوب خیری تجربہ کی گئین۔ اب مین کہہ سکتا ہون کہ بیشک یہ گولیان ضعف باہ کیلئے
خاصکر جوانی کی غلط کاریون کے سبب نامردشدہ کیلئے از بس مفید ہین۔

گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کا یورپین فوجی اعلے سے اعلے عہدہ دار جناب میجر بلیک صاحب بہادر
۱۱ نومبر سنہ ۹۲ء مقام ڈلہوزی (ترجمہ خط انگریزی) براہ مہربانی بوتل کلان فیروز نام بذریعہ
ویلیو پی ایبل بھیجدیجئے۔ درحقیقت تمہارا فیروز نام۔ دمہ کھانسی کے لئے نہایت مفید ہے۔

جناب منشی دوست محمد خانصاحب۔ از مقام چوہر کانہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۱۰ نومبر
سنہ ۹۲ء کو تحریر فرماتے ہین۔ جناب کی خوش معاملگی اور راستبازی کی مین جہانتک تعریف
کرون بلا مبالغہ صحیح اور درست ہے۔ آپکی راستبازی سے ہزارہا بندگان خدا فیضیاب
ہوتے ہین جنمین سے ایک ادنی یہ شکر گذار بھی ہے۔ مینے آپکی حبوب خیری و روغن طلا
وجواہر سنداک کا مزہ تازہ دو مختلف وقتون مین استعمال کیا۔ ہر دو ایسے سریع التاثیر اور
بےنظیر ثابت ہوئین کہ بیان نہین کرسکتا۔ مین نے اپنی تمام عمر مین ایسی کوئی دوائی نافع نہین پائی
انکی تعریف مین جہانتک بیان کرون لاریب درست ہے۔ مجھے کلی فائدہ ہوگیا۔

المشتہر۔ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی۔ ہال بازار امرتسر (پنجاب)

نمبر ۶ حصہ ۲

حسن

بابت ماہ اپریل سنہ ۹۳ء

مضامین

سکندر اعظم کے حالاتِ زندگی پر ایک محققانہ نظر ــــ از جناب مولوی محمد مجیب احمد صاحب تمنائی

اس مضمون کے صلہ میں ایک اشرفی نذر دی گئی

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھاپا

ملک ار زنان خدا حسن حساب است
اگر لے دعوا کنند باطل است حسن

النظر فی حیات ذی القرنین

یعنی

(سکندر اعظم کے حالات زندگی پر ایک محققانہ نظر)

حالات پیدائش و تہیہ سفر ایشیا		
	سکندر بر آفاق چون دست یافت	پی دانش نیکنامی شتافت
	بروزش همه معدلت کار بود	شبش تا سحر پیشه تکرار بود
	ببزم ار چه کوشش نمودی و رزم	بدانش همی فخر کردی و حزم
	بفرزانگی سیم دادی و زر	براندی فرو مایگان را ز در
	هنرمند را هیچ جان داشتی	زمه را تیش برتر افراشتی

سکندر اعظم ذو القرنین نے ایک عرصۂ قلیل مین جس کثرت کے ساتھ فتوحات حاصل کین وہ دیکھنے مین ہر طرح اوسکی کیا بلکہ انسانی قدرت وقوت اور امکان سے باہر معلوم ہوتی ہین - امور ملکی اور انتظام سلطنت کے

متعلق جو اوس مین عقل و فراست تہی اوس سے اوسنے وہ وہ باتین اور حکمتین

پیدا کین کہ جنکے پیدا ہونے کی اوس زمانہ کے علوم و فنون سے ذرا بھی امید نہ تھی۔

ان سب باتون سے بڑھکر اوسکی سپاہیانہ بہادری و دلیری۔ اعلیٰ درجہ کا قوی

کمال وجلال۔ مدبران ملکی سے تدبیر و فکر۔ اور باینہمہ انسانی کمزوری و مجبوری۔

اوسکی یہ سب دلکش صفتین ہم کو اسبات پر مجبور کرتی ہین کہ ہم بہ نسبت اور دوسرے

تاریخی لوگون کے بالخصوص اسکے حالات پر ذرا زیادہ غور کے ساتھ متوجہ ہون۔

سکندر اعظم تین سو چھپن برس قبل از ولادت حضرت مسیح علیہ السلام فیلقوس

شاہ مقدونیہ کی صلب اور ملکہ **الیمپیاس**[1] کے بطن سے **مقدونیہ** کے ایک

چھوٹے سے قصبہ **پیلا** مین اوسی شب پیدا ہوا تہا کہ جس شب بہ مقام **افیسس**[2]

ڈائنا[3] دیبی کا عظیم الشان معبد ار اسٹریٹس کے ہاتھون خاک سیاہ کیا گیا تہا

چنانچہ اس اتفاقی واقعہ پر سمجھون اور واقعات زمانہ سے شگون لینے والے لوگون

---

[1] الیمپیاس۔ نیو ٹولیمس بادشاہ اپیرس کی دختر تہی

[2] افیسس۔ یہ ایشیاے کوچک کا ایک قدیم شہر دریاے کیسٹرس کے دہانہ پر واقع ہے۔ زمانۂ قدیم مین یہ ایک بڑا بندرگاہ تہا لیکن اب بالکل ویران پڑا ہے۔

[3] ڈائنا۔ قدیم یونانی لوگ اسکو۔ شب ماہتاب۔ سیر و شکار۔ اور تولید و تناسل کی دیوی اور رب النوع کہتے تھے۔

نے یہ حکم لگایا تھا کہ سلطنت **ایشیا** کی اس سبب سے بڑی زیب و زینت کا خاک مین ملجانا بلاشبہ اسبات کی پیشین گوئی کرتا ہے کہ زمانۂ آئندہ مین ایشیا کی بڑی بڑی سلطنتین **سکندر** کے ہاتھ سے اسیطرح تاخت و تاراج ہونگی۔ اور بعضون نے اُس زمانہ کے عقیدہ و خیال کے موافق یہ بھی قیاس لگایا تھا کہ چونکہ دیانا تولید و تناسل کی گاڈس (رب النوع) ہے اسلیئے وہ **سکندر** جیسے اولوالعزم و جوان بخت مولود کی ولادت مین اس درجہ محویت کے ساتھ مصروف تھی کہ گویا اُس کو خود اپنے معبد کے تحفظ کی بھی کچھ سُدہ یا خبر نہین رہی۔

علاوہ ازین **فیلقوس** کو جو اوسکے ایک بڑے جنرل **پارمینو** کی کوشش سے **الیرین** لوگون پر فتح و نصرت حاصل ہوئی تھی اوسکی خوشخبری بھی اوسکو **سکندر** کی پیدایش ہی کے روز ملی تھی۔ اور نیز اوسکے گھوڑ دنکو **اولمپیا** کے گھوڑ دوڑ مین اول درجہ کے انعام ملنے کا مژدہ بھی اوسکو اوسی روز پہونچا تھا۔ اوس زمانہ کے

ہو گیا۔ جو کی واقع یورپ مین کارنتھ سے جنوب و مغرب کی طرف ۳۳ میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے زمانۂ قدیم مین اسکے وسیع میدان اسپورٹس وغیرہ کے لئے نہایت مشہور تھے۔ چنانچہ ہر پانچوین برس یونان اور نیز قرب و جوار کے ممالک کے شاہزادے اور دیگر عمائدین شہر یہان بدہ بدہ کر ادس طرح طرح کے کھیل کھیلا کرتے تھے۔ اوس میدان کی جیت اُن کے نزدیک دشمنون پر فتح پانے سے بھی زیادہ باعث فخر اور خوشی ہوتی تھی۔ ۱۲

توہمات اور ضعیف الاعتقادی کے اعتبار سے اس قسم کے اتفاقات سکندر کی
آیندہ عظمت اور بلند اقبالی کے لئے ایک حد تک شگون نیک اور مبارک فال
خیال کئے گئے تھے۔ فیلقوس نے آیندہ کی امیدون پر خفتے الاسکان سکندر
کی تعلیم و تربیت مین بہت کچھہ کوشش کی۔ پندرہ سال کی عمر تک سکندر کی
زندگی مین کچھہ ایسے واقعات نہین گذرے کہ جو قابل ذکر اور لایق لحاظ ہون
جب کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدایش سے تین سو بیالیس سال قبل اوسنے
نام خدا اپنے سترہوین برس مین قدم رکھا۔ اوسوقت فیلقوس نے اوسکو
بغرض تعلیم و تربیت حکیم ارسطاطالیس کو جو حکمائے متقدمین مین سے ایک
نامی اور فاضل اجل حکیم تھا اوسکے سپرد کیا۔ اُس نامی فلاسفر اور اوسکے
ہونہار طالب علم کے باہم جو دلی تعلقات اور روابط اتحاد پیدا ہو گئے تھے

ارسطاطالیس۔ یہ ارسطو کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ چنانچہ لغت یونان مین ارسطو کے
معنی فاضل اور کامل شخص کے ہین۔ شہر اصطلاغیر مین پیدا ہوا اور
ایک مدت تک افلاطون کی صحبت مین رہکر اوس سے علم حاصل کیا۔ بعد
وفات افلاطون بمقام اتھنیہ جاکر اوسنے اپنا مدرسہ قایم کیا۔ اور وہان شایقین
علم کو مختلف علوم مین تعلیم دیتا رہا۔ اور ایک سو آٹھہ برس کی عمر پاکر راہی
ملک بقا ہوا۔ زمانۂ حیات مین اوسنے مختلف فنون مین (۱۳۰) کتابین
تصنیف کین۔ ۱۲　(از تاریخ مراۃ العالم قلمی ۱۲)

اون سے یہ بھی فائدہ نکلا کہ ارسطاطالیس نے نہایت فیاضی کے ساتھ اپنے وسیع معلومات کا ذخیرہ سکندر کے لئے وقف کردیا۔ اور سکندر نے جہان تک کہ بن پڑا اوس سے نہایت ذوق وشوق کے ساتھ تمتع حاصل کیا۔

سکندر کو ہومر[۱] کی نظمون کے ساتھ انتہا درجہ کی دلچسپی تھی۔ اور نہایت جوش و غرور سے اونکو پڑھا کرتا تھا۔ خصوصاً اکلیز[۲] کے بیان سے اوسکا دل بہت ہی متاثر ہوتا تھا چنانچہ اوسنے اپنے لئے اکلیز ہی کی نقل و حرکت اور اوضاع و اطوار اختیار کرنے پسند کئے تھے۔ اسیلئے ہمکو افسوس کرنا پڑتا ہے کہ اوسنے اکلیز کی یہان تک تقلید کی کہ اوسکے محامد کے سوا اوسکے معائب بھی اوس مین سرایت کر گئے تھے جیسا کہ آگے چلکر معلوم ہوگا۔

سکندر کو اوسکے باپ نے کم سنی ہی کے زمانہ سے دنیا کے بکھیڑون مین ڈالکر رطب و یابس اور گرم و سرد زمانہ سے آشنا بنا دیا تھا۔ ابھی وہ اچھی طرح ۱۶ سال

[۱] ہومر۔ اسکا زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام سے نوصدی قبل گذرا ہے۔ یہ یونان کا باشندہ تھا۔ اور نظم کا موجد خیال کیا جاتا ہے۔

[۲] اکلیز یہ ایک فرضی شخص ہے۔ یونانیون مین سب سے زیادہ دلیر اور جوانمرد خیال کیا جاتا ہے۔ اسکا تمام بدن اسقدر سخت بیان کیا جاتا ہے کہ سوا ے سیدھے پاؤن کی ایڑی کے اسکے بدن پر کوئی ہتھیار اثر نہیں کرتا تھا۔ ٹرائے کی لڑائی مین پارس تنہا دے ٹرائے کے ہاتھ سے مارا گیا ۱۲۔

کو بھی نہین پہونچا تھا کہ سفیران دولت ایران سے اوسکی ملاقات کرائی گئی
اثنا گفتگو مین اوسنے جس طرز سے اون سے سلطنت ایران کی پولیٹکل حالت اور
اوسکی مالگزاری اور آمد و خرچ کی نسبت سوالات کئے اوسکو سنکر وہ سب کے سب
حیرت کے مارے انگشت بدندان رہگئے۔

اسکے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جب کہ فیلقوس کو بائی زنٹیم (قسطنطنیہ) کے
محاصرہ کے لئے مقدونیہ سے باہر جانا پڑا تو اوسوقت وہ سکندر ہی کو اپنا قایم مقام
یا نایب السلطنت بناکر ملک کی خبر گیری کے لئے چھوڑ گیا تھا۔

اس واقعہ سے دو برس کے بعد جنگ کروتیا مین سکندر نے مقدونیہ کی فوج
میسرہ کی سپہ سالاری کا کام بطریق احسن سرانجام دیا۔ اور تھیبس والون کی
فوج حریف کو اپنی اعلے درجہ کی شجاعت و بہادری سے تہ تیغ کرکے لمبا نام پیدا کیا۔
مسیحی سنہ سے (۳۳۶) برس قبل جسوقت کہ زمام سلطنت اوسکے
ہاتھہ مین آئی اوسوقت اوسکی عمر مشکل سے بیس برس کی تھی۔ سریر آرا سلطنت
ہوتے ہی جو اوسنے پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ اپنے باپ کے قاتلون۔ اور نیز قتل مین
کسیطرح کی شرکت رکھنے والے لوگون کو تلاش کرکرکے سزائین دینا۔ منجملہ

اور لوگونکے مشہور و معروف المینطاس کا سر بھی اسیموقع پر تن سے جدا کیا گیا تھا۔

اسوقت اگرچہ مقدونیہ کی حالت اسقدر تو خطرناک نہین تہی کہ جسقدر فیلقوس کی تخت نشینی

کے وقت بیان کی جاتی ہے۔لیکن تاہم اتنی بات ضرور تہی کہ سکندر سے کم دلیر اور

کمزور بادشاہ کا حوصلہ نہین تہا کہ وہ وہان ٹھہر سکتا۔مقدونیہ کی جانب غرب و

جنوب اور مشرق مین جو وحشی قومین آباد تہین وہ اسبات پر آمادہ تہین کہ بادشاہ

کی اطاعت چہوڑ کر پہر لوٹ مار کا ہنگامہ برپا کرین۔جنوب مین ایک زبردست گروہ

یونانیون کی آزادی اور خود مختاری کی حمایت پر تلا ہوا تہا۔

اسپارٹا کہلم کہلا دشمنی پر کمر باندہے کہڑا تہا۔ایتھنز اور نیز دوسرے صوبہ جات

بادشاہ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرنے پر تیار تھے۔علاوہ ازین سلطنتہائے

غیر مین بھی اوسکے خلاف بڑی سرگرمی سے خفیہ سازشین ہو رہی تہین۔اسوقت

سکندر کی سب سے بڑی غرض یہ تہی کہ جسطرح ممکن ہو صوبہ تہسلی پر قابض

و مسلط ہو جاؤن۔چنانچہ اوسی خیال کی تائید پر اوسنے اودہر کو اس تیزی

و سرعت کے ساتھہ کوچ کیا کہ اون لوگونکو اُس سے برسر مدارا آنے کی بھی

مہلت نہ مل سکی۔اور یہ بمقام لیرسا پہونچکر سکندر کو وہ اقتدار و اختیار

حاصل ہو گئے کہ جو ایک زمانے مین اوسکے باپ کو حاصل تھے۔ اسکے بعد جب وہ تھرمالی پھونچا تو امیفکسٹیونک کونسل نے اوسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور کونسل کی صدارت اور مذہبی امورات کی انجام دہی کے لئے اپنے باپ کا جانشین تسلیم کیا گیا۔

یہ سب مراحل طے کر کے سکندر یہ مقام کارنتھ۔ یونان کی اور دوسری ریاستون کے سفیرون اور نائبون کی ایک مجلس عام مین شریک ہونے کی غرض سے آیا۔ اور وہان بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ فارس کے مقابلہ مین یونان کی جسقدر مختلف طاقتین میدان جنگ مین بھیجی جائین وہ سب سکندر کے زیر کمان رکھی جائین۔

اسپارٹا والون نے تو اپنے معمولی عجب و غرور سے یہ بات منظور کی نہین لیکن ایتھنز والون نے البتہ اسپر بے انتہا طمانیت اور مسرت ظاہر کی۔

جنوبی یونان کا اسطرح پر انتظام کر کے سنہ عیسوی سے تین سو پینتیس برس قبل سکندر نے ان جنگجو اور خونخوار فرقون کی سرکوبی اور سرزنش کا ارادہ کیا کہ جو مقدونیہ پر شمال اور مغرب سے یورش کر رہے تھے۔ چنانچہ اپنے لشکر کی

باگ اوٹھا کر وہ سیدھا صوبۂ تھریس مین جا داخل ہوا - اور بلا کسی مزاحمت
اور روک ٹوک کے کوہ بالکان کے سلسلے تک پہونچ گیا - اگرچہ اس پہاڑ کی
گھاٹیان اور درے قدیم سے نہایت مہیب و دشوار گذار ثابت ہوتے چلے آئے
تھے لیکن سکندر کی مردانہ ہمت و بہادرانہ جراءت کے سامنے وہ سب ہیچ اور بے
حقیقت نکلے -

پہاڑی گروہ نے اوّل ہی سے سخت سی سخت حفاظت کا بندوبست کر رکھا تھا
انھون نے پہاڑ کی اوس چوٹی پر مورچہ بندی کی تھی کہ ٹھیک جسکے نیچے پہاڑ
کی آمد و رفت کی ایک آسان راہ کھلی ہوئی تھی - اور بڑی بھاری بھاری
گاڑیون سے قلعہ بندی کر کے خود ان کی آڑ مین چھپے بیٹھے تھے - اور اس
گھات مین تھے کہ غنیم ذرا آگے بڑھے تو اوسپر وہین سے یہ گاڑیان لڑکانی
شروع کی جائین - جون ہی سکندر اپنی جری فوج کو لیکر آگے بڑھا - پہاڑ کے
اوپر سے گاڑیون کا لڑکنا شروع ہوا - سکندر نے حریف کے وحشیانہ حملے سے
مامون و محفوظ رہنے کے لیے اپنی صف لبستہ فوجکو حکم دیا کہ سب منتشر ہو جائین
اور اوس گذرگاہ سے ہٹ کر سب کے سب زمین پر لیٹ جائین اور اپنی اپنی

ڈہالون کو اپنے سرون پر اسطرح لین کہ ایک ایسا ڈہالون سطح ہموار ہو جاوے کہ جسکے اوپر گوگاڑیان بغیر گزند و صدمہ پہونچاے گزر جائین۔ اس حکمت عملی سے وہ تمام گاڑیان کہ جو مخالفین کی حفاظت کا ایک بڑا ذریعہ اور زبردست وسیلہ تہین سب بیکار گئین۔

مقدونیہ والون کی اس کامیابی نے انکے حوصلون اور ہمتون کو یہانتک بڑہایا کہ وہ بے دہڑک اپنے دشمنون پر حملہ کرکے چڑہ گئے اور ایک بہت بڑے کشت و خون کے بعد اون سب کو پسپا کرکے ہٹے۔ اس مہم کے سر ہونیکے بعد سکندر جانب ڈینوب بڑہا۔ راستے مین ٹری بالی جماعت کے لوگون کو شکست فاش دیکر لب دریا جا کھڑا ہوا۔ وہان دیکھا تو دریا کے دوسرے کنارے پر گیٹی لوگ بڑے ساز و سامان کے ساتھ مقابلے کے لئے پڑے ہوئے نظر آئے۔ سکندر نے فی الفور جہازون کا ایک بیڑا تیار کیا اور شب بھر مین اپنے ایک ہزار سوار اور چار ہزار پیادون کو دریا کے اوس پار جا اوتارا گیٹی لوگ یہ حال دیکھکر ششدر و حیران رہ گئے۔ اور بغیر اسکے کہ کسیطرح کی مزاحمت یا مقاومت کرین وہان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مقدونیہ والے انکے

ملک پر قابض ہوگئے۔ اور اون کا بے شمار مال و اسباب فتحمند لشکر کے
سپاہیون مین تقسیم کر دیا گیا۔ گیٹی لوگون کا حشر دیکھکر دریاے ڈینوب
کے شمال کی اور دوسری اقوام بھی سکندر کی مطیع و زبان ہوگئین۔
سکندر جب اودہر سے فارغ ہوچکا اور اپنا تسلط اچھی طرح بٹھا سکا تب
اوس نے جانب غرب الیرین لوگون کے حملہ پر جانے کا تہیہ کیا۔ یہ مہم
بھی مثل پہلی مہم کے خیر و خوبی کے ساتھہ سر ہوئی۔ اس مین شک نہین کہ
اوّل اوّل مقدونیہ والون کو بہت کچھہ مزاحمتین کی گئین کر جکے باعث اون
کو نہایت دقتین اور تکلیفین جھیلنی پڑین۔ مگر آخر کار یہ ہوا کہ اون کی حریف
وحشی قوم اون سے غافل ہوکر خود آپس ہی مین شور و شر مچانے لگی اور
عیش و عشرت مین پڑگئی۔ سکندر نے غنیم کو غافل اور بے خبر پاکر اوس پر
حملہ کیا اور خاطر خواہ فتح پائی۔
اس مرتبہ مغلوب ہونے کے بعد الیرین لوگون کو سکندر کے زمانۂ حیات مین
پھر کبھی بغاوت کرنے کی جرات نہین ہوئی۔
سکندر اپنی تلوار کو الیرین لوگون کا خون چٹا کر ابھی اسکو نیام

مین بھی نہین رکھنے پایا تھا کہ جراستے ہی مین اُسکو جنوبی یونان سے وحشت ناک خبرین پہونچنے لگین - اور بدین وجہ اوسکو پھر اودہر متوجہ ہونا پڑا - تھیبس کے باشندے چاہتے تھے کہ ہم کو پہلی سی آزادی اور خود مختاری اب پھر حاصل ہو جائے - چنانچہ اسی بنا پر اونھون نے سکندر کے خلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا - مقدونیہ کی فوج جو کہ تھیبس کا محاصرہ کئے ہوئے پڑی تھی اوس کا ایک بہت بڑا حصہ قتل کر کے اون لوگون نے قلعہ کی اندرونی فوج کو بھی جا گھیرا - ادہر سکندر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مجھکو یونان کی حکومت اپنے پاس محفوظ رکھنی منظور ہے کہ جو میرے عالی ہمت اور بلند حوصلہ باپ کو بہ ہزار دقت و دشواری نصیب ہوئی تھی تو مجھکو ایک لمحہ بھی توقف نہ کرنا چاہئے - اس خیال نے اوسکو ایسا بے چین کیا کہ اس قدر مسافت بعیدہ بہت تیزی کے ساتھ طے کر کے یہ سر ہنگامہ آ کھڑا ہوا -

چونکہ تھیبس والے ابھی تک اس خیال مین تھے کہ سکندر - الیریا

سے کے دور و دراز ملک میں ہے اوسکو آتے آتے بھی ایک عرصہ چاہئے
اس لئے اُن کو شہر کی چار دیواری کے اندر سکندر کے داخل
ہونے کا مشکل سے یقین آیا۔ اس وقت تک ایتھنز والے جنہوں نے
کہ ان لوگونکو بغاوت پر آمادہ کیا تھا وہ بھی مسلح تھین ہو چکنے پائے
تھے۔ اور نہ ہنوز آرکیڈیا ہی سے مدد اور کمک پہونچنے پائی تھی۔
الغرض تھیبس والون کو تنہا ہی لڑنا پڑا۔ اونھون نے اپنی شہر پناہ

۱۳۳

کی مضبوطی کے گھمنڈ پہ نہایت بد دماغی کے ساتھ صلح سے انکار کیا۔
اتفاق وقت سے مقدونیہ کی فوج کے ایک جنرل کو تھیبس والون
کی قلعہ بندی کا کمزور اور غیر محفوظ حصہ معلوم ہو گیا۔ اوس نے
سکندر کے حکم کا انتظار کئے بغیر خود ہی اوس طرف سے حملہ
شروع کر دیا۔ اثناء لڑائی میں قلعہ کے اندر سے محصور فوج نے بھی
تھیبس والون پر حملہ کیا۔ اور اپنی فوج کے داخل ہونے کے لئے بڑا
پھاٹک کھول دیا۔
تھیبس کے تاخت و تاراج اور برباد ہونے کے وقت جو خوف

اور دہشت لوگون کے دلون مین پیدا ہوئی تھی اوسکی نظیر دنیا کی کسی جنگ مین نہین ملتی۔

یونان کی تاریخین تھیبس والون کے ظلم و تعدی سے بھری پڑی ہین۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی ہمسایہ اقوام پر ظلم و جبر کے ساتھہ غالب آتے تھے۔

اس موقع پر اُن کو گویا اون کی فرعونی کی خاطر خواہ سزا ملی۔ مقدونیہ کی منصور فوج مین فوشین تھیسپین۔ اور بلیٹین لوگ بھی بکثرت شریک تھے۔ کہ جن کے شہر و دیار گھر بار تھیبس والون کی بے رحمی اور قساوت قلبی سے بارہا تباہی و بربادی کی صورت دیکھہ چکے تھے۔ اس لئے اُن سب کے دلون مین تھیبس والون کی طرف سے کینہ و غبار بھرا ہوا تھا۔ اس موقع کو اپنا بدلہ اوتارنے کے لئے اونھون نے غنیمت سمجھا اور جہان تک اُن سے بن پڑا اپنا انتقام لینے مین کوئی وقیقہ اوٹھا نہین رکھا۔

گذشت دخون موقوف ہونے کے بعد تھیبس کی قسمت کے اخیر فیصلہ

کے متعلق مقدونیہ اور اوس کی دوسری معاون و شریک اقوام کی ایک مجلس منعقد ہوئی۔ اور اوس مین بہت سے بحث مباحثون کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ شہر تھیبس کی اینٹ سے اینٹ بجائی جائے۔ یعنے اوس کی عمارتین کھود کر پھینک دی جائین اور باشندگان تھیبس کو باندی غلام بناکر فروخت کیا جائے چونکہ سکندر۔ پنڈار[۱]۔ شاعر کی نظم کا دل سے شیفتہ و فریفتہ تھا اسلیئے اس کی اولاد اور نیز دوسری سرواران قوم اس اخیر حکم سے مستثنٰی کیئے گئے تھے۔

تھیبس کی فوج کے چند سوار بھاگ کر ایتھنز چلے گئے۔ اور وہان پہونچکر اونھون نے اس حادثے کی خبر سناکر وہان کے

۱۵

[۱] پنڈار۔ یونان کا ایک بڑا مشہور و معروف شاعر سنہ مسیحی سے پانسو اٹھارہ برس پیشتر تھیبس مین پیدا ہوا تھا۔ لیکن چونکہ تھیبس کے باشندے بے وقوفی مین ضرب المثل تھے اسلیئے وہ اپنے وطن اصلی کو چھوڑکر ایتھنز مین چلا گیا۔ وہان اوسکی بڑی عزت و توقیر کی گئی۔ اور اکثر فاتحین نے تھیبس کو فتح کرتے وقت اوس کی یادگار کو قایم رکھنے کی غرض سے اوس کے مکان۔ اور اوسکی اولاد سے کچھ تعرض نہین کیا۔ اوسکی تصنیفات اگرچہ کثیر تھین لیکن اس وقت اوسکی صرف چار کتابین نظم کی مشہور ہین۔

لوگون کو خوف زدہ کر دیا۔ اون کو خود بخود اس بات کا خوف پیدا
ہوا کہ چونکہ تھیبس کی بغاوت مین ہم بھی شرکت کرنا چاہتے تھے۔
اس لئے کہین ایسا نہ ہو کہ اوس نوجوان شہنشاہ کی آتش غضب
کا شعلہ ادہر بھی مشتعل ہو۔ اوس سے بچنے کے لئے اوتھون نے
یہ چال اختیار کی کہ فی الفور اپنے سفیرون کا ایک ڈپوٹیشن سکندر
کے پاس اوس کی کامیابی پر اظہار تہنیت اور مسرت کے لئے روانہ
کیا چونکہ وہ لوگ مقدونیہ کی خلاف پارٹی مین سے منتخب ہوکر بھیجے
گئے تھے۔ اس لئے سکندر کی طرف سے اُن کو شرف ملازمت
بخشنے سے انکار ہوا۔ اس کے بعد ایک دوسرا ڈپوٹیشن بھیجا گیا
اور اوسکو اوس کے مقصد مین کامیابی حاصل ہوئی۔ سکندر
نے اتھنز والون سے بدین شرط صلح قبول کی کہ وہ اپنے فصیح
و بلیغ مقررون اور بہادر جنرلون مین سے آٹھ نفر اور دو جنرل
اوس کے حوالہ کر دین۔ تاکہ یونان کی امن و عافیت
کی دشمنی کا الزام اُن پر قایم کر کے اون کو سزا دی جائے۔

ڈماستھینز[۱] کہ جس کا نام بھی اون فصحا کی فہرست مین تھا اوس نے
اپنے ہم وطنون کو اس شرط کے قبول کرنے سے روکا۔ اوس نے
اون کو وہ قصہ یاد دلایا کہ جسمین بھیڑیون نے بکریون اور بھیڑون
کو اس شرط پر امن دینا منظور کیا تھا کہ وہ اپنے نگہبان اور محافظ
کتون کو اپنے پاس سے علیحدہ کرکے اون کو جلا وطن کردین۔
اتھینز والون نے وہ شرط نامنظور کرکے ایک اور نئی سفارت
سکندر کے پاس بدین امید روانہ کی کہ کسی دوسری عمدہ شرایط کے
ساتھ باہم مصالحت ہوجاوے۔

۱۷

(۳۶۲)

ڈماستھینز۔ یہ شخص حضرت مسیح سے تین سو بیاسی برس قبل بہ مقام اتھینز ایک
ہتھیار ساز شخص کے یہان پیدا ہوا تھا۔ صغرسنی مین باپ کے
مرجانے سے سن بلوغ کو پہونچنے تک تعلیم سے محروم رہا۔ جوانی
مین جاکر اوسکو حصول علم کا شوق پیدا ہوا۔ اور تھوڑے ہی
دنون مین ایسا بلیغ و فصیح اسپیکر ہوگیا کہ یونان بھر مین اپنا ثانی
نہین رکھتا تھا بلکہ سلطنت روما مین بھی اوسکے ہم پلہ سواے
سسرو کے اور کوئی نہین تھا۔ اوسکی جفاکشی اور مستقل مزاجی
کی مثال مین مورخین نے مفصلہ ذیل بیان پیش کیا ہے۔
اوسکی زبان مین لکنت کا عیب تھا۔ جسکو اوس نے اسطرح صاف کیا کہ جب وہ
تقریر کرنے کھڑا ہوتا تو منہ مین کنکریان ڈال لیتا۔ اور اوسکی آواز نہایت ملایم اور
دھیمی تھی [illegible] اوسکی اصلاح اسطرح کی کہ جب اوسکو بھاگتے بھاگتے یا پہاڑ پر

سکندر بھی چاہتا تھا کہ میرا وہ ظلم وستم کہ جو ابھی ابھی تھیبس کے
معاملے مین مجھہ سے ظاہر ہوچکا ہے کسی طرح وہ لوگون کے دل سے
بھول جائے - چنانچہ اوس کے بہلانے کی تدبیر اوس کے خیال مین
یہ آئی کہ حتے الامکان ایتھنز والون کے ساتھہ نرمی و ملایمت کا
برتاؤ کیا جائے - اسی بناء پر اوس نے اپنی وہ شرط واپس لی
کہ جو ایتھنز والون کے خلاف طبیعت تھی - اور اوسکی بجائے صرف
چارڈیمس کی جلاوطنی کی شرط پیش کرکے اوس پر اوس نے
اس وجہہ سے زیادہ اصرار کیا کہ اوسکو اپنے باپ کے قتل مین اوسکی
شرکت کا ظن غالب تھا - آخرکار سکندر کے اصرار سے ایتھنز کا
وہ مشہور ومعروف جنرل جلاوطن کیا گیا اور سلطنت فارس مین

بقیہ صفحہ ۱۷ - پڑھتے ہوے دم چڑھ جاتا تھا تو اوس وقت وہ اشعار اور تقریرین
زبانی پڑھکر اپنا سانس بڑھایا کرتا تھا - اوس نے یہ خیال کرکے کہ طبیعت انسانی
فطرتاً ایسی واقع ہوتی ہے کہ مکرر اوسکو ایک کام کرنا گران گذرتا ہے - اپنے شغل کتب بینی
اور مطالعہ کے لئے ایک تہ خانہ بنا لیا کہ جس مین وہ اکٹھا دو دو اور تین تین مہینے رہتا اور
کتب بینی کیا کرتا - اور کبھی یہ کرتا کہ اپنا نصف سر منڈا ڈالتا اور نصف ویسے
ہی چھوڑ دیتا - اور جب تک سر کے بال برابر نہ ہوجاتے اوسوقت تک وہ اوس سے
باہر نہ نکلتا اور مشغول بہ مطالعہ رہتا - ۱۲

اوسکو بود و باش کرنے کی اجازت دی گئی۔

یونان کی بدنظمیون کو اس طرح پر دور کرنے کے بعد اب سکندر کو آزادی کے ساتھہ سلطنت فارس پر حملہ آور ہوکر گویا اپنی زندگی کے سب سے بڑی غرض اور مقصد کے حصول کا موقع ملا۔

اس وقت سلطنت فارس گو اوس عروج پر تو نہین تہی کہ جو عروج اوسکو سائرس اعظم (کیخسرو) یا کم سے کم اکزرزس کے زمانے مین حاصل تھا۔ مگر تاہم ابہی تک وہ خواہ دولت و ثروت کے اعتبار سے یا فوج و لشکر کے خیال سے نہایت بارعب اور بہ داب سلطنت مانی جاتی تہی۔

اوس کی وسعت کا یہ حال تہا کہ مڈیٹرنین (بحیرہ روم) کے مشرقی کنارون سے لیکر ہندوستان تک اور بحیرہ کاسپین (بحیرہ طبرستان) سے لیکر سمندر کے سواحل تک تمام ممالک اوسیکے حدود حکومت مین داخل تھے بلکہ کچہہ عرصے پہلے مصر کی سلطنت بہی اس مین ملحق ہوگئی تہی۔ اور چند دوسرے باغی و سرکش صوبہ جات بہی اوس کی وفاداری اور جان نثاری

کا دم بہرنے لگے تھے - اوس کی قوت اور طاقت کا یہ حال تہا کہ خزانہ معمور - فوج مین اکثر یونانی سپاہی رنگروٹون مین بہرتی تھے - اور بادشاہ کو اپنی رعایا مین وہ ہردلعزیزی اور عزیزالوجودی حاصل کہ جو اس سے پہلے کسی بادشاہ کو نصیب نہین ہوئی تہی - اسکے خلاف سکندر کے پاس دولت وثروت کے کچہہ بھی ذرایع نہ تھے - سلطنت اس قدر زیربار قرضہ تھی کہ جب تک اوس نے اپنی تمام ملکت کو نہین لاکھہ سولہ ہزار آٹھہ سو - یا دو لاکھہ بہتر ہزار پونڈ کی عوض رہن نہین رکھہ لیا اوس وقت تک اوسکو سلطنت فارس پر چڑہکر جانے کی ہمت اور جرأت نہین ہوئی اوسکی فوج بشمول افواج معاونین کلہم تیس ہزار پیادے اور پانچہزار سوار کے قریب قریب شمار کی جاتی تہی - اگر معمولی طور پر کہا جاے تو یہ کل فوج فارس کے ایک صوبہ کے محاصرے کے لئے بھی مشکل سے کفایت کرتی تہی - لیکن خاص طور پر دیکہو تو گویا فارس کی ایسی عظیم اور وسیع سلطنت کا تہ و بالا ہونا ایسی قلیل التعداد فوج کے ہاتہ بدا تہا -

۲۰

سکندر کے فارس کی طرف راہی ہونے کے وقت مقدونیہ
کی حکومت اور کل انتظامات انطی بطر ایک دانشمند اور معتبر شخص کے
سپرد کیے گئے - اور چونکہ سکندر کو اپنے غیاب مین یونان کی سرزمین
پر فتنہ و فساد پیدا ہونے کا خطرہ غالب تہا - اس لئے انطی بطر کی
ماتحتی مین بارہ ہزار سپاہی بھی دیے گئے تاکہ مفسدون اور باغیون
کو زیادہ سر اوٹہانے کا موقع نہ ملے -

مغربی ایشیا کی فتح

۱۱

سنہ عیسوی سے تین سو چوبیس (۳۲۴) برس قبل سکندر
نے آہنگ سفر کرکے اپنی بحری فوج کو بدین ہدایت روانہ کیا کہ وہ ہلسپانٹ[1]
مین ٹھہر کر اوس کا انتظار کرے اور خود اپنی معیت مین بری فوج
لیکر براہ خشکی روانہ ہوا - منازل سفر طے کرنے کے بعد ایک مختصر
آبنائے کو عبور کرکے میدان ٹرائے[2] مین جا اوترا -

[1] ہلسپانٹ ڈارڈنیلس کا قدیم نام ہے - یہ اوس آبنائے کا دروازہ ہے کہ جو ایشیا اور یورپ کو آپس مین جدا کرتی ہے - اسکا عرض تقریباً دو میل ہے -

[2] ٹرائے - مجمع الجزائر کے قریب ڈارڈنیلس سے جانب جنوب ۲۰ میل کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام ہے - ہومر - اور دیگر قدیم شعرا اسکی جنگ کی داستانین نظم کر کے اسکی لازوال شہرت کے باعث ہوئے ہین - اسکے منہدم آثار اسکی گذشتہ عظمت وشان کا پتہ دیتے ہین - ۱۲

فارس کی جبری طاقت پر ایک ایسا خوف طاری ہوگیا کہ اس نے اوسکی ذرا بھی مزاحمت نہ کی - حالانکہ وہ مقدونیہ کی طاقت سے بدرجہا بڑہی ہوئی تھی - گو خشکی پر اوترنے سے اوس کو بالکل تو کیا روک سکتی - لیکن اگر چاہتی تو کسیقدر اُس کا مقابلہ ضرور کرسکتی تھی -

اپنے ساتھیوں میں سے سب سے پہلے خود سکندر نے اوس میدان میں قدم رکہا اور اپنے آپ کو ایک ایسے میدان میں کھڑے ہوئے دیکھکر نہایت مسرور کہ جسکا ذکر و اذکار اوس نے اپنے ممدوح شاعر ہومر کے کلام سے سنا تھا - اُس نے اسعلے درجہ کی عقیدتمندی کے ساتھ ہومر کے ذکر کئے ہوئے تمام بہادروں اور جوانمردوں کے نام پر قربانیاں چڑہانے اور اون کی یاد میں طرح طرح کے کہیل تماشا کرنے کا حکم صادر فرمایا -

سکندر کا اس درجہ جوش و خروش دیکھکر سلطنت فارس پر اوّل تو حیرت و تعجب کی بیخودی طاری ہوگئی - اور پہر جب وہ کسیقدر ذرا دفع ہوئی تو اوس کے مختلف صوبہ جات کے گورنروں یا حاکموں نے اپنی اپنی فوجی طاقتیں منتشر دیکہیں کہ جو بجبر

پیرہ اپوٹس[1] پر واقع تہا جمع کرنا شروع کین - لیکن اون کی نا عاقبت اندیشی
اور باہم کی نا اتفاقی اون کو ایک دوسرے کی رائے پر چلنے اور کسی ایک
شخص کو اپنا سپہ سالار تسلیم کرنے سے روکتی رہی - چنانچہ ایران کے مشہور
ومعروف جنرل ممین کی یہ رائے قرار پائی کہ جس طرف سکندر کے
بڑہنے کا اندیشہ ہو اوس ملک کو خود ہی پہلے سے ویران کر دینا چاہیئے
تاکہ اوس کی فوج بہوک پیاس کے تکلیف سے عاجز آکر آگے نہ بڑہنے پائے
اور سلے نیل ومرام لوٹ جائے - مگر ارسیٹس گورنر صوبہ فرگیا نے
اس قسم کی بربادی اور ویرانی اپنے زیر حکومت ملک مین روا نہ رکہی -
آخر کار بہت سے رد وقدح اور توقف کے بعد اون لوگون نے دریاے گرانی کش
پر کہ جو کوہ ایڈا[2] کے سلسلے سے نکل کر بحر مارمورا مین گرتا تہا مجتمع ہو کر

۲۴۳

---

[1] پیرہ اپوٹس - بحیرہ مارمورا کا قدیمی نام ہے - جو کہ ڈارڈونیلس اور باسفورس کے درمیان واقع ہے - طول مین ایک سو بیس میل اور عرض مین پچاس میل کے قریب ہے - ۱۲

[2] ایڈا اسی نام کا ایک پہاڑ جزیرہ کریٹ واقع بحیرہ روم مین بھی واقع ہے مگر یہان اس سے وہ پہاڑ مراد ہے کہ جو ایشیاے کوچک کے غرب و شمال مین واقع ہے - ۱۲

سکندر سے مقابلہ کرنے کا قصد کیا۔

سکندر غنیم کے مقابلہ پر آنے کی خبر سنتے کے ساتھ ہی خود اون کے مقابلے کو بڑھا۔ اور جس وقت جاسوسون نے اوس کو غنیم کے قریب آن پہونچنے کی خبر سنائی اوسی وقت وہ اون پر دھاوا کرنے کو تیار ہوگیا۔ پارمینو نے غنیم کی کثیر التعداد فوج سے ڈر کر بھیرا بادشاہ کی ہمت پست کرنا چاہی کہ کسیطرح وہ دریا کے اوس پار اوترنے سے باز رہے۔ لیکن سکندر نے بدین خیال کہ جس قدر بے خوف وہراس ہوکر دلیری وسختی کے ساتھ حملہ کیا جائے گا۔ اوتنا ہی ایرانیون پر خوف وخطر غالب آئے گا۔ فوراً ہی جنگ کا حکم دے دیا۔ سکندر رسالہ کمپنین (رسالہ خاص) کو اپنی کمان مین لیکر اوٹھا۔ اور بطلیموس[1] فوج میمنہ کا سردار بنکر اپنی فوج سمیت دریا کے راستے سے غنیم کے مقابلے کو چلا۔ اور اودہر دریا کے دوسرے کنارے پر ایرانی

[1] بطلیموس — ناظرین اسکو حکیم بطلیموس نہ تصور فرمادین کیونکہ حکیم بطلیموس کا زمانہ پیدائش سنہ ۶ع مین خیال کیا جاتا ہے۔ اور یہ اوس سے تین صد تک بیشتر گذرا ہے۔

جنرل میمن - ایران کی فوج کے چیدہ چیدہ بہادر سوارون کے ساتھہ گھات لگائے بیٹھا تھا - اوس نے سخت مقابلہ کر کے بطلیموس کو سکندر کے لشکر کیطرف واپس کیا - یہ دیکھکر نوجوان اور نوخیز بادشاہ نے رسالہ کپنین کو اپنی ہمراہی مین لے کر بے تحاشا دہاوا کیا اور دفعتہً وہان پہونچ گیا کہ جہان میمن کی فوج نہایت کثرت کے ساتھہ پڑی ہوئی تھی - ایرانیون کی فوج کو درہم برہم کر کے اس قدر گنجایش نکال لی - کہ اوسکے دوسرے رسالے بھی وہان اچھی طرح سما سکین - اس وقت دونون مین نہایت سنگین لڑائی شروع ہوئی - یہ جنگ بہ نسبت باقاعدہ جنگ کے اوس لڑائی سے زیادہ مشابہ تھی کہ جو زمانہ تہمتنی مین دو پہلوانون یا دو بہادرون کے درمیان لڑی جاتی تھی -

مقدونیہ کی فوج بھاری بھاری اور وزنی اسلحہ سے آراستہ تھی - ایران کی فوجون کے زیر ران نازک گھوڑے اور جسم پر ہلکے ہتھیار لگے ہوئے تھے جبکہ مقدونیہ کی فوج ایرانی فوج پر جا کر گری تو وہ اوسکی

وہ ابھی تاب نہ لا سکی۔ اس لڑائی مین سکندر کی ذاتی بہادری و شجاعت
نے سب سے بڑھکر شہرت حاصل کی۔
اوس نے اپنے ہاتھ سے دو ایرانی سرغناؤن اور سرگروہون کو قتل کیا۔
جبکہ وہ اون دونون نامی بہادرون کے سر اوتارنے مین مصروف تہا تو
اوس وقت قریب تہا کہ وہ خود بھی ایک ایرانی گورنر اسپتھر اڈیٹس
کے خنجر ابدار سے مجروح ہو کر گر پڑتا۔ مگر خیر گذری کہ اوسکے رسالے کمپنین
کے کپتان کلیٹس نے گورنر کا وار خالی دیکر اوسکے جس ہاتھ مین خنجر
کھنچا ہوا تہا اوسکو چابکدستی کے ساتھ قلم کر ڈالا۔ الغرض ایرانیون
کی فوج میسرہ بہت جلد منتشر کر دی گئی۔ اور اوسکے پیچھے ہی پیچھے
اون کی افواج میمنہ کو بھی پارمنیو کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگنا
پڑا۔
اوسوقت ایرانی فوجون پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ قبل اس کے
کہ کوئی اور غول یا جماعت لشکر کے وسط مین حملہ کے لئے بڑھے
وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

یونانی سپاہی جو کہ ایرانی افواج مین بھرتی تھے وہ اپنے ملک سے بدنام
اور بادشاہ کے نمک حرام قرار دیے گئے ۔ اور مقدونیہ والون
کے ہاتھ سے اون کا حزب قلع قمع ہوا ۔
بغیر کچھ زیادہ کشت و خون اٹھ ہونے کے سکندر کو یہ عظیم الشان فتح
حاصل ہوئی ۔ مقدونیہ والون کے جس قدر آدمی اس لڑائی
مین کام آئے اُن کی مجموعی تعداد دو سو سے بڑھکر نہین تھی ۔ اور چونکہ
ایرانیون کا تعاقب نہین کیا گیا تھا اسلئے اون کے آدمی بھی بہت زیادہ
ضایع نہین ہونے پائے ۔
سکندر کے جس قدر آدمی لڑائی مین کام آئے تھے اون سب کی تجہیز و تکفین
اوسی نے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ انجام دی ۔ اور رسالکین مین
سے جو پچیس جانباز سوار بادشاہ پر اپنی جان نثار کر گئے تھے اُنکی
نسبت سکندر نے ازراہ قدر دانی یہ حکم صادر فرمایا کہ لیسپس جو کہ
اوس زمانے کا ایک مشہور و معروف سنگ تراش تھا اوس سے اونکی
قد آدم تصویرین پیتل سے ڈھلوائی جائین ۔ چنانچہ وہ تصویرین اونکی

جان نثاری کی یادگار کے طور پر مقدونیہ کے مقام ڈائیم مین لاکر
رکھی گئی تہین - جہان سے کہ پہر ایک عرصہ دراز کے بعد رومتہ الکبریٰ
کو منتقل ہوئین -

گرانی کس کی لڑائی فتح ہونے کے بعد ایشیاے کوچک کے اور بہی
بہت سے طاقتور اور زرخیز صوبہ جات وقتاً فوقتاً سکندر کے زیر فرمان
داخل ہوتے گئے - حتے کہ شہر سارڈس جو کہ اوس زمانے مین لڈیا
کا دار السلطنت تہا باوجود اسکے اسقدر مضبوط و محفوظ ہونے کے کہ لوگ اوسکو
ناقابل التسخیر سمجہتے تہے پہر بہی وہ سکندر کی پہلی اطلاع پر اپنے تمام زر وجواہر
اور بے شمار خزانون سمیت اوس کے زیر نگین اور تابع فرمان ہو گیا تہا
اور نیز الفیسیس نے بہی اوسکی فرمان روائی تسلیم کر لی تہی - علاوہ
ازین بہت سے ایسے ایسے طاقتور اور مضبوط شہر و دیار بہی اوس کے قبضے مین
آگئے تہے کہ جن کی ناقابل التسخیری اور استواری کا خیال کرتے ہوئے
ہم اون کے گورنرون اور حاکمون کو دغا و فریب یا سازش کے الزام
سے بمشکل بری کر سکتے ہین -

اس موقع پر مالمئس ہی صرف ایک ایسا شہر تھا کہ جس کو سپہ سالار سکندر سے بہ مقابلہ پیش آنے کی جرات ہوئی تھی۔ لیکن انجام کار وہ بھی اوسیکے قبضۂ اقتدار مین آگیا۔ اور اوس کے بہت سے باشندے تیغ بے دریغ کئے گئے۔

دارا۔ بادشاہ ایران نے جنگ گرانی کس مین اپنی فوج کی ہزیمت اور شکست کی خبر سنکر ایشیاء کوچک مین میمن کو لفٹنٹ جنرل کے ممتاز عہدے پر سرفراز کیا۔ اور اوس نے سکندر کو آگے بڑہنے سے روکنے کے لئے بڑی محنت اور سرگرمی سے کام لیا۔ لیکن چونکہ اوس کی مدد و معاونت مین جو دوسرے گورنر اور حاکم تھے وہ نہایت ہی بے وقوف اور نالایق تھے۔ اس لئے اوس کو سکندر کی مدافعت اور مزاحمت مین ہمیشہ ناکامیابی ہوتی رہی۔ برخلاف اس کے سکندر اپنی مردانہ ہمت اور حسن تدبیری سے روز بروز کامیاب ہوتا گیا۔ یہانتک کہ وہ تمام صوبہ جات جو کہ بحر ایجین کو گھیرے ہوئے تھے تمام و کمال اوسی کے تحت و تصرف مین آگئے۔ موسم سرما آنے پر سکندر نے

اپنی فوج کے اون سپاہیون کو کہ جن کی شادی کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا
تھا مقدونیہ جاکر اپنے اپنے قبیلہ سے مل آنے کی رخصت دی - وہان
پہونچکر اونھون نے اپنی فتح و نصرت کا حال بیان کر کے تمام یونان
مین ایک دہاک بٹھادی -
سکندر نے خود موسم سرما کو عیش و آرام مین صرف نہین کیا - بلکہ
اوس زمانے مین اوسنے چند چھوٹے چھوٹے صوبون کو فتح کیا - اور
جس قدر ممالک اسوقت تک اوس کے تحت و تصرف مین آچکے تھے -
اون کے انتظام کی طرف متوجہ ہوا - مزید برآن اوس نے شہر
گارڈیم کو اپنا صدر مقام قرار دیا کہ جو ایشیا ء کوچک کے وسط
مین واقع ہونے کی وجہ سے جنگ آیندہ کے لئے ہر ایک طرح موزون
و مناسب تھا -
اس شہر کی نسبت یہ بھی مشہور کیا جاتا ہے کہ وہ ایک بڑے دولت مند
اور نہایت متمول امیر میڈاس نامی شخص کا مولد و مسکن تھا کہ جس کی نسل سے
نشانیان رہ گیا تھے - اوسکی حصن حصین مین میڈاس کے باپ گارڈیس

کا ایک رتھ بحفاظت تمام رکھا ہوا چلا آتا تھا۔ کہ جسکا جوا ایک ڈنڈے کے ساتھ درخت کی چھال کے رستے کے ذریعے سے نہایت مضبوطی سے بندھا ہوا تھا کہ جس مین ایک پیچ گتھی پڑی ہوئی تھی۔ زمانۂ قدیم سے یہ بات مشہور چلی آتی تھی کہ جو شخص اُس گتھی کو سُلجائے گا وہی گویا ایشیا کا مالک و حکمران ہو گا۔ سکندر اوس پیشین گوئی کے مطابق اپنی قسمت آزمائی کی غرض سے نہایت بے تابی کے ساتھ اُس کی طرف بڑھا لیکن اب تک یہ حال نہین کھلا کہ اوس نے اوس گتھی کو کس تدبیر سے کھولا۔ اکثر کہتے ہین کہ اوس نے اوس کو سلجھایا نہین تھا بلکہ تلوار سے کاٹ کر جدا کیا تھا۔ اور بعض کا بیان ہے کہ نہین اوس نے درحقیقت اوس عقدۂ لاینحل کو بزور عقل و دانش حل کیا تھا۔ خیر کچھ بھی ہو۔ مگر سب کا اتفاق اسقدر ثابت ہے کہ اس طلسم کشائی کے بعد اوسکو وہ تمام باتین نصیب ہوئین کہ جو اوس طلسم کی شکست پر منحصر کی جاتی تھین۔ الغرض اسکو طلسم کا کرشمہ سمجھو۔ یا قسام ازل کی مہربانی اور فیاضی کہو۔ انجام کار وہ ایشیا کا مالک اور حکمران ہی ہو کر رہا۔

سکندر نے سنہ عیسوی سے تین سو تینتیس برس قبل دوسری لشکرکشی
پفلاگونیا اور کپاڈوسیا[1] کے صوبوں کے حملے سے شروع کی
یہ دونوں صوبے بسہولت تمام فتح ہو گئے۔ اُن کی فتح کے بعد سکندر
جنوب کی طرف بڑھا۔ اور کوہ ٹورس کی مشکل گذرگھاٹیوں میں سے
گذر کر اوس نے سیلیسیا پہونچنے کا قصد کیا۔ وہ ابھی راستے ہی میں تھا
کہ اوس کو یہ خبر ملی کہ گورنر سیلیسیا میمن کی رائے اور ہدایت پر عمل
کر کے اپنے ماتحت ملک کو ویران و برباد کیا چاہتا ہے۔ یہ خبر سنکر اوسنے
اس تیزی کے ساتھ کوچ کیا کہ ملک کے تباہ و برباد کئے جانے سے پہلے
ہی پہلے وہ ٹورس پہاڑ پر پہونچ گیا۔
سفر کی سختی اور آفتاب کی تمازت سے نونہال اور نوخیز بادشاہ کی طبیعت
کسیقدر پژمردہ ہو گئی تھی۔ اوسنے تھکن اور کسل رفع کرنے کے لئے
دریاے سڈنس کے سرد پانی میں غوطہ لگایا۔ اور غوطہ لگانے کے

---

[1] کپاڈوسیا۔ یہ ارض روم کا ایک صوبہ ہے کہ جو نطولیہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ ۱۲

اور غوطہ لگانے کے ساتھہ ہی اوسکو شدت کا بخار چڑھ آیا۔ اور یہان تک نوبت پہونچی کہ لوگ اوس کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ اس حالت مین اوس نے اپنی بے باکانہ دلیری اور اعلے اعتماد کا ثبوت اس طرحپر دیا کہ وہ تو بستر علالت پر لیٹا ہوا تھا۔ اور فیلقوس نامی طبیب دوا کا پیالہ لئے ہوئے اوسکے سرہانے کھڑا تھا کہ اتنے ہی مین اوسکو ایک گمنام خط اس مضمون کا لاکر دیا گیا کہ آپ کے یہان جو فیلقوس طبیب ہے وہ نہایت دغاباز اور دشمن سے ملا ہوا ہے۔ چنانچہ حال ہی مین اوسکو روپیہ کا لالچ دلاکر اس سے یہ بات چاہی گئی ہے کہ دوا کے دھوکے مین آپ کو زہر پلاکر کسیطرح آپ کا کام تمام کردے۔ وہ خط پڑھکر اوس نے طبیب کے ہاتھہ مین دیدیا۔ اور اوس سے دوا کا پیالہ لیکر بلا تامل اوس نے منہ کو لگا لیا۔

سکندر کو اوس اعتماد کا یہ عوض ملا کہ اوس وقت کی دوا پیتے ہی اوس کی حالت مین ایک فوری تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اور

پھر روز بروز حالت رو بصحت ہوتی گئی۔ یہان تک کہ چند ہی روز میں وہ اپنی فوج اور لشکر کے ساتھ کام کرنے کے لایق ہو گیا۔

اس واقعہ کے تھوڑے سے ہی عرصے کے بعد سکندر کے لشکر مین ایران کے دانشمند گورنر اور بہادر جنرل ممیمن کی موت کی خبر پہونچی۔ بلاشبہ وہ عقل و دانش مین ایران کے تمام حاکمون اور عمائدین سلطنت سے کہین زیادہ تھا۔ اگر وہ چند سے اور جیتا رہتا تو کچھ عجب نہ تھا کہ ایشیا کی بدقسمتی خوش قسمتی سے مبدل ہو جاتی۔ مگر افسوس اوسکو ایسے وقت مین راہی ملک بقا ہونا پڑا کہ جب تک وہ جنوبی یونان کی ریاستون اور صوبون مین مقدونیہ سے بگڑ کر فتنہ و فساد کا ہنگامہ اسلئے بپا کرانا چاہتا تھا کہ لاچار سکندر کو اپنے ملک کے تحفظ کے لئے لوٹ جانا پڑے۔ لیکن اسکی سب حکمتین اوس کے ہی ساتھ فوت ہو گئین۔ کیونکہ اوس کے بعد دارا کے پاس جس قدر لوگ تھے وہ سب عقل و دانش اور ہمت و دلیری کے یکسان محتاج تھے۔

سلیسیا سے اوٹھکر سکندر ملک شام کی طرف سمندر کے
کنارے کنارے بڑہتا جا رہا تہا کہ راستے ہی مین اوسکو اپنے
مقابلے مین اپنے سب سے بڑے غنیم دارا کے آنے کی خبر ملی۔
اور معلوم ہوا کہ وہ بہمہ وجوہ اوس کے تعاقب مین دریاے
اسمین تک آن پہونچا ہے۔

اس موقع پر ایتھنز کے جلا وطن و خانمان برباد جنرل چارڈمس نے
دارا کو صلاح دی تھی کہ حدود شام کے ناہموار اور دشوار گذار
ملکون مین ایرانیون کو پیش قدمی اور جنگ جو نقل و حرکت نہ کرنا چاہیئے
دارا کی طرف سے اوسکو اُس کی اِس ہمدردی و دلسوزی کا یہ ثمرہ
ملا کہ اوسکا سرتن سے جدا کیا گیا۔

سکندر اپنے تعاقب مین دارا کی پیش قدمی کی خبر
سنکر اوس سے بہ مقابلہ پیش آنے کی غرض سے ویسے ہی واپس
پھر گیا۔ اور ایرانیون کی بے شمار فوج سے بے خوف و خطر ہوکر نہایت
دلیری و بہادری سے جنگ کی تیاری مین مصروف ہوا۔

۳۵

دارا کی فوج دامن کوہ مین دریاے نپارس کے کنارے صفین باندہے کھڑی تھی - یمین و یسار ایرانی - اور وسط مین یونانی سپاہی کہ جو ہمت و بہادری اور فن جنگ مین مقدونیہ والون سے کسیطرح کم نہین تھے وہ صف آراستہ کئے گئے تھے :
جنگ اس طرح پر شروع ہوئی کہ سکندر اپنی میمنہ فوج کو لیکر دریا کے اوس پار اوترا - اور لب دریا جو ایرانی فوج بہر مدافعت کھڑی تھی اوس پر یکبارگی یورش کرکے وہان سے اوس کے پاؤن اوکھاڑ دیے - وہ یہان سے اوکھڑ کر اپنے یہان کے اوس رسالہ باڈی گارڈ پر جا کر گری کہ جو لقب "غیر فانی" سے مشہور تھا - اور وہان پھر از سر نو لڑائی شروع ہوئی - آخر کار باڈی گارڈ کے سوار بھی ہزیمت پاکر منتشر ہوگئے - اور سکندر کی فوج میمنہ منصور و فتحیاب ہوئی - مگر اوسکی افواج میسرہ اور وسطے کو ابھی تک کامیابی حاصل نہین ہوئی تھی - کہ اتنے ہی مین ایرانیون کی یونانی فوج آن کی صفون پر آکر ٹوٹ پڑی

ایرانی سواروں نے اس سے پہلے کہ اون پر حملہ کیا جائے خود ہی دریا کے اس پار اتر کر سکندر کی فوج کے تھیسلین سواروں پر جا دھاوا کیا۔ ایرانی فوج کے یونانی سپاہیوں کے تباہ ہونے مین کچھہ شبہ باقی نہین رہا تھا کہ اودھر سے سکندر اپنی فتحمند اور ظفریاب جماعت کو لئے ہوئے اون کی سرکوبی کو آن پھونچا اور تھوڑی ہی دیر مین اُن کو درہم برہم کر دیا۔ اوس وقت جانب یسار کی پیادہ فوج نے آگے بڑھکر ایرانی حملہ آوروں کو شکست فاش دی۔

دارا میدان جنگ سے بدین ہیئت کذائی بھاگا کہ اوس کا رتھہ اوسکی قوس اور عبا فاتحین کے ہاتھہ لگین۔ ایشیائی فوجوں کے عام دستور کے موافق دارا کی فوج نے بھی بھاگنے مین اپنے بادشاہ کی پیروی کی اور دارا کی بزدلی نے ایرانیون کی رہی سہی ہمت بھی توڑ دی۔ چنانچہ ایرانی لشکر کے وہ سوار کہ جو اپنی کوشش مین کسیقدر کامیاب ہو چلے تھے۔ میدان جنگ

سے اپنے بادشاہ کے بھاگ جانے کی خبر پاکر گھوڑون کی باگ موڑا پنے بدنصیب ہمراہیون کو روندتے اور کچلتے پہاڑونکے درون مین جاگھسے۔ اس جنگ مین ایرانیون کے دس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے کام آئے۔

سکندر ایرانی کیمپ پر مع اوسکی بے شمار مال و دولت کے قابض ہوگیا۔ علاوہ ازین دارا کی مان۔ اوسکی ملکہ اور شہزادیان بھی اسیران جنگ مین اسیر ہوکر **سکندر** کی حضور مین لائی گیئن۔ وہ اون کے ساتھ جس مہربانی اور فیاضی سے پیش آیا اوس کا حال بیان ذیل سے ظاہر ہوگا۔

سکندر کے خصائل حمیدہ مین ایک یہ بات بھی نہایت قدر کے قابل تھی کہ وہ علے العموم شاہی خاندان کے قیدیون کے ساتھ نہایت عزت وعظمت سے پیش آتا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر جبکہ **دارا** کے مارے جانے کی جھوٹی خبر اوس کے خاندان کے اسیرون کو پہونچی تو وہ سب اپنی مصیبت کو بھول گئے۔ اور

اوس کے غم مین بے چین ہوکر زار و نزار رونے لگے - اون کے
اس بے انتہا اضطراب اور بے قراری کا جگر خراش حال سنکر
سکندر نے فی الفور لیونا ٹس کو جو اوس کے خاصگان
بارگاہ مین سے تہا اوسکو اون کی تسلی و تشفی کے لئے بھیجا -
تاکہ وہ اس بے وجود افواہ کی تکذیب کرکے اون کو دلاسا دیوے
اور دوسرے روز وہ خود بھی بہ نفس نفیس اون کے خیمے پر گیا - اپنے
حتے المقدور اوس نے اون مصیبت زدون کی دلجوئی اور دلداری مین
کوئی کسر باقی نہین چھوڑی - خیمے کے اندر داخل ہوتے وقت اوسکا
دوست ہفسٹن اوسکے ساتھ تھا - اون کو دیکھکر سسی گمبس -
دارا کی مان تبنظر تعظیم اوٹھی اور ہفسٹن کو سکندر سمجھکر اوسکی
قدمبوس ہوئی - حاضرین مین کسی نے جب اشارہ کے ذریعے سے
اوس کو اوس کی غلط فہمی سے خبردار کیا - تو وہ وہان سے لجائی اور
گھبرائی اوٹھی اور پھر ویسے ہی ذوالقرنین کے قدمون پر جاگری
سکندر نے ازراہ ترحم اوس کا ہاتھ پکڑکر اوس کو اوٹھایا

اور یون کہکر اوسکی پریشانی دور کی کہ " مائی تم اس طرح کیون گھبرائی جاتی ہو۔ جس کی تم نے پہلے تعظیم کی تھی وہ بھی تو سکندر ہی تہا"
علاوہ ازین اون کو اسبات کا بھی اطمینان دلایا گیا کہ تم لوگون کے گذشتہ تزک و احتشام مین کسی طرح کی کمی نہین کیجاے گی بلکہ جس عیش و آرام سے تم دارا کی محلسرا ئے مین زندگی بسر کرتے تھے یہان بھی تم لوگون کے لئے اوسی عیش و آرام کا لحاظ رکہا جائے گا۔ دارا کا کمسن لڑکا جو اپنی مان کے پہلو سے لگا کھڑا تہا سکندر نے اوسکو اپنی گود مین لینا چاہا۔ اوس بچے نے خوف یا جھجک کے آثار ظاہر کئے بغیر اپنی ننھی ننھی باہین اپنے فاتح کی گود مین جانے کے لئے پہیلا دین اوس بچے کی اس بے تکلفانہ حرکت سے متاثر ہوکر سکندر نے اپنے ہمراہی ہفسٹن کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ " ہاے! کیا ہی اچھا ہوتا اگر دارا بھی اپنے اس بچے کی جوان مردی سے کچھ تھوڑا سا حصہ پاتا۔
چونکہ دارا کی بی بی حسن وجمال مین یکتائے روزگار تھی۔ اس لئے

سکندر نے بدین خوف کہ کہین ایسا نہ ہو کہ میرے جانے سے خود اوس کے دل مین طرح طرح کے خطرات دوسوسے پیدا ہون اور نیز دوسرے لوگون کو بھی اوسکی عصمت وعفت کی بابت شک وشبہ کرنے کا موقع ہاتھہ لگے۔ قطعی ارادہ کر لیا تہا کہ مین کبھی اوس کے خیمے پر نہین جاؤن گا۔

۱۱ حالانکہ سکندر کو دارا کی ملکہ اور شہزادیون پر ہر طرح کا اختیار حاصل تہا مگر تاہم اوس نے اس موقع پر جس معتدل مزاجی اور صلاحیت کا برتاؤ کیا وہ پلوٹارک کو مفصلۂ ذیل ریمارک کرنے پر مجبور کرتا ہے

"ایران کی شہزادیان اپنے دشمن کے لشکر مین
اسطرح پر رہین کہ جیسے کوئی مقدس معبد مین رہتا
ہو۔ اُن کو نہ کسی نے آنکہ سے دیکہا۔ نہ ہاتھہ سے
چہوا۔ اور نہ زبان سے کچھہ کہا۔"

پلوٹارک: ایک مشہور یونانی فلاسفر اور مورخ ہے۔ اوس نے سنہ ۱۲۰ء مین بڑی عمر پاکر انتقال کیا۔ اوسکی تصنیفات مین سے "مشاہیر کی سوانح عمری" زیادہ مشہور ہے۔ ۱۲

جنگ ایسس کی فتح کے بعد ملک شام اور فنشیا کا بڑا حصہ بھی سکندر کے قبضے میں آگیا۔ مخبرون کی مخبری۔ اور سواران تھسیلی کی غارت گری کی بدولت اون ممالک کے بیشمار خزانے بھی اوسکے ہاتھ لگے۔ اور ٹائر والون کی طرف سے بھی اوس کی حضور مین سفیر حاضر ہوئے اور انھون نے اون کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا۔

مگر جس وقت سکندر نے ٹائر والون سے اون کے واجب التعظیم ہیرو ملکرٹار کے نام پر قربانی چڑہانے کے حیلے سے اون کے شہر مین داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ تو وہ لوگ اوسکی غرض اصلی کو تاڑ گئے اور جواب مین صاف انکار کر بھیجا۔ ماسوائے اسکے اپنے شہر کے ایک محفوظ اور بےخطر مقام پر واقع ہونے کے گھمنڈ مین اوس سے جنگ آزمائی کو تیار ہو بیٹھے۔ ادہر سکندر نے بھی فی الفور ٹائر کے محاصرے کی تیاریان شروع کر دین۔ اب تک سکندر کے جس قدر مہمات پیش آچکی تہین

فنشیا ساحل شام کے ایک قطعہ زمین کا نام ہے کہ جو طول مین ایک سو پچاس اور عرض مین پچیس میل کے قریب ہے۔ ۱۲

ملکرٹار ٹائر والون کے یہان یہ شل ہرکلس دیوتا ئے طاقت اسکے شمار ہوتا تھا ۱۲

یہ مہم اون سب سے کہین زیادہ اہم اور مشکل خیال کی گئی ہے -

مصر ٹائر اور وسط ایشیاء فتح ہو سکتے ہین ++

یونان کی شائستگی و تہذیب سے بہت قبل فنشیا - والون مین ہر طرح کی تہذیب و شائستگی موجود تھی - اُن لوگون سے پہلے دُنیا کی کوئی قوم رموز تجارت سے ذرا بھی واقف نہین تہی - اوّل اوّل تجارت کا رواج اونہین سے شروع ہوا اور پہر اونہون نے ہی اوسکو فروغ دیا - چنانچہ یونان والے ابھی تک بجز وحشی طریقے سے شکار مارنے اور مویشی چرانے کے اور کچھہ جانتے بھی نہ تھے کہ فنشیا والے جہازرانی کے فن مین طاق ہوکر بحیرہ روم اور بحر اطلانطک کے راستے سے سیر و سیاحت کرتے پھرتے تھے فنشیا کا قدیم دارالحکومت تو اگرچہ شہر سڈن ہی تہا مگر رفتہ رفتہ شہر ٹائر نے جب وہ رونق اور ترقی پائی کہ جسکے آگے سڈن کی قدیم عظمت و شان بھی گرد تھی - اوسوقت دارالحکومت سڈن سے اوٹھکر ٹائر مین منتقل ہوا -

جنگ ٹروجن سے قبل بھی ٹائر کی ترقی و فروغ کا یہ حال تہا کہ

یورپ اور ایشیا کے مابین جو تجارت کا سلسلہ جاری تھا اوسکی
خاص منڈی یا وسیلہ یہی شہر تھا رہوتا تھا - کسی مؤرخ نے باعتبار
اوس زمانے کے ٹائر کی تعریف ان الفاظ کے ساتھہ کی ہے -

"وہ (ٹائر) تمام شہروں کا سرتاج شہر تھا - اوسکے
سوداگر - بادشاہزادے بنے ہوئے تھے - اور اوسکی
بیوپاری دنیا میں راستباز اور ایماندار کے معزز لقب
سے مشہور تھے"

علاوہ ازین - افریقہ - سسلی - اور ہسپانیہ کے سواحل پر اوسکی
نوآبادیاں کثرت سے قایم تھین کہ جو مذہبی رسوم کے رشتے سے
براہ راست خود اوس سے وابستہ تھین - اور جیسا کہ یونانی اقوام
کے نزدیک ڈلفی[1] ایک مقدس جگہ اور عبادت گاہ تسلیم کی جاتی
تھی - ویسے ہی ٹائر کے ہرقلس یعنے ملکرٹ ار کا معبد تمام

---

[1] ڈلفی - یہ ایک چھوٹا سا قصبہ خلیج لیپانٹو کے شمال میں دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے - یہ ایک قدیم یونانی شہر تھا اور اپالو دیوتا کے معبد ہونے کی وجہ سے ایک مقدس مقام سمجھا جاتا تھا ۱۲

فنیشیا والون کے نزدیک مقدس اور واجب التعظیم مقام سمجھا جاتا تھا۔

ٹائر۔ قدیم سمندر کے کنارے پر آباد تھا۔ لیکن جب کہ بخت نصر نے اسکو فتح کر لیا تو اوس کے باشندون نے اوسکو ویران وبرباد کر کے اوسی کے قریب ایک چھوٹے سے جزیرے پر یہ نیا شہر اوسی نام سے تعمیر کیا تھا۔ وہ جزیرہ جسپر کہ شہر تعمیر کیا گیا تھا بذریعہ ایک تنگ آبنائے کے کہ جسکا عرض قریب نصف میل کے ہو گا ساحل سمندر سے جدا ہوتا تھا۔ چونکہ جزیرہ زیادہ وسیع نہین تھا اسیلئے بآسانی اوسکی تمام وکمال قلعہ بندی ہو گئی تھی اور اوس مین آبادی بھی نہایت گنجان معلوم ہوتی تھی۔ شہر کی چہار دیواری نہایت عریض اور بلند اوٹھائی گئی تھی۔ فصیل شہر کے اوپر بے شمار سپاہی ہر طرح کے سامان جنگ سے آراستہ وسلح تیار بیٹھے رہتے تھے۔

اس شان وعظمت کے شہر کے محاصرے کے لئے سکندر اس بے سر وسامانی سے اوٹھا کہ اوسکے پاس اوس وقت کوئی بھی

ایسا جنگی جہاز نہین تہا کہ جسکے ذریعے سے وہ بندرگاہ کو تباہ و برباد کر سکتا۔ یا آنکہ اپنے سپاہیون کو محفوظ اور پناہ مین رکھ سکتا۔ باین بے سروسامانی سکندر نے قدیم ٹائر سے جدید ٹائر کی جہازونواری تک دمدمہ اوٹہانا شروع کیا۔ مگر یہ کام بہت مشکل اور دشوار ثابت ہوا۔ ابہی تہوڑی ہی دور تک دمدمہ اوٹہنے پایا تہا کہ ٹائر کے جنگی جہازون نے دمدمہ باندہنے والی جماعت پر حملہ کر کے اوسکو سخت نقصان پہونچایا۔ بعد ازان شہر پناہ کے اندر سے ٹائر والون نے ایک شعلہ زن جہاز سکندر کے لشکر کی طرف چہوڑا۔ اور اون کی جنگی جہازون نے بہی سکندر کی سپاہ اور دمدمہ اوٹہانے والے لوگون پر حملہ جاری رکہا۔ یہان تک کہ اہل ٹائر اپنی کوشش مین کامیاب ہوئے۔ **مقدونیا** والے آنکہون مین اس شعلہ زن جہاز کے دہوان اٹ جانے سے گویا بالکل اندہے ہوگئے تہے۔ اس حالت مین جو اون پر پیاپے حملے ہوئے ان سے گہبراکر وہ ادہر ادہر منتشر ہوگئے۔ اور چند ہی منٹ مین اون کا

ودمدمہ مع آلات وانداز تباہ و برباد کردیا گیا - اس حادثے سے
یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی کہ ٹائر بغیر جنگی جہازون کی مدد کے
کبھی سر نہین ہوگا -
مگر سکندر کا بخت یاور تھا کہ اوسی عرصے مین عین ضرورت کے
وقت فنیشیا - اور سائپرس کی بحری طاقتین اوس سے آن کر
مل گئین - پھر یہ ہوا کہ ادہر تو ٹائر کے جنگی جہاز اپنے بندرگاہون مین
جا کر کھڑے ہوئے - اور ادہر پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور چوڑا دمدمہ
از سر نو اوٹھایا جانے لگا - اب چونکہ سکندر کو بھی جنگی جہاز مدد مین
بہم پہونچ گئے تھے اسلئے اوسکے آدمیون نے بے خوف وخطر ہوکر بڑی
سرگرمی کے ساتھ دمدمہ کو اوٹھانا شروع کیا - اور سپاہیون کے
بیڑے کے بیڑے شہر کی فصیل کے ہر چہار طرف بھیجے جانے لگے کہ جدہر
سے موقع و محل ملے دیوار کو توڑ کر شہر کے اندر گھس جائین - اوسطرف
ٹائر والون کو بھی اپنی حفاظت کے لئے جس قدر کوشش کرنی چاہیے
تھی وہ کی گئی - اونھون نے محاصرین مین سے چند کو لوہے کے

۷۴

پھندے اون کی گردنون مین ڈال ڈال کر دیوار کے اوسطرف کھینچا
اور اکثر ون پر بھاری بھاری پتھر اور بڑے بڑے شہتیر کلون کے
زور سے برسائے - مزید بران اون لوگون کے پاس سب سے
زیادہ سخت ایذا اور تکلیف پھونچانے کا سامان وہ جلتا تپتا اور باریک
ریت تھا کہ جسکو وہ محاصرین کے اوپر برساتے تھے اور وہ زرہ بکتر کے
درزون مین گھس گھسکر ان کے جسم کی ہڈی تک جاپاتا چلا جاتا تھا -
آخر کار سنہ عیسوی سے تین سو تیس برس قبل فصیل کی دیوار توڑی
گئی اور حملہ کی تیاری کے لئے بڑے تشدد کے ساتھ احکام سنائے
گئے -

چونکہ محاصرے کو اسوقت قریب چھ مہینے کے گذر چکے تھے - اور
سکندر کا لشکر ابتدا سے فوری فتح و نصرت کا عادی تھا - اس لئے
اوسکو اس غیر معمولی درنگ اور تاخیر پر بہت غصہ آیا کہ جو باشندگان
ٹائر کی سرکشی اور دلیری کے باعث فتح ٹائر مین پیش آئی تھی اسکے
علاوہ سکندر کے ساتھی ٹائر والون سے اپنے اون بھائیون

اور ہم وطنون کے جابرانہ قتل کے انتقام لینے کے جوش مین بھرے ہوے تھے کہ جو اتفاقًا ٹائر والون کے ہاتھے چڑھ کر نہایت بے رحمی کے ساتھ وحشیانہ طریقے سے شہر پناہ کی دیوار پر خود اون کی آنکھون کے سامنے قتل کئے گئے تھے۔ لہذا نہایت بے تابی اور بے صبری کے ساتھ جہازون کے بیڑے تین حصون مین تقسیم کئے گئے جن مین سے دو ٹکڑے تو اوسی وقت ٹائر کی بندرگاہون کی طرف روانہ ہوگئے۔ اور ایک عین اوس موقع پر لنگرانداز کیا گیا کہ جس جگہ فصیل شکست کی گئی تھی۔ اگرچہ ٹائر والون نے لڑائی کے اخیر دم تک اپنی اگلی شہرت اور گذشتہ بہادری کو بہتیرا ہی نباہنا چاہا مگر سکندر کے جوش وخروش کے ساتھ اون کی کوئی چیز بھی لگا نہ کھا سکی۔

شکستہ دیوار کے متصل جو چند برج تھے اون پر اور نیز کچھ حصہ دیوار پر سکندر خود قابض ہوگیا۔ اور معہذا ٹائر کا جو سب سے اعلےٰ بندرگاہ تھا اوس پر سکندر کے معاونین فنشیا والے فتحیاب ہوئے آخرکار یہ ہوا کہ تمام وکمال شہر ٹائر والون سے بزور زبردستی لیلیا گیا

مگر اونہون نے برضا و رغبت فاتحین کو ایک تسو برابر بھی زمین نہین دی بلکہ وہ ایک ایک اونگل تک زمین کے لئے بھی برابر لڑتے مرتے رہے اور ہار کر نہین بیٹھے ۔ حالانکہ اون لوگون کی ایک بڑی تعداد ماری گئی ۔ مگر پھر بھی وہ نہ اپنی طرف سے پناہ کے خواستگار ہوئے اور نہ فاتحین ہی کی طرف سے اونکو پناہ دی گئی ۔

قتل عام سے جو لوگ زندہ بچے رہے تھے وہی مع اپنے اہل و عیال بردہ بناکر فروخت کئے گئے ۔ مگر اون مین سے چند لوگ کہ جو بھاگ کر ملکرٹ یا ہرقلس کے معبد مین پناہ گزین ہوئے تھے البتہ اونسے تو اوس جگہ کی حرمت اور تقدس کے لحاظ سے کچھہ دار و گیر نہین ہوئی ۔

محاصرۂ ٹائر کے اثنا مین سکندر کے پاس دارا کی جانب سے ایک سفارت بدین مضمون آئی کہ وہ اگر دارا کی شہزادی کو اپنی زوجیت مین لینا منظور کرے تو ایشیا کے مغربی صوبہ جات اوسکو بطور دان جہیز دئے جائینگے ۔

یہ سنکر پارمنیو کے دل مین غایت درجہ کی تحریص و ترغیب پیدا ہوئی اور سکندر کو اس شرط کے قبول کرنے پر بہت کچھ سمجھایا بجھایا اور کہا کہ۔

"اگر مین سکندر ہوتا تو مین سچ کہتا ہون کہ اسطرح کی شرایط ضرور قبول کر لیتا۔"

سکندر نے جواب دیا۔ کہ "ہان مین بھی ایسا ہی کرنا پسند کرتا ہون اگر مین پارمنیو ہوتا"

آخرکار ذوالقرنین نے سفارت کو یہ جواب دیکر رخصت کیا کہ

"جب میری قسمت مین ایشیا کی تمام و کمال سلطنت پر قابض ہونا بدا ہے تو مین اوسکی آدہی تہائی سلطنت سے کیا کرونگا۔"

سکندر نے فنیشیا سے فلسطین کیطرف کوچ کیا۔ وہان پہونچکر سوا سے غزا کے اوسکو کوئی شہر یا قصبہ ایسا نظر نہین آیا کہ جو اوسکے مقابلہ مزاحمت پیش آتا۔ چونکہ غزا کی حفاظت کا بندوبست

اوسکے گورنر بتیس نے پہلے ہی سے کر رکھا تھا اسلئے اوس نے کسیقدر سکندر کے روکنے کی جراٴت کی مگر بالآخر وہ بھی فتح کر لیا گیا اور اوسکے باشندے بلا رو رعایت قتل کیے گئے۔

یہودی لوگ چونکہ اہل فارس کے طرفدار ثابت ہو چکے تھے اسلئے اوہنون نے فاتح کی آتش غضب سے خوف زدہ ہوکر اوسکی حضور مین ایک گروہ بھیجکر معافی کی استدعا کی اور وہ قبول ہوئی۔

مشہور و معروف یہودی مورخ جوزیفس کی روایت کے مطابق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب اہل یہود کا مقدس پیشوا جادوا عبائے تقدس زیب بر کرکے سکندر کی ملاقات کو گیا تو فوراً سکندر نے اوسکی کلاہ پہ اوسکا نام دیکھکر اوسکی یہان تک تعظیم و تکریم کی کہ قدمبوس ہونے کے لیے اوسکے قدمون پر جا گرا۔

حاضرین دربار نے متعجب ہوکر سکندر سے اسدرجہ اعزاز و احترام کا سبب دریافت کیا۔ سکندر نے جواب مین کہا کہ "مقدونیہ چھوڑنے سے پہلے ایک مرتبہ اسی شخص نے خواب مین آکر مجھکو فتح

ایشیاء کے بڑھ اوٹھانے کے لیے مدعو کیا تھا"

اس موقع پر جادو والے کتاب دانیال[1] مین تلک فارسس ذو القرنین کی فتحیابی کی پیشین گوئی کا پتہ دے کر اوسکا اپنا اور بھی گرویدہ بنالیا تھا۔ یہ بیان چونکہ ایک مشہور و معروف مورخ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اسلئے ہم کو اوسکا اظہار اس موقع پر ضرور ہوا ورنہ بہت سے مورخین کو تو اس واقعہ کے سچ ہونے مین کلام ہی ہے

فتح فلسطین کے بعد ذو القرنین کو مصر کی طرف توجہ ہوئی اور وہ اپنی منصور و ظفریاب فوج لیکر اوسپر جا چڑھا۔ چونکہ مصری لوگ اہل فارس کے ہاتھون ستائے ہوئے اور طرح طرح کی اذیتین پائے ہوئے تھے۔ ان پر ایرانیون نے انواع و اقسام کے جور و ستم روا رکھے تھے۔ اور اون کے مذہب و عقائد کی توہین کی گئی تھی اسلیے وہ اہل فارس کی وفادار رعایا بننے سے کبھی خوش

[1] کتاب دانیال باب ہشتم ملاحظہ ہو۔ ۱۲

نہین تھے۔

اس موقع کو غنیمت جانکر اونھون نے خود سکندر کی اطاعت اور تابعیت قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ الغرض سکندر مملکت مصر پر اس آسانی کے ساتھہ قابض ہوگیا کہ نہ تو کوئی جان ضایع ہوئی اور نہ زمین پر خون کا ایک قطرہ گرا۔

چونکہ سکندر ہمیشہ سے ترقی تجارت کا شایق تہا اسلئے اوس نے شہر اسکندریہ کی بنیاد تجارتی اغراض سے ڈالی۔ اور چند ہی سال مین یہ نیا شہر دنیا کے بارونق تجارتی شہرون مین سے ایک بڑا مشہور و نامور شہر شمار ہونے لگا جوپیٹر امین کے معبد کی شہرت عام نے کہ جو افریقہ کے صحرائے عظیم مین واقع تھا سکندر کے دل مین بھی اوس جگہہ کے دیکھنے کا شوق اور ولولہ پیدا ہوا۔ وہ اوس مشہور و معروف دشوار گذار صحرا سے کہ جہان کمبیس شاہ فارس کی افواج بے بسی کی حالت مین تباہ و برباد ہو چکی تہین صحیح و سالم گذر کر اس عجیب و غریب مقام پر پہونچا

مقدونیہ والے اس قطع زمین کی سرسبزی و شادابی دیکھکر ششدر رہگئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ریت کے سمندر بے پایان مین گویا ایک ہرا بھرا اور تروتازہ جزیرہ لہلہا رہا ہے۔ اسی بے انتہا بے اختیارانہ حیرت و تعجب نے اُن کو اون عجائبات اور خرق العادت باتون کا یقین بھی آسانی کے ساتھ دلا دیا کہ جو پیشوایان مقر اوسکی نسبت بیان کرتے چلے آتے تھے۔

۵۵

اس مقدس جگہ کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد ذوالقرنین صحرائے عظیم کو قطع کرتا ہوا بہ مقام میمفس پہونچا اور مصر کی آیندہ فرمانروائی کا عہد و پیمان لیکر اپنی ظفرنجبت فوج کو پھر ملک شام مین واپس لے آیا۔

سنہ عیسوی سے تین سو اکتیس برس قبل کو موسم بہار کے آغاز ہوتے ہی سکندر نے دارا پر فوج کشی کی تیاریان شروع کردی تہین۔ لیکن یونان کے فتنہ و فساد فرو کرنے اور صوبجات مفتوحہ کی تدابیر تحفظ سوچنے مین کسیقدر عرصہ لگا

یہ اوائل جولائی کا ذکر ہے کہ وہ دریائے **فرات** کو عبور کر کے

میسو پوٹیمیا (دیار بکر) مین خیمہ زن ہوا - اور وہان اخیر ستمبر

تک مقیم رہکر پھر دریاے **ٹیگرس** کو عبور کرکے **اسیریا** جا پہونچا

وہان پہونچکر اوسکو خبر ملی کہ دارا اوسکے مقابلے کو بڑہتا چلا آرہا

ہے اور اوسکی فوج مین مشرق کی جملہ اقوام کے لوگ شریک ہین

دارا نے یہ عقلمندی کی کہ کل سامان بار برداری بہ مقام

اربیلا چھوڑکر اپنی فوج کو دریاے **لائیکس** کے اوس پار

لے اوترا کہ "تاکہ اوسکے سپاہی میدان جنگ سے بہاگنے یا

پیچھے ہٹنے کا موقع نہ پاکر جان توڑ کر لڑین -

اوسکی افواج کی تعداد دس لاکھ سے بڑہکر تھی - سپاہ کی

اس قدر کثیر تعداد کے سوا بے شمار ہاتھی اور رتھین بھی اسلحہ

جنگ سے لائی ہوئی اوسکی ساتھ تہین -

یہ سب کچھ سہی - مگر اوسکی سپاہ کیا تھی گو یا مٹی کی بہلے جان مورتین

تھین کہ جن مین نہ تو کچھ جوش و خروش ہی تہا اور نہ دلی ولولہ

پس بادشاہ کے سامنے ہی تک وہ لڑنے کو موجود تھے۔ اوسکے قدم اکھڑنے پر وہ اوس سے آگے بھاگنے پر آمادہ و مستعد رہتے تھے۔

اسیریا مین ذوالقرنین نے صرف چار ہی روز آرام لیکر پانچوین روز غنیم کے مقابلے فوجکو کوچ کا حکم دے دیا۔ مگر مسافت کی نسبت غلط فہمی ہونے کی وجہ سے غنیم کے مقابلے مین وہ ایسے تنگ وقت پہونچا کہ دن تمام ہوچکا تھا اور رات کی تاریکی چارون طرف پھیلتی جا رہی تھی۔ فریقین کی فوجون نے تمام رات میدان جنگ مین لب کی مقدونیہ کی افواج کی چونکہ ابھی تک صف بندی نہین ہوئی تھی اسلئے وہ لوگ تو آزادی کے ساتھ موقع و محل پاکر سوتے جاگتے بھی رہے۔ مگر دارا کی افواج چونکہ شام ہی سے صف آراستہ ہوکر کھڑی ہوگئی تھی اسلئے اونسے اس خوف سے کہ اگر اس وقت صفون مین کچھ بھی ہل چل واقع ہوئی تو پھر از سر نو اون کا ترتیب دینا غیر ممکن ہوگا۔ اپنے

کل لوگون کو تمام رات مسلح اور صف لبستہ کھڑے رہنے پر مجبور کیا
اور اونکو ذرا آرام نہین لینے دیا۔
سکندر رات ہی کو اپنے چند رفیقون کے ساتھ غنیم کے
لشکر کا موقع اور مقام ایک نظر دیکھ چکے سے اپنے خیمے مین واپس
آگیا۔ اثنائے شب مین پارمینو نے بقیرا اسباب کی کوشش کی کہ
اوس تاریک رات مین غنیم پر شب خون یا چھاپہ مارکر شب تار کی
تاریکی سے فائدہ اوٹھایا جائے۔ لیکن ذوالقرنین نے یہ بات
نامنظور کی اور کہا کہ چوری سے فتح و نصرت حاصل کرنا میرے و قر
ووقار سے بعید اور شان شاہی کے خلاف ہے۔
اوسکو اپنے منصور اور ظفریاب ہونے کا اسدرجہ یقین تھا کہ
وہ اُس شب عالم بےفکری مین پڑکر اسقدر سویا کہ صبح کو
معمولی وقت بھی اوسکی آنکھ نہ کھلی اور ملازمان خاص کے بیدار
کرنے سے بیدار ہوا بستر استراحت سے اٹھکر ہی اوس نے
اپنی تمام افواج کو آراستہ اور مرتب کیا۔

اس لڑائی مین گویا اوس راز کی واقفیت نے پورا فائدہ دکہایا کہ جس کا علم اونکو سنائیس (کیخسرو) کی مدد سے ایک زمانہ پیشتر ہی ہوچکا تہا - یعنے وہ اس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ بادشاہ کی گرفتاری یا قتل اور علم شاہی کا چھپیا جانا - ایشیائی لوگون پر فتح وغلبہ پانے کے لئے بس یہی دو باتین کافی ہوتی ہین - وہ جانتے تہے کہ جہان ایشیائی لوگون کا بادشاہ زیر ہوا اور اوس کا نشان دشمنون کے ہاتھ مین گیا - پھر وہ میدان جنگ مین نہین ٹھہر سکتے - آخرکار سکندر اپنی تمام وکمال کوشش سے دشمنون کی فوج میسرہ کے وسط کیطرف کہ جہان دارا خیمہ ڈالے ہوے خود پڑا تہا حملہ کی نیت سے بڑہا - اس حملہ کے وقت اوس نے اپنے تئین ایسا ظاہر کیا کہ جیسے کوئی اپنے گروہ سے علیحدہ ہوکر بھٹک گیا ہو - مگر پوشیدہ طور پر اوس نے تیز چالاک رجمنٹ سوار اور پیادے اپنے ارد گرد لگا رکھے تہے - اوسکو اسطرح پر تنہا دیکہکر غنیم کی فوج میمنہ کے دور دراز مین پہیلے ہوے حصے نے اوس کا

تعاقب کیا۔ سکندر کے ساتھی کہ جو گھات مین لگ رہے تھے وہ بلائے بے درمان کی طرح متعاقبین پر اگر ٹوٹ پڑے۔

پھر باقاعدہ طور پر جنگ کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ ایرانی سوارون نے اپنے ہتھیارون اور جنگی رتھون سے مقدونیہ والون کی افواج میمنہ پر حملہ شروع کیا۔ تھوڑی ہی دیر کی لڑائی کے بعد کہ جو بڑی خونخواری کے ساتھ لڑی گئی تھی۔ مقدونیہ والے پسپا کر دیے گئے اور دارا نے اپنے صفوف کو فوراً آگے بڑہنے کا حکم دیا۔ سکندر نے اپنی عقاب جیسی دوربین آنکھہ سے دیکھکر اس موقع کو اپنی مقصد برآری کے لئے غنیمت خیال کیا۔ وہ نہایت سرعت کے ساتھ اپنی جمعیت کو لیکر غنیم پر پلٹ پڑا۔ اور اوسکی صفوف کو چیرتا توڑتا ہوا عین وسط مین پہونچ گیا۔ سکندر کی اس غیر متوقع نقل و حرکت نے ایرانیون کو بالکل درہم برہم کر دیا۔ اور اون کے سوارون نے جیسے ہی پلٹنے کی کوشش کی ویسے ہی وہ اپنی پلٹن مین غلطان و پیچان ہوکر رہ گئے۔ اور بہت جلد تمام لشکر مین ایک اضطراری حالت

بعد اہو کر آٹاڈ پیچ گئی۔

دارا اپنی فوج کے مرتب کرنے کی خفیف سی کوشش کے بعد دیوانہ وار بہاگ نکلا

بلاشبہ اگر سکندر کو دارا کی فوج کے مقابل جانا نہ پڑتا تو اوسکو

اسطرحپر اپنی جان بچاکر بہاگنے کا اور کوئی موقع نہ ملتا۔

سکندر کی فوج میسرہ کہ جو بماتحتی پارمینو مشغول جنگ تہی اوسپیر

ایرانیون کی میمنہ فوج نے نرغہ کرکے اوسکو خطرہ مین ڈالدیا۔ اگر سکندر

اپنے بہادر اور جانباز ہمراہیونکے ساتھ اوسکی مدد پر نہ پہونچتا تو اوس کے

شکست کہانے اور ہزیمت اوٹہانے مین کچہ کسر نہین باقی رہی تہی۔ میدان

جنگ مین ذوالقرنین کے پہونچنے سے پہلے دارا کے بہاگ جانے کی خبر

برقی رفتار سے پہیل چکی تہی۔ اوسنے موقع پر پہونچکر ایرانیون کو پوری طاقت

سے بہاگتے پایا۔ جنکا تعاقب اوسنے اس گرمجوشی کے ساتھہ کیا کہ دوسرے دن

وہ بمقام آربیلا پہونچ گیا کہ جسکو میدان جنگ سے ۶۰ میل کا فاصلہ تہا۔ اس جنگ

مین فریقین کے نقصان کی نسبت مختلف اندازے کئے گئے ہین۔ اس بارہ مین

دایوڈورس کا بیان بہ نسبت اور دوسرے مورخین کے ذرا زیادہ قابل وثوق

معلوم ہوتا ہے۔ اوسنے ایرانیونکے نو ہزار اور یونانیون کے صرف پانچسو آدمی ضایع ہونے کا بیان کیا ہے۔

دارا کی موت اور سلطنت فارس کا فتح ہونا ✝

بدقسمت اور سیہ بخت دارا مع اپنے چند ہمدردون کے میدان جنگ سے بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپا تھا۔ چونکہ یہ بات دارا اور اوس کے فاتح سکندر دونون مین سے کسیکے بھی سان وگمان مین نہین تھی کہ سوسا اور بابل کیسے عظیم الشان اور طاقتور شہر بغیر کسی جنگ آزمائی کے سکندر کے زیر نگین اور تابع فرمان ہو جائینگے۔ یا آنکہ اون کی لا انتہا دولت وثروت قدرتی طور پہ فاتح کی توجہ سب سے پہلے اپنی طرف معطوف کرائے گی۔ پس یہی باعث تھا کہ دارا کو اون پہاڑون مین سکندر کے پرجوش تعاقب کا کچھ خدشہ اور فکر نہین تھا۔ مگر خلاف اوسکے یہ بات پیش آئی کہ سکندر کے اتنا رکیو پہنچ مین گورنران بابل۔ اور سوسیانا اوس سے آن کر ملے اور خود بخود اوسکی اطاعت قبول کر لی۔ فاتح نے سوسا کے اوس کثیر المقدار خزانہ

پر بھی قبضہ و تصرف حاصل کیا کر جسکو خسروان فارس نے کتنی ہی صدیون مین جمع کیا تھا - عجائبات روزگار مین سے ہارموڈیس اور ارسٹوجیٹن کی وہ نادر تصویرین بھی اوسکے ہاتھہ آئین کہ جو اکزرزس کے عہد مین ایتھنز سے اوٹھا کر وہان لائی گئی تہین -

۱۳

سکندر نے اون تصویرونکو تو ایتھنز واپس بہیجدیا - اور اوس مفتوحہ خزانے کی ایک رقم کثیر یونان کی سرکش اور خود سر ریاستون کے ہموار اور تابع فرمان بنانے مین صرف کی - اہل بابل انقلاب حکومت کے گو یا دل سے متمنی تہے - ایک زمانہ تو وہ تھا کہ اون کا یہ شہر دنیا بھر مین اپنی عظمت - وسعت اور سطوت کے لحاظ سے لاثانی خیال کیا جاتا تھا - اور یا اب یہ حال تھا کہ سلطنت فارس کی ماتحتی مین رہ کر اوسکو روز بروز زوال اور تنزل نصیب تھا سکندر کے آنے پر اہل بابل کے دلون مین اوسکی اگلی عظمت اور گذشتہ شان و شوکت کے عود کر آنے کی امید پیدا ہوئی - اونکی

اوسنے حیرت ناک گھبراہٹ کے ساتھ اوسکے روکنے کے لئے ایک خفیف سی کوشش کی۔

اور اودہر مقدونیہ کی فوج جب ایکمرتبہ پہاڑ کے درے سے گذر گئی تو تواوسنے میدان صاف پایا۔ نہ کسینے اوسکی مزاحمت ہی کی اور نہ کوئی اوسکے سامنے بر سر مقابلہ نظر آیا۔ الغرض پرسی پولس بغیر کسی ہنگامۂ فسا اور معرکۂ جنگ بپا ہونے کے فتح ہوگیا۔ سکندر نے اپنے لشکریں اوسکے لوٹنے کا حکم دے دیا۔ لوٹ کھسوٹ موقوف ہونے کے بعد اوسکو خاک سیاہ کرکے سطح زمین کے ہموار بنا دیا گیا۔ اور اسطرح گویا ایرانیوں کے اون مظالم کا انتقام لیا گیا جو اونہوں نے اپنے دور میں سلطنت یونان پر روا رکھے تھے۔ یا جیساکہ اکثر مورخین کا بیان ہے کہ تھائس ایک یونانی طوائف سکندر کی مدنظر اور محبوب دلنواز تھی۔ ایرانی اوسکو پھسلا بہلاکر اوڑا لے گئے تھے۔ سکندر نے اس شہر کو خاک سیاہ اور برباد کرکے گویا اوس عناد کا غبار نکالا تھا۔ خیر کچھ بھی ہو مگر سکندر اپنی بقیہ زندگی بھر اس عظیم الشان اور مشہور شہر کے تباہ و برباد کئے جانے پر

حسرت کے آنسو بہاتا اور دست افسوس ہی ملتا رہا - اوسکا نقصان کچھ
معمولی نقصان نہ تھا کہ جو کسیقدر زیست اور درستی کے بعد پورا ہو سکتا - پرسی پولس
خواہ مذہبی لحاظ سے یا پولیٹکل خیال سے الغرض دونون نظرون سے
سلطنت فارس کی دارالامارۃ بننے کی پوری پوری صلاحیت رکھتا تھا
اوسکے سر بفلک قصرون مین **زردشت** کے مقدس دساتیر اور
سلطنت فارس کی مجسم و لبسیط تاریخون کا کتب خانہ جمع تھا - آتشزدگی
کے وقت وہ سب جلکر خاک سیہ ہو گیا - یہی باعث ہے کہ ایرانیون کی
قدیم تاریخ اور اونکے مذہب اور اون کی طرز حکومت پر اسدرجہ تاریکی
چھائی ہوئی ہے کہ اون مین سے کسی ایک کا بھی ٹھیک ٹھیک پتا
نہین چل سکتا -

پرسی پولس کے کھنڈرون مین سے سنگ تراشی کے جو چند نمونے
دستیاب ہوئے ہین گو وہ زمانہ قدیم کے کتبون کے مٹے مٹے نشان
ظاہر کرتے ہین - مگر تاہم اون سے ایرانیون کے اون اوضاع و اطوار
کا ثبوت کہ جن کا ذکر انجیل مین کیا گیا ہے پورا پورا ملتا ہے - اور

بعض وقت وہ یونانی مورخین کے بیانات کی سچائی بھی ثابت کر جاتے ہین - افسوس کی بات ہے کہ اس قسم کی پورانی یادگارین نہ تو بڑی تعداد ہی مین ہین اور نہ دست برد زمانہ سے بالکل محفوظ ہین - یونانیون کے دلون مین انتقام کا خیال تو گویا پہلے ہی سے جوشزن تھا اور پھر جب اونھون نے اپنے بادشاہ کا اشارہ اوس شہر کی تباہی و بربادی کیطرف پایا تو اوسوقت اونھون نے اوسکی غارتگری اور تباہی مین کوئی کسر باقی نہین چھوڑی - اوسوقت سے اب تک سلطنت فارس مین نیرنگی زمانہ کے ہاتھون جس قدر انقلابات ہوئے اونھون نے اپنا اپنا رنگ جماکر اوس بوسیدہ اور شکستہ قدیم دارالسلطنت کے رہے سہے نشان کو صفحہ ہستی سے بہت کچھ مٹا دیا ہے - چنانچہ اب وہ ایک سنسان ویرانہ مین انسان کی ناپائدار عظمت و شوکت کی حسرتناک یادگار کے سوا اور کچھ زیادہ وقعت نہین رکھتی -

اوسکے حسرت فضا کھنڈرون کے نکبت زدہ آثار ہمکو بتلا رہے ہین کہ ایران کی قدیم پبلک عمارتین تاریخی معرکون اور مذہبی رسوم کا گویا مرقع ہوتی تھین

یعنے اونکے مکانون پر علی العموم جو نقاشی ہوتی تھی وہ دو طرح کی ہوتی تھی ۔ یا تو اون کے ذریعے سے بڑے بڑے تاریخی واقعات کو حافظہ مین محفوظ رکھنے کا کام لیا جاتا تھا یا مذہبی رسوم اور دینی احکام کا چربہ اوتار کر دکھلایا جاتا تھا ۔

سکندر نے تمام موسم سرما ایران کی فتح کامل کرنے اور تاتاری فرقون کو کہ جو سلطنت فارس کے سرحدی حصون مین آباد تھے مطیع و فرمانبردار بنانے مین بسر کی ۔

۶۹

سنہ مسیحی سے تین سو تیس برس قبل جبکہ مقدونیہ والونکو دارا کے زیر علم سیتھین اور نیز دوسرے وحشی اقوام کی ایک کثیر التعداد فوج کے فراہم ہونے کی خبر پہونچی ۔ تو اون کو ایک بڑے مقابلے کے لئے نہایت چستی و چالاکی سے تیار ہونا پڑا ۔ اور یہ افواہ کہ دارا اپنی کامیابی سے مایوس اور نا امید ہوکر کسی دور دراز ملک مین جاکر روپوش ہو گیا ہے غلط ثابت ہوئی ۔

سکندر نے اپنی برار اور ظفرمند فوج کے ساتھہ اوسکا سمت تعاقب کیا

لیکن مغلوب ہونے سے پیشتر وہ اپنی جان بچاکر اون پہاڑون کی گھاٹیون مین سے نکل گیا۔ کہ جنکا غیر منقطع سلسلہ بحیرہ کاسپین (بحیرہ طبرستان) کا حاشیہ بناتا چلا گیا ہے۔ سکندر نے اپنی فوجکو تازہ دم کرنے کے لئے چند سے توقف کیا۔ اور جب اوسکو دارا کی ایک تازہ مصیبت کی خبر ملی تو اوسکی پہلی عداوت رحم اور ہمدردی سے اسدرجہ مبدل ہوگئی کہ وہ اوسکی حمایت اور اعانت کے لئے پہلے سے بھی زیادہ مستعدی کے ساتھ اوٹھکھڑا ہوا۔

مملکت فارس کے مختلف گورنر یا حاکم بہ پیشوائی لبسّس حاکم خراسان دارا کے مقابلے مین بغاوت کا علم بلند کرکے اوس سیاہ بخت بادشاہ کو سریر سلطنت سے معزول کرچکے تھے اور اب اس کوشش مین تھے کہ جہان تک جلد ممکن ہو اوسکو اسیر کرلین۔ سکندر نے اوس آفت زدہ بادشاہ کی جان اور اوسکے تمکو ام باغیون کے دست ہلاکت سے بچانے کی غرض سے بڑی تیزی اور سرگرمی سے دھاوا کیا۔ اور نہایت سخت تعاقب کے بعد وہ لبسّس کی فوج پر جاگرا۔

حالانکہ باغیون کی فوج لتنداد مین سکندر کی فوج سے کہین بڑھی ہوئی تھی - مگر پھر بھی اون پر اوسکی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اوسکے روکنے کی اون مین سے کسی نے براے نام بھی کوشش نہین کی بلکہ اونہون نے اپنی سلامتی اسی مین سمجھی کہ جسطرح بن پڑے وہانسے بھاگ جائین - جب اونہون نے دیکھا کہ ہم بادشاہ کو اسیر کیے ہوئے جس تیزی اور جس آسانی سے ساتھ بھاگنا چاہئے نہین بھاگ سکتے تو لاچار اونہون نے دارا کے زخم کاری لگاکر اوسکو تو لب سڑک نزع کے عالم مین تڑپتا چھوڑا اور آپ ادہر اودہر بھاگ گئے -

اسوقت دارا سکرات موت مین سڑک کے کنارے پڑا تڑپ رہا تھا کہ سکندر کے لشکر کا سپاہی اتفاقاً اودہر سے گذرا - اوسنے دارا کو دم توڑتے - ہچکیان لیتے اور شدت پیاس سے زبان کو باہر نکالتے دیکھا - وہ جلدی سے آب سرد کا ایک جام بھر لایا اور اوسمین سے چند قطرے پانی کے اوسنے دارا کے حلق مین ٹپکائے - پانی پہونچتے

[illegible] تو اوسنے [illegible]

اپنے فیاض اور رحدل فاتح کے دیدار کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور اوسکی اوس فیاضی اور رحدلی کا شکریہ بھی بالمشافہ ادا کرنا چاہا کہ جسکا اظہار اوسنے اوسکی مان۔ ملکہ اور تمام خاندان کے ساتھہ کیا تھا۔ لیکن افسوس! صد افسوس!! اوسکی کوئی آرزو پوری نہ ہوئی۔ اور سکندر کے آنے سے پہلے اجل آگر اوسکا کام تمام کرگئی اس تین برس کے عرصے مین ایشیا کا جلیل القدر اور باعظمت بادشاہ اپنے عزوجاہ کے اعلے مراتب سے ذلت وخواری کی دلدل مین گرکر تاج وتخت سے محروم کوہ وبیابان مین مارے مارے پھرکر اور آخر کار نمک حرام اور دغاباز لوگون کی قید تنزویر مین طرح طرحکے عذاب سہہ کر جان سے گذر گیا۔ او ر ایسا بیبس اور لاچار ہوکر مرا کہ مرتے وقت اپنی گردن پر اپنے دشمن کے ایک ادنےٰ سپاہی کا بار احسان لیکر گیا۔ پس دارا کی موت انسانی حالت کے تزلزل اور اوس کے انقلابات کی ایک دردانگیز اور عبرتناک مثال ہے۔

اوسکے اتباع لسند اور نیا صندل غنیم سکندر نے اوسکا جنازہ بڑے تزک واحتشام اور اعزاز کے ساتھہ اوٹھایا۔ اوسکے خاندان کے لوگون سے اوسی اعزاز واحترام کے ساتھہ سلوک کیا گیا کہ جسکے وہ بلحاظ خاندان شاہی مستحق تھے۔

یہان تک کہ دآرا کی شہزادیون مین سے ایک شہزادی کو سکندر نے اپنی ملکہ بناکر اوس خاندان کی اور بھی عزت افزائی کی۔ بہت سے باغیون اور مفسدون کو پکڑ پکڑ کر اوسنے دآرا کے عزیزون کے حوالے کیا۔ کہ جو ممالک مشرقیہ کے رسم و رواج کے موافق طرح طرح کی اذیتین دے دیکر مارے گئے۔

اس واقعہ کے بعد سکندر نے شمالی ایرآن کے فتح اور اون یونانیون کو مطیع فرمان بنانے کے لئے لشکرکشی کی کہ جو دآرا کی فوج مین ملازمت رکھتے تھے۔ اور گویا لشکر دآرا کے روح روان سمجھے جاتے تھے۔ اون مین سے وہ لوگ کہ جو سکندر کے زمانے سے پہلے ہی سے ایرانی فوج مین ملازم تھے یونآن کو واپس بھیجدے گئے۔ او باقی

۷۳

دوسرے لوگوں سے وزبالنشیں کی گئی کہ وہ مقدونیہ کی فوج مین اپنا نام لکھاکر اپنی حفاظت اور سلامتی حاصل کرین۔ یہ ایک ایسی شرط تھی کہ جسکو اون سبھون نے بخوشی تمام منظور کرلیا۔

اس مرتبہ کی فتح و نصرت کے اثنا مین سکندر کو ایک بڑی بھاری مصیبت پیش آئی۔ کہ اوسکو اپنے خلاف ایک خفیہ سازش کی خبر ملی۔ اور اوس مین پارمینو کا بیٹا کہ جواب تک نہایت وفادار اور بہادر ثابت ہوتا چلا آیا تھا وہ بھی شریک پایا گیا۔ علاوہ ازین پارمینو خود بھی اوس سے پاک صاف نظر نہین آیا۔ گو وہ عملی طور پر تو اوس مین شریک نہین تھا مگر اوسکے اخفاکے جرم کا الزام اوسپر صاف ثابت تھا۔ قدیم مورخین نے اس سازش کے تفصیلی حالات قلم بند نہین کئے۔ اونھون نے صرف اسقدر لکھنے پر اکتفا کی ہے کہ فوج کے عام جلسے مین سازش کرنے والون پر بغاوت اور نمک حرامی کے الزام عاید کئے گئے اور بہ غلبہ آرا اون کو موت کی سزا دی گئی۔

الغرض سکندر اسطرح معرض ہلاکت سے نکلکر سنہ عیسوی سے ۳۲۹ برس قبل اون صوبہ جات کے سر کرنے کی طرف متوجہ ہوا کہ جو سیتھیا یعنی ملک تاتار کی حدود پر واقع تھے ۔ اونہین ممالک کی صحرا نورد قومین اور خانہ بدوش لوگ ہر زمانے مین ایشیا کی بغاوت اور فتنہ وشر کے بڑے سبب ہوا کئے ہین ۔ چنانچہ ایران کے ویرانہ دا تاتاری لوگ ۔ ترکمان ۔ ہندوستان کے فاتح مغل اور نیز وہ دوسری طاقتور قومین کہ جنھون نے چین کی قدیم سلطنت کو تہ وبالا کیا تھا وہ سب انہین لوگون کی نسل مین شمار ہوتے ہین ۔

یونانی لوگ تاتاریون کے ہاتھون سائرس اعظم (کیخسرو) کی ہلاکت اور دارا گستاسپ کی ذلت یاد کر کے چونکہ پہلے ہی سے خائف تھے اسلئے کہ اب جو اونکو سیتھیا یا تاتار کے دہاوے کی تیاری کا حکم دیا گیا تو اوّل تو خود اون کی ہی ہمت نہ بندھی اور پھر منجمون نے ایام نحوست کا بہانہ کر کے تمام فوجکو ایک عرصے تک دریاے سیحون (جکزارٹس) پر روکے رکھا ۔

آخر کار سکندر سے اور زیادہ صبر نہ ہوسکا۔ وہ اپنی فوجکو لیکر دریا کے پار اوترا اور دفعتہً تاتاریون پر جاگرا۔ اوتھون نے ایسی سخت شکست کھائی کہ سکندر کے سامنے اوسکی حکومت کا غاشیہ اوٹھانے کے لیے سب کے سب گردنین جھکاکر کھڑے ہوگئے۔

اسی عرصے مین اسپٹامینس گورنر سوگڈیانا نے سکندر کے مقابلے مین علم بغاوت بلند کیا۔ اوسکی سرکوبی کے لئے جو مقدونیہ والون کی ایک مختصر سی فوج بھیجی گئی تہی اوسکی ایک بڑی تعداد کو اوسنے تلوار کے گھاٹ اوتار کر اون کو شکست دی۔ سکندر کے پہونچنے پر اس دلیر اور منچلے گورنر نے ہرچند اپنی دلیری اور بہادری اپنے لوگون کے دلون مین پہونکنا چاہی۔ مگر اوسکی کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی۔ بمجبور وہ دشت وبیابان کی طرف بہاگا۔ اور راستے مین اپنے ہی سپاہیون مین سے کسی سپاہی کے ہاتھہ سے قتل ہوا۔ اور اوسکا سر سکندر کے حضور مین بھیجا گیا۔

آکسیارٹس حاکم خراسان نے ابھی تک سکندر کے خلاف

سر اوٹھا رکھا تھا۔ اوسنے سوگڈیانا کے ایک پہاڑی قلعہ میں پناہ لیکر نہایت غرور ونخوت کے ساتھ سکندر کے مطیع فرمان ہونے سے انکار کیا۔ اوسکو اپنی اوس پناہ کی جگہ پر جس قدر ناز و بھروسا تھا وہ شاید بیجا نہ تھا۔ اوسکا قلعہ ایک ایسے بلند پہاڑ پر واقع تھا کہ جسپر ہمیشہ برف جمی رہتی تھی۔ قلعہ والون کو اوسکی بلندی اور مضبوطی پر اس درجہ گھمنڈ اور غرور تھا کہ جسوقت اون سے قلعہ چھوڑنے اور اطاعت قبول کرنے کے لئے کہا گیا تو اونھون نے نفرت و حقارت کے لہجے سے طنز آمیز جواب دیا۔ کہ

"کیا سکندر کے ہاتھہ کچہہ پرون والے سپاہی لگ گئے ہیں جو بیٹھا بٹھایا ہمکو دہمکیان دے رہا ہے"

سکندر کو اون کا طنز آمیز کلام سنکر پھر کچہہ تاب نہ رہی اور اوسیوقت اوس نے اپنے لشکر میں اس بات کا اعلان کرا دیا کہ جو بہادر اور جوانمرد لوگ اس پہاڑ پر چڑہنے کی کوشش کرینگے اور کامیاب ہونگے اون کو بیشمار مال وزر انعام دیا جائے گا۔

امید انعام اور خواہش ناموری ان دونون نے ملکر چند لوگون کے دلون

مین ایک جوش پیدا کیا۔ وہ منجمد برف مین لوہے کی میخین گاڑتے اور

زینہ لگاتے قلعہ کی بلندی سے بھی زیادہ بلندی پہونچگئے۔

جسوقت وہ جانباز گروہ اس خطرناک مہم کے خطرات اور دشواریون پر

غالب آگیا تو اوسوقت سکندر نے سوگدیانا والون سے کہلا بھیجا کہ

"لو میرے پرون والے سپاہی بھی دیکھہ لو"

یہ دیکھکر وحشی لوگ حیرت زدہ ہوگئے۔ اور اوسیوقت اپنے تئین سکندر

کے حوالے کردیا۔

اسیران جنگ مین راکسیانا آکسیارٹس کی جمیلہ و شکیلہ لڑکی بھی پائی

گئی۔ اور اوسکے حسن دلکش نے فاتح کو اپنا ایسا گرویدہ و مفتون بنالیا

کہ وہ ملکہ بناکر محل شاہی مین داخل کرلی گئی۔ اور ایک حیثیت سے گویا

فاتح کے تاج و تخت کی حصہ دار قرار پاگئی۔

اس دفعہ کی لشکر کشی مین سکندر نے فارس کی سلطنت قدیم کے وہ

تمام شمالی و مشرقی حصہ بہ عجلت فتح کرلیئے جو وسعت مین یورپ کا نصف

(بحیرۂ طبرستان) سے لیکر اوس بلند پہاڑ کے سلسلے تک پھیلے ہوئے تھے کہ جو ہندوستان کی شمالی حد بناتا ہے۔ ان فتوحات کو صرف جنگجوئی کی ہوس اور وسعت سلطنت کی خواہش کا نتیجہ کہنا غالباً فاتح کے حق مین ایک بڑی ناانصافی ہوگی - چونکہ اون ممالک کے باشندے مدتہائے دراز سے ایشیا کی ترقی تہذیب کے بہت بڑے سد راہ ہوتے چلے آتے تھے۔ وہ اپنے پہاڑی قلعون مین سے نکلکر وسط ایشیا کے میدانون مین آتے اور کاشتکارون کو لوٹ کھسوٹ کر لیجاتے اور خود تاتاری قزاقون کے شکار بنجاتے تھے۔ اسلئے ذوالقرنین نے ان وحشی اقوام کے حملے روکنے کے لئے دریائے جیحون اور سیحون کے کنارون پر فوج ڈالکر اور ان دور و دراز علاقہ جات مین نوآبادیان قایم کرکے باہمی میل جول کی ایک عمدہ بنیاد قایم کی تھی -

اگر اوسکے ممتاز اور مشہور و معروف بانی کی موت بے وقت نہوتی

تو بلا شبہ اس سیل جول سے بہت کچھ مفید نتیجے نکلنے کی اُمید تھی۔

باقی آیندہ

راقم

مجیب احمد

جلد (۶) نمبر (۵)

حسن

بابت ماہ مئی سنہ ۱۸۹۳ء

حیدرآباد دکن

مطبع حسن مین چھاپا گیا

بقیہ

النظر فی حیات ذی القرنین

یعنی

(سکندر اعظم کے حالات زندگی پر ایک محققانہ نظر)

(سلسلہ کیلئے نمبر گذشتہ ملاحظہ ہو)

ہندوستان پر حملہ

اس تھوڑے سے عرصے میں سکندر کو جب اس قدر بے شمار فتوحات اور وسیع سلطنت حاصل ہوئی۔ تو قدرتی طور پر اوسکے دل مین اپنے ذاتی اعزاز اور برتری کا ایک بہت بڑا خیال پیدا ہوگیا۔ یہان تک کہ وہ اپنے لئے اس تعظیم و تکریم کا دعوے کرنے لگا کہ جسکو یونانی گو صرف اپنے دیوتاؤن اور معبودون کے لئے مخصوص کئے ہوئے تھے۔ جب سے سکندر کو فتح مصر کا فخر حاصل ہوا تھا اوس وقت سے اوس کے خوشامدی اور باد فروش لوگ اوسکو

جیوپیٹر (دیوتا) کا بیٹا کہہ کہکر سلام کرنے لگے تھے - اس قسم کی لغو خوشامد کہ جو آجکل کے کانون کو عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے - سکندر اوسکو بھی کچھ خاطر میں نہ لاتا تھا - اور اس سے بڑھکر وہ اسبات کا خواہشمند تھا کہ لوگ مجھکو خیالی ہرکلس اور فرضی بیکیس کا ہمسر بلکہ اون سے بھی افضل و برتر خیال کرین -

یونانیون کو ایشیائی لوگون کی طرح بادشاہ کے قدمون پر گرکر قدمبوس ہونا اور آداب عبودیت بجالانا نہایت ناگوار گذرتا تھا وہ اپنے پیارے اور نہایت عزیز بادشاہ کو روز بروز ایران قدیم کے جابرانہ رسم ورواج کیطرف میلان طبع ظاہر کرنے اور اپنے وطن اصلی کے سادہ طور طریقون سے منحرف ہوتے دیکھکر بہت تلملاتے تھے -

سکندر کا ایرانی لباس اختیار کرنا کہ جو ظاہرا تالیف قلوب کی پالسی پر مبنی معلوم ہوتا تھا وہ بھلا یونانیون کیسے خود پرست اور مغرور لوگون

ا؎ جیوپیٹر - رومیون کے دیوتاؤن کا سردار ۲؎ بیکیس شراب کا دیوتا - ۱۲

کو کہ جو اپنی قوم کے سوا دنیا کی اور تمام اقوام کو وحشی اور ناشایستہ
خیال کرتے تھے کب گوارا ہوسکتا تھا۔ چونکہ مفتوحہ قوم کی تالیف قلوب کی
اور میل ملاپ کی مصلحت کا خیال کبھی اونکے دل مین گذرتا ہی نہ تھا اسلیے
اون کے نزدیک بادشاہ کا مغلوب قوم کی وضع و قطع بنانا شان شاہی
کے خلاف اور باعث تحقیر امر سمجھا گیا۔ اور اوسکی اون سب باتون کی نسبت
سکندر کے لشکر مین اکثر سرگوشیان ہونے لگین ۔
وہ مغرور غرض کپتان کہ جو تمام اعزاز و اکرام شاہی کو اپنے ہی حد تک
محدود رکھنا چاہتے تھے ۔ سکندر کی نظر عنایت ایرانی عمائدین پر پڑتے
دیکھکر آتش رشک و حسد سے بھڑک اوٹھے۔ اونہون نے سکندر اور اوسکے
باپ کا باہم مقابلہ کر کے سکندر کو بے فیض اور بے اثر ثابت کیا۔ یہانتک
کہ خود اپنی فتوحات کو بھی وہ ایک حقیر اور کم وقعت چیز سمجھنے لگے ۔ اور
کہنے لگے کہ ان فتوحات کا باعث زیادہ تر دشمنون کی بزدلی اور کمزوری
تھی نہ کہ سکندر کی جوانمردی و بہادری ۔ علاوہ ازین اوسکے لشکر مین
چند مزید و بر فلاسفر اور فصیح و بلیغ اسپیکر بھی موجود تھے ۔ کہ جنکو وہ اپنے

علم دوست ہونے کی وجہ سے نہایت عزیز رکھتا تھا - لیکن اون کو اپنے
علم و فضل اور قدرت تقریر پر اسدرجہ ناز اور غرہ تھا کہ اپنے تئین
وہ روئے زمین کے بادشاہون سے بھی اعلے اور بہتر سمجھتے تھے
اونھین مین حکیم ارسطاطالیس کا ایک تیز طبع شاگرد کالستھنیز
بھی تھا کہ جو اپنے اوستاد کے برخلاف سلطنت جمہوری کا بڑا حامی اور
جابرانہ اصول کو قایم کرنے والا تھا -
باوجود اسکے کہ سکندر کی فرمانروائی مین جھگڑے و فساد کے اسقدر
عناصر ترکیب پاے ہوئے تھے مگر پھر بھی وہ بے خوف وہراس روز بروز
خسروان فارس کی خودنمائی اور اونکے عیش ونشاط کو اختیار کرتا جاتا
تھا - اور دن بدن اوسکے حلیم مزاج مین غیظ وغضب ترقی پذیر تھا -
ایرانیون کا دسترخوان انواع واقسام کے لذیذ ولطیف کھانون کے
لحاظ سے تمام دنیا مین مشہور تھا - اور بادہ نوشی کو وہ لوگ اسدرجہ
دوست رکھتے تھے کہ خسروان فارس مین داراگشتاسپ نے اپنے
مقبرے مین جہان اپنی اور کارنمایان اور فتوحات کندہ کرائی تھین

وہاں اوسنے اپنے دور ساغر چلانے کی ہمت و بہادری کا حال بھی کندہ کرایا تہا۔

بدقسمتی سے سکندر اُن کی اِس تباہ و برباد کن عادت اختیار کرنے پر بھی در غلانا گیا۔ اور آخر کار بدست شراب ہوکر ایک مرتبہ اُس سے ایک ایسا کام سرزد ہوا کہ اگر چشم انصاف سے دیکھا جائے تو وہ اوسکے پاک صاف اور عزت الصرک زندگی پر گویا ایک بڑا بھاری بدنما دہبہ ہے

لالانیکس کہ جس نے سکندر کو دودہ پلایا تہا اوسکا بھائی کلیٹس سکندر کا بڑا رفیق و ہمدم اور ہر وقت کا ساتھی تھا چنانچہ گرانیکس کی لڑائی مین ناظرین دیکھ ہی آئے ہین کہ سکندر کی جان اوسیکی جانبازی نے بچائی تھی ۔ علاوہ ازین اسس اور آربیلا کے محاربات عظیم مین بھی اوسکی خدمات نہایت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھی جاچکی ہین ۔

ایک شب کا ذکر ہے کہ سکندر شراب کے نشے مین چور تہا کلیٹس نے اپنی گذشتہ خدمات کے گھمنڈ پر جرات کر کے اوسکو بہت کچھ لعنت

و ملامت کی اور اوسکو اوسکے باپ کے مقابلے مین نہایت ذلیل وحقیر
بیان کیا۔ ایرانیون پر جو فتوحات حاصل ہوئین تھین اونکو اپنے
اور دوسرے سپاہیون کی بہادری وجوانمردی کے ساتھ منسوب کیا۔
بادشاہ کے تیور بدلنے اور حاضرین جلسہ کے منہ بنانے سے بھی اس کمبخت
کی ہرزہ درا اور یاوہ گو زبان بند نہ ہوئی۔ یہان تک کہ سکندر غصے
سے دیوانہ ہوگیا۔ اور فرط غضب سے خنجر کا ایک ہاتھ مارکر اس بیباک اور
گستاخ سپاہی کو ہمیشہ کے لیے خموش کردیا۔
سکندر اوسکو قتل کر کے نہایت پشیمان اور پژمردہ خاطر ہوا۔ اور چاہتا
تہا کہ وہی خنجر اپنے گلے پر چلائے۔ حاضرین نے بمشکل اوسکو روکا
وہ سراسیمہ جلدی سے اپنے کمرے مین گہس گیا۔ اور مارے رنج وقلق
کے تین روز تک برآمد نہین ہوا۔ اسکے بعد بڑی مشکل سے طبیعت قابو
مین آئی اور غم بتدریج غلط ہوا۔
اس واقعہ کے تہوڑے ہی عرصے بعد خاصگان شاہی کی ایک سازش
جو سکندر کے قتل کے لئے کی گئی تہی دریافت ہوئی۔ اس مین

کالستھنز کی شرکت ایک سرغنا کی حیثیت سے پائی گئی - بلاشبہ اوسکی
تعلیم اور اوسکے اصول ہی صاف یہ بتا رہے تھے کہ ایسا کام اوسکی
طبیعت سے کچھہ بعید نہین -

کالستھنز گرفتار ہوا اور قیدخانہ مین قتل کیا گیا - باقی دوسرے ہمراہی
شاہی تشہیر کے ساتھہ تہ تیغ بے دریغ کئے گئے -

سنہ ء سے (۳۲۷) برس پیشتر جو سکندر نے مغربی ہندوستان
پر حملہ کشی کی - وہ گویا اوسکی آخری مگر سب سے اہم جنگی مہم تھی -
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان مین اوس راستے سے داخل
ہوا ہوگا کہ جو اب قندہار کے راستے سے مشہور ہے - اور اوس
زمانہ مین ہندوستان سے اصفہان کو تمام کاروان اوسی
راہ سے آتے جاتے تھے -

سکندر کو اون پہاڑی سلسلے طے کرنے مین کہ جو شمالی
ہندوستان کی حدبندی کرتے ہین جس قدر تکلیفین اور صعوبتین
برداشت کرنی پڑی تھین شاید اونکے بیان کرنے مین مورخین قدیم

نے کسقدر مبالغہ سے کام لیا ہو۔ لیکن زمانہ حال کے سیاحون نے جو
اوس ملک کے چشم دید حالات لکھے ہین وہ نقشے مرتب کئے ہین انکے
دیکھنے سے بھی کم سے کم اتنا تو ظاہر ہوتا ہے کہ سکندر کی فوج کو جو جو
خطرات اور مشکلات اس موقع پر پیش آئی ہونگی اس سے پہلے
اوسکو اونکے جھیلنے اور بھگتنے کا کبھی اتفاق نہ پڑا ہوگا۔
دریاے سندہ کے غربی جانب کے اکثر صوبہ جات تو سکندر کی پہلی
اطلاع پر ہی اوسکے مطیع فرمان ہوگئے تھے۔ لیکن اورنوس
کے ایک مضبوط اور دشوار گذار چٹان جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اوس نے
ہرقلس اور بیکیس کی بہادری کو بھی کچھہ نہین مانا تھا وہ اوسکے
مقابلے کو خم ٹھوک کر تیار کھڑی تھی۔
یہ مقام کہ زمانہ حال کے سیاحون نے جسکا اب تک کچھہ حال نہین کھلا
قدیم مورخین نے اوسکی نسبت لکھا ہے کہ وہ دریاے سندہ کے کنارہ
پر ایک پہاڑی ہے۔ اور اوس مین جانے کے لئے صرف ایک ہی
راستہ ہے کہ جو پہاڑی کو کاٹ کر بنایا گیا ہے۔ اوسکی چوٹی کے قریب

صاف و شفاف پانی کا ایک شیرین چشمہ ہمیشہ روان اور دوامًا رہتا ہے
اور اسکے ارد گرد کی زمین اسدرجہ کمائی ہوئی ہے کہ جو ہزار ہا آدمیوں کی
سخت محنت کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے - حالانکہ وہ پہاڑی ہر طرح سے محفوظ
تھی لیکن سکندر نے پھر بھی اوسکو اس حکمت عملی سے تسخیر کر لیا کہ
جیسے اس سے پیشتر قلعہ سوگدیانا فتح کیا گیا تھا - یعنے پہاڑی کے سامنے
اوسنے خود صف آرائی کر کے غنیم کو تو ادہر متوجہ کر لیا - اور پس
پشت ایک دستہ فوج بھیجکر چپکے سے پہاڑی پر چڑہا دی -

وہان سے سکندر دریاے سندھ کیطرف بڑہا - اور اوس کو
کشتیون کے پل کے ذریعے سے عبور کیا - اوسکے قرب وجوار کے
صوبہ جات کو فتح کر کے فاتح نے ہیڈسپیز (دریاے جہلم) دریاے
سندھ کی سب سے بڑی شاخ کیطرف کوچ کیا -

موسم گرما شباب پر تھا - ہندوستان کے کل دریا پہاڑون کی برف
پگہل پگہل کر بہنے سے بڑے زور و شور کے ساتھ روان تھے - چنانچہ
دریاے جہلم کی طغیانی نے ہندوستان کے جلیل القدر راجہ پورس کی

ہمت بندھائی اور سکندر کی مدافعت کے لئے بہت سی فوج جمع کرکے

دریا کے اوس پار آ پڑا۔

سکندر کو اپنے مقابلے مین اس قدر بے شمار فوج پڑی دیکھکر

عبور دریا ہونے سے ایک قسم کی مایوسی ہوئی۔ اوسنے سامان رسد

فراہم کر کے یہ ظاہر کیا کہ جب تک اور عمدہ موسم نہ آئے اوسوقت تک

آگے بڑہنا ملتوی سمجھا جائے۔ لیکن سکندر نے جب اسپر بھی غنیم کو

اوسیطرح جما ہوا پایا تو اوسنے یہ نئی حکمت عملی اختیار کی کہ ہر رات کو

لب دریا مختلف مقامات پر سوارون کی ٹکڑیان بھیجتا۔ اور اون کو

سمجھا دیتا کہ قرنا کی آواز اور نعرہ جنگ اسطرح بلند کرنا کہ گویا یہ معلوم

ہو کہ تم فوراً ہی دریا کو عبور کرنا چاہتے ہو۔

پورس نے اوّل اوّل تو اونکے مقابلے مین ہر ایک مقام پر

اپنی فوج بھیجی۔ مگر جب اوسنے دیکھا کہ غل شور سے سوا ے ابلہ فریبی

کے اور کچھ مطلب نہین ہے۔ اور فوج موقع پر پہونچکر ناحق ہلکان

ہوتی ہے۔ تو اوسنے تمام گھاٹون کی حفاظت اور نگہداشت

یک لخت موقوف کردی اور اسطرح گوہا سکندر کا مقصد پورا ہوا۔ اوسنے غنیم کو غافل پاکر چپکے چپکے دریا سے عبور کر جانے کی تیاری کی۔

جہان اسوقت فریقین کی فوجین پڑی ہوئی تہین اوس مقام سے ذرا اوپر بڑہکر دس میل کے فاصلے پر دریا مین کچھ موڑ تہا اور وہین اوسکے بیچون بیچ ایک بڑا سا جزیرہ واقع تہا کہ جسکو گنجان جہاڑیون اور جہنڈون نے بالکل چہپا رکھا تہا۔ سکندر اپنی نصف فوج لیکر اوس جزیرے کیطرف بڑہا۔ اور باقی نصف فوج کو اپنے جرنیل کراٹیوس کی ماتحتی مین وہین چھوڑا اور اوسکو سمجہا دیا کہ غنیم کی فوج کے سامنے اپنی تمام فوج کو لیئے اڑے کھڑے رہنا تاکہ اوسکی کل توجہ اودہر ہی مصروف رہے بالآخر سکندر نے اوس موڑ کو پہنچکر ایک شب کو جبکہ چارونطرف گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تہا اور باد وباران کا سخت طوفان بپا تہا۔ دریا کو عبور کرکے جزیرے پر جا قبضہ کیا۔ اور صبح نمودار ہونے پر اوسنے اپنی فوج سمیت دریا کے

۱۱

باقی ماندہ حصے کو عبور کرنے کی تیاریاں شروع کر دین - ادھر ہندوستانی مخبرون اور جاسوسون نے پورس کو ذوالقرنین کی اس پیشقدمی کی اطلاع دی - لیکن وہ کراٹیوٹس کے دام تزویر مین اسدرجہ پھنسا ہوا تھا کہ اوسنے مخبرونکے کہنے کا ذرا اعتبار نہ کیا اور سمجھا کہ شاید وہ دہوکے سے مجھکو دوسری طرف متوجہ کرانا چاہتے ہین -

بہرکیف اوسنے اپنے بیٹے کو چند مضبوط اور دلاور سوار ساتھہ دیکر دفع غنیم کے لئے روانہ کیا لیکن اوسکے پھونچنے سے پہلے سکندر بہمہ وجوہ دریا کے پار اوتر آیا تھا -

سکندر نے اپنے رسالہ کمپنین کے ساتھہ ہندوستانیون پر حملہ کیا - پورس کا بیٹا مارا گیا - اور اوسکے ساتھہ کے سوار بآسانی بھگا دئے گئے -

ہندوستان کے نہایت بہادر اور سجیلے راجہ پورس نے اپنی جان اور اپنے تاج و تخت کے بچانے کے لئے بڑی ہنرمندی اور خوش سلیقگی سے میدان جنگ آراستہ کرکے نہایت دلیری وبہادری کے ساتھہ جنگ لڑنے کی تیاریان شروع کین - اوسنے اپنے چار سوارون

اور جنگی رتھون کو یمین و یسار تقسیم کر کے سامنے ہاتھیون کی قطار اور
پیچھے بے شمار پلٹنون کی ناممکن الدخول صفین باندہ کر ایستادہ کین۔
اور اودہر سکندر نے بھی جانب چپ سوارون کی زیادہ تعداد جمع کر کے
ہندوستان کی فوج میمنہ پر پلٹ پڑنے کی تیاری کی۔ اور بقیہ سوار
کوئنس کی ماتحتی مین دیکر اوسکو غنیم کی فوج کے دوسرے سرے
پر اوسیطرح حملہ آور ہونے کی ہدایت کی۔

۱۴۳

چونکہ پورس نے عمدہ عمدہ سوار دستہ کی ٹکڑیان اوس جانب سے ہٹا کر
سکندر کے مغلوب کرنے کے لئے اپنی جانب لگائی تہین اسلئے سب
سے پہلے کوئنس کو فتح نصیب ہوئی۔ اوسنے صرف اپنے مقابل کی فوج
ہی کو درہم برہم نہین کیا بلکہ وہ اوسکا تعاقب کرتا ہوا پورس کے
دوسرے بازو کی فوج تک بھی جا پہونچا۔ سامنے سے تو اوسپر سکندر
حملے کر ہی رہا تھا اب پیچھے سے بھی اسنے حملہ شروع کر دیے۔ ہندوستانی
سوار حملہ روکنے کی کچھہ خفیف سی کوشش کے بعد ہاتھیون کی قطار کے
پیچھے بھاگ کر پناہ گزین ہوئی۔ اسوقت سکندر کی پلٹن آگے بڑہی۔ اور

پورس نے ہاتھیوں کو حملہ کا حکم دیا۔ اوّل ہی ریلہ میں ہاتھیوں نے مقدونیہ والوں کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ مگر سکندر کے جو سوار کمین میں لگے بیٹھے تھے اونہوں نے نکلکر ہاتھیوں پر سخت حملہ کیا اور آخر کار اونکو پیچھے ہٹا دیا۔ ہاتھیوں کے پلٹتے ہی پورس کی فوج میں ایسی درہمی برہمی پڑی کہ سوار پیادوں میں اور پیادے سواروں میں مخلوط ہو گئے ہاتھیوں نے کچھ تو زخمی ہونے کے سبب سے اور کچھ ہاتی بانوں کے ضایع ہو جانے سے جو بے انکس رہ گئے تھے اسوجہ سے بھی چپک چپک کر فوج میں اور بھی انتشار پیدا کر دیا

کراٹیوس بھی اپنی تازہ دم فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے سکندر سے آملا۔ ہندوستانی فوج نے یوں تو پہلے ہی سے بھاگنا شروع کر دیا تھا لیکن اب غنیم کی تازہ فوج اوتر آنے سے اوس میں ایک عام بھگڑ پڑ گئی۔ اور مقدونیہ والوں نے ہندوستان کی منتشر فوج پر گر کر اور بھی پریشان کر دیا۔ لیکن پورس بذات خود نہایت جوانمردی اور بہادری سے اب تک لڑائی کو سنبھالے رہا۔ وہ اپنے غیر معمولی تن

ونقوش اور چمکتے ہوئے زرہ بکتر کے ساتھہ ہاتھی پر بیٹھا ہوا غنیم کی پلٹن کیطرف بڑہا۔

سکندر نے حسب عادت اپنے دلیر اور بہادر دشمن کی جان بچانے کی غرض سے ایک قیدی کی معرفت اوسکو یہ پیام بھیجا کہ وہ اپنے تئین میرے حوالے کردے ۔چونکہ اسوقت پورس زخمون کے مارے لہولہان ہوگیا تہا اسلیے جب اونے دیکھا کہ مین زیان خون اور تکان کیوجہہ سے بے دم ہواجاتا ہون تو وہ اپنے تئین فاتح کے حوالے کردینے پر راضی ہوگیا ۔

15

جسوقت وہ سکندر کے حضور مین لایا گیا تو اوسوقت اوس مین وہی پاس عزت کا خیال اور دلیری قایم تھی کہ جسکے باعث وہ ہمیشہ سے مشہور انام رہا تہا ۔چنانچہ اس موقع پر اون دونون کے باہم جو سوال و جواب ہوئے وہ یہ تھے ۔

سکندر " تم اپنے ساتھہ کس قسم کا برتاؤ کرانا چاہتے ہو"

پورس (سنجیدہ دلیری کے ساتھہ) "مثل ایک بادشاہ کے"۔

سکندر ۔ " اسکے سوا بھی تمہاری اور خواہش ہے؟"

پورس ۔ " نہیں ۔ بس وہی ایک لفظ میری تمام خواہشات کا مجموعہ ہے"

سکندر اوسکو اپنا ہم خیال اور ہم طبیعت پاکر بہت خوش ہوا ۔ اور اوسنے اوسکو اپنی غیر معمولی عنایات و نوازشات سے ممتاز کیا ۔ یہانتک کہ اوسنے اوسکے ملک مین کچھ اور زیادہ حصہ شریک کرکے اوسکو سپرد کردیا ۔ اور اوسکی عوض مین پورس آیندہ کے لیے سکندر کا رعیت سے بھی زیادہ وفادار دوست بنکر رہا ۔

اسکے بعد سکندر نے **کیتھین** قوموں کو مطیع فرمان بنا کر گنگا ڈیلٹا کی وسیع اور زور آور سلطنت کی فوج کے ارادے سے دریاے **ہیفیسس** (ستلج) کیطرف قدم بڑھایا ۔ سکندر اپنے خیال مین تو گویا اس وسیع سلطنت کو فتح کرچکا تھا اور اب عملی طور پر اوسکے ظہور کا آرزومند تھا کہ اتنے ہی مین اوسکا لشکر سرتابی اور نافرمانی کی وبا مین مبتلا ہوگیا ۔ اور بالاتفاق سبھون نے آگے بڑھنے سے انکار کیا ۔

سکندر اون پر غالب آنے کی بے سود کوشش کے بعد دریائے جہلم کو واپس ہونے پر مجبور ہوا۔ کہ جہان اوسکی فوج کا کچہہ حصہ پہلے ہی سے پڑا ہوا سمندر کے راستے سے لوٹنے کے لئے جہازون کے بیڑے کی تیاری مین مصروف تہا۔

جہلم کے دونون کنارون پہ بہت سی جنگجو اقوام مثل مالی اور اکسیڈراسی کے کثرت سے آباد تہین۔ اگرچہ اونکے پاس بہت سے مستحکم و مضبوط قلعے اور بہادر و دلیر اور جنگ جو لوگ موجود تھے۔ مگر سکندر کی مشہور و معروف دلیری سے اون کی کوئی چیز بہی ٹکر نہین کہا سکتی تہی۔ البتہ اس لشکر کشی کے آخری دور مین سکندر کو بہت سی ایسی مہمین پیش آئی ہین کہ جو یقین و اعتبار کی حد سے بڑہی ہوئین اور بہ نسبت بہادری کے زیادہ تر ناعاقبت اندیشی اور جلد بازی کا نتیجہ معلوم ہوتی ہین۔ اون مین سے یہان صرف ایک مشہور مہم کے بیان پر اکتفا کی جاتی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی ہندوستانی شہر کے قلعہ کی تسخیر کے وقت سکندر نے مع اپنی فوج کے چڑہنا شروع کیا۔ ابہی وہ خود بہی

۱۷

فصیل پر تنہا پہونچنے پایا تہا کہ جو اوسکے ساتھیون کے بوجھہ سے زینہ
لوٹ پڑا - اور وہ دشمنون کے مقابلے مین تنہا کھڑا رہ گیا - اوسوقت
اوسنے اپنی سلامتی کا ذریعہ صرف بہادری اور جوانمردی کو خیال کر کے
بے خوف وہراس ہو کر قلعہ کے اندر ایک جست لگائی اور دیوار سے
پشت لگا کر دشمنون سے مقابلہ کرنے کو کھڑا ہو گیا -
اسپر حملہ کرنے والون مین جو سب سے آگے تھے اونکو تو اوسنے سب سے
پہلے اپنے خنجر سے قتل کیا - باقی دوسرے لوگ اسقدر پیچھے ہٹ گئے کہ اوسکے
ہتھیار کی زد اون تک نہ پہونچ سکتی تہی - اور وہ دور ہی سے اوس پر
تیر برسائے جاتے تھے - آخر کار اون کا ایک تیر سکندر کی زرہ بکتر کو
توڑتا ہوا اوسکی ہڈی مین جا کر پیوست ہوا - مگر یہ خیر گذری کہ اوسیوقت
اوسکے تین جان نثار ساتھی وہان پہونچ گئے اور اونہون نے اوس کو
دشمنون کے دوسرے نشانے سے بچا لیا -
اون مین سے ایک تو اوسیوقت مارا گیا اور باقی دو سخت مجروح ہوئے -
سکندر خود بھی بدن سے خون نکلجانے کے باعث نہایت مضمحل اور

اور نالوان ہو گیا تھا بہتر ہوا کہ اتنے مین اوسکے بہادر سپاہی زینہ کی
درست کرنے کے بعد دیوار پر چڑہکر قلعہ کے اندر اوتر آئے۔وہ اپنے
عزیز اور پیارے بادشاہ کو خون مین شرابور دیکھکر نہایت گرمجوشی سے
اوسکے انتقام پر آمادہ ہوئے۔ اور اس شدّو مدّ کے ساتھ دشمنون پر
جھپٹے کہ اونکو کہین پناہ نہ لینے دی یہان تک کہ اونکی عورتین اور ننھے
ننھے بچے بھی اونکے سامنے سے زندہ بچکر نہین نکلے۔

گو سکندر کا زخم بڑی شکل سے خشک ہوا لیکن درد اور تکلیف کی شدّت
مین اوسکو اپنی فوج کی ہمدردی اور دلسوزی سے ذرا تسکین اور تسلی
ہوتی رہتی تہی۔اوسکی فوج کا ہر ایک سپاہی اوسکی صحت یابی اور حصول
تندرستی کا دل سے متمنی و آرزومند تہا۔جس روز اوسنے غسل صحت کیا
اوس روز لشکر مین عام طور پر بڑے بڑے جشن کیے گئے اور بے انتہا خوشیان
منائی گئین۔

اس مہم عظیم کے سر ہونے کے بعد سکندر اپنے لشکر سمیت دریائے سندھ
کے راستے سے روانہ ہوا۔ اثناء راہ مین اوسکو آس پاس کی ہندوستانی

اقوام پر اور بھی بہت سی فتوحات حاصل ہوئین اور بالآخر سنہ عیسوی سے (۳۲۵) برس پیشتر اوسکو اور اوسکے ساتھیون کو اوس سمندر کی صورت نظر پڑی کہ جسکے وہ مدت سے آرزومند تھے اور اسطرح گویا اونکی محنت شاقہ ٹھکانے لگی۔

سکندر کی ہندوستان سے مراجعت اور وفات +

ذو القرنین کو اپنے شروع زمانہ سے یونان اور جنوبی ایشیا کے درمیان تجارتی تعلق پیدا کرنے کا حد سے زیادہ خیال تھا اور اس غرض خاص کے لئے جو راہ اوسنے تجویز کی تھی وہ وہی تھی کہ جو بعد مین مصر اور ہندوستان کے درمیان قایم ہوئی۔ وہ دریائے سندہ کی شاخون پر چند بندرگاہ بنانے کا انتظام اور نیارکس کی سربراہی مین ایک بیڑہ جہازون کا دریاے سندہ کے دہانے اور خلیج فارس کے درمیانی ساحلون کے معائنہ کے لئے روانہ کر کے خود ملک نارس کو براہ خشکی مگر دریائے سندہ کے کنارے کنارے اسلئے عازم ہوا کہ جہازون کے بیڑے سے بھی قطع تعلق نہ ہونے پائے۔ اور مختلف اقوام جو ساحل سندہ پر آباد تھین وہ بھی مسخر ہوجائین۔

کرمان اور ہندوستان کے مابین جو بلوچستان کا ایک لق و دق جنگل واقع تھا وہ سکندر کے لشکر سے بڑی مشکلون اور ہزار دشواریون سے طے کیا گیا سر پر آفتاب کی تمازت - قدمونکے نیچے جلتے بھنتے بالو کا ایک وسیع سمندر اور شدت پیاس سے زبانون کا منہ سے باہر نکلے پڑنا - اور حدت و یبوست کے باعث اونپر کانٹون کا کھڑا ہونا - اگرچہ یہ سب اس قسم کی تکلیفین تھین کہ اس سے پہلے اب تک اونھون نے جو جو مصیبتین اور تکلیفین اوٹھائی تھین وہ کل گویا اُن کے آگے گرد اور ہیچ تھین - مگر جب اونھون نے اپنے بادشاہ کو بھی اپنی اس زحمت و تکلیف مین اپنا ساتھی اور شریک پایا - اور یہ صعوبتین اوسکو کسیطرح کے حزن و ملال کے آثار ظاہر کئے بغیر سہتے دیکھین تو اونکے دل بھی بڑہ گئے اور وہ بھی اونکو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر گئے - بہ ہزار دقت و دشواری جذ اجذ اکر کے وہ خلیج فارس پر پہونچے - اونکے پیچھے ہی پیچھے نیارکس بھی جہاز و نکے بیڑے کے ساتھ وہان لنگر انداز ہوکر اون سے آن ملا - اور یہان سے تمام لشکر نے جلوس نصرت کے ساتھ بڑے تزک و احتشام سے کرمان کیطرف کوچ کیا - اور جب اونھنے ایک مرتبہ

۲۱

پھر اس سرسبز و شاداب اور جانے پہچانے ملک مین قدم رکھا تب وہ سمجھا

کہ ہان اب ہماری محنت ٹھکانے لگی۔ اور مصائب سفر کا خاتمہ ہوا۔

ایران مین مراجعت فرما ہونے کے بعد ذوالقرنین نے بڑے

افسوس کے ساتھہ یہ خبر سنی کہ اوسکے غیاب مین سائرس (کیخسرو) بانی

مبانی سلطنت فارس کا مقبرہ کھود ڈالا گیا۔ اور قبر سے اوسکی بوسیدہ ہڈیان

نکالکر نہایت شرمناک طریقے سے اوسکی بے عزتی اور بے حرمتی کی گئی چونکہ

بانی سلطنت فارس کی خو بو اور طرز زندگی خود اوسی جیسی تھی اسلئے سکندر

کے دل مین اوسکی بڑی عظمت و عزت تھی۔ اور اوسکی یادگار کے ساتھہ

وہ بہت محبت و الفت رکھتا تھا۔ چنانچہ اسوقت اوسنے بڑی دلسوزی کے

ساتھہ سائرس (کیخسرو) کے مقبرے کی از سر نو مرمت و درستی کرائی۔

اور ہنگام تباہی و بربادی وہ جن لوگونکی تولیت مین تھا اون کو سخت سخت

سزائین دین۔

ارا کین و عمائدین ایران کے ساتھہ سکندر نے جو تالیف قلوب اور

میل ملاپ کی عاقلانہ پالسی اختیار کی تھی اوسنے بہت عمدہ اثر اور مفید

نتیجے پیدا کیئے۔

تمام معزز گروہ اور سربرآوردہ لوگ اُس سے ایسا خلوص اور محبت رکھتے تھے کہ گویا وہ انہین کے ابنائے مُلک مین سے تہا۔

رابطۂ اتحاد بڑہانے اور مضبوط کرنے کی غرض سے سکندر نے خود دآرا کی شہزادی اسٹیٹیرا سے رشتہ مناکحت جوڑا۔ اور اپنے چند جرنلون کو ایران کے معزز اور شریف خاندانون کے ساتھہ رشتۂ دامادی وابستہ کیا۔

۲۴ ایرانیون اور یونانیون کے مابین یہ شادیان بڑی دہوم دہام سے رچائی گئین۔

یورپ کی تہذیب وشائستگی نے ایشیا کی ٹیپ ٹاپ مین ملکر جو سین پیدا کیا تہا وہ آنکہونکو نہایت ہی عجیب وغریب معلوم ہوتا تہا۔ ان شادیون کی تقریب مین اُن تمام لوگونکو قیمتی قیمتی انعامات تقسیم کیئے گئے کہ جنہون نے میدان جنگ مین اعلے درجے کی شہرت وناموری حاصل کی تھی۔ اسی موقع پر سکندر نے اپنی سپاہ کا تمام قرضہ ادا کر کے اُن سب کو بار قرضے سے بھی سبکدوش کیا۔

باوجود ان بخششون اور نوازشون کے سکندر کی موج کی وہ نفرت ذرا کم نہ ہوئی کہ جو اوسکو اپنے بادشاہ کے مشرقی طور طریقے اختیار کرنے کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھی۔ مقدونیہ والون کی آتش غضب اوسوقت اور بھی بھڑک اوٹھی جبکہ اونہون نے دیکھا کہ تیس ہزار نوجوان ایرانیون کی ایک جماعت شمالی صوبہ جات سے جمع کرکے اور یونانیون سے فنون جنگ کی تعلیم دلاکر جمعیت باقاعدہ مین بھرتی کی گئی ہے۔ اس نئی فوج کے سپاہی "ایپیگونی" لقب سے ملقب کئے گئے تھے۔ یہ لقب انکو اون بہادرون کے نام سے اخذ کرکے دیا گیا تھا کہ جنہون نے تاریخ یونان کے قصون اور فسانے بہرے ہوئے زمانے مین شہر تھیبس کو سر کیا تھا۔

آخر کار مقدونیہ والون کی بے اطمینانی یہان تک بڑہی کہ بددل ہوکر اونھون نے ایک ایسا خطرناک غدر مچادیا کہ جو بڑی مشکل سے فرو کیا گیا۔

لیکن سکندر ایسے پست حوصلہ کا آدمی نہین تھا کہ اپنے سپاہیون کی بغاوت اور سرکشی سے خوف زدہ ہوکر اونکے قابو مین آجاتا۔ اسموقع پر اوسنے استقلال اور اعتدال دونون سے یکسان کام لیا۔ باغیون کے سرغناؤنکو

اوسنے نہایت سخت سزائیں دیں اور باقی دوسرے لوگوں کے ساتھہ نہایت
مسامحت اور ملاطفت سے پیش آیا۔

اس ہنگامہ کے فرو ہوتے ہی سکندر نے ایسے جنگ آزمودہ اور خدمت
رسیدہ سپاہیونکو کہ جو یا تو پیرانہ سالی کے باعث یا زخمی ہونے کیوجہ سے
آیندہ کیلیئے ناقابل خدمت ثابت ہوے بہت سا انعام و اکرام دیکر اپنے
عزیز الوجود جنرلوں میں سے ایک مشہور جنرل کرائیٹر وٹس کی سپردگی میں
یونان کو واپس بھیجدیا۔

۲۵

پھر اسکے تھوڑے ہی عرصے بعد سکندر کا ہمدم و ہمراز دوست ہیفیسٹن کہ جو
اوسکی تمام مہمات و فتوحات میں اوس کا ہمرکاب و ہم عنان رہا تھا
وہ فوت ہوگیا۔ اس سانحہ سے اوسکو اسقدر رنج و صدمہ ہوا کہ اگر اوسکو
سچ سچ ہی بیان کیا جائے تب بھی ناظرین کو شاید مبالغہ آمیز ہی معلوم ہوگا
اسموقع پر ہمکو صرف اسقدر کہنا کافی ہے کہ جیسے پیٹرا کلوس کی موت
سے اکلیز کا متاثر ہونا ہومر شاعر نے بیان کیا ہے بس اوسیطرح
اوسکے قدم بقدم چلنے کی آرزو رکھنے والا سکندر بھی اپنے دوست ہیفیسٹن

کی مفارقت سے متاسف و متالم ہوا - یہان تک کہ چند روز تو اسی امر مین مشتبہ رہا کہ وہ اوس صدمۂ جانکاہ سے جان بر بھی ہو سکے گا یا نہین -

ایرآن اور انڈیا کے مختلف صوبہ جات کا از سر نو انتظام و بند و بست کر کے سکندر نے شہر بابل جانے کا عزم کیا کہ جسکو اپنی وسیع سلطنت کے پایۂ تخت بنانے کی اوسکو مدت دراز سے آرزو تھی اثناء راہ مین سکندر کے پاس ربع مسکون کے اون تمام حصون سے ایلچی اور سفیر آئے کہ جو اوس زمانے مین آباد اور دریافت تھے - چنانچہ مستند و معتبر مورخین کے بیان کے مطابق روم کبیر جیسی عظیم الشان سلطنت کیطرف سے بھی ایک سفارت اوسکی فتوحات عظیم پر اظہار تہنیت اور اوس سے اتحاد و دوستی پیدا کرنے کی غرض سے بھیجی گئی تھی جب یہ سفارت اوسکے پاس پہونچی تو اوسکے وہم مین یہ بات نہین تھی کہ یہ لوگ جو اسوقت میرے سامنے دست بستہ کھڑے اظہار تہنیت کر رہے ہین یہ وہ نمونہ ہین اون لوگون کے کہ جو تھوڑے ہی سے زمانہ گذرنے پر میرے تاج و تخت کے وارث اور میری آبائی سلطنت کے

تباہ و برباد کرنے والے ہونگے ۔

سنہ مسیحی سے تین سو تئیس برس قبل تک بابل کی وہی عظمت و شان تھی کہ جسکے باعث وہ عجائبات روزگار میں سے ایک اعجوبہ شمار ہوتا تھا ۔

دریاے فرات اپنے نادر اور خوبصورت پل کی ندرت اور خوبصورتی پر فخر کرتا اور لہریں مارتا ہوا شہر کے بیچوں بیچ بڑے زور شور سے بہہ رہا تھا ۔ معبد بیلوس کے سرکشیدہ منار اپنے کلسوں کی باریک باریک اور تیز تیز لوکوں سے سنان کا دھوکہ دے دے کر آسمان کو ڈرا رہے تھے ۔ شاہان بابل کے سرفلک قصر اور لہلہاتے ہوے سرسبز باغات اپنے بانیوں اور مالکوں کی ثروت اور سامان عیش پر حسرت کے ساتھ نظر واپسین ڈال رہے تھے گویا یہ بابل کی عظمت اور عروج کا آخری وقت تھا ۔ سکندر کے ورود کے وقت ہی بابل کا عروج اس حد کو پہونچ چکا تھا کہ جس کے بعد زوال کی امید کی جایا کرتی ہے ۔ ابھی بہت صدیاں نہیں گذریں

۲۷

کہ وہ عظیم الشان اور بے مثل شہر بالکل ہی ویرانہ اور کھنڈر کیصورت ہوگیا ہے۔ کوسون اوسکے منہدم آثار پھیلے پڑے ہین اور اون پر یاس و حسرت برس رہی ہے۔

جیسے ہی سکندر شہر بابل کے قریب پہونچا ویسے ہی کالدیا کے منجمون اور کاہنون کی طرف سے چند لوگ اوس سے آکر ملے اور اپنے معبود بیلوس سے خوف دلاکر اوسکو شہر مین داخل ہونے سے مانع آئے۔ چونکہ معبدون کے اخراجات کے متعلق جو رقم معین تھی اوسکو وہ لوگ اپنے عیش و آرام مین اڑاتے تھے۔ اسلئے اونکو خوف پیدا ہوا کہ کہین سکندر کے آنے سے اونکی تمام قلعی نہ کھل جائے۔ اونھون نے جھوٹی اور ناگوار پیشین گویان سنا سنا کر ذوالقرنین کو شہر مین داخل ہونے سے باز رکھنا چاہا۔ علاوہ ازین اور بہت سی دوسری بدشگونیان اور نحوستین بیان کرکے اوسکے سد راہ ہوئے۔ لیکن سکندر نے اون کی ایک بات نہ سنی اور اپنا کوچ برابر جاری رکھا۔ یہان تک کہ شہر بابل مین اوسی دروازے سے داخل ہوا

کہ جو بالخصوص مہلک اور نامسعود بیان کیا گیا تھا۔

جو جو باتین اور تدبیرین ذوالقرنین نے اپنی زندگی کے اخیر سال مین سوچی تھین بلاشبہ وہ اوسکے اعلے جی نیکس ٹینے فہم و فراست کی ایک بدیہی دلیل تھی۔

اسی سال اوس نے دریاے فرات پر جہاز رانی کا ایک بڑا کارخانہ قایم کیا۔ بحیرہ کاسپین (طبرستان) مین جہازون کا بیڑہ چھوڑا۔ بہت سے شہرون کی بنیادین ڈالین۔ اور تجارتی بندرگاہون کے لئے ایسے مقام تجویز کئے کہ جنکے ذریعے سے رود نیل۔ دریاے ٹیگرس۔ اور دریاے سندہ کے درمیان تجارتی تعلق پیدا ہونیکی قوی امید کی جاتی تھی۔ اور اوسی زمانے مین اوسنے جزیرہ نماے عرب کے حملہ کی تیاریان شروع کین کہ جسپر قابض و مسلط ہونیکو وہ اپنے بڑے بڑے مقاصد کی کامیابی کے لئے نہایت ضروری اور لازمی خیال کرتا تھا۔

سکندر کی ہمیشہ سے یہ عادت تھی کہ جب کبھی وہ کسی نئی مہم پر

٢٩

جاتا تھا تو اوس سے پہلے وہ اپنے جلیل القدر عہدہ دارون اور افسرونکو مدعو کرکے جلسۂ دعوت اور جشن منعقد کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس دفعہ بھی اوسنے مہم عرب کے خیال پر جلسہ دعوت منعقد کیا کہ جو اپنی شان و شوکت مین تمام گذشتہ جلسون سے بڑھا ہوا تھا۔

اسموقع پر سکندر حد سے زیادہ شراب پی گیا تھا اور جلسہ برخاست کرکے اپنے آرامگاہ کو جانا چاہتا تھا کہ میڈئس باشندہ تھیسلی اسکو اپنے قیامگاہ پر ایک دوسرے جلسۂ دعوت مین بلا کر لے گیا۔ یہان جو اور زیادہ بے اعتدالی کی گئی تو اوسکی وجہہ سے سکندر کو زور کا بخار چڑھ آیا۔ حالت بخار مین اوسکو مہم آیندہ کا خیال اگر طبیعت مین خلجان سا پیدا ہونے لگا۔

نوین دن تو یہ نوبت پہونچی کہ زبان بند۔ کلام ترک۔ اور حواس معطل ہوگئے۔ چہرے پر مردنی اور بے رونقی چھاگئی۔ ان علامتون سے صاف ظاہر ہوگیا کہ وہ اب کوئی ہی گھڑی کا مہمان ہے۔

اوسیوقت اوسکے پسندیدہ اور مرغوب خاطر رسالے اوس کے

حضور مین آخری سلام کے لئے حاضر کئے گئے۔ زبان مین اگرچہ طاقت باقی نہین رہی تہی تاہم اوس نے ہاتھ کے اشارے سے سب کے سلام لئے اور اون سب کو یاس وحسرت بھری نگاہ کے اشارے سے خیرباد کہا۔ اوس حالت مین اوس نے اپنی اونگلی سے انگشتری اوتار کر پرڈیکاس کے حوالے کی۔ اور پھر ذرا دیر کے بعد (۳۲) برس کی عمر مین ملک عرب کی بجائے ملک عدم کو کوچ کیا۔ سچ فرمایا ہے۔

"کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام"

اور

"تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام"

تتمہ اور سکندر کی طبعی خصوصیات

ذوالقرنین کی طرز زندگی اور اوسکی طبعی خصوصیتین تمام دوسرے فاتحین سے نرالی اور بالکل جدا ہین۔ اسلئے ہمکو تعجب نہ ہونا چاہئے۔ کہ بعض مورخین نے اوسکو

نوع انسان کے لئے بلا سے بے درمان اور بعض نے بنی انسان کا بڑا محسن اور خیر اندیش تسلیم کیا ہے - ممالک مشرقیہ مین اوسکی سلطنت بالاستقلال قایم ہوجانے سے سامان تہذیب اور لوازمات معاشرت مین جس ترقی اور اصلاح کی امید ہوسکتی تھی اوس سے ہرگز انکار نہین ہوسکتا - جب ہم اسباب پر غور کرتے ہین کہ اوس نے ۲۴ سال کی عمر مین اپنا کسقدر مفید اثر پیدا کیا تھا تو اوسوقت یہ کچھ آسان بات معلوم نہین ہوتی کہ ہم اون فائدون اور اوسکی مفید باتون کا اندازہ کر سکین - کہ جو طویل العمر ہونے کی حالت مین اوس سے ظہور پذیر ہوتین - ایشیائی اقوام کی وحشیانہ عادت کو بدل ڈالنا - اور اونکے ناشائستہ اور غیر مہذب خصائل و اطوار مین یونان کی تہذیب اور شائستگی پیدا کردینا بلاشبہ اوسکی یہ مہم دارا پر فتح حاصل کرنے یا سلطنت فارس کو سر کرنے سے کہین زیادہ اہم اور قابل افتخار تھی اور غالبًا اس قسم کی حیرت ناک کامیابی اوس بہادرانہ جوش اور غالب فراخ دلی کا نتیجہ تھی کہ جو سکندر مین

ارسطاطالیس کی تعلیم کی برکت سے باہم مخلوط تھے ۔

ایشیا کے وسیع میدانون پر زمانۂ قدیم اور زمانۂ حال مین اور بھی بہت سے حملہ آورون کا گذر ہوا ہے لیکن اون کی رفتار بادسموم کی رفتار سے بہت بلنی جلتی ہوتی تھی ۔ چنانچہ صرف ویران اور اوجڑے ہوئے مقامون سے اون کے گذرنے کا پتہ چلتا ہے ۔ سکندر کی آمد اور اوسکا گذر بھی ہرکہین فتنہ وفساد سے توخالی نہین ہوتا تھا ۔ کیونکہ قاعدے کی بات ہے کہ حملہ آور فوجون کے ساتھہ ملک مین طرح طرح کی آفتین اور مصیبتین نازل ہوا ہی کرتی ہین ۔ مگر تاہم اوسکے مشہور ومعروف حملہ آورانہ خصوصیت اپنی یادگار مین ایسے شہر شہرون کی بنا ڈالی گئی تہی کہ جو خود اوس کی سرپرستی مین بنا ہوئے تھے ۔ علاوہ ازین خاص خاص دریاؤن پر تجارتی منڈیان ۔ یا دساوری تعلقات قایم ہونا ۔ زراعت کو ترقی دینا ۔ اور ایشیا کی خانہ بدوش وصحرا نورد قومون کو باہم میل جول کے ساتھہ زندگی لبسر کرنیکا طریقہ سکھلانا یہ سب باتین نقش قدم کیطرح سکندر کے

گذرنے کا پتہ دیتی ہین -

جنوبی یونان کی وہ فوج کہ جو فتوحات ایشیا مین سکندر کے شریک نہین تہی - اہل روما کا رشک وحسد کہ جنکو ایسے دور دراز ممالک مین کہ جہان خود اونکے عقابی[1] جھنڈے کو کبھی اوڑنا نصیب نہین ہوا تہا - وہان سکندر کے جھنڈون کا لہرانا ناگوار معلوم ہوتا تہا - اور اون قدیم مورخین کا تعصب کہ جو سلطنت جمہوری کے طرفدار تھے - یہ اسباب ہوئے کہ جنکے باعث سکندر کی لیاقت وقابلیت کی حد سے زیادہ ناقدری کی گئی اور اوسکی غلطیون کی نسبت بڑے مبالغہ سے کام لیا گیا - یہ کہنا تو محض فضول ہوگا کہ سکندر ایک کامل "گُڈ کیرکٹر" کا آدمی تہا - تاہم ہم اتنا ضرور کہین گے کہ دُنیا کی تاریخ مین ہمکو کوئی اوس سے بہتر جنرل - اوس سے زیادہ دانشمند فرمانروا - اوس سے بڑھکر رحمدل فاتح اور اوس سے زیادہ وفادار دوست کا پتہ نہین ملیگا -

راقم
مجیب احمد

[1] سلطنت روما کے فوجی نشان پر عقاب کی تصویر بطور علامت ہوتی ہے ۱۲

زراعت قیاسی

دیباچہ

ظاہر ہے کہ ملک ہندوستان کے تمام کاروبار کا مدار زراعت پر ہے ۔ بیشک زمانہ دراز کے تجربے سے ہندوستان کا ادنے سے ادنے کاشتکار بھی زراعت کے متعلق ہر ایک اصول کو عملی طور سے بہت اچھی طرح جانتا ہے ۔ اور ہر حصے میں ملک ہندوستان کے وہان قدرتی اور انسانی حالات موجودہ کی مناسبت سے اونکی عملی کاشتکاری بہت ہی مکمل اور اوس حد تک بے نقص ہے ۔ لیکن اب ہندوستان کی حالت بھی اس قدر بدلتی جاتی ہے کہ صاحبان غور و فکر کو فن زراعت کے نئے اصول کے انکشاف کی علمی طور سے ضرورت معلوم ہونے لگی ہے ۔ اسکی ضرورت اس وجہ سے بھی ماننا پڑی ہے کہ آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے ۔ تجارت کی راہیں وا اور فراخ ہوتی جاتی ہیں اور

اور امن و امان زیادہ حاصل ہوتی جاتی ہے۔ پس ان کے سے علے قدر مراتب ہندوستان کے کسان بھی زمین سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے مجبور ہوتے جاتے ہین۔ اور جس قدر زمین کی قوت نامیہ کو زیادہ نچوڑتے جاتے ہین اوسی قدر وہ کمزور ہوتے جاتے ہے۔ اب اس مقام پر پہونچکر عملی کاشتکاری ڈگمگانے لگی ہے اور زمین کو جو یہ روگ ضعف کا لگ چلا ہے اب اوسکی اصلاح مزاج کے لئے ڈاکٹرون کی ضرورت معلوم ہونے لگی ہے۔

گورنمنٹ نے بھی اس ضرورت کو تسلیم کر لیا ہے اور جا بجا علمی زراعت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسباب اور مواد مہتیا کئے ہین۔ اور یہ اسباب اور مواد ضرور بڑہتے جائینگے۔ اب اسکے ساتھہ ہی اس فن اور علم کی کتابون کی بھی ضرورت اوٹھہ کھڑی ہوئی ہے گو یورپین زبانون مین ان کا ایک کافی ذخیرہ دنیا مین موجود ہے اور تمام ابتدائی اور انتہائی مسائل اس علم کے اون مین موجود ہین لیکن تو بھی ہمارے مطلب کو کافی نہین ہین کیونکہ اون مین ہندوستانی آب وہوا

پیداوار اور ضرورتون کی بحث نشاذ۔ غیر مکتفی بلکہ یون کہنا چاہیے کہ ہی نہین ۔ اور یورپ والی زراعت کے مسائل اور اصول کا تتبع بے سوچے سمجھے ہم ہندوستان مین کرنے لگین تو یقینی ہم بجائے بھلائی کرنے کے بہت کچھہ مغالطہ مین پڑجائین گے ۔ خیر اگر یہ مان بھی لین کہ انگریزی کتا بین انگریزی خوانون کی راہبری کو کافی ہین تو انگریزی نہ جاننے والون کو تو یہہ سہولت بھی حاصل نہین ۔ کوئی رسالہ ابھی تک شاید ایسا نہین ملیگا کہ جس مین تمام اون علوم کے مسائل ایک جا پر مل سکین جن کا دخل علم زراعت مین مان لیا گیا ہے اور بغیر اون کے جاننے کوئی شخص زراعت اور زمین کے امراض کی شناخت اور تشخیص کا پکے طور سے دعوے نہین کر سکتا ہے ۔ یا اہل بصیرت کی نگاہ مین جنچ نہین سکتا ہے ۔

راقم کو یہ ضرورت اوسوقت سے معلوم ہوئی جبکہ وہ ۱۸۸۲ء مین سرکاری تجربے کے فارم کا سوپرنٹنڈنٹ مقرر ہوا ۔ اوسی زمانے سے بذریعہ رسالہ مفید المزارعین کے جسکی ترتیب کا اہتمام بھی راقم کے

سپیرد تھا مختلف مضامین اپنے تجربے کے موافق اور کتب مبسوطہ سے
اخذ کرکے شایع کرتا رہا اور جب سے بحکم گورنمنٹ ممالک مغربی شمالی
اور اودھ کے پونا کالج آف سٹینس مین اس علم زراعت کی تکمیل کے لئے
بھیجا گیا اوس وقت سے ترتیب اس رسالہ زراعت قیاسی کی شروع
کردی جسکا جزو اوّل بطور نمونہ کے ہدیہ شایقین کیا جاتا ہے ۔

یہ کتاب دو حصون مین تقسیم ہوئی ہے ۔ ان دونون
حصون کے اکثر اجزا مرتب ہو چکے ہین اور جو باقی ہین اون کا سامان
موجود ہے صرف مضامین کا ترتیب دینا باقی ہے ۔

حصہ اوّل مین علمی اور حصہ دوم مین عملی فن زراعت کا بیان ہے
حصہ (۱) مین یہ مضامین ہین (الف) جیالوجی (ب) کمسٹری (ج)
باٹنی (د) اور انیمل فزیالوجی و اناٹومی کسیقدر تفصیل سے
لکھے گئے ہین ۔

حصہ دوم مین (الف) مٹیون کی ساخت اور اون کے طبعی
خواص وغیرہ کا بیان ہے (ب) آلات کشاورزی (ج)

کہاتین (د) آبپاشی (ہ) اجناس (و) اسباب کمزوری وتدابیر ترقی آراضیات (ز) غور وپرداخت مولیشیان (ح) فارم اور اوس کا انتظام (ی) کہانا و باغبانی کے ضروری مسائل بیان ہوے ہین فقط

سید علی حسین لکہنوی

سپین
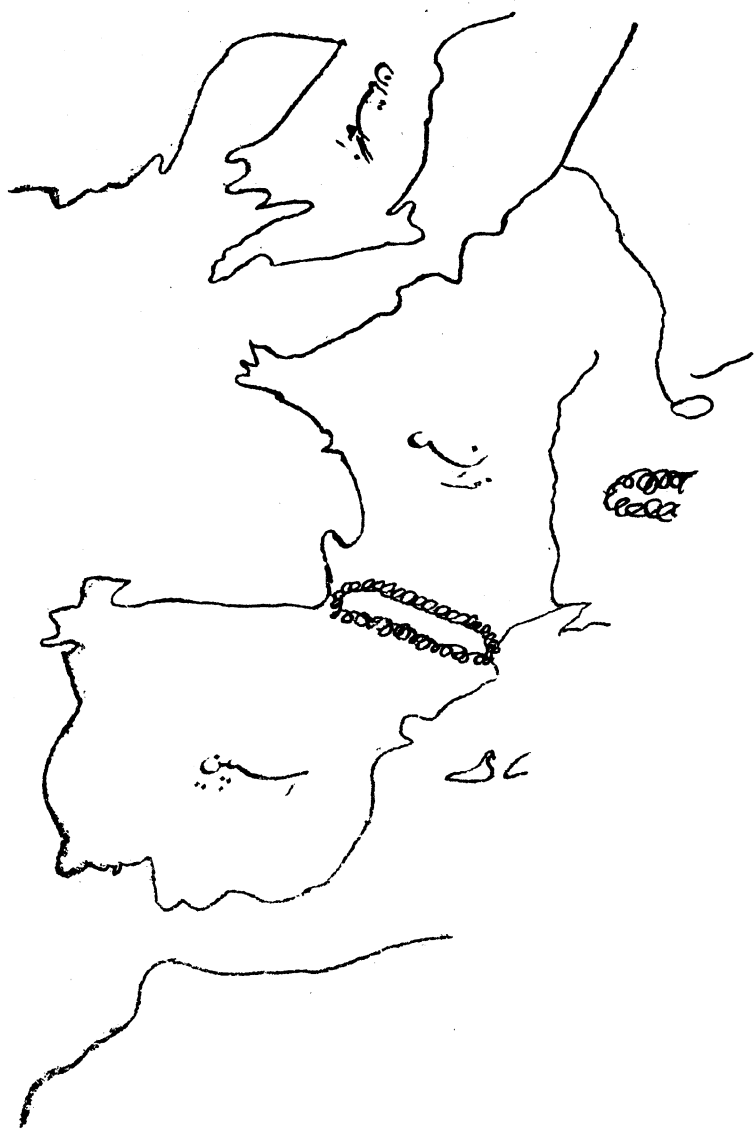
زراعت قیاسی

حصہ اوّل

مبادی اور مسائل ضروریہ

تعریف - زمین کو کاشت کر کے اوسکی پیداوار سے فائدہ اوٹھانا زراعت ہے -

۴۲

موضوع - اس علم کا زمین کی اصلاح بغرض تدبیر معنیت از پیداوار زمین ہے -

غرض - اس علم کی یہ ہے کہ ایک معین قطعہ آراضی سے نہایت کفایت کے ساتھ قلیل تر مدت مین بکثرت اجناس پیدا کیے جائین اور کھیتون کی مٹیون کی قوت نمو کو استراری نقصان بھی نہ پہونچے

زراعت مین کھیتی - باڑی - باغبانی - اور ہر قسم کی پیداوار آراضی جو کاشت سے حاصل ہو ونیز اون جانورونکی پرورش اور اونکی پرداخت شامل ہے

کہ جو زمین کی پیداوار کہاتے اور انسانونکو فائدہ پہونچاتے ہین

مزارع کو بالخصوص خواص طبعی اور اجزاے ترکیبیہ اون اجناس کے جو وہ

بوتا ہے اور زمینونکے جن پر وہ پیدا ہوتے ہین اور کہاتون کے جو وہ

دیتا ہے یا اوسکو دینا چاہئے معلوم ہونا ضروری ہے اور نیز اوسکو اپنے

جانورون کی خصلت اور بناوٹ اور غذا کی نوعیت سے جسکی ضرورت اونکو

ہے اور دودہ کے اجزاے ترکیبیہ اور خواص سے واقف ہونا لازمی ہے

کہتار مٹی کہتار مٹی اصطلاح زراعت مین کہیت کے اوپر کے سطح

کی مٹی کو کہتے ہین کہ جو کاشت کرنے کی غرض سے جوت کر نرم کی جاتی ہے

کابِس مٹی[۵] - اوس مٹی کو کہتے ہین کہ جو جوتی ہوئی مٹی یا ہل کے

نیچے رہتی ہے - ان دونون قسم کی مٹیون کے درمیان کوئی خط

یا نشان امتیازی نہین ہے -

بوئی ہوئی فصل کو زراعت یا کاشت اور عمل زراعت فراعت

یا کاشتکاری اور کرنے والیکو مزارع یا کاشتکار کہتے ہین -

[۵] کابس - ایک خاص مٹی کا نام بہی ہے لیکن یہان اصطلاحاً اوس مٹی سے مراد ہے کہ جسمین قوت نمو بغیر ناسے کم ہوتی ہے یا نہین ہوتی -

فارم ۔ انگریزی اصطلاح کے بموجب فارم سے مراد ایسا قطعہ زمین
یا چک ہے جو خندق یا تارون سے محصور اور ایک کاشتکار کی کاشت مین
ہو اور کاشتکار مع اپنی مویشیون کے اوس مین رہتا بھی ہو۔

انگریزی مین فارم کا لفظ ایسے ہر کارخانے کے واسطے بھی استعمال
ہوتا ہے کہ جسکا تعلق زراعت سے ہو مثلاً

کیٹل فارم (مویشی خانہ) یہ ایسا کارخانہ ہے جس مین مویشی بغرض
ترقی نسل وغیرہ پالے جاتے ہین۔

ڈیری فارم ۔ (دودہ کا کارخانہ) یہ ایسا کارخانہ ہے۔ کہ جس مین
دودہ۔ دہی۔ گھی۔ مکھن۔ اور پنیر فروخت کے واسطے بنایا جاتا ہو

گراس فارم (چری کی کاشت) ایسا کارخانہ یا مزرعہ ہے جسمین
مویشی کے لئے گھانس اور چارہ بویا جاتا ہے۔

اسیطرح کلچر کے معنے بونا یا پیدا کرنے کے ہین۔ مثلاً سری کلچر (ریشم
پیدا کرنا) اپی کلچر (شہد پیدا کرنا) پِسِی کلچر (مچھلیون کا پیدا کرنا
اور اونکی نسل کو ترقی دینا۔

۱۴

فن زراعت یا تو تجربی ہے یا قیاسی

زراعت تجربی - فن زراعت کے ایسے عملی طریقے سے مراد ہے جسکی بنا بلحاظ واقفیت مقام خاص اور موسم کے محض تجربے پر ہو اور یہ تجربے خواہ ذاتی ہوں یا سمعی -

زراعت قیاسی - اون اصول اور قوانین کو عمل میں لانے سے مراد ہے جنکی بنا عقل پر ہو اور اونکی تصدیق اور توسیع تجربات سے ہوتی ہے

زراعت قیاسی تجارت کے اصول پر کی جاتی ہے تاکہ اوس سے تا حد امکان انتفاع ہو -

فن زراعت سے پورا پورا فائدہ جب ہی ممکن ہے کہ زراعت کرنیوالا یہ جانتا ہو کہ خرچ - وقت اور محنت ہر ایک ان میں سے زر ہے اور کفایت اصلی منافع ہے - سرمایہ - وقت - اور محنت کے مناسب صرف کا نام کفایت ہے -

زراعت سے پورا پورا فائدہ اوسوقت تک نہیں ہو سکتا ہے جبتک مزارع اپنے کاروبار کی حیثیت کے موافق خرچ نہ کرے اور ساتھ ہی

او سکے اوسکی محنت اور وقت کی بہی شرکت نہ ہو۔

علم (سائنس) کی معمولی تعریف یہ ہوسکتی ہے۔ علم ایک باقاعدہ بیان ایسے آثار طبیعہ کا ہے جو باہم تجربات اور قیاسات سے منسلک ہون اور جنکی بتدریج توسیع اور تصدیق ہوتی رہے۔

فن زراعت مین دستگاہ عمل سے اور علم زراعت مین تکمیل مندرجۂ ذیل گیارہ علوم کے اوسقدر مسائل پر عبور ہونے سے ہوتی ہے کہ جن کا تعلق خاص فن زراعت سے ہے۔

وہ گیارہ علوم یہ ہین۔

نمبر	نام علم — انگریزی	نام علم — اردو	متعلقات علم	مناسبات علم
۱	جیالوجی	علم طبقات الارض	متعلق زمین	
۲	کمسٹری	ر کیمیا		
۳	ویجیٹیبل فزیالوجی	ر خواص جوارح نباتات	ر حیات نباتات	مناسبات باہمی درمیان
۴	باٹنی	ر نباتات	ر نوعیت وتقسیم نباتات	

نمبر	نام علم انگریزی	نام علم اردو	متعلقات علم	مناسبات علم
۵	اینمل وزیالوجی	علم خواص جوارح نباتات	متعلق حیات حیوانات	زمین ونباتات وحیوانات
۶	زوآلوجی	" حیوانات	" اقسام وخواص ذی روح	
۷	میٹورالوجی	" تقیاس الموسم	" آب وہوا۔ موسم وفصل	
۸	ہیڈراسٹیٹکس	" سکون سیال	" آب۔ نکاسی آب وآبپاشی	مناسبات باہمی
۹	نیوٹیٹکس	" ہوا	" ہوا۔ وحرکت ہوا وانتظام آمد وشد ہوا۔	درمیان زمین
۱۰	میکینکس	" میکانات (جرثقیل)	" آلات وکل	ونباتات وحیوانات
۱۱	انجنیئرنگ	" تعمیرات	" عمل زراعت	

جز دوم

جیالوجی

جیالوجی۔ مشتق ہے الفاظ یونانی جی ارض۔ ولوگاس بحث سے۔

جیالوجی وہ علم ہے جس میں زمین کے طبقات کی ساخت اور ترکیب سے

بحث ہوتی ہے ۔ اس علم سے ہمکو مٹیون کی تقسیم وتنویع اون کے ماخذ
ومبدار اون اجسام سے کہ جو سخن زمین کی ترکیب مین داخل ہین ۔ اونکی
جسامت ۔ اونکی باہمی حیثیت ۔ ترتیب و امکنہ ۔ و نیز خواص طبعی مجربات
کہ جن پر ہماری آراضی واقع ہین معلوم ہوتی ہین ۔

علم جیالوجی سے ہمکو یہ بہی معلوم ہوسکتا ہے کہ کون مٹی کس
نبات کے لئے مناسب ہے اور کس حد تک یہ مناسب ہے اور کس قسم کے
عمل کی ضرورت ہے ۔ مگر جیالوجی نفسہ ایک مرکب علم ہے جس کا مدار علم
کمسٹری پر ہے ۔ جو اس کا اصل اصول ہے ۔ بغیر مدد کمسٹری اس علم
سے صحیح معلومات کا ہونا مشکل ہے ۔

مسٹر پیج نے اس علم کی توجیہ مین لکھا ہے کہ ہمارا سیارہ (زمین)
مختلف پہاڑون سے بنا ہے اون کے پتھرون کے مادون کی جانچ اونکی
ظاہری صورتون اور باہمی مناسبت محل وقوع مین تطبیق اون کی
طبعیت اور ساخت کی تحقیق اور اون کے نظام عام کے قانون کا
تفحص کا نام علم جیالوجی ہے ۔ ان صاحب نے اس علم کے تین اہم اغراض

یہ لکھے ہین ۔

غرض اوّل ۔ مینتہ ہے ۔ جس سے قیاس تپھرون کے ظاہری صورتون
کا اون کے میل یا رنگ سے ہوتا ہے ۔

غرض دوم ۔ قیاستبہ ہے ۔ جس سے آثار طبیعیہ کے دریافت کا شوق
طبیعت مین پیدا ہوتا ہے ۔

غرض سوم ۔ عملیہ ہے ۔ جس سے کرہ زمین کے معدنیات سے بحث ہوتی
ہے اور اون کی دستیابی کے طریقے معلوم ہوتے ہین اور اون کا استعمال
مفید اور بکار آمد مقاصد کے لیے دریافت ہوتا ہے ۔

مسٹر ورنر نے ۱۷۹۶ء مین اس علم کی ترتیب عالمانہ طریقے سے
کی ۔ انگلستان کے ولیم اسمتھ نے جو زیادہ تر اسٹریٹا (طبقہ) اسمتھ
کے لقب سے مشہور ہین اس علم کی تکمیل کا راستہ کھولا ۔ اور فاسلز جیالوجی
کا (اجرام حیوانی و نباتاتی جن مین تحجر آگئی ہے) انکشاف کیا جو
اس علم کی ترقی کی کنجی ہے ۔ من بعد بڑے بڑے ماہرین علم خواص الاشیا
مثلاً کویئر ۔ برانگنیرٹ ۔ ڈیشائز ۔ سر چارلس لائل ۔ میکلاک ۔

ڈاکٹر گلبنیڈ - ڈاکٹر بنیس - مسٹر اڈیرک مرچیسن وغیرہم اسکی تفتیش

مین سرگرم رہے ہین -

اس علم کا جسقدر تعلق زراعت سے ہے اوس کی سمجہ مین آنے کی

غرض سے اس موقع پر یہ بیان بہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک

زمانہ ایسا بہی تہا جبکہ ہمارا سیارہ (زمین) کے مادے مشتعل حالت مین

تہے - اور تمام کرہ مثل دیگر سیارون کے سوزان تہا - فرض کیا جائے کہ

لوہے کے گولے کو اتنی دیر تک سخت اور تیز آگ مین رکہین کہ وہ

پگہلنے کے ایسی حالت مین ہو جائے تو وہ دہکتا ہوا نکلے گا - جس قدر

اوسکی گرمی نکلتی جائے گی اوسیقدر وہ ٹہنڈا اور بستہ ہوگا - ظاہر ہے

کہ اوسکا بیرونی سطح بہ مقابلہ اندرونی حصے کے زیادہ ٹہنڈا اور بستہ ہوگا

جب وہ اتنا ٹہنڈا ہو جائیگا کہ اوسکی گرمی ہاتہہ کو ناگوار نہ معلوم ہو

تو بہی عقل سلیم باور کرتی ہے کہ اوسکے اندرونی حصے مین بہ مقابلہ سطح

کے بدرجہا زیادہ حرارت ہوگی - اور یہ بہی ظاہر ہے کہ جسقدر یہ گولہ

بڑا ہوگا اوسی مناسبت سے اوس کے اندر کی گرمی زیادہ مدت تک قایم

رہے گی۔ ایک گولہ ایسا فرض کیا جائے کہ جسکا قطر ۸۰۰۰ میل کا ہو
اور جس کا مادہ شدت حرارت سے کسی وقت مشتعل حالت مین ہو
لیکن سرد ہوتے ہوتے اب ایسی حالت پر پہونچ گیا ہو کہ اوس کا
بیرونی سطح کئی میل تک سرد ہو گیا ہو تو بہی بالکل یہ قرین قیاس
معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے اندر مرکز کے قریب بہت ہی سخت اور
تیز حرارت باقی ہوگی اور ایک مدت بعید از قیاس اوس بقیہ حرارت
کے خارج ہونے کو چاہیے لہوگی۔ لعنیہ یہی حال ہمارے کرۂ زمین
کا ہے جسکے سطح سے قریب ۴۵ میل کے نیچے ایسی حرارت ہے کہ جس کا
قیاس ہی نہین ہوسکتا ہے تو اوس حرارت کا کہ جو اوس کے
مرکز کے قریب ہے ذکر ہی فضول ہے۔ کسی زمانے مین زمین کے
مادے دہکتی ہوئی حالت مین تھے۔ ایک زمانہ نامعلوم مین جب
اوسکے سطح کی حرارت زائل ہوئی تو سطح کے مادے سرد ہوکر
پہاڑ یا پتھر ہوگئے۔ اسکے بہت ثبوت ہین۔
یقین تو ہے کہ یہ ہر شخص نے دیکھا ہوگا کہ شہاب ثاقب جس کو ٹوٹا ہوا

تارا کہتے ہین اکثر رات کو مثل دہکتے ہوئے گولے کے آسمان سے زمین
کی طرف آتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ زمین پہ گر کر اور سرد ہوکر مثل پتھر
کے سخت ہوجاتا ہے۔ دُنیا کے اکثر مقامات پر یہ گرے ہین۔
بلرام پور واقع صوبہ اودہ مین بہی کچہہ زمانہ ہوا کہ ایک شہاب ثاقب
گر اتہا۔ ہندوستان کی تاریخون مین ان کے گرنے اور سرد حالت
مین ملنے کا ذکر ہے۔ ان سے لوہے کا نکلنا اور اوس لوہے کی تلوار
بنانے کی حکایتین زبانی اب تک سننے مین آتی ہین۔ امریکہ مین
یہ بعض بعض مقامات کثرت سے پائے جاتے ہین۔ ماہرین علم کمسٹری
نے بذریعہ کمسٹری ان کی تفریق کیمیائی کی ہے۔ کوئی دہات ایسی
نہین ہے کہ جو ان مین نہ پائی جاتی ہو۔ اکثرون مین سونا اور
چاندی اور بعض بعض مین ہیرے کی کنیان بہی پائی گئی ہین۔
ان شہاب ثاقبون سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ شدت حرارت
سے ارضی مادے اور دہاتین روشن ہوجاتی ہین۔ اور ٹہنڈے
ہونے پر مثل پتھر کے سخت ہوجاتی ہین۔ ایسے مادے اس دُنیا

کی جوالامکہی (آتش فشانی) پہاڑون سے ہی نکلتی ہین - اور ابتداً اگر تمام دُنیا کے مادے ایسے ہی حالت مین تھے جو سرد ہوکر اب ہمکو پہاڑون اور پتھرون کی صورت مین نظر آتے ہین - آتشفشان پہاڑون کے مہنہ (کریٹر) سے دہوان نکلا کرتا ہے - اور بعض بعض روشن سیارون سے شعلے اور شاؤ سے جبکہ مادے کا خروج (ارپشن) ہوتا ہے تو رقیق مادے (لاوا) مثل سیل آب خارج ہوکر بہنے لگتے ہین - ٹھنڈے ہونے پر معمولی پتھر اچٹان بن جاتے ہین - بھونچال یا زلزلے کا آنا بہی زمین کی اندرونی حرارت کے باعث سے ہے - اسی حرارت کے زور سے بعض مقامات کی زمین دہس جاتی ہے - اور بعض مقامات کی اونچی ہوجاتی ہے - مثلاً ساحل سوئیڈن فی زماننا آہستہ آہستہ اونچا ہوتا جاتا ہے - ایک صدی مین قریب چار فیٹ کے اونچا ہوتا ہے - برخلاف اسکے ایک حصہ ملک اطالیہ کا خلیج بائی کے قریب بحساب ایک انچہ ہر سال دہنستا جاتا ہے -

جب زمین کا سطح سرد ہو کر منجمد ہوا تو شکل موجودہ پہاڑون کے چٹانون کے سخت ۔ کہین اونچا اور کہین نیچا تہا ۔ ہوا اور پانی شدت حرارت سے غیر محسوس حالت مین تھے ۔ اعتدال مین آکر سطح زمین تک موجودہ شکل مین پہونچے ۔ ان کے اثر سے اوس منجمد اور ٹہوس سطح کی ترکیب مین تغیر پیدا ہوا ۔

جب ہم پرانے زمانے کی عمارتون کو اور قدیم زمانے کی قبرونکے کتبون کو دیکھتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پتھرون پر کچہہ کندہ تہا مگر اب اسقدر مٹ گیا ہے کہ پڑہا نہین جاتا ہے ۔ یہ کیون ؟ صرف اس وجہہ سے کہ پتھر گہس گئے یا ٹوٹ گئے ۔ پتھرون کے گہسنے یا ٹوٹنے کا سبب کیا ہے ؟ اسکا سبب قدرتی قوتون کا اثر ہے جو بدیر لیکن نہایت موثر ہوتا ہے ۔ ذیل مین چند قدرتی قوتون کا ذکر کیا جاتا ہے جو پتھرون کے توڑنے اور مٹیون کے بننے کے باعث ہین ۔

(۱) پانی (۲) ہواے محیط الارض (۳) تبدیل موسم یا

۵۴

تغیر حرارت (۴) نباتات و حیوانات (۵) کوہ آتش فشان

پہلی قدرتی قوت پانی ہے - اس مین چار خاصیتین بہت موثر ہین

اول خاصیت - اس مین توڑنے اور کاٹنے کی ہے - جس مقام

پر پانی بہتا ہے - یا ٹکراتا ہے - وہان اسکی رگڑ یا ٹکر سے پہلے

نشان پڑتا ہے - پہر نالیان یا گڑہے - اور بالآخر تغیر پڑجاتے ہین

سخت سے سخت چیز جو اس کے بہاؤ مین پڑجاتی ہے یا لہرون مین

آجاتی ہے تو ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوجاتی ہے - اسطرح پتھرون کے

ٹوٹنے اور گھسنے سے ٹئی بنتی رہتی ہے -

دوسری خاصیت - پانی مین محلول کرنے کی ہے - بہت اجزا

پتھرون کے اپنی اصلی حالت مین یا دوسری چیزون کے ساتھہ ہی

ترکیب پانے سے مثل نمک یا شکر کے حل ہوکر یا مثل رنگون کے

گھل کر پانی مین مل جاتے ہین - ایسے مادون کو پانی پتھرون سے

جدا کرکے اپنے ساتھہ لے لیتا ہے -

دریا کا پانی اگر گلاس مین لیکر تہوڑی دیر تک رکھا جائے تو جو مادے

اوس مین گھل کر مل گئے ہین تہہ نشین ہوجاینگے۔ گو وہ درہ بادی النظر مین تم کو پانی کے ساتھہ مخلوط نظر نہ پڑے۔ اگر وہ پانی کسی ظرف مین آگ پر جلا دیا جاوے تو جو مادے اوسمین محلول ہون گے وہ بھی نکل آئینگے۔ آب مقطر بھی اس حالت سے مستثنے نہین ہے۔ اسیطرح پتھرون کے قابل حل مادے کثرت کے ساتہہ اون سے جدا ہوکر اور پانی کے ساتھہ بہکر دریا کی جگہہ جمع ہوتے ہین اور آب برارشی بناتے ہین۔ لیکن محلول مادون کا زیادہ تر حصہ (جو عموماً نمک ہوتے ہین) سمندر مین پہونچتا ہے جو ایک قوی سبب اوس کی شوریت کا ہے۔

۵۶

تیسری خاصیت پانی کی وہ ہے جب کہ وہ شدت برودت سے جمتا ہے۔ علم طبیعات کا مسئلہ مسلمہ ہے کہ کل چیزین حرارت کے اثر سے پھیلتی ہین۔ اور برودت کے سبب سے سمٹتی ہین۔ باستثنائے پانی کے جو برودت پانی سے جمنے کی حالت مین اپنی اصلی جسامت سے ۱/۱ حصہ زیادہ پھیل جاتا ہے۔ جب یہ

جمتا ہے تو کوئی چیز اس کے پھیلنے کو نزاہم نہین ہو سکتی ہے - بم کے گولے مین سوراخ کر کے اگر پانی اوس کے پورے جوف مین بھر دیا جائے اور سوراخ خوب مضبوط بند کر دیا جائے - اور یہ گولہ اسقدر برف مین رکھا جائے کہ اندر کا پانی یخ ہو کر بستہ ہو جائے - پانی بستہ ہوتے ہی گولے کو توڑ کر اپنے پھیلنے کے لئے جگہ کرے گا جب پانی چٹانون کے شگافون یا سوراخون مین بستہ ہوتا ہے تو اون کو توڑ کر پاش پاش کر دیتا ہے - دنیا کے جن قطعات مین برف کثرت سے گرتی ہے وہان کے پتھر اسیطرح ٹوٹتے اور مٹی بننے کا سبب ہوتے ہین -

شمالی قطب اور ہمالیہ وغیرہ پہاڑون پر جہان برف بمقدار کثیر جمع ہو جاتی ہے اور آفتاب کی تمازت سے پگھلتی ہے تو برف کے پہاڑ کے پہاڑ حرکت کرنے لگتے ہین - ان برف کے پہاڑون کو انگریزی مین گلیشیرز کہتے ہین - ان کی رَد مین بڑے بڑے پتھرون کی ٹکر کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہین -

اور بولڈر سٹو ایل (پتھریلی قسم کی مٹی) بننے کے باعث ہوتے ہین
جب یہ پگھل کر پانی ہوتے ہین تو انہین سے سوتے چشمے اور
دریا بہرتے ہین۔ موسم گرما مین گنگا وغیرہ دریاؤن کا پانی اسی
سبب سے بڑھ جاتا ہے۔ اور نہر گنگ مین جو مٹی بہہ کر آتی ہے
اور تہہ نشین ہوتی ہے وہ انہین برف کے پہاڑون کے بنائے
ہوئے ہین جسکو انگریزی مین سلٹ کہتے ہین۔ اس مین کمزور
زمینون کے سرسبز اور شاداب کرنے کی قوت بہت ہوتی ہے
یعنے بطور کہاد استعمال ہوسکتی ہے۔

چوتھی خاصیت۔ پانی کی اوسکے اجزاے ترکیبیہ کی وجہ سے
ہے۔ پانی مرکب ہے دو لطیف عنصر اکسیجن اور ہائیڈروجن
سے کل مقدار پانی مین باعتبار حجم ایک حصہ اکسیجن اور دو
حصہ ہائیڈروجن ہے۔ اور باعتبار وزن کے ۱۶ حصے اکسیجن اور
دو حصے ہائیڈروجن ہے۔ ۱۸ پونڈ[1] پانی مین ۱۶ پونڈ اکسیجن کا

[1] پونڈ قریب ۴۰ تولہ یعنے آدھ سیر یا ایک رطل کے برابر ہوتا ہے۔

اور ۲ پونڈ ہائیڈروجن کا وزن ہوتا ہے۔ ان میں آکسیجن نہایت

قوی اور اکال چیز ہے۔

معدنیات اسکے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتے ہین۔ دوسری چیزونکے

ساتھ اس مین ترکیب پانے کی طبعی خاصیت ہے۔ مثلاً لوہے

کی چیز کو جلا دیکر کسی مرطوب مقام یا مرطوب آب و ہوا مین

رکھین تو اوس پر سرخ زنگ کی ایک چیز جم جائے گی۔ جسکو

مورچا یا زنگ کہتے ہین۔

یہ مورچا کیا چیز ہے؟ یہ دراصل اوسی لوہے کا اوپری حصہ ہے

جس کے ساتھ آکسیجن مل گئی ہے۔ جن پتھرون مین لوہے کا

انس ہوتا ہے آکسیجن اون کے لوہے کے ساتھ مل کر شکستہ

یا سفوف بنا دیتی ہے جسکو کیس کہتے ہین اور جسکو بسبب اصلی

لوہے کے زیادہ جگہ چاہئے ہوتی ہے۔ جو لوہا ایک وقت مین

پتھرون کا جزو تھا آکسیجن کے ملنے سے اون سے علیحدہ ہوا اور

مقدار مین بڑھا۔ پس پتھرون کے ٹوٹنے کا باعث ہوا۔

اسیطرح اور بہی چیزین یا ہین جن سے اکسیجن اور کاربونک ایسڈ گاس
(کوئلہ کا ترشہ بصورت بخار) ترکیب پا کر قابل حل ہو جاتے ہین۔
پانی مین ایک خاصیت یہ اور بہی ہے کہ جس جگہ اوس مین زور
ہوتا ہے وہان کی چیزون کو رگڑتا۔ توڑتا۔ اور اوکہیڑتا۔ اور
ہٹاتا ہوا اپنے ساتھ لاتا ہے۔ اور جہان اوس کا زور کم
ہوجاتا ہے وہان پر اپنے بوجھ کو ہلکا کرتا ہوا آگے بڑہتا ہے
پانی خواہ بارش کا ہو یا جہیلون کا۔ دریاؤن کا ہو یا سمندر کا۔ اپنی
اصلی حالت مین ہو یا شبنم۔ اوس۔ کہرا۔ پالہ۔ یا برف کی صورت
مین ہو اپنی خاصیتون کی وجہ سے پتہرون کے توڑنے مین نہایت
موثر قوت ہے۔

۶۰

دوسری قدرتی قوت ہوائے محیط الارض ہے۔ ہوا دو عنصر لطیف سے
مشتمل یا مخلوط ہے نہ کہ مرکب۔ ان مین سے ایک عنصر کا نام نیٹروجن
ہے جو کل ہوائے محیط کا ۴/۵ حصہ اور دوسرے کا نام اکسیجن ہے
جو ۱/۵ حصہ ہے۔ علاوہ ان کے کرہ ہوا مین پانی بصورت بخار

ملا ہوا ہے - ہر دس ہزار حصّہ ہوا میں ۴ فیصدی کاربونک ایسڈ (کوئلہ کا ترشہ) بصورت بخار ہوتا ہے - علاوہ ان کے اور چیزوں کے بخارات بہی خفیف مقدار میں پائے جاتے ہیں - اس ترشہ میں ایک جزو کوئلہ (کاربن) اور دو جزو آکسیجن کے ہوتے ہیں - چونا - مٹی - اور جو اکہار وغیرہ کے ساتھ ترکیب پانے کی خاصیت اس میں بالذات ہے - ہوا کی قوت میکانی اور کیمیائی پتھروں کے توڑنے میں بہت موثر ہے - اسکی قوت میکانی سے پتھر گھستے اور فرسودہ ہوتے ہیں اور اوسکے رفراسے متشکل آکسیجن اور اکسائڈ آف کاربن وغیرہ کے کیمیائی اثر سے پتھر ترکیب اور صورت میں بدلتے رہتے ہیں -

تیسری قدرتی قوت تغیر موسمی یا حرارت کی کمی و بیشی ہے - یہ سب جانتے ہیں کہ معدنیات گرم ہونے سے پہیلتے اور سرد ہونے سے سمٹتے ہیں - پہیہ پر چڑہانے کے واسطے لوہار جب لوہے کو بند یا ہال بناتا ہے تو پہیہ کے بیرونی محیط سے ہال کو کسقدر چہوٹا رکہتا ہے

آگ میں لال ہونے سے یہ حال اسقدر بڑھ جاتا ہے کہ پہیہ پر آسانی
اجاتا ہے اور ایکبارگی پانی ڈالنے سے ٹھنڈا ہوکر اتنا سمٹتا ہے
کہ لکڑی کے اندر پیوست ہوجاتا ہے - اسیطرح دُنیا کے کل معدن
حرارت سے بڑہتے اور برودت سے سمٹتے ہین - یہ ظاہر ہے کہ کوئی معدن
جلد اور کوئی بدیر گرم ہوتا ہے - کوئی اپنی حرارت کو بسرعت اور کوئی
بتدریج دفع کرتا ہے - لیمپ کی چمنی کا ٹوٹنا ایک عام بات ہے - زیادتی
حرارت کے باعث اوسکا کل جسم پہیلا ہوتا ہے - جب اسکے ایک حصہ پر
سردی پہونچتی ہے تو وہ حصہ بباعث سردی باہر کی جانب سے سمٹتا ہے
اور حرارت کیوجہہ سے اندر کی جانب پہیلتا ہے - اس سمٹنے اور پہیلنے کا نتیجہ
یہ ہوتا ہے کہ جس نقطہ پر یہ دونون متضاد قوتین متقابل ہوتی ہین وہان
کے اجزاءمین صدمہ مقابلہ سے افتراق واقع ہوتا ہے یعنے بال یا دراڑ
پڑ جاتی ہے - سخت سے سخت پتھر کو خوب گرم کرکے پانی مین ڈالنے
سے اوسکا ٹوٹ جانا اسی سبب سے ہے -

ہندوستان مین عمارتی پتھرون کی کان کے کہودنے والے جنکے پاس

باروت یا کاٹنے کے الات نہین ہوتے ہین سخت اور جابد تپھر کو خوب گرم کر کے پانی ڈالدیتے ہین ایکبارگی سردی پہونچنے سے وہ لوٹ گیا ٹکرے نکال لئے۔

تپھر مختلف المزاج معدنیات سے مرکب ہوتے ہین ۔ گرم ملکون مین جب آفتاب سمت الراس پر آتا ہے اور حرارت ۱۲۰ درجہ تھرمامیٹر فارن ہائیٹ سے بڑہجاتی ہے تو اس زیادتی حرارت سے تپھرون کے بعض اجزا کم اور بعض زیادہ گرم ہونے سے نسبتاً کم وبیش پہیلتے ہین ۔ ایسی حالت مین جب کبھی ان پر دفعتاً ایسی سردی پہونچتی ہے کہ یہ فوراً سرد ہوں تو حدت اور برودت کی کشمکش سے وہ لوٹ جاتے ہین ۔ جسطرح سرد ملکون مین برف تپھرون کے توڑنے اور مٹیون کے بنانے کی زیادہ تر باعث ہوتی ہے ۔ اوسیطرح گرم ملکون مین تغیرات موسمی سبب ہوتے ہین ۔ ہندوستان مین کوہ ہمالیہ کی چوٹیون پر پانی یخ ہونے یا برف کے پہاڑون کی حرکت کرنے سے تپھر ٹوٹتے ہین اوسیطرح میدانون مین شدت حرارت سے بہ امداد پانی مٹیان بنتی ہین اور باریک ہوتی رہتی ہین

چوتھی قدرتی قوت نباتی اورحیوانی ہے - یہ بات یقیناً ہرشخص نے
دیکھی ہوگی کہ پرانی پختہ عمارتون یا پہاڑ کی چٹانون کی درارون اور
سوراخون مین پانی کی تری کے سبب سے پہلے سبز کائی پیدا ہوتی ہے
پھر ماس (دھکڑی) اور لیکین قسم کے نباتات پیدا ہوتے ہین - جب
یہ مرکر اور سڑکر وہان رہ جاتے ہین تو اوس حصے مین نباتی مادہ
کا جز بھی شریک ہوجاتا ہے جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ اچھی گھاسین
یا بڑے قسم کی نباتات کی پیدایش ہوتی ہے - نباتی مادے اور
نباتی تیزاب اور نباتات کی جڑین تپھرون مین پیوست ہوکر
اونکو توڑ دیتی ہین - نباتی مادون کی وجہ سے کیڑے مکوڑے پیدا
ہونے لگتے ہین جو اپنے رہنے کے واسطے پتھرون مین جگہ بناتے
ہین - یہ کیڑے پتھرون کے بعض اجزا علے الخصوص چونا کھاتے ہین
جو ہضم ہوکر فضلہ کیصورت مین خارج ہوتا ہے - بحری کیڑون مین زیادہ
اور بری کیڑون مین کمتر فاسفورس کا جزو ہوتا ہے جو اونکے
فضلون مین شریک رہتا ہے اوراسطرح قدرتی طور پر فاسفٹ آف لائم

۶۲۴

زیادہ بڑھتا ہے۔ جب یہ کیڑے مرتے ہین تو اونکے مادے (مردے)
بھی شریک ہوجاتے ہین۔ نباتات کی جڑین اور کیڑے اوّل تو خود ہی
پتھرونکے توڑنے کے باعث ہوتے ہین دوسرے جڑون کے تندوں
اور کیڑون کے سوراخون کے اندر ہوا اور رطوبت کو زیادہ مقدار
مین داخل ہونیکو راستہ ملتا ہے۔ سوم انکے مادونکے ترشے اور تیزاب
پتھرونکے توڑنے مین قدرتی قوتون کی مدد و معاون ہوتے ہین۔
پانچوین قدرتی قوت آتشفشانی پہاڑ ہین۔ جنکی وجہہ سے زمین کے اندرونی
ارضی مادے رقیق ہوکر اوپر آتے ہین اور سرد ہوکر چٹانین بنجاتے ہین۔
زلزلون سے پتھر اور چٹانین شق ہوجاتی ہین اور ٹوٹ کر پاش پاش
ہوجاتی ہین۔
انھین قوتون کی کشمکش اور اثرون سے زمین کا سطح جو کسی زمانے مین
سنگلاخ ہو رہا تھا فرسودہ ہوکر ٹکڑے ہوا اور یہہ ٹکڑے ریزے ریزے بنے
اور ریزے گھسکر ذرے ہوئے۔ جو پانی کی پہونچ یا اثر سے نیچے اونسے
بھی نیچی اور جو پانی کے ساتھہ بہکر سمندر مین پہونچے وہ وہان تہہ بہ تہہ

جنکر انہیں عناصر کے اثر اور تغیر و تبدل کیمیائے سے پیدا ہوئے اور پانی کی داب اور اپنے بوجھ سے دبکر اور منجمد ہوکر دوسرے قسم کے پہاڑ ہوگئے ایک زمانۂ دراز کے بعد سطح آب تک پہونچے اور زمین کے اوسی اندرونی حرارت کی قوت نے اونکو ایسا اونچا کر دیا کہ ناواقف علم جیالوجی کو اس کا باور کرنا مشکل ہو گیا کہ کسی زمانے مین یہ زیر آب تھے۔

کیا یہ بات عام فہم سے بعید نہین ہے کہ کوہ ہمالیہ جو دنیا مین سب سے اونچا پہاڑ ہے اور سطح سمندر سے ۲۰۰۰۰ فیٹ بلند ہے ایک زمانہ مین سمندر کے اندر تھا۔ ایسا ہونے مین کوئی شک نہین ہے کیونکہ اوسکے جرم مین اور نیز اوسکے سطح پر جا بجا اب تک آب شور کی چیزین مثلاً گھونگے اور سیپیان بکثرت موجود ہین۔

ڈاکٹر ڈی کوب اپنی مینول آف جیالوجی مین لکھتے ہین کہ ایک دریائے گنگا ہے جو ہر سال تخمیناً ۳۵۵۳۶۱۴۶۴ ٹن یا قریب قریب ۱۲۰۵۰۹۹۰۰۰۰ من صلیب مادّے بہا کر سمندر مین لیجاتا ہے جسکا اندازہ سر چارلس لائل یہ تبلاتے ہین کہ اس وزن سے مقر کے

پرمڈ اعظم (منارہ مصری) کے برابر ۶۰ پرمڈ تیار ہو سکتے ہین۔
مصر کا پرمڈ اعظم گیارہ ایکڑ کے رقبہ پر ہے جسکی بلندی ۵۰۰ فیٹ ہے
اسکا اندازہ ڈاکٹر کوک دوسری طرح یون بتلاتے ہین کہ ۹۷۳ جہازونکا
بیڑہ ہو اور ہر ایک جہاز پر ۱۰۰۰ ٹن یا ۲۷۰۰۰ من مٹی بھر کر روزانہ
سمندر مین پہونچائی جائے تو دریا گنگا کے یومیہ کام کے اوسط کے
برابر ہو۔ اسطرح دنیا کے ایک حصے مین پہاڑ گھستے اور نابود ہوتے
ہین اور دوسری جانب سے اور تیار ہوتے رہتے ہین
ماہرین علم جیالوجی کی اصطلاح مین پتھر کل انہی اجسام معدان کو خواہ
وہ نرم ہون یا سخت کہتے ہین جو زمین کی ساخت مین داخل ہین۔
اس تعریف کی رو سے ۔مٹی ۔ بالو چکنوٹ اوسیطرح پتھر ہین کہ جسطرح
سخت سے سخت پتھر جیسے بلور اور بلوا پتھر ہین۔
دنیا کے پہاڑونکو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مین بے شمار
پرتین تہہ بہ تہہ تلے اوپر جمی ہوئی ہین اور بعض ہین گھسے ہوئے
سنگریزون کے ٹکڑے شامل ہین۔ اس قسم کے پہاڑ یا تو آبی

(اکوئیس Aqueous) یا وردی (سڈیمنٹری Sedementary
یا طبقی (اسٹرافائڈ Stratified) ہین - دو اول الذکر
قسمین باعتبار ساخت کے ہین اور آخر الذکر باعتبار تہون یا طبقون کے
ہین - ایک اور بھی قسم پہاڑ کی ہے جسمین کوئی علامت پانی کی نہین
پائی جاتی ہے - اگر اون مین ریزے ہین تو وہ پانی کے گھسے ہوئے
نہین ہین بلکہ بصورت بلور یا قلم ہین جکے دیکھنے سے ایسا پایا جاتا ۶۸
ہے کہ گویا آگ کے اثر سے پگھل کر منجمد ہوگئے ہین - نہ تو ایسے
پہاڑون مین فاسِل (نباتی و حیوانی متحجر مادے) ہونے کی کوئی علامت
پائی جاتی ہے اور نہ کسی قسم کی نباتی یا حیوانی مادون کا اثر
اون مین ملتا ہے - اس قسم کے پہاڑونکو جیالوجسٹ (ماہرین علم
طبقات الارض) اگنیس Agneous آتشی) پہاڑ
کہتے ہین -

دریاؤن کے پانی کے ساتھ جو مادے سمندر مین پہونچتے ہین وہ
تہہ بہ تہہ جمع ہوتے ہین - جس قدر انکا حجم بڑہتا ہے ویسا ہی

اونکا لنگر بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے ۔ ثقل یا بوجھ سے یہ مادے دبتے
اور اونکی تہین کثیف ہوتی جاتی ہین ۔ علاوہ دباوکے جو آبی مادے
ان مین ہوتے ہین حرارت کے باعث سے اون مین تغیر کیمیائی
پیدا ہوتا ہے اور ذرات کے پیچیدہ ہونے کے لیے مصالحے کا
کام دیتے ہین ۔ یہ مصالحہ زیادہ تر غیر آبی چیزون مثلاً چونے
یا لوہے کے کشتے سے بنتا ہے ۔ رہی زمین کے اندر کی حرارت
مادونکے پگھلنے اور مخلوط و ممزوج ہونے مین مدد دیتی ہین ۔ بعض
تو شدت حرارت سے ایسے ہم ہو جاتے ہین کہ بادی النظر مین
ان مین اور آتش الاصل پہاڑون مین کچھ فرق نہین معلوم ہوتا ہے
اس قسم کے پہاڑ کو میٹامارفک راک کہتے ہین جیسے ماربل (مرمر)
باقی اقسام مین ملوا اور دود ہیا قسم کے پتھر ہین ۔ ایسے پہاڑونکے
تھونمین بحری جانور خواہ مردہ خواہ زندہ دبکر رہجاتے ہین ۔
اونکی ہڈیان پتھرونکے تھونمین باقی رہ جاتے ہین یا اونکے
نشان قایم رہتے ہین ۔

سینڈ اسٹون Sand stone بلوا پتھر پہاڑون مین (Sedimentary رسوبی)
کانگ لومریٹ (Conglomerate گڈریا پتھر جسمین گھسے ہوئے پتھرون کے
ٹکڑے شامل ہون) لائم اسٹون Lime stone (چونے کا پتھر) چاک اسٹون
(Chalk-stone کھریا پتھر) اور ماربل (Marble مرمر) باعتبار
اپنی تراش اور ساخت کے مختلف قسم کے پتھر ہین - نیس (Gneiss تیلیا)
قسم کے پتھرون کی ساخت مین کوارٹز Quartz (بلور) فلسپار (Felspar رامج)
اور میکا (Mica ابرک) مثل گرنائٹ (Granite خارہ)
کے داخل ہین - اس مین سختی بھی ویسی ہی ہے تو بھی اسکی اصل آبی ہے -
جو پہاڑ اگنیس یعنے آتش الاصل ہین وہ دو قسم کے ہین آتش فشانی
(وُالکینک Volcanic) یا آتشی (پلوٹانک Plutonic) ہین
قسم اول مین وہ سب پہاڑ شامل ہین جنکے مادون کا خروج پگھلی ہوئی حالتمین
ہوا - لیکن وہ یا تو سطح کے پاس یا اوسکے قریب آکر سرد ہوئے - برخلاف اسکے
قسم دوم مین وہ سب پہاڑ شامل ہین کہ جنکے مادے سطح زمین کے قریب نہین بلکہ
شکم زمین مین بہت اندر مختلف اسباب ثقل سے سرد ہوئے - نا وا یعنے وہ

رقیق مادہ جو کوہ آتشفشان پہاڑون سے نکالتا ہے ایک عمدہ مثل قسم اول کے ہے۔ بسالٹ (Basalt) دوسری مثال اسکی ہے۔ گرنائٹ قسم کے پہاڑ پلوٹانک کی مثال ہے۔ گرنائٹ ثلاثی قسم کا پتھر ہے جسمین تین معدن ہین (۱) کوارٹز (۲) فلسپار (۳) میکا اور گرین اسٹون مین ہارن بلنڈ و اجائٹ یا میکا اور فلسپار شامل ہین۔

آتشی اور آتشفشانی پہاڑونکے پتھرونکی ساخت مین یہ فرق ہے کہ آتشی پہاڑونکے مادے چونکہ شکم زمین مین بہت اندر سرد ہوئے ہین جہان ہوا کا اثر تک نہ تھا اس سبب سے انکے پتھرون مین داغ۔ چھالے۔ پھپولے (آبلے) مطلق نہین ہوتے ہین۔ برخلاف اسکے آتشفشانی پہاڑونکے پتھرون مین پھپولونکے علاوہ میل کے داغ اور خطوط امتیاز بھی پائے جاتے ہین۔

اس قسم کے پہاڑونکی دو بہت بڑی قسمین ہین (۱) ٹراکائٹ اور اینڈیسائٹ ٹراکائٹ قسم کے پتھر کھردرے ہوتے ہین اسیوجہ سے اس قسم کا یہ نام پڑا ہے۔ اسکی ترکیب مین ایک قسم کا فلسپار جسکو سنیڈائن Sanidine کہتے ہین اور ہارن بلنڈ۔ میکا اور کوارٹز داخل ہین۔

پیومس (Pumice گرنڈ) بی اسی قسم مین ہے۔

ہندوستان کے دکنی حصے مین پہاڑ عموماً ٹراپ (Trap) قسم کے ہین۔ ملک دکن مین بلگام سے لیکر گونا تک اور بمبئی سے تا امرکنٹک ۲۰۰۰۰۰ مربع میل کے رقبہ مین اسی پہاڑ کا سلسلہ ہے۔ ملک مالوا مین اسی ٹراپ کی ایک اور قسم بہت زیادہ ہے۔

معدنیات کا بیان

آرکیک (Archaic جذر) پہاڑونکے دہاتی معدن

آرکیک پہاڑ انسان کے واسطے بہت مفید ہے کیونکہ اس سلسلہ مین بہت بیش قیمت معدنون اور قیمتی پتھرونکے (جواہرات کی) کانین ہین۔ آرکیک پہاڑ کے سلسلے مین بمقام ونائو واقع میسور سونے کی کان ہے۔ سونا ممالک متوسط مین سمبل کے قریب نکلتا ہے۔ اس سلسلہ پہاڑ سے جو دریا گذر کر مہاندی مین ملتا ہے وہ تھوڑا سونا بہا کر لیجاتا ہے۔ تانبے کی کانین کڑاپا۔ بلاری اور کرنول واقع احاطہ مدراس مین پائی جاتی ہین۔ لیکن چھوٹے ناگپور والی کانین بڑی ہین ممالک متوسطہ کے اکثر مقامات پر نرسنگہ پور مین اور راجپوتانہ مین اجمیر

کے متصل اور ریاست راجپوتانہ مین اکثر مقامات پر تانبے کی کانین ہین۔ سیسہ
کی کانین کڈاپا۔ کرنول۔ اور بلاری (احاطہ مدراس مین) اور بھاگلپور ضلع
رائے پور مین اور نیز ہوشنگ آباد مین۔ اور راجپوتانہ مین آلور اور اجمیر اور
نیز اودے پور مین ہیں ۔۔۔ ان مین سے سب سے عمدہ کان
اجمیر کی ہے جو شہر کے قریب تاراگڈہ پہاڑ کے دامن مین واقع ہے۔ ہیرا بندھیاچل
پہاڑ کے سلسلے مین کرنول اور ممالک متوسط مین سمبھل پور کے متصل اور واگڑاگڈہ
کے قریب ضلع چاندا مین اور ضلع باندا مین بمقام پنا اور دیگر مقامات مین
جیسے حیدرآباد مین ہیرے کی کانین اور قدیم زمانہ کی کھودی ہوئی کانون کا
نشان موجود ہے۔ گولکنڈہ کسی زمانے مین بہت بڑا بازار تھا اور شاید ہیرا
تراشنے کیلئے مشہور تھا نہ کہ ہیرے کی کان کے واسطے۔ کرنڈ اور تامڑا یہ دونون
چیزین بھی آزونک پہاڑ مین پائی جاتی ہین۔ کرنڈ بہت بکارآمد چیز ہے۔ سبک
ہونیکے باعث سے اکثر پانی پر تیرتا ہے۔ صرف یہی ایک معدن ہے کہ جو سختی مین
ہیرے پر سبقت لیگئی ہے۔ اگر یہ معدن خالص اور شفاف ہو تو چنی اور نیلم
زمرد وغیرہ بہت بیش قیمت جواہرات کی صورت مین ہوتی ہے۔ اور

اگر ناقص حالت مین ہو تو کرنڈ ہے -

راجپوتانہ مین اکثر جواہرات کی کانین ہین اور جی پور مین تامڑا بہت نکلتا ہے

تپھر کا کوئلہ - یہ دراصل متحجر لکڑی ہے - معدن یا تپھر سے اسکو کوئی تعلق نہین

ہے - دنیا مین پہلے نباتات پھر حیوانات پیدا ہوئے ہین - نباتی زمانہ جسکو جیالوجسٹ

کاربونی فیرس یعنے کوئلہ کا زمانہ کہتے ہین جب تہا تو اوس زمانہ مین جنگل کے

جنگل سمندر کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے - مٹی وغیرہ کے بوجہہ سے دبے اور

کیمیائی تغیرات کے وقوع سے ایک مدت مدید مین اسصورت مین ہوگئے -

اون علامتونکی جو کانون مین مثل شاخون اور جڑونکے ملنے سے بہت بڑا ثبوت

اسکے اصل کی لکڑی ہونیکا یہ ہے کہ پورے طور پر جلجانے اور راکھ ہوجانے پر جو

اجزا انکے راکھ مین پائے جاتے ہین وہ وہی ہین جو قریب قریب لکڑیونکے راکھ

مین پیدا ہوتے ہین - ہندوستان مین تپھر کے کوئلے کی کانین اکثر مقامات پر ہین

جنمین سے مندرجہ ذیل مقامات بہت مشہور ہین - اول تو وہ حصہ بنگال کا ہے

جسمین سے ہوکر دریائے دمودا اور اوسکی معاون ندیان بہتی ہین وہان

ابتک ۱۲۰۰ میل کے رقبے مین تپھر کے کوئلہ کی چٹان پائی گئی ہے - اسی

۴

اسی شعام کا ایک حصہ رانی گنج ہے جسمین ۵۰۰ میل کے رقبہ مین اچھے
کوئلہ کا قطعہ ہے اور باقی ناقص کوئلہ کا ہے - علاوہ انکے برار - چاندا
سنگارینی واقع ملک حیدرآباد - وارورہ متصل ناگپور - کرہا ضلع بلاسپور
اور آسام مین بکثرت پتھر کے کوئلے کی کانین ہین -

جمادات

مندرجہ ذیل اجزا معدنیات مین علاوہ دہاتونکے قریب قریب کل پتھرونکے
ترکیب مین پائے جاتے ہین -
سلیکا (بالو) کے مرکب - الیومینا (پنڈول) ترشہ وکشتہ آہن چونا - مغنیشیا
پٹاش (جوا کہار) اور سوڈا (سجی) چونکہ تمام پتھرونکے جز مین اور مٹیونکے
اجزاے ترکیبیہ مین داخل ہین - اس سبب سے انکا بیان جسقدر متعلق
زراعت ہے کسیقدر تفصیل کے ساتھہ لکھا جاتا ہے - تاکہ شایقین فن زراعت
کو اوس علم مین مدد ملے - سلیکا (بالو) بلور پتھر مین عموماً ایک جز
ہوتا ہے - یہ الومینا کے ساتھہ مرکب ملتی ہے - تینون مین یہ بمقدار
کثیر ہوتی ہے - مٹیون کی ساخت پر اسکا اثر مکانی زراعت کیواسطے

بہت مفید ہے کیونکہ اسکے سبب سے وہ ملایم ہوجاتی ہین اور اون کے
مسامداری بڑہ جاتی ہے۔ نہ صرف سخت چکنوٹ مٹیون کی روان کرنے
یعنے مسامدار کرنے کی ضرورت سے بلکہ مٹیون کے دیگر اجزائے ضروریہ
مثل چونا ٹپاشن۔ سوڈا وغیرہ کے ساتہہ ترکیب پاکر انکو نباتات کیلیئے
بکارآمد بنانیکی ایک خاص خاصیت اسمین ہے۔ اس سبب سے اسکا مٹیون مین
ہونا لازمی ہے۔ یہ مزروعہ مٹیومین کسی نہ کسی مقدار مین ضرور ہوتی ہے
لیکن دوسری مٹیون مین نہین ہوتی ہے۔ بلوا یا بہوڑ مٹیومین اسکی مقدار
بہت زیادہ ہوتی ہے بوجہ گرم مزاج ہونے کے جو کہات کہ اسمین دیجاتی
ہے اوسکی اجزاکو متفرق کرکے آمونیا (نوسادر کی روح) کو قبل اسکے
کہ نباتات کی جڑون مین آمونیا کے اخذ کرنے کی قوت آے منتشر کردیتے
ذرسے بلور کے لیفے یا لوچکنی مٹی مین ملتے ہے تو وہ مرکب مٹی زراعت
کے واسطے بہت عمدہ ہوجاتی ہے۔ الیومینیا (چکنی۔ چھوئی۔ یا نیڈول)
جسمین بالو نام کو بہی نہ ہو آفتاب کی حرارت سے خشک ہوکر مثل اینٹ کے
سخت ہوجاتی ہے۔ جب تر ہوتی ہے تو رطوبت کو مدت تک اپنے مین

قایم رکھتی ہے جسکے باعث سے پانی اور ہوا کو داخل ہونیکا راستہ نہین ملتا ہے - اسیطرح خشک حالت مین بستگی کے باعث اور تر ہونے پر رطوبت کے سبب گرمی و ہوا اوس مین رہنے نہین پاتی ہے جسکا زمین مین ہونا لابدی ہے - ہوا اور حرارت کا بلا تکلف مٹیون مین گذر ہونا ضروری ہے کیونکہ انہین کے اثر سے حیوانی اور نباتی مادے سڑ اور گل کر مٹی کے جز ہو جاتے ہین - انکے تر شے چونیکے ساتھ ملکر مفید نمک بناتے ہین - لیبک صاحب لکھتے ہین الیومینیا جب چونے کے ساتھ ملتی ہے تو سلیکیٹس کے نمک بنتے ہین - پروفیسر جانسٹن اور لیان پلیفیر کی تحقیقات سے اب بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ سلیکیٹس کے نمکونکی تیاری کیواسطے چونے کا سلیکا کے ساتھ ترکیب پانا کافی ہے -

ترشہ و کشتہ آہن - لوہا اپنے ان دونون حیثیتوں سے مٹیون مین بمقابلہ چونے کے بہت زیادہ ہوتا ہے - شایقین فن زراعت کو ترشہ آہن اور کشتہ آہن کے فرق کو بخوبی سمجھ لینا چاہیے - ترشہ آہن نباتات کے حق مین سم قاتل ہے کیونکہ اسمین اکسیجن کا صرف ایک ہی جز ہوتا ہے - یہ زیادہ تر دلدل کا بس مٹی مین ہوتا ہے - برخلاف اسکے کشتہ آہن ہے جو نباتات کی غذا کا ایک

ضروری جز ہے ۔ یہ کھاری مٹی یعنے سطح کے اوپری حصے مین ہوتا ہے کیونکہ
ہوا کے اثر سے اسمین دو جز آکسیجن کے مل جاتے ہین مثل الیومنیا کے اسمین بھی
ہوائے محیط سے آمونیا جذب کرنے کا خاصہ ہے ۔ اور نباتی مادون کی
تفریق مین مدد دیتا ہے ۔ چونا الکلی یعنے کھار ہے یہ زیادہ تر گندک
اور شورہ کے تیزابون کے لیکن کثرت سے کوئلہ کے ترشہ کے ساتھ بصورت
کنکر پایا جاتا ہے ۔ اگر کنکر تیز آگ مین پھونکدیا جائے تو کوئلہ کا ترشہ جدا
ہوکر ہوا مین ملجائیگا ۔ جو چیز باقی رہجائیگی وہ کلس ۔ قلی ۔ یا کلی ہے ۔ چونا
پانی مین ایک حد تک محلول ہوجاتا ہے ۔ لیکن پتھر یا کنکر پانی مین حل نہین
ہوتا ہے ۔ پھونکا ہوا چونا ۔ کھلا ہوا رکھین تو ہوائے محیط سے کوئلہ کے ترشے
کو جذب کرکے مثل کنکر یا پتھر کے سخت ہوجائیگا ۔ چونا مٹیون کے سلیکایٹس کو
گلاکر اوسکا تیزاب (سلیسک ایسڈ) اپنے مین لیکر سلیکیٹس آف لائم بنجاتا ہے
اور پودھون کی نرمی یعنے پیڑ کی مضبوطی کیلیئے سلیکا کو تیار کردیتا ہے
اور خود مفید نمک بنجاتا ہے ۔

منگنیشیا (مغنیشیا) یہ ایک معدن مثل چونے کے سفید ہے ۔ اسکے مرکب اکثر

کلورین (نونارن) کے ساتھ ملے ہیں۔ یہ معدن ڈلو مائٹ پتھر میں ہوتی ہے اور چونے کے مرکبات کے ساتھ میٹوں میں اور نباتات کی راکھ میں اکثر پائی جاتی ہے۔ وہ دہات جسکو کینیٹ کہتے ہیں اوسمیں اسکا کلورائڈ بمقدار کثیر ہوتا ہے۔ پٹیاش (جواکھار) میٹوں اور نباتات کی راکھ کا جزو اعظم ہے۔ اناج کی تری یعنے بیروں میں بکثرت ہوتا ہے۔ پٹیاش کسی نہ کسی صورت میں قریب قریب سب قسم کے میٹوں اور پتھروں میں ہوتا ہی۔ پٹیاش پانی میں قابل حل ہے سونے یا چاندی کیطرح گھریلو ہن تیز آگ پر پکتا ہے اور سانچوں میں ڈہل سکتا ہے۔ سوڈا (سجی) الکلی ہے اور مثل پٹیاش سفید اور پانی میں قابل حل ہی۔ میٹوں اور پتھروں میں ہوتا ہے مگر مزروعہ نباتات کی راکھ میں نہیں پایا جاتا ہے۔ کہا نیکے نمک کا جزو اعظم ہے۔ سمندر کے پانی اور بحری نباتات کی راکھ میں بہت کثرت سی ہے۔ پنجاب کی لونا نامی گھاس میں بمقدار کثیر ہے جس سے سجی نکلتی ہے۔ سوڈا بھی گلانے سے گلتا ہے اور تیز آنچ پر رکھے رہنے سے بخار ہوکر اوڑ نے لگتا ہے۔

حصہ دوم میں تحت بیان میٹوں کی اصلیت اور ساخت وغیرہ اس علم کے بعد دیگر مسائل کا بیان دوسری طرح ہوگا فقط

راقم
سید علی حسین

اشتہارات

خراب کر چکے ہوں فیتولہ للعہ **حب آتشک** ملا سنہ وقی دوست دور کرکے دوبارہ نہیں ہونے دیتا دوہفتہ کی استعمال کیلئے للعہ ہیر ایسل دلربا خوشبو کی علاوہ بالونکو سفید ہونیسے روکتا ہی نزلہ زکام زیرتش عطسہ جنکو اونی بالونسے ہوجاتا ہی آواز بھاری ہوجانا کھانسی وغیرہ کو دور کرتا ہی ضعف دماغ والبصر کو پیدا نہیں ہونے دیتا شیشی ۸ **سرمہ ممیرا** مقوی البصر حافظ بینائی دھند جالا پانی جانا خارش سرخی وغیرہ دور کرتا ہی دو ماشہ کیلئے ۸ **مسوڑھون عجیب الاثر** ہلتے دانت کو مضبوط کرتا ہے درد پیلو میل گوشت خورہ مسوڑھونکی خرابیان دفع کرتا ہے ۴ تولہ کیلئے ۸ **حب** دائمی قبض درد شکم قراقر نفخ ریاح درد کمر کمی اشتہا زردی چشم دل کا دھڑکنا ہاتھ پاؤن کا جلنا خرابی ایام حیض عرق النساء سر کا چکرانا منہ سے پانی جانا وغیرہ دور ہوتا ہے چار درجن کیلئے ۸ **حب ذیابیطس** تشنگی بار بار آنا پیشاب کا لاغری کمزوری وشکر کو دور کرکے قوتکو پیدا کرتا ہی جگر کو درست بناتا ہی ایک تولہ کیلئے ۸ **حب لواسیر** درد جریان خون وغیرہ کو دور کرتا ہے دو ہفتہ کیلئے ۸ **روغن اعجاز** اسکا اعجاز دیکھنا ہے تو امراض سرطان بدہ خنازیر ناسور کا سوراخ بھگندر میں دیکھو جب زخمونمیں کیڑا پڑے اور کثرت جریان ریم سے ناک مین دم ہو تو آزماؤ لگاتے ہی درد دور بدبو کافور زخم دنون میں بھرتا ہے دو تولہ کیلئے ۸ **حب قائم مقام افیون** کہتے ہوا از زندہ در گور دنیا کے لطف سے محروم دیکھا جاتا ہی اسلئے اگر چھوڑنا چاہو بلا تکلف چھوڑ سکتے ہو **خضاب زینت شباب** چند منٹ میں نیا رنگ نیا ڈھنگ آثار پیری مفقود علامات جوانی مشہود قیمت شیشی ۸ **المشتہر حکیم** ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر (چمڑہ کی دباغت وسامان کی تیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان میں صرف کانپور ہی کو یہ فوق حاصل ہے کہ مثل ولایت کے چمڑہ کی دباغت واسباب کی تیاری میں اپنا آپ نظیر ہے ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامان کی تیاری کی خصوصیت حاصل ہی یعنی جنکی اوّل درجہ کی قیمت حاصل کیجاتی ہے بالکل اعلیٰ درجہ کی چمڑے و پرزون کی ساتھ نہایت پائداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہے اور تمام دکمان ولایتی اوزار دنسے اور نہایت ہوشیار کاریگروں سے کام لیا جاتا ہی اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہی کہ جس جس مقام کا چمڑا جانور کی جسم کا ناقص ہوتا ہی ہرگز نہیں کہا جاتا بلکہ بلا خیال کسی نقصان کے نکالدیا جاتا ہی اور سلائی بھی کسی پرزے پر سوت کی نہیں ہوتی بلکہ تریڈ کی ٹیس جن صاحبونکو درستی یا تیاری کسی سامان چرمی کی مدنظر ہو مفصل فہرست اردو یا انگریزی کارخانہ ہذا کی طلب فرماکر طلب فرماوین اور ایک ہی آرڈر میں کارخانہ کی معاملت کا حسن وقبح معلوم فرماوین سعلاوہ اسباب چرمی کے ہر قسم کا اسباب مثلاً جیبی گھڑیان وکلاک وٹیم پیس جوتہ ساختہ کانپور لوٹ گورگابی دمونہ وکینیس وتیرلد وتوسدان ونیز برتن مرادآبادی وکپڑا ولایتی ودیسی ہر قسم کا وبرتن مسی وعطر وغیرہ جس قسم کی ضرورت ہو دوسرے سوداگر وکمیشن ایجنٹ کانپور وبمبئی کی فہرست ملاکر اوس فہرست سے جس چیز کو میری کمیشن ایجنٹی میں منگانا منظور ہو اوس چیز کے نمبر فہرست مذکور سے ارقام فرماکر طلب فرماوین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے ار فیروپیہ کی تخفیف سے ارسال ہوگی۔

نامی ومعتبر کارخانہ عطر لکھنؤ

عرصہ دراز سے یہ کارخانہ بہ نیکنامی و عمدگی مال وصفائی معاملت کے شہرت پذیر ہے ونیز اسناد وسرٹیفکیٹ وتمغہ درجہ اوّل کے حاصل کئے ہوئے ہے اسکے مال کے عمدہ ہونیکی دلیل یہی ہے کہ ایک مرتبہ طلب فرماکر امتحان کیا جائے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہی بذریعہ ویلو پی ایبل یا نقد قیمت آنی پر تعمیل ہو سکتی ہے۔ علاوہ ان عطرونکے اور عطر ہی جنکی فہرست علیحدہ ہے طلب فرماکر ملاحظہ فرمائین۔

عطر موجودہ کارخانہ

[illegible] تولہ [illegible]	چنبیلی تولہ ۱۲	حنہ تولہ ۱۲	موتیا تولہ ۱۲	مدنان موگرہ تولہ	خس تولہ ۱۲
[illegible] تولہ	چمپا تولہ ۱۲	کیوڑہ تولہ	گلاب تولہ ۱۲	مشی تولہ ۱۲	سہاگ تولہ ۱۲
[illegible] تولہ	روح خس تولہ	مجموعہ تولہ ۱۲	عود تولہ	موتیا اکبرآبادی	عطر شہناز تولہ
اگر تولہ	گولیاں خوشبودار [illegible]	ایضاً [illegible] تولہ ۵	تمام خوشبودار تولہ ۴	تمام دیگر تولہ ۳	عطر جوہی تولہ

جلد ۱ — نمبر ۶

حسن

بابت ماہ جون ۱۸۹۳ء

صفحہ

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان خلف محمد اللہ خان صوفی مرحوم طبع شد

۱۸۹۳ء

اسلامی کتب خانے

اسلامی قدیم کتب خانون کی یہ ایک نہایت اجمالی تاریخ ہے۔ اگرچہ اس امر سے کسی شخص کو انکار نہین ہو سکتا کہ تصنیف و تالیف اور علمی ذخیرون کا مرتب و محفوظ رکھنا مسلمانون کا قومی شعار تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانون کے عہد مین جس کثرت سے جابجا کتب خانے اور دار العلم پائے جاتے تھے شاید دنیا کی تاریخ مین اسکی نظیر نہین مل سکتی تاہم یہ سخت تعجب ہے کہ کتب خانون کے حالات مین آج تک کوئی کتاب بلکہ مضمون تک نہین لکھا گیا جغرافیہ کی کتابون مین کسی شہر کا حال لکھتے ہین تو ہر قسم کی عمارتون کا ذکر کرتے ہین۔ لیکن کتب خانون کا نام تک نہین آتا۔ یہی خیال ہے جسنے مجھکو اس مضمون کے لکھنے پر آمادہ کیا۔ اگرچہ مین تسلیم کرتا ہون کہ عنوان کے لحاظ سے مضمون کو نہایت مفصل اور بسیط ہونا چاہیئے تھا لیکن جن واقعات کو قدما نے نظر انداز کر دیا ہو اونکے متعلق نہایت مشکل سے کچھہ اجمالی حالات مل سکتے ہین اور مفصل تو بالکل نہین ملتے۔ اسلیے مجبوراً ہمارے ناظرین کو اسی پر قناعت کرنی چاہیئے۔

یہ مضمون اگرچہ بظاہر عنوان کی حیثیت کے ساتھہ خصوصیت رکھتا ہے لیکن اوس سے دو اہم اور بالشان مسئلون کا فیصلہ ہو سکتا ہے جو تعلیم یافتہ ملکون مین مدت سے زیر بحث

ہین اور جنکی نسبت بڑے بڑے مشہور مصنفون نے تعصب آمیز غلطیان کی ہین۔ وہ مسئلے یہ ہین (۱) مسلمانون نے غیر قومون کی یادگارون کے ساتھہ کیا سلوک کیا؟ (۲) مسلمانون نے غیر قومون کے متعلق جو تاریخی حالات لکھے وہ کہان تک قابل اعتبار ہین؟۔

اسلام مین کتابون کے جمع کرنے اور کتب خانہ کی صورت مین ترتیب دینے کا زمانہ اگرچہ دولت بنی امیہ کے عہد سے شروع ہوتا ہے لیکن اس امر کی تحقیق کے لیے کہ جو خزانہ دولت بنی امیہ کے عہد مین جمع ہوا اوسکا سرمایہ کہان سے آیا ہوگا۔ ہمکو اس سے پیشتر زمانہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ عرب مین شعر و شاعری اور انساب کا چرچا اگرچہ نہایت قدیم زمانہ سے ہے مگر تحریر کا مطلق رواج نہ تھا۔ سب سے پہلے جنہنے اس فن کی بنیاد ڈالی وہ قبیلہ طے کے تین شخص تھے یعنی مرامر۔ اسلم۔ عامر۔ ان لوگون نے ایک جا جمع ہوکر حرفون کی شکل اور وضع قرار دی اور حروف ہجا اوس ترتیب سے مقرر کیئے جیسے سریانی زبان مین تھے ان لوگون سے حیرۃ والون نے سیکھا۔ حیرۃ والون کا ایک شاگرد جسکا نام بشر بن الولید تھا اور دومۃ الجندل کا رئیس تھا کسی کام سے مکہ معظمہ گیا۔ وہان سفیان (امیر معاویہ کے باپ) سے ملاقات ہوئی۔ سفیان نے اوس سے اس فن کے سیکھنے کی درخواست کی چنانچہ سفیان اور ابوقیس بن عبد مناف دو شخص اوسکے شاگرد ہوئے اور چونکہ یہ دونون تجارت کے ذریعہ سے طایف آیا جایا کرتے تھے۔ طایف مین بھی تحریر کا رواج ہوگیا۔

عرب مین تحریر کی ابتدا کب ہوئی

بشر نے مصر اور شام مین بھی بہت لوگون کو شاگرد کیا اور رفتہ رفتہ اکثر قبائل مین تحریر کا رواج ہوگیا یہان تک کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو صرف ایک قبیلہ قریش مین ۷ اشخص صاحب قلم

موجود تھے جنمین یہ حضرات بھی تھے۔ عمر بن الخطاب۔ علیؓ بن ابیطالب۔ عثمان بن عفان
ابو عبیدہ بن الجراح۔ عورتون مین بھی اس فن کا رواج ہو چلا تھا چنانچہ حضرت عمر کے گھرانے
مین شفا بنت عبد اللہ اور حضرت حفصہ لکھنا پڑہنا جانتی تھین۔ مدینہ منورہ مین بھی اسلام سے
پہلے تحریر کا رواج تھا جسکے موجد یہود تھے[1]۔

اس سے بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اشعار و قصاید جو عرب کی تمدن و معاشرت کی اصلی تصویر
ہین اور جو ابتک زبانی روایت ہوتے آتے تھے قلمبند ہونے لگے اور اونکی حفاظت کا بڑا ذریعہ نکل
آیا چنانچہ سات مشہور قصیدے جو **معلقات** کے نام سے مشہور ہین آب زر سے لکھے
گیے اور کعبہ پر آویزان کیے گیے۔

عرب کی زبان مین غیر قومون کے علوم کا اضافہ

اسلام کے آغاز یعنی جناب رسالت پناہ کی عہد وفات تک جو تحریری سرمایہ وجود مین آیا
وہ قرآن مجید کی متفرق سورتین۔ رسول اللہ کے نامہاے مبارک۔ صلح حدیبیہ وغیرہ کے
معاہدے۔ شعرا کے قصاید تھے۔ آنحضرت کے بعد اگرچہ تحریر و کتابت کو زیادہ وسعت
ہوئی لیکن امیر معاویہ کے زمانہ تک جو کچھہ سرمایہ وجود مین آیا وہ زبان یا مذہب کے متعلق
تہا۔ امیر معاویہ نے جب دمشق مین تخت سلطنت پر اجلاس کیا تو ایک عیسائی طبیب جسکا
نام ابن اثال تھا دربار مین حاضر ہوا اور امیر معاویہ نے اوسکی بہت قدر کی۔ اوس نے انکے
استعمال کے لیے طب کی بعض کتابین عربی زبان مین ترجمہ کین اور یہ پہلا اضافہ تھا جو
عرب زبان کے سرمایہ مین ہوا۔ اگرچہ اسکے بعد عرب کا تحریری سرمایہ برابر ترقی کرتا گیا

[1] یہ تمام تفصیل فتوح البلدان بلاذری کے خاتمہ مین مذکور ہے ۱۲

لیکن یہ پتہ لگانا مشکل ہے کہ ان تحریرون کو ایک منتظم کتب خانہ کی صورت مین کس نے جمع
کیا اور اس اولیت کا فخر کس کو حاصل ہے - ہمارے مورخین تو ان باتون کو مہتم بالشان
نہین سمجھتے کہ اونکے لیے جداگانہ عنوان بنائین - البتہ کہین کسی ضمنی تذکرہ مین کچھہ ذکر
آجاتا ہے تو اوس سے کچھہ کچھہ پتہ چلتا ہے - علامہ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا مین
حکیم ماسرجویہ کے حال مین لکھا ہے کہ "حضرت عمر بن عبدالعزیز نے - ماسرجویہ کی ایک
کتاب جو اوسنے سریانی زبان سے عربی زبان مین ترجمہ کی تھی **خزانۃ الکتب**
(کتب خانہ) مین پائی اور کتب خانہ سے نکلوا کر اوسکے نسخے شائع کرائے" - اس تصریح اور نیز
اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ کتب خانہ کا طریقہ اس عہد سے پہلے قائم ہو چکا تھا - غالباً اول
جس شخص نے اس طریقہ کی بنا ڈالی وہ خالد بن یزید بن معاویہ تھا -

عمر بن عبدالعزیز کا کتب خانہ

مؤرخ ابن خلدون کو تو تعجب و انکار ہے کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ مین ایسا مذاق علمی کہان
پیدا ہو سکتا تھا اور اسلیے انکے نزدیک خالد کے واقعات افسانہ سے زیادہ رتبہ نہین رکھتے -
لیکن علامہ ابن الندیم نے اسکی نسبت لکھا ہے کہ "خالد بن یزید حکیم کے لقب سے پکارا جاتا تھا
وہ خود فاضل تھا اور بلند ہمتی کے ساتھہ علوم کی محبت رکھتا تھا - اوسکو صنعت کا خیال آیا تو اوسنے
اون یونانی فلاسفرون کو جمع کیا جو مصر مین رہا کرتے تھے اور فصیح عربی بولتے تھے - ان لوگون کو
اوسنے حکم دیا کہ علم صنعت مین جو جو کتابین یونانی اور قبطی زبانون مین ہین اونکے ترجمے عربی زبان مین کرے"
یہی مؤرخ ایک دوسرے موقع پر لکھتا ہے کہ "خالد کے لیے - طب - نجوم - کیمیا -
کی تصنیفات عربی زبان مین ترجمہ کی گئین" **خالد** - خود بھی مصنف تھا اور اوسکی تصنیفات

خالد بن یزید کا علمی مذاق

مین سے جو کتابین مورخ ابن الندیم کے زمانہ تک موجود تہین اور خود اس مورخ کی نظر سے گذرین

اونکے یہ نام ہین۔ کتاب الحرارت۔ کتاب الصحیفۃ الکبیر۔ کتاب الصحیفۃ الصغیر

ان دو باتون کے ثابت ہونیکے بعد یعنی یہ کہ دولت امویہ مین حضرت عمر بن عبد العزیز

کے زمانہ سے پہلے شاہی کتب خانہ قائم ہو چکا تھا۔ اور یہ کہ خاندان اُمیہ مین اوّل جس

شخص نے قدیم تصنیفات کی جستجو اور تلاش کی وہ خالد بن یزید تھا۔ یہ قیاس یقین کے

قریب ہو پہنچ جاتا ہے کہ کتب خانہ کی اوّل جس نے بنیاد ڈالی وہ یہی خالد تھا۔ خالد کے بعد

تالیفات اور تصنیفات کو بے انتہا ترقی ہوئی۔ اشعار عرب۔ لغت۔ انساب۔ ایام العرب

غزوات۔ سیر۔ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ کلام وغیرہ کے متعلق ایک بڑا سرمایہ پیدا ہو گیا۔

خلیفہ منصور نے غیر زبانون کی سیکڑون کتابین عربی مین ترجمہ کرائین۔ یہانتک کہ

خلیفہ ہرون الرشید نے اوس عجیب و غریب عظیم الشان دار العلم کی بنیاد ڈالی جس کا

نام **بیت الحکمۃ** تھا۔

یہ بیت الحکمۃ دو حصون مین منقسم تھا۔ ایک کتب خانہ کے لیے خاص تھا اور دوسرا

غیر زبانون کے ترجمہ کے لیے۔ اس عظیم الشان کتب خانہ مین عربی زبان کے علاوہ

ہندی۔ فارسی۔ یونانی۔ قبطی۔ کالڈی۔ زبانون کی بیشمار کتابین مہیا کی گئین تہین۔

یحیی بن خالد برمکی نے جو ہرون الرشید کا وزیر اعظم اور خلافت عباسیہ کا چشم و چراغ تھا۔

ہندوستان مین قاصد بھیجے اور بڑے بڑے نامی پنڈت اور حکیمون کو دربار مین بلایا۔

یہی پنڈت تھے جنکی وجہ سے ہندوستان کا بہت بڑا سرمایہ علمی بغداد مین پہنچا۔ فارسی

عرب مین کتب خانہ کا موجد خالد بن یزید تہا۔

بیت الحکمۃ

تصنیفات زیادہ کثرت سے فراہم ہوئین کیونکہ خاندان برامکہ فارسی الاصل تھا اور انکو اپنی زبان اور علوم کے ساتھ نہایت محبت اور شیفتگی تھی - اسی کا اثر تھا کہ کتب خانہ کے افسر فارس کے خاندان سے تھے - ہرون الرشید نے کتابونکی فراہمی اور تدوین کے ذوق مین نہایت بے تعصبی سے کام لیا جسکا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ **علان شعوبی** کو بیت الحکمہ مین ترجمہ و کتابت کی خدمت پر مقرر کیا حالانکہ یہ شخص ہمیشہ **عرب** کی ہجوگوئی مین مصروف رہتا تھا اور قبایل عرب مین سے ہر قبیلہ کے عیوب مین الگ الگ کتاب لکھی تھی -

مامون الرشید نے اپنے عہد مین اس کتب خانہ کو نہایت ترقی دی اور بہت سے ایرانی علما اوسکے مہتم اور افسر مقرر کیے - جنمین اکثر مثلاً سہل بن ہرون - سعید بن ہرون وغیرہ شعوبی[۵۷] تھے جو عرب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اونکے عیوب کی پردہ دری کرتے رہتے تھے - اس سے یہ نہین خیال کرنا چاہیے کہ **مامون** کو قومی حمیت کا پاس نہ تھا - لیکن مشکل یہ تھی کہ فارس کی تصنیفات کے زیادہ تر واقف کار بھی **شعوبی** تھے اور اسلیے اونکے انتخاب سے چارہ نہ تھا -

مامون الرشید کا فارسی تصنیفات کے ساتھ مزید اہتمام

اسکے سوا مامون رشید کو فارس کے ساتھ ایک خاص تعلق بھی تھا - وہ مان کیطرف سے فارسی الاصل تھا - فضل بن سہل جو اوسکا وزیر اعظم اور خلافت کا بانی تھا فارسی تھا - اوسکے اکثر درباری بھی فارسی نسل سے تھے - ابتداے خلافت مین جب وہ مرو مین رہا کرتا تھا فارسی اثر اوسپر اسقدر غالب آگیا تھا کہ فارسی ہی تصنیفات پیش نظر رکھتا تھا اور وضع لباس

---

[۵۷] شعوبی ایک عجمی فرقہ تھا جو عرب کی تحقیر و مذمت کرتا تھا - اور اونکے عیوب کی پردہ دری کرنا اپنا فرض جانتا تھا -

طریقِ انتظام بلکہ خیالات مین بہی فارسیون ہی کی تقلید کرتا تھا۔ یہانتک کہ اردشیر کی تزک کو دستور العمل قرار دیا تہا۔ اس لحاظ سے یہ تعجب کی بات نہین کہ اوسنے فارسی تصنیفات کی طرف زیادہ توجہ کی لیکن وہ اور زبانون کی تالیفات کے بہم پہونچانے مین بھی بڑے شوق سے مصروف رہا۔ یونانی کتابون کے جمع کرنے اور اونکے ترجمہ کرانے مین اوسنے جو تعجب انگیز کوششین کین اونکو ہم گذشتہ تعلیم اور المامون مین مفصل لکھ چکے ہین۔

مامون نے اس عظیم الشان کتب خانہ مین عرب جاہلیۃ کے زمانہ کا بھی بہت کچہہ سرمایہ جمع کیا تہا۔ جاہلیون کے قصائد اور اشعار کے علاوہ اوس زمانہ کے خطوط۔ دستاویزات۔ معاہدے۔ جہانتک مل سکے۔ نہایت کوشش سے فراہم کیے تھے۔ اوسکے کتب خانہ مین عبد المطلب بن ہاشم کے ہاتہہ کا لکھا ہوا قرضہ کا ایک رقعہ موجود تہا جو چمڑے پر لکھا ہوا تھا اور اوسکے یہ الفاظ تھے۔ حق عبد المطلب بن هاشم من اهل مكة على فلان بن فلان الحميري من اهل وزل صنعا عليه الف درهم فضة كيلا بالحديدة ومتى دعاه بها اجابه شهد الله والملكان۔

جاہلیۃ کے زمانہ کی ایک دستاویز

ابن ابی الحریش جو ایک مشہور جلد ساز تھا کتب خانہ مین جلد سازی کے کام پر مامور تھا۔ مامونی کتب خانہ کی وسعت اور کتابونکی کثرت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ باوجود اسکے کہ **بغداد** پر اکثر تباہیان آئین اور انقراضِ زمانہ سے اوسکے علمی خزانے ہمیشہ برباد ہوتے رہے۔ تاہم اِس کتب خانہ کی بچی کھچی بہت سی کتابین ساتوین صدی ہجری تک موجود تہین جو خوش قسمتی سے علامہ ابن ابی اصیبعہ کو ہاتہہ آئین۔ علامہ موصوف نے اِن کتابون کا ذکر

حنین بن اسحق کے ترجمہ مین کیا ہے اور لکھا ہے کہ اون پر حنین کے ہاتھہ کی تحریرین تہین اور مامون کا طغرا بنا ہوا تہا۔

مامون کے عہد سے کتابون کے جمع کرنے کا شوق تمام بغداد مین پہیل گیا۔ اکثر وزرا و امرا بلکہ عام علما بڑے بڑے کتب خانے رکہتے تھے اور کتابون کے مہیا کرنے مین بیدریغ روپیہ صرف کرتے تھے۔ فتح بن خاقان۔ متوکل باللہ کے وزیر نے جو عظیم الشان کتب خانہ جمع کیا تہا اور جسکا مہتمم علی بن یحیی منجم تہا اوس زمانہ مین عموماً بے نظیر خیال کیا جاتا تھا۔ محمد بن عبدالملک زیات جو خلیفہ واثق باللہ کا وزیر تہا کتابونکی نقل وکتابت و ترجمہ پر ماہوار دس ہزار روپیہ صرف کرتا تہا۔ ابن الندیم نے کتاب الفہرست مین لکھا ہے کہ "علامہ واقدی نے جب وفات کی توچہہ سو قمطر کتابین چہوڑین اور ہر قمطر دو آدمیون کا بوجہہ تہا۔ حالانکہ مرنے سے پہلے وہ اپنے کتب خانہ کا ایک حصہ دو ہزار اشرفیون کو بیچ چکے تھے"۔

چوتھی صدی کے کتب خانے

یہ شوق برابر ترقی کرتا گیا یہانتک کہ چوتھی صدی مین تمام ممالک اسلام مین بجا بجا کثرت سے کتب خانے تیار ہو گئے چنانچہ اس صدی کے بعض مشہور اور نادر کتب خانون کا ذکر ہم کسیقدر تفصیل کے ساتھہ کرتے ہین۔

حکم مستنصر کا کتب خانہ

اس زمانہ مین غالباً سب سے بڑا کتب خانہ جو تیار ہوا وہ اسپین کا کتب خانہ تہا جسکو حکم مستنصر نے قائم کیا تہا۔ مؤرخ ابن خلدون و صاحب نفح الطیب نے اس کتب خانہ کی جو کیفیت لکھی ہے وہ درحقیقت تعجب انگیز ہے۔ حکم خاندان بنی امیہ کا (جو اسپین مین حکومت کرتے تھے) ایک مشہور خلیفہ تہا۔ اوسکی سلطنت نہایت وسیع اور منتظم تہی۔ وہ بہت بڑا وسیع النظر عالم تہا اور

کتابون کے جمع کرنے کا اسقدر شایق تھا کہ ملک کا خراج اوسکے مصارف کے لیے کافی نہین ہوتا تھا۔ اسپین۔ شام۔ مصر۔ بغداد۔ فارس۔ خراسان کے اضلاع مین اسکے سیکڑون گماشتے اور سوداگر اس کام پر مامور تھے کہ نادر اور عمدہ قدیم وجدید کتابین بہم پہونچائین۔ علامہ ابو الفرج اصفہانی نے جب کتاب الاغانی ختم کی تو حکم نے خاص قاصد بھیجا کہ "قبل اسکے کہ یہ کتاب اون ممالک مین شایع ہو ہمارے کتب خانہ مین آجاے"۔ چنانچہ چار ہزار روپیہ پر یہ کتاب خریدی گئی اور سب سے پہلے حکم کے کتب خانہ مین داخل ہوئی قاضی ابو بکر ابہری کی تصنیف بھی اسیطرح بہم پہنچائی گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کتب خانہ چار لاکھ کتابون پر مشتمل تھا۔ مورخ ابن خلدون وابن الابار نے تصریح کی ہے کہ "صرف اشعار وقصاید کے مجموعون کی جو فہرست مرتب کی گئی تھی وہ آٹھ سو اسی صفحون مین تھی"۔ حکم کو نایاب کتابون کے بہم پہونچانے کے ساتھ اونکی درستی اور زیب وزینت کا بھی شوق تھا۔ اس غرض سے اوسنے نہایت نامور اور باکمال خوشنویس۔ مصحح۔ جلد ساز۔ جمع کیے تھے اور اونکو بیش قرار تنخواہین دیتا تھا۔ اگرچہ یہ کتب خانہ خود حیرت انگیز تھا لیکن بانی کتب خانہ کی وسعت نظر اوس سے زیادہ تعجب انگیز ہے۔ مورخون نے بیان کیا ہے کہ انمین سے اکثر کتابین اوسکی نظر سے گذری تھین اور اون پر اوسنے مفید حاشیے چڑہائی تھے۔ ہر کتاب کے شروع مین وہ مصنف کا نام ونسب۔ مولد ووفات لکھتا تھا اور ایسے عجیب وغریب نکتے اور فواید درج کرتا تھا جنکا پتہ اوسکی تحریر کے سوا اور کہین نہین مل سکتا تھا۔ (حکم نے سنہ ۳۶۶ ہجری مین وفات پائی)

اسلامی دنیا کا دوسرا حصہ جو عباسیون کے زیر نگین تھا اسمین دولت عباسیہ کے ضعف کی وجہ سے طوایف الملوکی ہو گیی تھی اور ہر جگہ الگ الگ تاج و تخت کے دعویدار پیدا ہو گئے تھے - **بخارا** - مین سامانی خاندان کی حکومت تھی - **جرجان** - مین قابوس بن وشمگیر فرمانروا تھا - **شام** - کے اضلاع بنو حمدان کے ہاتھہ مین تھے - **شیراز** - آل بویہ کا پایہ تخت تھا - **مصر** - مین فاطمین فرمانروا تھے - لیکن عجیب اتفاق تھا کہ یہ سب صاحب علم تھے اور اہل علم کے نہایت قدردان تھے - انمین سے ہر ایک نے بڑے بڑے کتب خانے قایم کیے تھے - اور بیشمار کتابین جمع کی تہین

نوح بن منصور کا کتب خانہ

نوح بن منصور نے (بخارا کا بادشاہ اور بڑی سطوت وجبروت کا بادشاہ تھا) جو کتب خانہ قایم کیا تھا وہ اوس زمانہ مین بہت سی حیثیتون کے لحاظ سے بے نظیر خیال کیا جاتا تھا - علامہ ابن خلکان - نے لکھا ہے کہ اس عدیم المثل کتب خانہ مین ہر علم و فن کی کتابین تہین اور اونمین بہت سی ایسی تہین جنکا پتہ اس کتب خانہ کے سوا اور کہین نہ مل سکتا تھا - شیخ بو علی سینا نے اپنے حال مین بیان کیا ہے کہ "فلسفہ وغیرہ کی کتابین جو مین نے یہان دیکھین کہین نہین دیکھی تہین اور نہ اورون نے اونکو دیکھا ہوگا" - بو علی نے اس کتب خانہ کی صورت یہ بیان کی ہے کہ "ایک بہت بڑا مکان ہے جسمین بہت سے کمرے ہین - ہر کمرے مین متعدد صندوق ہین جنمین کتابین اوپر تلے رکھی ہوئی ہین - ہر فن کے لیے جدا کمرہ ہے" -

عضد الدولہ کا کتب خانہ

عضد الدولہ کی سلطنت نہایت وسیع تھی اور اوس زمانہ مین سب سے زیادہ ممالک اوسی کے قبضہ اختیار مین تھے - فارس سے لیکر موصل و جزیرہ تک اوسکا عمل تھا اور خود **بغداد** -

مین اوسکے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تھا۔ وہ قابلیت حکومت کے ساتہہ بہت بڑا شاعر تہا اور علوم و
فنون مین کامل دستگاہ رکہتا تھا۔ اوسنے شیراز مین ایک عالیشان کتب خانہ قایم کیا جسمین
اسباب کا التزام کیا تہا کہ جسقدر کتابین شروع اسلام سے اوسکے عہد تک تصنیف ہوچکی
تہین سب مہیا کیجاوین۔ افسوس ہے کہ باستثناے **علامہ بشاری** کے کسی مورخ
نے اس کتب خانہ کا حال نہین لکہا۔ علامہ مذکور کی یہ عنایت بہی اسوجہ سے ہے کہ کتب خانہ
مذکور اُس عجیب و غریب عمارت کا ایک حصّہ تہا جسکی نسبت **علامہ بشاری** کا بیان ہے کہ
"مینے تمام ممالک اسلامیہ مین ایسی عمارت نہین دیکہی اور مین قیاس کرتا ہون کہ وہ بہشت کے
نمونہ کے موافق بنائی گئی ہے"۔ علامہ بشاری نے شیراز مین عضد الدولہ کے شاہی محل کا
جہان ذکر کیا ہی لکہا ہے کہ "مینے تمام مشرق و مغرب مین ایسی عجیب و غریب عمارت نہین دیکہی"۔
اسی عمارت مین یہ عظیم الشان کتب خانہ بہی تہا جسکی صورت مصنف نے یہ بیان کی ہے کہ
"ایک نہایت لمبا مکان ہے اور اوسین ہر طرف متعدد کمرے ہین جنمین بہت سی الماریان دیوار
سے لگی کہڑی ہین۔ یہ الماریان تین تین گز چوڑی اور قد آدم اونچی ہین لکڑی عموماً منقش اور
مذہب ہے۔ ہر فن کے لیے جدا کمرہ ہے اور اوسکی جداگانہ فہرست ہے کتب خانہ کے اہتمام
و نگرانی کے لیے وکیل اور خزانچی و محاسب مقرر ہین اور بجز معزز آدمیون کے کسی شخص کا وہان
گذر نہین ہوسکتا"۔

سیف الدولہ کا کتب خانہ

سیف الدولہ۔ تیغ و قلم دونون کا مالک تہا اور اسقدر علم دوست تہا کہ بقول امام ثعلبی کے
اوسکے دربار مین جسقدر شعرا اور اہل کمال جمع ہوئے خلفاے عباسیہ کے سوا کبھی کسی کے

دربار مین نہین جمع ہوے - حکیم ابو نصر فارابی اوسیکے دربار کا وظیفہ خوار تھا - سیف الدولہ کو فن ادب کیطرف زیادہ میلان تھا اسلیے اوسنے اپنے کتب خانہ مین زیادہ تر اسی فن کی کتابین جمع کین - چنانچہ فن ادب کا ذخیرہ جسقدر اس کتب خانہ مین مہیا ہوا اور کہین نہین ہوا ہوگا -

محمد بن ہاشم اور اوسکا بھائی کہ دونون فن شاعری مین ممتاز تھے اس کتب خانہ کے مہتمم اور افسر تھے -

مصر کا مشہور اور بے نظیر کتب خانہ

اگرچہ یہ تمام کتب خانے بجاے خود بڑے بڑے دار العلوم تھے لیکن ان سبکا سرتاج اور اسپین کے نامور کتب خانہ کا حریف مقابل - فاطمین مصر کا کتب خانہ تھا جسکے حالات علامہ مقریزی نے کسیقدر تفصیل سے لکھے ہین -

یہ کتب خانہ شاہی محل کا ایک حصہ تھا اور چالیس جدا جدا کتب خانون پر مشتمل تھا جنمین سے ایک کتب خانہ مین صرف علوم قدیمہ یعنی فلسفہ وغیرہ کی اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) کتابین تھین بعض مورخون نے دعوی کیا ہے کہ کل اسلامی دنیا مین اسکی برابر کوئی کتب خانہ نہ تھا - اس امر مین کہ اوسکی کتابونکی مجموعی تعداد کیا تھی مورخون کے مختلف اقوال ہین ابن الطویر نے دو لاکھ - ابن ابی واصل نے ایک لاکھ تیس ہزار اور ابن ابی طے نے چھ لاکھ ایک ہزار بیان کی ہے - غالباً یہ اختلاف اسوجہ سے ہوگا کہ ابن ابی طے وغیرہ نے ایک ہی کتاب کے مختلف نسخون کو الگ الگ کتاب شمار کیا کیونکہ اس کتب خانہ کی یہ بھی ایک خصوصیت تھی کہ ایک ایک کتاب کے مختلف نسخے موجود تھے اور ہر نسخہ کسی خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھا چنانچہ ایک دفعہ خلیفہ عزیز باللہ کے دربار مین کتاب العین کا ذکر آیا تو اوسکے حکم سے داروغہ

کتب خانہ نے کتاب مذکور کے تین نسخے نکالکر پیش کئے جنمین سے ایک خود مصنف یعنی خلیل بن احمد بصری (موجد نحو) کے ہاتھہ کا لکھا ہوا تھا۔

اکثر کتابین مطلا و مذہب اور جلدین عموماً زرین تہین۔ قدیم یادگارون کا یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ مشہور خوشنویس مثلاً ابن مقلہ و ابن البواب کے قلم کے تراشے جمع کیے تھے اور اونکو صندوقون مین نہر کر نہایت احتیاط سے رکھا تھا۔ **بطلیموس** کے ہاتھہ کا بنایا ہوا کرہ جسپر ۲۲۵۰ برس گذرے تھے اس کتب خانہ مین موجود تہا۔ ایک اور کرہ تہا جسکو ابو الحسن صوفی نے عضد الدولہ کے لیے بنایا تہا اور جو پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) روپے کو خریدا گیا تہا۔

کتب خانون کے قایم کرنے کا شوق سلاطین اور والیان ملک پر محدود نہ تہا بلکہ اس زمانہ کے اکثر علما اور عہدہ داران ملکی کتب خانون کو لازمۂ عزت سمجھتے تھے۔ ابو نصر سہل بن مرزبان نے جو نیشاپور کا ایک نام آور امیر تہا اپنی تمام دولت کتابون کے جمع کرنے مین صرف کردی اور صرف کتابونکی تلاش و جستجو مین اکثر بغداد کا سفر کیا اور نادر کتابین بہم پہونچائین۔ صاحب بن عباد کو جب نوح بن منصور نے وزارت کے لیے بخارا مین طلب کیا تو اوسنے عذر لکھہ بہیجا کہ "مجھکو ضروری ساز و سامان کے ساتھہ لانے مین بڑی زحمت ہوگی اور صرف کتابون کے لادنے کے لیے چارسو اونٹ درکار ہونگے"۔ اسی زمانہ مین محمد بن الحسین بغدادی نے جو کتب خانہ قایم کیا وہ نادر اور نایاب کتابون کے اعتبار سے عموماً بے نظیر تسلیم کیا جاتا تہا۔ علامہ ابن الندیم بغدادی نے باوجود اس وسعت نظر کے اعتراف کیا ہے کہ مینے ایسا کتب خانہ کہین نہین دیکھا۔ اس علمی خزانہ کے حالات بہت کم معلوم ہین۔ جسکی وجہ مورخین کی بے پروائی کے سوا یہ بھی ہے

نادر اور قدیم یادگارون کا کتب خانہ

کہ خود محمد بن حسین بانی کتب خانہ نے اوسکو گمنامی کے پردہ مین رکہنا چاہا تہا وہ کسی سے اوسکا ذکر تک نہین کرتا تہا اور درحقیقت جو نایاب علمی یادگارین اوسکے کتب خانہ مین موجود تہین اوسکے لحاظ سے یہ احتیاط و بخل بیجا بہی نہ تہا۔ علامہ ابن الندیم نے لکہا ہے کہ مینے بڑی مشکلون سے محمد بن الحسین تک رسائی حاصل کی اور جب اوسکو میری طرف سے اطمینان ہوگیا تو ایک دن اوسنے ایک بڑا تھیلا نکالا جسمین قدیم عرب کے اشعار و قصاید اور بہت سے پرانی دستاویزات اور تحریرین تہین۔ یہ قصاید اور تحریرین چمڑون پر اور خراسانی۔ مصری۔ چینی۔ تہامی کاغذ پر تہین۔ مین نے اونکو خوب اُلٹ پلٹ کر دیکہا۔ کہنگی کی وجہ سے انکی ہیئت بدل گئی تہی اور جا بجا سے حرف اوڑ گئے تھے۔ اونمین جو مجموعے یا اجزا تھے اون پر اکثر علما کے دستخط اور سندین تہین۔ انمین ایک قرآن مجید خالد بن ابی الہیاج کے ہاتہہ کا لکہا ہوا تہا جو حضرت علیؑ کی صحبت مین رہا کرتے تھے۔ حضرت علیؑ و امام حسنؑ و حسینؑ کے ہاتہہ کی متعدد تحریرین تہین اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے جو خطوط سلاطین و سرداران قبائل کے نام لکہوائے تھے وہ اصلی خطوط موجود تھے۔ نحو و لغت مین۔ اصمعی ابن الاعرابی۔ سیبویہ۔ فرا۔ کسائی۔ وغیرہ کے ہاتہہ کی لکہی ہوئی کتابین اور رسالے تھے۔ اسیطرح حدیث مین سفیان بن عیینہ۔ ثوری۔ اوزاعی۔ وغیرہ کے ہاتہہ کی تحریرین تہین۔

علامہ ابن الندیم کا بیان ہے کہ اسی کتب خانہ کی بدولت مجہکو اسبات کا علم ہوا کہ فن نحو ابو الاسود دؤلی کی ایجاد ہے وہ لکہتے ہین کہ مینے چار ورق کا ایک رسالہ دیکہا جو چینی کاغذ پر لکہا ہوا تہا اور جسکے شروع مین یہ الفاظ تھے۔ فیہا کلام فی الفاعل والمفعول من ابی الاسود الدؤلی بخط

یحیی بن یعمر - اس تحریر کے نیچے چند قدیم علماے نحو کے دستخط تھے -

ایران کی قدیم کتابوں کی تلاش

قدیم کتابوں کی تلاش و جستجو مین جو مسلمانون کو شغف اور اہتمام تھا وہ درحقیقت حیرت انگیز ہے - اوس زمانہ مین قدیم سے یہ روایت چلی آتی تھی کہ اسلام سے پہلے ایرانیون مین جب علوم و فنون کی ترقی تھی تو اونکو یعنی ایرانیون کو یہ خیال آیا کہ کتابونکو ایسی حفاظت سے رکھنا چاہیئے کہ زمانہ دراز تک فنا نہونے پاوین - اس غرض سے وہ تمام علمی کتابین ایک درخت کی چھال پر جسکو فارسی مین خدنگ اور عربی مین توز کہتے ہین اور جو نہایت مضبوط ہوتی تھی لکھوایا کرتے تھے - جب اس قسم کا ایک بڑا سرمایہ جمع ہوگیا تو اونہون نے اصفہان کے اضلاع مین سے قہندز مین ایک بڑا کتب خانہ بنوایا اور یہ تمام کتابین وہان رکھوادین - کیونکہ تمام ایران مین آب و ہوا کے اعتدال کے لحاظ سے اس سے بہتر کوئی مقام نہ تھا - اسلام کے دور تک - اگرچہ انقراض زمانہ کی وجہ سے اس کتب خانہ کا نام و نشان نہین رہا تھا لیکن چونکہ یہ روایت عموماً مشہور تھی اسلیے اکثر شایقین بالخصوص اصفہان کے عہدہ داران ملکی ہمیشہ اوسکی تلاش و جستجو مین رہتے تھے چنانچہ مختلف وقتون مین کچھہ کچھہ سرمایہ ہاتھہ آیا - ابومعشر فلکی نے لکھا ہے کہ "ہمارے زمانہ سے بہت پہلے کا واقعہ ہی کہ اس عمارت کا ایک حصہ ڈھ گیا اور اوسمین نہایت قدیم زمانہ کی بہت سی کتابین نکلین جو قدیم فارسی زبان مین تھین چنانچہ جولوگ اس زبان کو جانتے تھے اونہون نے اوسکو پڑہا"- ابن الندیم نے بیان کیا ہے "کہ ۳۵۰ھ ہجری مین اسی عمارت کے ایک اور حصہ مین بہت سی کتابین نکلین لیکن کسی سے پڑہی نہین گئین"- ابن الندیم نے اس روایت کے بعد لکھا ہے کہ جو کچھہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا وہ یہ ہے کہ ابن العمید نے ۳۴۴ھ ہجری مین بہت سی

کتابین **بغداد** مین بھیجین جو اصفہان کی شہر پناہ سے صندوقون مین رکھی ہوئی ملی تھین یہ کتابین یونانی زبان مین تھین اور چونکہ چھڑی پر لکھی ہوئی تہین نہایت متعفن ہوگئی تھین - مدت تک اونکو دہوپ دیگئی تب جاکر درست ہوئین - یوحنا وغیرہ نے جو یونانی زبان جانتے تھے ان کتابون کو پڑہا اور اونکے مضامین پر اطلاع حاصل کی -

اسپین مین کتب خانہ کا ہونا شرافت اور امارت کا لازمہ خیال کیا جاتا تہا

فارس - عراق - شام مین جس اہتمام اور شوق سے ہزارون کتب خانے قایم ہوئے اسپین نے اُس سے بھی زیادہ فیاضیان دکھائین - قرطبہ (کارڈوا) مین یہ عام دستور ہوگیا تھا کہ ہر امیر ایک جدا کتب خانہ قایم کرتا تہا - اور اس بات کی سخت کوشش کرتا تہا کہ اوسکے کتب خانہ مین ایسی نایاب کتابین ضرور ہون جو اور کہین نپائی جاوین - یہ طریقہ لازمۂ امارت خیال کیا جاتا تہا اور اُمرا اسپین کتب خانون کے قایم کرنے پر مفاخرت اور حوصلہ آزمائیان کرتے تھے - یہ طریقہ اسقدر عام ہوگیا تہا کہ جو امرا تعلیم یافتہ نہین ہوتے تہے اونکو بھی فخر و نمود کے لحاظ سے ایسا کرنا پڑتا تہا - مورخ مقری نے اسپین کی تاریخ مین جہان اس واقعہ کا

اسپین کا ایک قصہ

ذکر کیا ہے ایک حکایت نقل کی ہے کہ "اس زمانہ مین حضرمی ایک عالم تھے جنکو مدت سے ایک کتاب کی تلاش تھی - اتفاق سے ایک دن وہی کتاب نیلام ہورہی تھی انہون نے خریدنا چاہا لیکن ایک اور شخص اوسکے دام بڑہاتا جاتا تہا یہانتک کہ قیمت - کتاب کی حیثیت سے بہت بڑہ گئی - انہون نے تعجب سے پوچہا کہ شاید آپ اس کتاب کے بڑے نکتہ شناس اور قدردان ہین - اوسنے کہا مین تو جاہل شخص ہون لیکن چونکہ یہ کتاب میرے کتب خانہ مین نہ تھی اسلیے جس قیمت پر ملے گی مین اسکو ضرور خریدونگا"

اس زمانہ مین کتابونکی قدردانی کی یہ نوبت پہنچی تھی کہ ابوعلی قالی (المتوفی ۳۷۹ھ) کے پاس جمہرۃ العرب کا ایک نسخہ خود مصنف کے ہاتھہ کا لکھا ہوا تھا جسکی قیمت تین سو مثقال سونا ملتا تہا لیکن اونہون نے کتاب کو الگ کرنا گوارا نہ کیا۔

اگرچہ تمام ممالک اسلامیہ مین نہایت کثرت سے جا بجا کتب خانے قایم ہو گیے تھے لیکن تیسری صدی بلکہ چوتھی صدی کے آغاز تک کسی پبلک کتب خانہ کا پتہ نہین ملتا۔ جن کتب خانون کا اوپر ذکر ہوا وہ لوگون کے ذاتی کتب خانے تھے۔ غالباً سب سے پہلے

پہلا پبلک کتب خانہ

جسنے اس عمدہ طریقہ کی بنیاد ڈالی وہ سابور بن اردشیر ایک امیر تھا جسنے ۳۸۲ھ مین بغداد مین ایک دارالعلم بنوایا اور بہت سی کتابین عام لوگون کے مطالعہ کے لیے وقف کین۔ اسکے بعد ۳۹۵ھ ہجری مین حاکم بامر اللہ نے جو فاطمی خاندان سے مصر کا فرمانروا تھا ایک بڑا عظیم الشان عام کتب خانہ تعمیر کیا۔

مصر کا دارالعلم

یہ کتب خانہ جسکو مورخین نے ہمیشہ دارالعلم کے نام سے یاد کیا ہے بڑی شان و شوکت سے کھولا گیا اور بہت سے قرا۔ منجمین۔ اطبا۔ اُدبا۔ رسم افتتاح مین حاضر ہوئے اور کتابون کی سیر کی۔ مکان بڑے سازوسامان سے آراستہ کیا گیا تہا اور تمام دروازون اور گذرگاہون پر پُرتکلف پردے لٹکائے گئے تھے۔ کتابون کے مطالعہ اور نقل اور کتابت کی عام اجازت تھی اور اس غرض سے کاغذ۔ دوات۔ قلم۔ وغیرہ خود کتب خانہ کی طرف سے ہمیشہ مہیا رہتا تھا۔ بہت سے فقہا۔ اطبا۔ منطقیین۔ ریاضی دانون کی تنخواہین مقرر کی گئین کہ ہمیشہ کتب خانہ مین حاضر رہین اور اپنی معلومات کو ترقی دین چنانچہ ایکبار ۴۰۳ھ ہجری

مین حاکم بامر اللہ نے ان بزرگون کو مناظرہ کے لیے طلب کیا اور دیر تک صحبت کے بعد ہر ایک کو انعام اور خلعت عطا کیے سنہ ۴۰۳ھ مین اوسکے دایمی مصارف کے لیے بہت سے مکانات اور دکانین وقف کین۔

پبلک کتب خانون کا عام رواج

اس زمانہ سے پبلک کتب خانون کا طریقہ عام ہوگیا اور تمام ممالک اسلامیہ مین سیکڑون ہزارون کتب خانے قایم ہوگئے کتب خانون کی کثرت کا ایک سبب یہ بھی ہوا کہ اسی زمانہ کے قریب مدرسون اور یونیورسٹیون کی بنیاد پڑی اور ہر مدرسہ کے ساتھ کتب خانہ کا ہونا ایک لازمی بات قرار پائی۔ نظام الملک جسنے **نظامیہ** بغداد کی بنیاد ڈالی اوسنے عام حکم دیدیا تھا کہ "تمام اسلامی ممالک مین جہان جس جگہہ کوئی ممتاز عالم ہو اوسکے لیے ایک مدرسہ اور مدرسہ کے ساتھ ایک کتب خانہ تعمیر کیا جاسے" چنانچہ اوسکے زمانہ مین سیکڑون ہزارون مدرسے اور کتب خانے قایم ہوگئے اور یہ طریقہ عموماً رواج پذیر ہوگیا۔ مدرسون کے سوا مسجدین بھی اس غرض کے لیے استعمال کی جانے لگین اور اوسیکا بقیہ اثر ہے کہ آج قسطنطینیہ وغیرہ مین جسقدر مشہور مسجدین ہین ہر ایک کے ساتھ ایک بڑا کتب خانہ بھی ضرور ہے۔

پہلے سوال کا جواب

کتب خانہ کی اس اجمالی تاریخ بیان کرنے کے بعد ہمکو اون سوالات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جنکو ہم آغاز مضمون مین لکھہ آئے ہین انمین سے سب سے اہم سوال یہ ہے کہ مسلمانون نے دوسری قومون کی علمی یادگارون کے ساتھہ کیا برتاؤ کیا؟ پروفیسر سیشو جو زمانۂ حال کا جرمنی عالم ہے اور جسنے ابوریحان بیرونی کی کتاب الہند پر نہایت محققانہ دیباچہ لکھا ہے کتاب الہند کے دیباچہ مین لکھتا ہے کہ "مسلمانون نے کبھی قدیم باتون کی کچھہ پروانہ کی اور

اسوجہ سے قدیم قومونکی نسبت جو کچھہ وہ کہتے ہین وہ افسانہ کے قریب قریب ہوتا ہے"۔

یہ پروفیسر مذکور عربی زبان مین کامل مہارت رکہتا ہے اور مسلمانون کے متعلق اوسکی معلومات کچھہ کم نہین اسلیے یہ قیاس نہین کیا جاسکتا کہ وہ مسلمانون کے اوس اہتمام و توجہ کا منکر ہوگا جو اونہون نے یونان کی علوم و تصنیفات کیطرف مبذول کی۔ اس لحاظ سے غالباً اوسکا یہ اعتراض ہندوستان فارس۔ بابل کی نسبت ہوگا۔

فارس کی علمی تاریخ

اس سوال کے حل کرنے کے لیے ہمکو نہایت اختصار کے ساتھہ فارس کی علمی تاریخ بیان کرنی چاہیے۔ موجودہ وسایل علمی سے جہانتک معلوم ہو سکا ہے فارس مین علوم و فنون اور اسباب تمدن کا ظہور جمشید کے زمانہ مین ہوا اور اسی زمانہ مین ہئیت و ہندسہ و جغرافیہ و تاریخ کی کتابین لکھی گئین۔ ضحاک نے گو جمشید کی سلطنت کو برباد کردیا لیکن علمی سرمایہ کو کچھہ نقصان نہین پہنچایا بلکہ مشتری کے نام پر ایک نیا شہر آباد کرکے بُرجون کی تعداد کے موافق بارہ محل بنواے اور ان محلون مین علمی کتابین جمع کین۔ اس زمانہ سے اسکندر کے زمانہ تک گو بڑے بڑے انقلابات ہوے جنمین ان خزانون کا برباد ہونا بھی ایک ضروری امر تھا لیکن چونکہ تمدن و تہذیب کو ترقی تھی اسلیے جو سرمایہ فنا ہوتا تھا بجاے اوسکے دوسرا پیدا ہوجاتا تھا۔ یہانتک کہ اسکندر یونانی کا زمانہ آیا۔ اس نامور شاہنشاہ کے عجیب و غریب کارنامون نے اگرچہ اوسکے عیوب کو بالکل چھپا دیا ہے تاہم مورخون کی نگاہ سے یہ امر پوشیدہ نہین رہ سکتا کہ اوسنے فارس کے تمام علمی خزانون کو برباد کردیا۔ کتابین جلادین۔ پتھر کی چٹانین اور سلین جن پر کتبے اور تاریخی واقعات کندہ تھے توڑ پھوڑ کر برابر کردیے۔ البتہ اتنا کیا کہ کتابون کو جلانے

سے پہلے جہانتک ممکن ہوا یونانی زبان مین اونکے ترجمے کراے اور اونکو اسکندریہ بھیجدیا سکندر کے بعد ایک مدت تک فارس مین طوایف الملوکی رہی اور علوم وفنون کے ساتھ کچھہ اعتنا نہین کیا گیا یہانتک کہ ساسانیون کا دور شروع ہوا اور اردشیر بابک نے طوایف الملوکیون کو مٹا کر ایک وسیع سلطنت قایم کی - اردشیر نے علوم وفنون کو دوبارہ زندہ کیا اور ہندوستان روم چین سے علمی ذخیرے جمع کیے - اردشیر کے بعد اوسکا بیٹا سابور اور سابور کے بعد نوشیروان عادل نے علوم وفنون کو اور بھی زیادہ ترقی دی -

ان واقعات سے ظاہر ہوگا کہ اسلام کا قدم جب فارس مین پہنچا تو جو کچھہ علمی ذخیرہ وہان موجود تھا - ساسانیون کے زمانہ کا تھا اور ہم دعوی کرتے ہین کہ مسلمانون نے جہانتک اونکے امکان مین تھا اس ذخیرے کو بڑے اہتمام اور بڑی جد وجہد سے محفوظ رکھا -

ابتداے فتح اور انقلاب سلطنت کے ہنگامہ مین اگر کوئی سرمایہ خود بخود برباد ہوا ہو اور ایسا ہونا قدرتی بات ہی تو اوسکے ہم ذمہ دار نہین ہین - اسکے ساتھہ اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہییے کہ جس زمانہ (یعنی ابتداے خلافت عباسیہ) تک مسلمانون کو اپنے ہی علوم وفنون کی تدوین وترتیب کا خیال نہ تھا اوسکی نسبت یہ توقع رکھنی عبث ہے کہ وہ دوسرون کی زبان اور علوم پر توجہ کرتے - اسلام مین باقاعدہ اور منتظم طور پر علمی کارخانون کی ابتدا خلیفہ منصور کے عہد مین ہوئی اور یہی زمانہ ہے جب حدیث فقہ تفسیر پر اول اول کتابین لکھی گئین - مسلمانون کی علمی فیاضیون کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ عین اوسوقت جبکہ اون کو اپنے مذہبی علوم کی حفاظت وترتیب کا اہم کام پیش تھا اوسیوقت وہ غیر قومون کی علمی

یادگارون کے بہم پہنچانے مین بھی مصروف تھے۔

خلیفہ منصور نے ایک طرف تو امام مالک کو بلا کر حدیثون کے جمع کرنے اور ایک کتاب مستقل لکھنے کی ہدایت کی۔ دوسری طرف ایرانیون کی سب سے قدیم اور مفصل تاریخ کا جسکا نام **بسلیکین** تھا اور جو فارسیون کے نزدیک ایسی ہی عزت رکھتی تھی جیسی کہ ہندون کے نزدیک مہابھارت۔ ترجمہ کرایا۔

فارسی تصنیفات کے ترجمے

مسلمانون مین ایک گروہ کثیر گذرا ہے جو صرف فارسی تصنیفات کے ترجمہ مین مصروف تھا جنمین سے چند نامور شخصون کا ذکر علامہ ابن الندیم نے کتاب الفہرست مین کیا ہے۔ اور وہ یہ ہین۔ فضل بن نوبخت۔ عبداللہ ابن المقفع۔ موسی بن خالد۔ یوسف بن خالد۔ علی بن زیاد۔ حسن بن سہل۔ احمد بن یحییٰ البلاذری۔ جبلہ بن سالم۔ اسحق بن یزید۔ محمد بن الجہم البرمکی۔ ہشام بن القاسم۔ موسیٰ بن عیسیٰ الکزوی۔ زادویہ اصفہانی۔ محمد بن بہرام۔ بہرام بن مروان شاہ۔ عمر بن الفرخان۔

فارس کے علوم و فنون مین سے شاید ہی کوئی ایسا فن رہا ہو جسکی تصنیفات نہین مہیا کی گئین اور اسی پر نہین اکتفا کیا گیا بلکہ اونکے ترجمے بھی شایع کیے گیے۔

فارسی فن تاریخ کی کتابین

چنانچہ فن تاریخ مین رستم و اسفندیار نامہ۔ بہرام نامہ۔ شہر زاد با پرویز۔ کارنامہ نوشیروان۔ تاج نامہ۔ دارا و بت زرین۔ خداے نامہ۔ بہرام و نرسی۔ نامہ نوشیروان۔ سبکتگین۔

فن اخلاق کی کتابین۔

فن اخلاق مین۔ زادو فروخ۔ موبد سوبدان کی کتاب۔ الحکم والآداب۔ مجموعہ اردشیر۔ نامہ بداہود بن فرخ زاد۔

فن حرب کی کتابین

فن سپہگری مین چوگان و گوے - بہرام گور کی کتاب فن تیر اندازی مین - اورسب سے بڑی مفصل کتاب جسمین قلعون کی فتح کی تدبیرین - قواعد جنگ - جاسوسی و دیدبانی و حملہ آوری کے آئین منضبط تھے اور اردشیر کے عہد مین اوسکے استعمال کے لیے تصنیف ہوئی تھی - ترجمہ کیا گیا -

شاہان فارس کے فرامین اور توقیعات

اسیطرح فن طب - بیطاری - فلسفہ - منطق وغیرہ مین بہت سی کتابین ترجمہ کی گئین - کتابون کے علاوہ شاہان فارس کے خطوط - فرامین - توقیعات - بڑی تلاش سے بہم پہنچائے گئین - اور اونکے ترجمے کراے گیے چنانچہ نوشیروان - ہرمز ابن نوشیروان - اردشیر - موبد موبدان - بزرجمہر کے خطوط و فرامین کا ذکر کتاب الفہرست مین کسیقدر تفصیل کے ساتھ مذکور ہے -

فارسی زبان کے ناول اور قصے

ناول اور قصے گو مسلمانون کو چندان مرغوب نہ تھے تاہم اونکی طرف سے بھی بے پروائی نہین کی گئی - اون مین سے جن کتابون کا عربی زبان مین ترجمہ کیا گیا وہ یہ ہین - ہزار داستان - یوسفاس - چیند خسروا - مرمین - افسانہ - روزبہ - شغال وخرس - سک زمانہ - شاہ نونان - نمرود نامہ -

الف لیلہ اصل مین - فارس کا ایک ناول ہے

الف لیلہ جس سے زیادہ آج تک دنیا مین کوئی ناول مقبول نہین ہوا اور جو یورپ کی تمام زبانون مین ترجمہ ہو گیا ہے فارسی ہی ناول کا ترجمہ تھا جسکا نام ہزار افسانہ تھا اور جو بہمن کی بیٹی ہما کے لیے تصنیف کیا گیا تھا - مسلمانون کی یہ نہایت دیانت داری ہے کہ انہون نے کتاب کا نام بھی نہین بدلا اور اوسی قدیم نام کا لفظی ترجمہ الف لیلہ کر دیا - لیکن چونکہ اونہون نے بعض قصے اضافہ کیے اور بالخصوص طرز بیان کو نہایت رونق دی اسلیے لیلہؑ کا لفظ اوسپر

اور اضافہ کیا اور الف لیلۃ ولیلۃ نام رکھا۔

فارس کے بانیان مذہب کی تمام کتابین اسلامی کتب خانون مین موجود تھین اور اگرچہ اون مین سے اکثر اسلامی عقاید کے خلاف تھین تاہم مزید تحقیقات کے لحاظ سے اونکے ترجمے کرائے گئے۔ مانی جسنے ساپور بن اردشیر کے زمانہ مین پیغمبری کا دعوی کیا تہا اوسکی ساتون کتابین عربی مین ترجمہ شدہ موجود ہین۔ انکے علاوہ اوسکے اور اوسکے پیرؤن کے ۷۶ رسالے عربی زبان مین ترجمہ کیے گیے۔ ہندوستان کے علوم وفنون کے ساتھ بھی کچھ کم اعتنا نہین کیا گیا خلیفہ منصور ہی کے زمانہ سے ہندو علما بغداد کے دربار مین جمع ہونے شروع ہوئے۔ یہانتک کہ خاندان برامکہ نے ایک ہندو طبیب کو اپنے مشہور ہسپتال کا مہتمم اور افسر مقرر کیا۔ اِن علما کی بدولت اور نیز اون مسلمانون کے وجہ سے جنہون نے تحقیقات علمی کے لیے ہندوستان کا سفر کیا سنسکرت کی اکثر عمدہ تصنیفات بغداد کے کتب خانون مین جمع ہوئین اور اونمین سے باکھر۔ راجہ۔ سکہہ۔ داہر۔ انکر۔ زنگل۔ جبہر۔ اندی۔ جاری۔ مانک۔ سالی۔ نوکسل۔ روسا۔ رای۔ کپیل۔ براہمہر کی تصنیفات کا ترجمہ عربی زبان مین ہوا۔

فارس کے بانیان فارس کی کتابین

سنسکرت کی تصنیفات

سنسکرت کی جو کتابین مہیا کی گئین وہ نجوم۔ طب۔ بیطاری۔ سپہگری۔ اخلاق فلسفہ مذہب۔ ناول اور ڈراما کے متعلق تھین۔ ہم اِن کتابون کے نام اور پتے بتا سکتے ہین لیکن اس مختصر آرٹکل کیلیے یہ تفصیل شاید موزون نہو۔

اِن واقعات کے معلوم ہونیکے بعد بعض یوروپین مورخون کا یہ قول کہ "مسلمانون نے غیر قومون کی تاریخ وواقعات کی طرف توجہ نہین کی" غالباً اعتبار کے قابل نہ خیال کیا جاویگا

البتہ ایک معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر یہ واقعات صحیح ہین تو آج اون کتابون کا پتہ کیون نہین چلتا۔ اس سوال کا جواب ایک پُر درد داستان ہے اور نہایت مجبوری سے ہم اوسکو مختصراً بیان کرتے ہین۔

کتب خانونکی بربادی کے اسباب

کتب خانونکی تباہی اور بربادی کا بہت بڑا سبب اسلامی حکومت کا بہت سے حصون مین تقسیم ہو جانا اور نئی نئی حکومتون کا پیدا ہونا اور مٹ جانا تھا۔ دولت عباسیہ کے ضعف کے ساتھ جو سلطنتین قایم ہوگئین اونھون نے بیشمار علمی ذخیرے پیدا کیے لیکن جب فنا ہوئین تو قریباً اپنی تمام یادگارون کو اپنے ساتھ لیتی گئین مصر کا مشہور اور بے نظیر کتب خانہ دولت فاطمیہ کی تباہی کے ساتھ برباد ہوا اور تعجب وافسوس یہ ہے کہ صلاح الدین فاتح بیت المقدس جو فاطمیون کو مٹا کر مصر کا بادشاہ ہوا اوسنے خود اس کتب خانہ کو برباد ہونے دیا۔ بہت سی کتابین بے احتیاطی سے پہلے ہی ضائع ہوگئین اور جو بچین ایک دلال کی معرفت جسکا نام ابن صورۃ تھا۔ برسون تک نہایت بیقدری کے ساتھ بکتی رہین۔

مصر کے کتب خانہ کی بربادی

صلاح الدین کے وزیر قاضی عبدالرحیم نے البتہ جہان تک ہو سکا کتابونکی حفاظت کی چنانچہ قاہرہ مین جو مدرسہ تعمیر کرایا اوسمین قریباً ایک لاکھہ کتابین وقف کین جنمین اکثر بلکہ قریباً کل اسی برباد شدہ کتب خانہ کی تھین۔

تاتاریون کا کتب خانون کو برباد کرنا

ان تباہیون پر بھی بہت کچھہ علمی سرمایہ باقی رہ گیا تھا لیکن تاتار کے فتنہ نے اسکو قریباً بالکل نیست ونابود کر دیا۔ بغداد کے بعض مورخون نے تو یہانتک مبالغہ کیا ہے کہ تاتاریون نے بغداد کے کتب خانے جب برباد کیے اور تمام کتابین دریا مین پھکوا دین تو

دجلہ کا پانی کالا ہوگیا - لیکن اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ اس فتنہ مین بیشمار کتابون کا نام و نشان جاتا رہا -

تاتار کا سیلاب بغداد پر محدود نہ تھا بلکہ ترکستان - ماورالنہر - خراسان - بلاد جبل - فارس - عراق - جزیرہ - شام - ان تمام مقامات سے گذرا اور جہان گذرا تمام علمی یادگارون کو مٹاتا گیا -

هلاکو خان کا رصدخانہ

مورخ کتبی نے محقق طوسی کے حال مین لکھا ہے کہ "ہلاکو خان نے محقق موصوف کے اشارہ سے جو رصدخانہ مراغہ مین بنوایا اوسمین ایک عظیم الشان کتب خانہ بھی تھا جسمین بغداد - شام - جزیرہ کی لٹی ہوئی کتابین رکھی گئین اور اونکی تعداد چار لاکھہ سے زائد تھی" - اگر بچی کھچی کتابون کی یہ تعداد تھی تو معلوم نہین کہ غارت شدہ کا کیا شمار ہوگا -

ان ممالک کا تو یہ حال ہوا اسپین مین باوجود انقلاب سلطنت کے بہت کچھہ ذخیرہ موجود تھا لیکن وہ سب عیسائیون کے نذر ہوا جنہون نے کتابون کے برباد و تباہ کرنے مین وہ ناموری حاصل کی جو کبھی کسی قوم کو نہ حاصل ہوئی ہوگی - خود یورپ کے مورخین علانیہ اسکا اعتراف کرتے ہین اور اونکے بیان سے ثابت ہے کہ کئی لاکھہ کتابین اس انقلاب مین برباد ہوئین بلکہ قصداً برباد کی گئین -

اسپین کے موجودہ عربی کتب خانہ کی فہرست

اسپین کے کتب خانہ کا بقیہ اب بھی اسپین کے شاہی محل مین موجود ہے - قریباً سو برس ہوے کہ پروفیسر کاسیری نے اونکی ایک مفصل فہرست لیٹن زبان مین تیار کی - یہ فہرست جو دو ضخیم جلدون مین ہے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ مین موجود ہے اور

خود ہماری نظر سے گذری ہے چونکہ اوسمین جا بجا عربی اصل عبارتین بھی ہین مین نے اُس سے فائدہ اوٹھایا اور بعض نئی معلومات حاصل کین۔

اگرچہ ان انقلابات پر بھی اسلامی ممالک خصوصاً قسطنطنیہ اور مصر مین بڑے بڑے کتب خانے موجود ہین اور مین انشاء اللہ اپنے سفرنامہ مین انکے حالات تفصیل کے ساتھ لکھون گا۔لیکن افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ قدما کی تصنیفات جنسے اصول فن کی تحقیق ہوسکتی تھی اکثر ناپید ہین۔جو کچھہ موجود ہے زیادہ تر اخیر زمانہ کی پیداوار ہے یا قدیم زمانہ کی وہ تصنیفات ہین جو زیادہ تر عام قسم کی کتابین کہی جاسکتی ہین۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ جو کتابین عام مذاق کے موافق ہوتی ہین اُنھی کو زیادہ رواج ہوتا ہے اور تمام ممالک مین پھیلجاتی ہین۔اس قسم کی کتابون پر کسی خاص شہر یا سلطنت کے فنا ہونے سے چندان اثر نہین پڑتا کیونکہ اونکے بیشمار نسخے ہر جگہہ موجود ہوتے ہین اور وہ سب فنا نہین ہوسکتے۔

قدیم تصنیفات کا ضائع ہوجانا

مسلمانون نے فلسفہ اور علوم قدیمہ مین اگرچہ بہت کمال حاصل کیا لیکن ان علوم کی تعلیم عام نہ تھی بلکہ وہ ایک خاص دایرہ تک محدود تھے۔یہانتک کہ اسپین مین عین اوس زمانہ مین جب فلسفہ اوج کمال پر تھا عوام کے سامنے فلسفہ کا نام نہین لیا جاسکتا تھا اس سبب سے فلسفیانہ تصنیفات کے نسخے کثرت سے متداول نہ تھے جسکا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ جب کسی بڑے دار العلم پر زوال آیا تو اس قسم کا ذخیرہ بالکل ناپید ہوگیا۔غیر قومون کی ترجمہ شدہ کتابین بھی اسی وجہ سے اکثر ضائع ہوگئین فلسفہ و علوم قدیمہ پر موقوف نہین۔اسلامی علوم کی وہ کتابین بھی جو مذاق عام کے موافق نہ تھین اور جنکو دقت مضامین کی وجہ سے قبول

عام حاصل نہ تھا اکثر برباد گئین - حالانکہ یہی کتابین تہین جو علم و فن کی جان تہین - مین نے خود قسطنطنیہ اور مصر مین متعدد کتابین دیکھین جو مسلمانون کے لیے مایۂ ناز ہین اور جنکے نسخے تمام دنیا مین ایک دو سے زیادہ موجود نہین اگر خدانخواستہ یہ نسخے معدوم ہوجائین تو اون کتابون کا نام و نشان دنیا سے جاتا ہے - مین نے قسطنطنیہ مین اکثر لوگون سے پوچھا کہ "ان کتابون کو چھپواکر شائع کیون نہین کیا جاتا" جواب ملا کہ بازار مین ان کتابونکی مانگ نہین -

ہندوستان مین بھی نادر اور عمدہ کتابون کا یہی حال ہے - کاش خدا قوم کو توفیق دیتا کہ یورپ کیطرح ایک خاص جماعت قایم ہوتی اور اون کتابون کے چھاپے جانے اور شائع کیے جانے کا انتظام ہوتا کہ جو کچھ بچا بچایا رہ گیا ہے وہ تو برباد نہونے پائے -

شبلی نعمانی

بیجاپور کی عمارات

شہر بیجاپور منجملہ اون نامور اسلامیہ تخت گاہونکے ہے جہان ایک عرصہ تک آفتاب حکومت بڑے کروفر سے چمکنے کے بعد ہمیشہ کے لیے قعر گمنامی مین غروب ہوگیا اور اپنے پیچھے پس ماندون کو عظیم الشان آثار حکومت گذشتہ پر حسرت زدہ دل کے ساتھہ ماتم کرنے کیلیے چھوڑا - جن ممالک کو کسی وقت تخت اسلام سے عزت تھی آج وہان بجز چند عمارات کے علانیہ اور کوئی اثر گذشتہ عظمت و شان کا نہین پایا جاتا - منجملہ ایسے ممالک کے ایک بیجاپور ہے جو دو سو برس تک عادل شاہیون کا جلوہ گاہ حکومت رہا - جہان آج بجز چند بیمثل عمارتون کے اونکے سراغ دینے والی کوئی چیز نہین اور خوف ہے کہ یہ باقیماندہ آثار بھی زمانہ کی معمولی سخت گیر ہاتہون سے جلد نیست و نابود ہوجاوینگے -

قبل اسکے کہ ہم کسی عمارت کا جو آج باوجود ہزارہا علمی اور انجنیری ترقیون کے تمام دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتی اور جسکی ساخت عمارت پر آج بڑے بڑے مبصرین انگشت بدندان ہین ذکر کرین مناسب ہے کہ کچھہ تھوڑا سا حال ہم اوس عجیب و غریب شخص کا بیان کرین - جو اِس سلطنت کا بانی مبانی ہوا -

یوسف اوس ترکی حکومتی درخت کا ایک تر و لیدہ شاخ تہا جسکے زیر سایہ اب بھی یورپ

ایشیا اور افریقہ مین کرورہا بندگان خدا پرورش پانے کا فخر کہتے ہین - اس یوسف کے
حالات زندگی برعائت نام بہت کچہہ حضرت یوسف علیہ السلام سے مشابہ ہین جو ذیل کی کیفیت سے
ظاہر ہوگا -

سلطان مراد شہنشاہ روم کے انتقال واقعہ ۱۴۵۱ء کے بعد سلطان محمد اورنگ نشین
تخت عثمانیہ ہوے سلطان محمد کے کئی بھائی تھے منجملہ اونکے ایک یوسف نامی نہایت
خرد سال تھا - جبکو اپنے بھائی والی حکومت اور دوسرے مشیران دولت سے اطمینان نہ تھا
اسکی مان نے اوس اضطراب کی حالت مین ایک سوداگر خواجہ عمادالدین گرجستانی بردہ فروش
سے ایک حسین لڑکا جو اتفاق سے بہت کچہہ اس یوسف سے مشابہ تھا خرید کرکے اپنے
یوسف کو حوالہ بردہ فروش کیا اور خفیہ طور سے بہت کچہہ مال و اسباب دیا کہ اوسکے معصوم
بچے کی حفاظت اور پرورش ہوتی رہے اوسی شب کو سوداگر رخصت ہوکر مقام سواہ مین جو اوسکا
مستقر تھا چلا آیا -

مصنوعی یوسف کسیطرح صبح ہوتے ہوتے مرگیا اور مشہور کیا گیا کہ شہزادہ یوسف نے جان
دی - یوسف کی مان تبقاضاے محبت مادری ہر سال تحفہ تحایف سوداگر مذکور کو سواہ مین
بھیجتی رہی اور وقتاً فوقتاً اپنی ماما وغیرہ کو بھیجکر چشم دید حالات وخیریت فرزند دریافت
کرتی رہی - رفتہ رفتہ یہ راز کسیقدر افشا ہوا اور شہرت ہوئی کہ ایک شہزادہ سواہ مین چھپا
ہوا ہے مگر یہ راز زیادہ تر سربستہ ہی رہا اور تفتیش کنندہ گورنر خود چند روز کے بعد راہی
ملک بقا ہوگیا - آئندہ کے خطرات کے لحاظ سے سوداگر نے سواہ چھوڑ کر قاسم مین سکونت

اختیار کی - مگر چند روز قیام کے بعد سوداگر نے کو پہر سواہ مراجعت کرنے کو تھا کہ یوسف نے اپنے
رویاے صادقہ کا ذکر کر کے بجاے سواہ کے ہندوستان چلنے پر اپنے پرورش کنندہ
سوداگر کو آمادہ کیا - یوسف نے دیکھا کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو خضر کہتا ہے سواہ جانے کی
ممانعت کرتا اور ہندوستان جانے کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اوس ملک مین تمہاری کل
خواہشات اور مقاصد پورے ہونگے اور بعد مختلف اور متعدد مصائب و تکالیف کے تم ایک
سلطنت کے بانی مبانی ہوگے - اس رویا کی پوری کیفیت تو یوسف نے نہین بیان کی تھی مگر
سوداگر نے معمولی تجارتی لحاظ اور شہزادہ کی تکمیل خواہش سے ہندوستان کا سفر ۸۶۴ھ ہجری
مین اختیار کیا اور رفتہ رفتہ بیدر پہنچا -

چونکہ اس نامور سوداگر کو سلطان محمد بہمنی کے دربار مین پہلے سے بہت کچھہ رسوخ تھا
لہذا بادشاہ کے مصاحبون مین یوسف ترکی کو جو نہایت درجہ حسین اور ڈیل ڈول مین غایت
درجہ موزون تھا جگہہ دیگئی - یہ ابتداے بنیاد آئندہ ترقیات کا زینہ ہوئی - یوسف فن سپاہگری
مین کامل تھا اور بڑے بڑے شہ زورون کو میدان جنگ مین سلطان محمد اور دیگر امراے
دولت کے روبرو ایسا نیچا دکھلایا اور دوسرے ایسے ایسے کمالات کیے جس سے بادشاہ
کی نظرون مین روز بروز امتیاز پیدا کرتا اور مدارج ترقیات پے در پے طے کرتا گیا - جس سے
اوسکے بہت سے دشمن بھی ہوگئے جو مشرقی دربار کا لازمی نتیجہ ہے - اتفاق سے انہین دنون
مین تلنگانہ مین ایک بلوہ ہوا چونکہ بغاوت سخت تھی اور بہت سے اہل دربار یوسف سے حسد
کرتے تھے لہذا اونہون نے مناسب موقع دیکھکر بادشاہ وقت سے عرض معروض کر کے یوسف

کو بغاوت فرو کرنے اور انتظام و تسلط کے لیے بہیجدیا جسکو وہان بخلاف امید اہل غرض بڑی کامیابی ہوئی مگر درباریون نے اون عرائض کو جو یوسف نے اپنے مہمات کے متعلق وقتاً فوقتاً بہیجے تھے چہپا رکھا اور بادشاہ کے روبرو پیش نہ کیا بلکہ یہ مشہور کیا کہ خود یوسف نے اون اضلاع پر خود مختارانہ قبضہ کر کے تخت حکومت کا ارادہ کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب سے گیا ہے ایک عریضہ بھی نہین گذرانا - مگر رفتہ رفتہ بادشاہ کو یوسف کے خیرخواہون سے اسکے خلاف خبر ملی اور ایک خاص آدمی باطلاع حالات واقعی بہیجا گیا اور خود یوسف کی طلبی ہوئی چنانچہ جب وہ واپس آیا تو بادشاہ نے اوسکا استقبال کیا اور اوسکی کامیابی پر بڑی مسرت ظاہر کی چند دیہات جاگیر مین انعام دیے اور بخطاب "عادل خان" بیجاپور کا گورنر مقرر کردیا - چونکہ آخر زمانہ مین حکومت سلطان محمدؒ نہایت ضعیف ہوگئی تھی - یوسف عادل خان نے بامداد فوج ترک و مغلیہ دار السلطنت سے اپنا مضبوطی کے ساتھہ قطع تعلق کر کے سنہ ۴۸۹ھ مین بیجاپور مین مستقل حکومت قائم کی -

سلاطین عادل شاہی مین تعمیرات کا بڑا شوق تھا اور ہر بادشاہ اپنے پیش رو سے سبقت لیجانیکی کوشش کرتا تھا - آج اونکی یادگار مین صفحہ دنیا پر بجز چند مضبوط اور نفیس مقابر اور مساجد کے کچھہ باقی نہین ہے اور قبل اسکے کہ دنیا سے اونکے اٹھہ جانے کا آخری پیام آے وہ "موتوا قبل ان تموتوا" پر لحاظ کر کے پہلے ہی سے اپنے نفیس مقبرہ کے حوالہ ہو جاتے تھے - ان کل عمارات کے سرون پر ہلالی نشان ہے جو سلطنت روم کا قومی مارک ہے اور جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یوسف ترکی ہی تھا اور اپنے قومی اور خاندانی نشان کو اپنے

ساتھہ قایم رکھا تھا۔

عمارات بیجاپور جو اونکے بانیون نے ثواب شہرت یا دوامی خوابگاہ کے لیے بنائی ہین آج اونکی عجیب حالت ہے۔ کوئی مسجد ہوٹل کا کام دیتی ہے کسی محل مین کلکٹر صاحب کا دفتر ہے کسی مقبرہ مین انجنیر صاحب فروکش ہین۔ کوئی یون ہی کھنڈر پڑی ہے۔ غرض جو ویران اور بیکار ہین اونکا حسرتناک منظر اور جو کچھہ کام دیسکتی ہین اونکا دلشکن مصرف ہے۔

آج بیجاپور بمبئی پریسیڈنسی مین بلحاظ آبادی وہ رتبہ رکھتا ہے جو کسی زمانہ مین خود بیجاپور کا کوئی محلہ بھی نہ تھا وہان کے مسلمان باشندے باستثنائے چند گمنام مشایخ یومیہ خوارون کے عام تاریکی۔ مفلسی اور کس مپرسی کی حالت مین ہین مین نے سال گذشتہ کی ایک چار روزہ تعطیل بیجاپور مین صرف کی اور تمام مشہور مقامات کی جو اپنے ٹوٹے پھوٹے موجودہ حالتون سے اپنے عظیم الشان بانیون کا پتہ دیتے ہین حسرتناک سیر کی۔ جو دلچسپی کے وسائل آج وہان موجود ہین اُنہین درحقیقت ایک ہفتہ مین بھی آدمی بمشکل دیکھہ سکتا ہے مین اون مین سے چند کو آج ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔

گول گنبد - یہ مقبرہ محمد عادل شاہ کا ہے بیجاپور مین سب سے بڑی اور نہایت شاندار عمارت ہے۔ عمارت کے لحاظ سے اس بادشاہ کے وقت مین بیجاپور اپنے کمال عروج کو پہنچ گیا تھا۔ عیش و عشرت نے اوسکی دیوارون کے اندر اپنا مسکن بنا لیا تھا بادشاہ اور اوسکے اُمرا نہایت عیش و طرب سے بسر کرتے تھے۔ جب کوئی بادشاہ یہان کا مسند نشین ہوتا تو وہان یہ رواج ہوگیا تھا کہ بادشاہ وقت جلوس سے اپنے مقبرہ بنانے کا آغاز کرے

تا کہ وہ اپنے انتقال سے پیشتر ہی اپنا مقبرہ اپنی آنکھون سے دیکھ لے چونکہ یہ ایک جبلی بات ہے کہ انسان ایسے کامون مین دوسرون پر اپنی برتری چاہتا ہے اسلیے ہر ایک بادشاہ چاہتا تھا کہ وہ اپنی قبر ایسی بناجاے کہ اوسکے اگلے اور پچھلے اوسکی برابری نکر سکین اور اوسکا نام سب سے بلند رہے - محمد عادل شاہ اس بات مین سب پر فوقیت لے گیا نہ اوسکی سی عمارت بنانے مین کسی نے اوس سے پہلے کوشش کی اور نہ اوسکے بعد - محمد شاہ کے باپ براہیم ثانی نے اپنا مقبرہ بنایا تھا کہ جسکا نظیر دکن بہر مین نظر نہین آتا - مقبرہ کی بوٹہ کاری اوسکی شاندار مینار اوسکی عمارتی اجزا کا تناسب اوسکے گرداگرد باغات اور عربی کے کتبے ایسے دلکش ہین کہ آنکھین اسکے نظارہ سے نہین تھکتین - اس سبب سے محمد عادل شاہ کو نہایت فکر ہوئی اور سوچنے لگا کہ وہ ایسی عمارت کے مقابلہ مین کیونکر سبقت لیجاے معمار اور گلکارون نے اوسکے باپ کی قبر پر اپنے ہنر وفن کا کمال ختم کردیا تھا اور اوس سے عمدہ کوئی کام نہین بنا سکتے تھے - محمد عادل شاہ کے واسطے صرف ایک بات باقی رہگئی تھی - یعنی بجاے صفت کے کلانیت سے کام لے اور عمدگی تو جیسی تھی ویسی ہی رہے مگر مقبرہ ایسا عظیم الشان بنے کہ کوئی اوسکا ہم پلہ نہو سکے اس نے اپنے ایک عظیم الشان مقبرہ کی بنیاد قائم کی جسکے آگے ہم کہہ سکتے ہین دنیا کی تمام عمارتین سرنگون وشرمسار ہونگی اس وقت مین یہ عمارت اس اجڑے دیار مین موجود ہے جو زبان حال سے اپنے بانی کی عظمت وشوکت کو یاد دلارہی ہے - اس عمارت کو بیرونی جانب سے بنظر سرسری دیکھو تو ایک مکعب کی شکل معلوم ہوتی ہے جسکے اوپر ایک عظیم الشان گنبد نصف کرہ رکھا ہوا ہے

اور چارون کونون مین سے ہر ایک پر ایک ہشت پہلو برج بنا ہے جنکے اوپر چھوٹے چھوٹے گنبد ہین - سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس عظیم الشان عمارت مین اوپر جانے کا اندرونی راستہ ہی اور وہان بڑی ہنرمندی سے ایک مثل مدور برآمدہ صداے بازگشت کا بنایا ہے اس مقام پر آگے کیطرف بغرض محافظت ایک ہموار اونچی دیوار چارون طرف کہچی ہوئی ہے - دروازے اور کہڑکیان چہوٹی ہین اور دیوار کے نقش ونگار امتداد زمانہ سے بخوبی نمایان نہین ہین - مگر گوشہ کے برجون کی یہ کیفیت نہین ہے - ہر ایک برج کی سات منزلین ہین اور ہر ایک منزل مین سات سات کہڑکیان ہین - کارنس کے اوپر گنبد مین روشنی کی غرض سے صاحبان انگریز نے جابجا جالی دار روشندان بنا دیے ہین - عمارت کی چوڑائی کے مقابلہ مین گنبد کا قطر کسیقدر چھوٹا معلوم ہوتا ہے ہر ایک گوشہ سے ایک پیچدار زینہ جہان سے کہ برج کا آغاز ہے بنا ہے - اس زینہ سے ہر ایک منزل مین جانے کے واسطے راستہ بنا ہوا ہے اور آخر کو اوس چہت پر جا کر ختم ہو جاتا ہے یہان سے دیوار کے اندر ہو کر اوس برآمدہ مین پہونچتے ہین جو گوشون اور گنبد کے درمیان مین ہے اور مقام اس گنبد کا سب سے زیادہ عجیب اور نہایت پر حکمت اور لطف انگیز ہے - یہ گنبد ایک نصف کرہ ہے جسکا قطر اندرونی ۱۲۴ فیٹ ۵ انچہ کا ہے اسکے بنیاد کی جگہہ پر اوسکی موٹائی ۱۰ فیٹ اور انتہاے بلندی ۹ فیٹ ہے اس حساب سے قطر بیرونی بنیاد پر ۱۴۴ فیٹ ہوا - سطح کسی جگہہ پر ٹہیک نہین ہے کیونکہ جب مساحت کیجاتی ہے تو مختلف مقامات پر کچہہ فرق آجاتا ہے - وہ جگہہ جو اس گنبد کے نیچے ہے ۱۳۵ فیٹ ۵ انچہہ مربع ہے

جسکا رقبہ ۷۳۴۳ ،۱۸ فیٹ ہوا - ہر ایک طرف پر دو طرفہ ستون کے باہم اوپر ملنے سے جو محرابین بنی ہین اور جو دیوارون کے پایئن فرش سے کچھہ آگے کو نکلی ہوئی ہین اگر اونکے نیچے کی زمین کو جو ۲۲۸ مربع فیٹ ہے اس تعداد سے خارج کردین تو خاص گنبد کے نیچے کا رقبہ ۱۸۱۰۹ مربع فیٹ ہوگا - یہ اتنی بڑی تعداد ہے کہ روے زمین پر کہین اسقدر زمین کسی گنبد کے نیچے نہین ہے اسکے بعد رومۃ الکبری مین پانتہین کا گنبد ہے جسکے نیچے ۱۵۸۳۳ مربع فیٹ رقبہ اراضی ہے - کرسی سے کل بلندی اس عمارت کی ۱۹۸ فیٹ ۶ - انچہہ ہے اسمین وہ لکڑی شامل نہین ہے جو سر گنبد مین ابتک لگی ہوئی ہے مگر جس زمانہ مین اوسپر طلائی کلس لگا ہوا تھا اوسوقت وہ بہی عمارت کا ایک حصہ تھا اور اس وجہ سے اوسکی بلندی مین ۸ فیٹ اور اضافہ کرنا چاہیئے جسکو ملا کر کل ارتفاع ۲۰۶ فیٹ ۶ - انچہہ ہوتا ہے قبر کے مقام سے اندرونی ارتفاع چہت تک ۱۷۸ فیٹ ہے اور برآمدہ سے فرش زمین تک ۱۰۹ فیٹ ہے -

اس عظیم الشان مقبرہ مین وہی محرابی طریقہ کام مین لایا گیا ہے جو علی العموم مسلمانون کا ایجادی طریقہ کہا جاتا ہے اور تمام بیجاپور کی عمارات مین بکثرت اس طریقہ کو کام مین لائے ہین اور بہت ہی بڑا فائدہ اوس سے اوٹھایا ہے - یورپین قیاس کے بموجب تو ایسی عمارت کی کوئی حد نہین ہوسکتی جو اس قاعدہ کے بموجب بڑی سے بڑی بنائی جاے - لیکن اس امر مین بڑا شک ہے کہ اوس سامان سے جو معماران بیجاپور کو بہم پہنچ سکتا تھا اوس سے وہ اس سے بڑی عمارت بہی بغیر خطرات حوادثات کے بنا سکتے یا نہین اس گنبد بنیاد کی

نسبت تو اونکو کچھ دقت نہ پڑی کیونکہ اونہون نے وہ زمین منتخب کی جہان پتھر کا چٹان سطح زمین تک تھا جسکے اوپر اونہون نے تمام عمارت کی بنیاد قایم کی۔

اِس قبہ کے نیچے جو ایک بلند چبوترہ بنا ہوا ہے اوسپر سلطان محمد شاہ کے پوتے اور اوسکی چھوٹی زوجہ عرش بی بی اور خود سلطان مع اوسکی محبوبہ مسماۃ رمبا اور اوسکی دختر اور اوسکی پہلی بیگم کی ترتیب وار مشرق سے مغرب کو قبرین بنی ہوئی ہین اصل قبرین ٹھیک انہین کے نیچے جہان اونکے جسم مدفون ہین تہ خانون مین ہین انمین جانیکے واسطے مغربی دروازے کے نیچے ایک زینہ بنا ہوا ہے سلطان کی قبر پر ایک چوبی شامیانہ نما ڈہانچہ کھڑا ہے۔

وہ عجیب لطف انگیز برآمدہ جسکا ہمنے پیشتر ذکر کیا صداے باز گشت کے لیے ایک مرقع حیرت ہے یہ زمین سے ۹۰ فیٹ کی بلندی پر گنبد کے نیچے اندر کی جانب چارون طرف ۱۱ فیٹ چوڑا برآمدہ ہے اسکی پشت کی دیوار وہی ہے جو گنبد کی دیوار ہے جب اس مکان کے اندر کوئی داخل ہوتا ہے تو اوسکو اپنے پیرون کی آواز باز گشت سنکر نہایت تعجب ہوتا ہے لیکن جب وہ اس برآمدہ پر جاتا ہے تو اور بھی زیادہ اوسکو صدائین آنے لگتی ہین ایک آدمی کے پیر کی آواز اسقدر متواتر آتی ہے گویا فوج کی ایک رجمنٹ چل رہی ہے۔

چارون طرف سے عجیب خوفناک آوازین اور خطرناک شور و فغان اوٹھتے ہین اور ایسا سنائی دیتا ہے کہ کوئی دیوارون مین ہماری نقلین کر رہا ہے اور اگر چلا کر کبھی قہقہہ لگائین

تو بیسیون آوازین اوسکا اوسیطرح جواب دیتی ہین نہایت ہی آہستہ آواز بہی ایک طرف سے دوسری طرف بخوبی چلی جاتی ہے اور قبہ کے پورے قطر کی وسعت مین نہایت آہستگی کے ساتھ ایک دوسرے سے گفتگو ہوسکتی ہے غرضکہ ایک مرتبہ کوئی تالی بجاے تو دس مرتبہ سے زیادہ صداے بازگشت آتی ہے اسطرح کے اور بھی مکانات ہین جہان آواز بازگشت کئی مرتبہ آتی ہے چنانچہ پانتہین مین اور کراسس کے مقبرے مین جسمین بیان ہے کہ آٹھہ مرتبہ آواز آتی ہے علی ہذا سینٹ پال کے گرجے مین - لوگ کہتے ہین کہ اس مکان کے معمارون نے تعمیر سے پیشتر یہ تجویز کرلیا تہا کہ اسمین ایسی آوازین پیدا ہون مگر یہ قرین قیاس نہین کیونکہ بیجاپور کی دوسری عمارت کی بہ نسبت بجز کلانی کے اسمین کوئی بات زیادہ نہین کیگئی ہے بلکہ صداے بازگشت قبہ کی کلانی کے سبب سے بطور ایک قدرتی نتیجہ کے پیدا ہوگیا ہے - چہوٹے چہوٹے گنبدون مین گونج تو پیدا ہوتی ہے مگر اونکے قطرونکی خردی کے سبب سے آواز بازگشت نہین پیدا ہوتی کیونکہ آواز بازگشت کے پیدا ہونیکے واسطے ضرور ہے کہ آواز کرنیوالے اور دیوار مقابل کے درمیان کم از کم ۵۰ فیٹ کا فاصلہ ہو تاکہ پہلے کی آواز معدوم ہوتے ہی دوسری آواز کان پر پہنچکر جدا اثر ظاہر کرے اور معلوم ہو کہ یہ پہلی آواز سے جدا آواز ہے جسکو صداے بازگشت کہتے ہین لیکن جب اس سے قطر کم ہوتا ہے تو صداے بازگشت پہلی آواز کے فرو ہونے سے قبل ہی آجاتی ہے اور اصل و بازگشت صداؤن مین تضاد واقع ہونے سے تمیز نہین ہوسکتی اور جب فاصلہ ۵۰ فیٹ سے زیادہ ہوتا ہے تو اوسوقت آواز معکوس بخوبی صاف سنائی دیتی ہے اور

کئی بار لوٹتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور جسقدر دور ہو اوسیقدر تکرار ہوا کرتی ہے۔ گنبد پر سے
تمام شہر بہت اچھی طرح سے نظر آتا ہے جنوب مغرب مین سب سے اچھی اور شاندار عمارت
جامع مسجد ہے اور اُس سے کچھ آگے بڑھکر مغرب کو مصطفی خان کی مسجد اور آثار محل مع
اپنے وسیع صحن کے اور بہت سی عمارات اندرون قلعہ ہین جنمین سے سب سے بہتر آنند محل
سمجھا جاتا ہے۔ سیدہی مغرب مین پہلے تو ناتمام روضہ علی عادل شاہ ثانی کا ہے جسمین
صرف محرابون کا ڈہانچ بنا ہوا ہے اوسکے بعد نہایت بلند حیدر برج معہ پُرانی کہنی عیدگاہ
کے ہے اس سے بھی کچھ آگے روضہ ابراہیم کے گنبد اور مینار نظر آتے ہین اور اس
درگاہ کا سفید گنبد اور سرائے (جواب جیل خانہ ہے) اور بیسیون اور گرد نواح کی عمارتین
دکھلائی دیتی ہین مشرق کو دور فاصلہ پر ناتمام مقبرہ جہان بیگم اور مقبرہ عین الملک ہے۔
مقبرہ کے اندر تین طغرے فارسی زبان مین نہایت خوبصورت لکھے ہوئے ہین
ہر ایک سے سنہ وفات سلطان محمد نکلتا ہے مجھکو اسوقت صرف ایک طغرا یاد ہے۔

عاقبت محمد محمود شد

سنہ ۱۰۶۷ھ

مقبرہ کے پیچھے یعنی شمال کو جو عمارت کہ اور بڑہائی گئی ہے کہتے ہین کہ وہ جہان بیگم
ملکہ محمد عادل شاہ کی آرام گاہ تھی لیکن کسی غرض سے وہ بنائی گئی ہو مگر نہ تو وہ مکمل ہوئی
اور نہ اوسمین کسی نے کبھی سکونت اختیار کی ہے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بڑی
عمارت بن چکی تھی اوسکے بعد یہ عمارت اوسمین بڑہائی گئی ہے۔ گول گنبد کی دیوارین بناتے وقت

یقین ہوتا ہی کہ معمارون نے پہلے چارون محرابین بنائی تہین اور بعد اوسکے خالی جگہون مین دیوارین بنا دی ہین اس سبب سے اس قسم کی عمارت جسکا ہم ذکر کر رہے ہین کسی وقت اگر اوسمین زیادہ کردیجاے توکچہہ دقت نہوگی کیونکہ بڑی محرابون کی بھرتی کو نکال کر بغیر تخفیف اور عمارت کے اوسمین عمارت زیادہ ہوسکتی ہے - اس عمارت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ مقبری کے واسطے اوسکی تعمیر مقصود تہی -

گول گنبد کے آگے جنوبی جانب اوسکا بڑا دروازہ ہے اسپر نقارخانہ رہا کرتا تہا اور اوقات معینہ پر نوبت بجا کرتی تہی معلوم ہوتا ہے کہ اسکی عمارت کی تکمیل نہین ہوئی کیونکہ اوسکی مینارین چہت سے زیادہ بلند اور بغیر بنی ہوی پڑی ہین -

مغرب کی طرف چبوترہ پر ایک نہایت موزون مسجد بنی ہوئی ہے نہایت افسوس کی بات ہے کہ اسلامی مسجد اسوقت انگریزونکا ہوٹل ہے جہان خداے وحدہٗ لاشریک کا نام لیاجاتاتہا وہان آج ناپاک محرمات کا استعمال کیاجاتا ہے جسکے دیکھنے سے مجھے کمال رنج ہوا - یہ بہت خوشنما عمارت ہے جسکا چہجا بہت گہرا پاکیزہ نازک اور مینارین نہایت موزون بنی ہوئی ہین حسب دستور عمارتہاے بیجاپور زینہ جو چہت پر جاتا ہے وہ کنارون کی دیوارون مین بنا ہوا ہے اور دیوار کے اندرہی اندر اوپر چلا گیا ہے احمد آباد کی عمارتون مین زینے اسطرح کے نہین ہین بلکہ وہ مینارون کے اندر پیچدار گہومتے ہوئے جاتے ہین -

یہان پر مقبرہ کے ساتھہ دوچیزین ضرور بنائی جاتی ہین - ایک مسجد دوسرے حوض مگر اس عمارت مین بجاے ایک کے دوحوض ہین ایک تو مقبری کے بڑے دروازہ کے قریب اور دوسرا مقبرہ

اور مسجد کے درمیان واقع ہے - اس مسجد کی عام وضع اور اوسکی خوبصورتی اور موزونیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گول گنبد جو بالکل صاف بنادیا گیا ہی اور اوسپر کسی قسم کی گلکاری اور نقاشی وغیرہ نہین کی گئی ہے تو اوسکا سبب یہ نہ تھا کہ معمار عمدہ نہ مل سکے بلکہ قبر کے گرد و نواح اور چھجے اور میناروں کے چھوٹے چھوٹے چھجوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے اچھے کاریگر کام کر رہے تھے اور عمدہ عمدہ نقاش موجود تھے - اس عمارت کو دیدہ و دانستہ اسلیے صاف اور سادہ بنایا ہے کہ اوسکی عظمت جثہ کے سامنے باقی سب عمارات زاویہ خمول مین چھپ جائین

جامع مسجد - بیجاپور مین سب سے بڑی عمارت یہ جامع مسجد ہے بشرطیکہ اسکا صحن شامل کیا جائے اس تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یورپین سیاح مسجد سے محض دالان ہائے مسجد مراد لیتے ہین حالانکہ صحن مسجد ہمارے خیال مین کسیطرح مسجد سے جدا نہین ہوسکتا اسکا رقبہ ۵۴۲۵۰ مربع فیٹ زمین ہے - بڑے بڑے عظیم الشان مربع ستونون سے تمام مسجد کے طول مین ۹ اور عرض مین پانچ حصے کیے ہین اور اس حساب سے ۴۵ حصے چاہیئے تھے مگر درمیان مین ۹ در بغیر ستون کے ہین یعنی ۱۲ استون گویا نکال لیے ہین جس سے وسط مین ایک خوشنما مربع قطعہ نکل آیا ہے - یہ وضع خاص اسی مسجد مین دیکھی گئی - اس مربع قطعہ کے اوپر جسکے چارون طرف ستون ہین وہ خوشنما گنبد ہے جو یورپ مین نظرون مین اس سے عمدہ گنبد تمام بیجاپور مین نہین ہے -

تناسب کے لحاظ سے جامع مسجد کا گنبد بیجاپور مین علی العموم سب سے زیادہ موزون مانا جاتا ہے - گنبد کی حیثیت سے بھی اصلی گنبد ہے اور باقی سب نقلی ہین - شاید یہ اس

سبب سے ہے کہ وہ یورپین کے مذاق کے موافق بنا ہوا ہے ۔ کیونکہ حباب آسا قبہ مسلمانون کی عمارات کی وضع ہے جو ممالک عیسوی سے غیر سمجھا جاتا ہے دستور کے بموجب یورپین گنبد کروی ہوا کرتے ہین اور چونکہ جامع مسجد کا گنبد کروی ہے اسی سبب سے یورپین لوگ بہ نسبت پیازی یا حبابی گنبد کے اوسکو زیادہ پسند کرتے ہین ۔ مگر یہ طریقہ استدلال بجاے خود درست نہین ہے مشرقی طریقہ سے جو بہترین گنبد عمارت ہاے بیجاپور مین ہے وہ امین الملک کی درگاہ کا گنبد ہے ۔ مسجد کے اندر سواے نقش محراب کے اور بالکل صاف اور سادہ ہے عمارت مین ایسی سادگی برتی گئی ہے جس سے بالکل سنجیدگی برستی ہے دیوارون اور ستونون پر صرف سفید قلعی ہے ۔ عقب اور بازؤون کی دیوارون مین چھوٹی کھڑکیون کی قطار ہے جسمین نہایت عمدہ سنگین کام اقلیدس کے قواعد کے بموجب کیا گیا ہے ۔ محراب کے روبرو ایک بڑا موٹا پردہ پڑا رہتا ہے جب اوسکو اوٹھا دیا جاتا ہے تو نہایت عالیشان اور خوبصورت مطلا کام محراب مین دکھلائی دیتا ہے ۔ علاوہ محراب کے اوسکے قرب وجوار مین رنگین زمین پر نہایت دلکش طلائی کام کیا ہے ۔ اس کام مین قبرون اور مینارون کی شکلین خوشبو جلانیکی رکابیان زنجیرین اور طاقچہ گلدان وغیرہ بناے گیے ہین ۔ ایک قطعہ بے ثباتی عالم اور ناپایداری عمر دنیا کی طمع خیز اور اضطراری حالت کی نسبت نہایت خوبصورتی سے لکھا ہے اور چارون طرف سے پھول پتیان حروف کے درمیان آئی ہوئی ہین ۔

مسجد کی تعمیر کی ابتدا ۱۵۳۷ء مین علی عادل شاہ اول نے کی تھی محراب کی نقاشی اور رنگ سازی سو برس کے بعد سلطان محمد کی تجویز سے ہوئی محمد عادل شاہ رنگینی اور

نقاشی کا نہایت شوقین تھا چنانچہ آثار محل کو اوسی نے زیب و زینت دی اور غالباً گمتگی نامی مقام پر بھی اوسی کے حکم سے رنگ آرائی کیگئی ہے ست منزلی عمارت یعنی مقبرہ محبوبۂ عادل شاہ مسماۃ رمبا کی نقاشی بھی اوسی نے کرائی - علی اوّل اور ابراہیم ثانی کے زمانہ مین مقابر پر نقش و نگار اور رنگ آرائی کا رواج ہوگیا تھا لیکن صرف علم ہندسہ کی اشکال اور معمولی بیل بوٹے تھے - مسجد کے فرش مین نہایت عمدگی اور احتیاط سے گچ کاری کیگئی ہے اور باریک سیاہ خطوط سے خانے بنائے گیے ہین کہ جسمین ایک آدمی بیٹھکر اپنی نماز ادا کر سکے - ان کل خانونکی تعداد ۲۲۵۰ ہے یہ سب خاص مسجد مین ہین اور مسجد کے بازوون مین نہین ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بازوون کی ساخت نماز کے مقام کیواسطے نہین تجویز ہوئی ہے - کہتے ہین کہ یہ تجویز شاہنشاہ اورنگ زیب کے حکم سے ہوئی ہے اور اوسی نے مشرقی جانب مین پھاٹک بھی تعمیر کرایا ہے -

مسجد کے گرد ایک بڑا ہوا بہت بلند راستہ چارون طرف بنا ہوا ہے اور اسی کی محرابین باہر کی طرف سے جابجا دکھائی دیتی ہین اگر یہ نہوتین تو دیوار بالکل صاف اور سادہ نظر آتی -

یہ مسجد ہمارے شہر حیدرآباد کی مسجد سے بہت بڑی ہے اسوقت مسجد کا یہ حال ہے کہ بمشکل دس پانچ آدمی یہان نماز پڑھتے ہین

توپ ملک میدان

شہر پناہ کی مغربی طرف سب سے بڑی دمدمہ پر ایک عظیم الشان ملک میدان توپ پڑی ہوئی ہے - اس سے بھی ایک بڑی آہنی توپ لند اقصاب نامی دمدمہ پر ہے جو بیجاپور مین

سب سے بڑی توپ ہے۔ ابن آہنی توپ اور اور بہت سی توپون سے ملک میدان اس امر مین مختلف ہے کہ ملک میدان گھنٹہ بنانیکی دہات یا اس قسم کی دوسری دہات سے بنی ہوئی ہو جس سے توپین بنائی جاتی ہین۔ یہ توپ نہایت ہموار مرغن اور طویل ہے۔ دہانہ طوالت کے لحاظ سے کسیقدر بڑا معلوم ہوتا ہے۔ اندر اندر پیچھے سے دہانہ تک پیچ کہاتی ہوئی آئی ہو کہ اُس سے بظاہر نشانہ اندازی درست نہین ہوسکتی۔ نیل بہی مناسبت کے لحاظ سے چہوٹا ہے۔ اور غالباً اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر نیل وسیع ہوتا تو اس موقع پر توپ کی سطبری مین کمی آجاتی حالانکہ بجائی سطبری کے دہان پر زیادہ مضبوطی کی ضرورت ہے۔ توپ کے ڈہلنے کے بعد اوس پر جڑاو کا کام کیا گیا ہے اور اسواسطے دہات کی پہلیان لگی ہوئی ہین۔ توپ کا مُنھہ اژدہے کی صورت کا بنایا گیا ہے جسکے جبڑے کُہلے ہوئے ہین اور دونون طرف تیز دانت ہین اور دانتون مین دونون جانب ہاتھی دبے ہین ناک کی نوک آگے کو نکلی ہوئی ہے اور چہوٹے چہوٹے کانون مین سوراخ ہین اور اسطرح اِن سوراخون سے توپ کی نقل وحرکت مین اوزارون کے لگانے وغیرہ سے مدد لیجاتی ہے۔ اِس توپ پر نہایت عمدہ نستعلیق حروف مین تین مقام پر کندہ ہے۔ اول کندہ سے توپ ڈہالنے والے محمد بن حسن رومی کا پتہ لگتا ہے۔ دوسرے سے تاریخ ساخت سنہ ۹۵۶ ہجری نکلتی ہے اسکے ساتھ ابوالغازی نظام شاہ کا نام بہی لکھا ہوا ہے۔ اور تیسرا کندہ ایک خوشخط قطعہ ہے جو حسب الارشاد شاہنشاہ اورنگ زیب اوس پر کندہ کیا گیا ہے جس سے تاریخ فتح بیجاپور سنہ ۱۰۹۷ھ نکلتی ہے۔ اِس توپ کی طوالت (۱۴) فیٹ سے زیادہ ہے اور زیادہ سے زیادہ عرض تقریباً ۵ فیٹ ہے۔

اسوقت مبصرین فن کا یہ قیاس ہے کہ اس توپ سے ممکن نہین ہے کہ نہایت قریب بہی سیدہا نشانہ لگایا جاسکے۔ مگر باوجود اسکے ایسی حیرت انگیز کہانیان اوسکی قادر اندازی کی مشہور ہین کہ عقل حیران ہوتی ہے منجملہ اوسکے ایک کو بیان پر ہم نقل کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ اورنگ زیب نے جب اس شہر کا محاصرہ کیا تہا تو سکندر عادل شاہ نے دیکہا کہ اورنگ زیب بیٹہا ہوا روضۂ ابراہیم کے حوض پر وضو کر رہا ہے۔ سکندر نے یہ موقع مناسب سمجہکر اپنے گولندازون کو حکم دیا کہ ملک میدان سے اوسپر فیر کرین مگر چونکہ گولندازون کو بادشاہ کا قتل کرنا منظور نہ تہا اور سکندر کا راضی رکہنا بہی ضرور تہا لہذا جہانتک ممکن ہوا اورنگ زیب کے قریب نشانہ تاکا اور اوس لوٹے کو جس سے بادشاہ وضو کر رہا تہا اوڑا دیا۔ جب یہ خیال کیا جاے کہ یہ مسافت نصف میل سے کم نہین ہے اور توپ کی ساخت قادر اندازی کے لیے بظاہر درست نہین تو یہ مثال اس غرض سے لکہہ رکہنے کے قابل ہے کہ لوگ ایسی جہوٹ باتون پر بہی یقین کیا کرتے ہین غالباً یہ توپ گراپ جہوڑنے کے واسطے کام مین لائی جاتی تہی چنانچہ یہ بات اوسکی سوراخ کی بناوٹ سے بہی قرین قیاس ہے۔ لکہتے ہین کہ تہیلیون مین سکّے پیسے بہر کر اوس سے چہوڑے جاتے تہے یہ امر عقل کے خلاف نہین معلوم ہوتا اگر ایسا ہو تو کچہہ تعجب نہین ہے۔

ملک میدان احمد نگر مین ڈہالی گئی تہی اور بہت سی نظام شاہی جنگون مین اس سے کام لیا گیا تہا ۱۶۳۲ء مین پرنڈہ کی جنگ مین یہ مشہور و معروف توپ بیجاپور والون نے مخاصمین سے چہین لی اور بطور نشان فتح کے بیجاپور مین لے آئے تہے مگر یہ عظیم الشان

پُرانی توپ بڑی بے قدری کے ساتہہ ۱۸۵۴ء تک پڑی رہی سنہ مذکور مین کمشنر صاحب ستارہ نے بیجاپور کی ناکارہ اشیا کے فروخت کا حکم دیا چنانچہ جب تحصیلدار مقامی نے نیلام کیا تو سب سے زیادہ بولی اس توپ کی ڈیڑہ سو روپیہ کی ہوئی !!! مگر جب تحصیلدار نے دیکھا کہ اسقدر مالیت کے واسطے ڈیڑہ سو روپیہ کوئی چیز نہین ہے اسلیے اوسنے کمشنر کو اسبارہ مین رپورٹ کی کہ صرف گرد و نواح کے نہین بلکہ دور دراز مقامات کے لوگ اسکی بڑی تعظیم کرتے ہین اسپر اسسٹنٹ کمشنر نے فروخت موقوف کردی اور کہا کہ توپ کو اسیطرح رکہا جاے اسکے بعد یہ بہی تجویز ہوئی تہی کہ ولایت کے عجائب خانہ مین اوسکو بہیجدیا جاے مگر قسمت مین کچہہ اور تہا وہ جیسی اور جس جگہہ تہی اوسیطرح وہین اپنی قدیمی جگہہ پر پڑی ہوئی ہے

عماد نواز جنگ

تعلیم بالجبر

اصطلاح تعلیم بالجبر کی یہ تعریف ہے کہ از روے قاعدہ سرکاری لڑکون کے والدین عموماً اس امر پر مجبور ہین کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم کراوین - ہم اس قاعدہ کو اس بنا پر قبول کرتے ہین کہ بادشاہ کا یہ حق ہے اور اوسکا فرض ہے کہ جو لڑکے اوسکی عملداری مین ہین اون تمام لڑکون کی تعلیم کی حفاظت کرے یہ قاعدہ سب سے پہلے ایتھنس[۵۱] اور اسپارٹا[۵۲] کی جمعیت مقنن مین ظاہر کیا گیا جہان کہ سولن[۵۳] نے ایک قاعدہ ایجاد کیا جسمین والدین پر یہ حکم تہا کہ وہ اپنی اولاد کو علم موسیقی اور ورزش جسمانی کی تعلیم کراوین اور مزید علیہ یہ حکم تہا کہ اگر والد اپنے ولد کو کوئی مفید فن نہ سکہلاوے تو ولد پر لازم نہین کہ عالم پیری مین اپنے والد کی مدد کرے - اسپارٹا مین جمعیت مقنن کے مطابق تمام لڑکون کی پوری تعلیم کا خود ملک ذمہ دار ہوا ہر ایک لڑکے کی تعلیم سات برس کی عمر کے بعد سے شروع ہوئی - رومتہ الکبری مین حکومت ملکی نے لڑکون کی تعلیم سے کچہہ بہی فائدہ نہین اوٹہایا کیونکہ یہان کی تعلیم ماؤن کی نگرانی مین چہوڑ دیگئی تہی - جس زمانے مین کہ رومی سلطنت کا تنزل ہو رہا تہا ممالک یورپ کے کسی کسی ملک مین تعلیم اطفال کے لیے کچہہ کچہہ

۵۱ یونان کا پایۂ تخت ہے - ۵۲ یونان کا ایک مشہور شہر ہے - ۵۳ حکیم الحکماے یونان تہا -

فکر کی گئی تھی۔ صرف مذہبی طلبا اور شرفا و امرا کی اولاد گرجای بشپ وخانقاہوں یا علما کے مدارس مین تعلیم پاتے تھے مگر رعایا کی جماعت کثیر محض بے تعلیم رہتی تھی۔ شارلیمین[۵۱] کے مجموعۂ قوانین نے تمام والدین پر یہ جبر کیا تھا کہ اپنی اولاد کو خانقاہ یا محلہ کے مدرسہ مذہبی مین بھیجین تاکہ علم مذہبی بقدر ضرورت حاصل کرین۔ اِن مدارس مین نوشت وخواند وعلم حساب وقاعدۂ زبان اور موسیقی کی بھی تعلیم ہوتی تھی مگر اِن ابواب مین سے کسی باب کے متعلق جبر نہین تھا۔

تعلیم عام کے طفیل سے ایک یہ فائدہ جدیدہ نمودار ہوا کہ پندرہوین صدی مین اعلی درجہ کی تعلیم سرسبز ہو گئی۔ اوس زمانے کے ایک سے زیادہ مورخان تعلیمات نے یہ دعوی کیا کہ حکومت ملکی کو چاہیے کہ اس فائدہ کو پہچانے اور جاری کرے کہ والدین اس امر پر مجبور کردیے جاوین کہ اپنی اولاد کو مدرسہ مین بھیجین۔ لوتھر[۵۲] نے کہا کہ "مین نے اس قاعدہ پر نظر کی ہے یہ قاعدہ افسران ملکی کا فرض منصبی ہے کہ اپنی رعایا کو مجبور کرین کہ وہ اپنی اولاد کو مدارس مین بھیجین تاکہ خاص وعام کو عمدہ تعلیم یافتہ وفقہا وحکما ومعلمین اور دوسرے افسر نصیب ہون" اور سیکسنی[۵۳] کے جدید قانون ملت واقع ۱۵۲۸ء مین جس پر پہلے ملاکانِ تھین نے اتفاق کیا تھا یہ امر مجوزہوا کہ علما کو چاہیے کہ لوگون کو اپنی اولاد کو مدارس مین بھیجنے کیلیے تنبیہ کرین تاکہ لوگ اسقدر تعلیم پاسکین کہ ملک وملت مین تعلیم دینے کے قابل ہو جاوین وُرٹم برگ[۵۴] کے قانون ملت واقع ۱۵۵۹ء نے خبردار کیا کہ گڈریون کو چاہیے کہ اپنے

---

۵۱ شاہ فرانس معاصر ہارون الرشید کا نام ہے ضلع قوم تھا ۱۲ ۵۲ لوتھر پروٹسٹنٹ مذہب کا بانی مبانی۔ بڑا ذی علم مقرر اور الوالعزم جرمنی کے ایک صوبہ کا رہنے والا تھا ۱۲ ۵۳ صوبہ جرمنی ۱۲ ۵۴ صوبہ جرمنی ہے ۱۲

ہمنجسون کو اوّل مرتبہ سال مین دوبار اس امر کی تنبیہہ کرین کہ اپنی اولاد کو مدارس مین بلا انفصال بہیجا کرین - ایسی ہی خبرداریان جرمن کی دوسری ریاستونمین بہی کی گئین اور قاعدہ جبر نہین اختیار کیا گیا مگر مذہبی کتاب سوال وجواب کی تعلیم کے متعلق جو اتوار اور دوسری تعطیل کے ایام مین کلیسا مین دیجاتی تہی وقت پر حاضر باشی کا انتظام ہوا اور جو لڑکے حاضر نہو کر اس علم مذہبی کو حاصل نکرتے اور گلیون مین آوارہ پائے جاتے تھے اون لڑکون کے والدین پر جرمانہ کیا جاتا تہا - ۱۶۴۲ء مین جنرل سینیوڈ یعنی مجلس عامہ ورٹم برگ نے اس فرض منصبی کو کہ تمام لڑکون کو مدرسے مین بہیجا جاوے قبول کیا اور یہ ارادہ کیا کہ تمام والدین پر جنکی اولاد حاضری مین ناکامیاب ہوئی جرمانہ کرے بہرحال اس بندوبست کا اجرا نہایت مشکل معلوم ہوا اور جدید فرامین شاہی ۱۶۶۱ء و ۱۶۷۲ء و ۱۶۷۹ء مین والدین کے فرض منصبی کی یاددہی کے لیے صادر ہوئے قاعدہ اولی جسمین لڑکونکی عمر شراکت مدرسہ مقرر تہی ڈیوک آف برانزک بہی کا مجوزہ تہا اونہون نے والدین اور سرپرستونکو یہ حکم دیا کہ اپنی اولاد کو چہہ برس کی عمر سے مدرسہ مین بہیجین اگرچہ تعلیم بالجبر کی طرفداری مین آہستہ آہستہ ترقی ہوئی مگر اوسکی تحریک تمام جرمنی ریاستون مین اب قائم ہو چکی - ملک پرشیا[۵۱] مین یہ قاعدہ ۱۷۳۲ء مین جاری ہوا اور بیویریا[۵۲] مین کہ ممالک موخرہ مین سے ہے ۱۸۰۲ء مین رواج پایا - تعلیم بالجبر انیسوین صدی کی ابتدا سے ممالک جرمنی مین دستور عام ہو گئی - اور یہ ایک عجیب وغریب واقعہ ہے کہ تمام خوفناک جنگ وجدال مین جو بہ سبب

[۵۱] یورپ کا ایک ملک ہے جرمن کے قریب ۱۲ [۵۲] جرمن کا صوبہ ہے ۱۲

جمعیت مقنن تعلیمات کے ہوئی کسی فریق نے کوئی سخت مزاحمت اس قانون کی
نہین کی کہ حکومت ملکی یہ دعوی کرسکتی ہے یا اوسکو یہ دعوی کرنا چاہیئے کہ والدین پر لازم
ہے کہ اپنی اولاد کو کسی قسم کا علم سکہلاوین - قانون کی یہ قسم آسٹریا[۵۱] مین انیسوین
صدی مین ان اصول پر شروع ہوئی کہ حاکمون کو چاہیئے کہ فہرستین اون تمام لڑکون کی
جنکی عمر کا چہٹا سال شروع ہوا ہو سالانہ دو دفعہ اساتذہ مدارس کے پاس ارسال کرین
اور اساتذہ کو چاہیئے کہ ماہانہ غیر حاضری کی فہرستین حاکمون کے پاس بہیجین - اگرچہ
مدرسہ کی حاضری استحکام کے ساتہہ ترقی پذیر ہوئی تاہم تعداد اون لڑکون کی جو درپے تعلیم
تہے بہت زیادہ تہی - بعد اوس مصیبت ناک جنگ کے جو ۱۸۶۶ء مین پرشیا سے
ہوئی حکومت آسٹریا نے بہ تعجیل ایک جدید قاعدۂ تعلیم جو قاعدۂ پرشیا کے مشابہ تہا جاری
کیا جسمین قاعدۂ تعلیم بالجبر کی تعمیل کے واسطے سخت تاکید تہی بعض اضلاع مین یہ نہایت
مشکل معلوم ہوا کہ ایک کافی تعداد مدرسین اور مدارس کی مقرر کیجاوے - اور لڑکون کو
حاضری پر مجبور کرین بہرحال تختہ جات حاضری مدارس سے یہ ظاہر ہوا کہ ترقی باستحکام
ہورہی ہے اور اس قاعدہ کی کوئی معقول مخالفت نہین کیگئی جو جلدی سے اب جاری ہوچکا
اضلاع سوئٹزرلینڈ[۵۲] مین صرف باستثناے جینوا[۵۳] اور ممالک سکانڈینویا[۵۴]
مین قواعد جرمن کے مشابہ قوانین جاری کیے گیے اور خصوصاً ڈنمارک[۵۵] نے قاعدہ

[۵۱] یورپ کا ایک ملک ہے ۱۲ [۵۲] یورپ کا ایک ملک ہے ۱۲ [۵۳] سوئٹزرلینڈ کا ایک بڑا شہر ہے ۱۲
[۵۴] یورپ کا ایک ملک ہے ۱۲ [۵۵] ملک یورپ ۱۲

تعلیم بالجبر کو ۱۸۱۴ء سے نہایت زوردار اور موثر بنادیا اور اسطرح اوسکی کل آبادی کی ایک مشہور اور بھاری اوسط تعلیم کو موجود کردیا - سب سے پہلے **فرانس** مین طریقہ مدارس عامہ کو قانون تعلیمات واقع ۱۸۳۳ء نے مرتب کیا - بہرحال نہ اس قانون سے اور نہ پچھلے قوانین سے قاعدہ تعلیم بالجبر کا فائدہ حاصل ہوا اور حاضری مدارس خصوصاً گانؤن کی اضلاع کے مدارس مین بہت کم ہونے لگی لہذا **لوئی نپولین** نے قاعدہ جبر کو پسند کیا اور **یم ڈرنی** وزیر تعلیمات عامہ ۱۸۶۳ء سے ۱۸۶۹ء تک اوس قاعدہ کے نہایت شوقین حامیون مین سے ایک حامی رہا - مگر جو مساعی اس قاعدے کو جمعیت مقننہ فرانس مین داخل کرنے کے لیے ہوئے تھے اونکو ترک کردینا پڑا کیونکہ زوردار مزاحمات درپیش ہوے - ظہور سلطنت جمہوری کے بعد ۱۸۷۰ء مین سرگرم و پرجوش رفقاے تعلیم جبریہ مین سے ایک رفیق **جولس سیمن** نامی تعلیمات عامہ کا وزیر مقرر ہوا اور یہ جدید قاعدہ تعلیم کو جو اسکے مدنظر تھا ظاہر کردیا مگر **نیشنل اسمبلی** یعنی جمعیت قومی نے اس قانون کو اختیار کرنے سے انکار کیا چنانچہ پندرہ مین سے تیرہ ممبرون نے اس قانون کے خلاف راے دی - فرانس مین **لبرل** نے عموماً اس قاعدے کی حمایت کی اور فریق **کیتھولک** نے مخالفت کی - **انگلستان** مین عام راے نے ہمیشہ بڑے زور سے اس امر کی مخالفت کی کہ حکومت ملکی معاملات مدارس مین مداخلت کرے - بہرحال ایک قابل یاد ترقی تعلیم بالجبر مین ۱۸۷۰ء مین اوس قانون سے ہوئی جسکو **ولیم اڈورڈ فارسٹر** نے ترتیب دیا تھا اور جسکے مطابق ایک ہی سال مین انگلستان اور ویلس کے ہر ایک لڑکے کی

تعلیم کا انتظام ہونیوالا تھا - سوال حاضری بالجبر پر پارلیمنٹ مین سب سے پہلے بحث کیگئی
اور بالآخر یہ معاملہ متفرق سکول بورڈس یعنی جمعیت ہاے مدارس پر چھوڑدیا گیا جنکو ایسی
حاضری کے جاری کرنے کا یقینی آزادانہ اختیار حاصل ہے - مگر ایسا نظر آتا ہے کہ حامیان
جبر کا ارادہ ہے کہ جب تک اس قاعدے کو کامل طور پر جاری نکرین تب تک ہرگز مطمئن
نہون لورپول منیچسٹر اکسفورڈ مین قوانین جاری ہوگئے کہ لڑکونکو مدارس عامہ مین حاضری
کے لیے مجبور کرین - میلین پارلیمنٹ نے ۱۸۷۱ء مین ایک جدید قانون پاس کیا جسکے مطابق
ہر ایک جگہ ابتدائی تعلیم بلا اجرت قرار پائی اور حاضری مدارس لڑکون پر بالجبر تھی بلجیم اور
ندرلینڈس مین ہر ایک محلہ دار از روے قانون اس امر پر مجبور ہے کہ ہر ایک
مدرسہ عامہ کی خبرگیری کرے اور بلجیم مین مفلس لڑکون کو اونکے والدین کی درخواست
پر بمعافی ماہوار تعلیم دیجاتی ہے مگر اب تک ان دونون ملکون مین سے ایک نے بھی قاعدۂ
تعلیم جبریہ کو تسلیم نہین کیا - روس مین پیٹر اعظم نے یہ چاہا تھا کہ تعلیم جبریہ کردیجاوے
مگر اوسکی رعایا کی بغاوت نے جنھون نے تعلیم کا نام ذاتی بربادی رکھا تھا اوسکی اس تدبیر
کو روک دیا اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ روس اب تک یورپ کے اون ممالک مین محسوب ہے
جو نہایت کم تعلیم یافتہ ہین ۱۸۷۵ء مین تقریباً چھیاسی باشندون مین ایک طالب علم ہوتا
تھا - سلطنت عثمانیہ نے ۱۸۶۹ء مین اس قانون کا اشتہار دیدیا کہ ہر ایک
محلہ مین ایک مدرسہ قایم کردیا جاوے اور تمام اولاد خواہ لڑکے ہون یا لڑکیان اوس مدرسہ
مین حاضر رہین مگر ۱۸۷۵ء کے اخیر تک کسی قسم کی کوشش اس قاعدہ کی تعمیل مین نہین

ہوئی تہی - یونان مین ۱۸۳۴ء مین مدارس از روے قانون جرمن یعنی طریقہ تعلیم جبریہ پر
قایم ہوے - اس قانون کے چھٹے فقرہ سے تمام اولاد پر جنکی عمر پانچ برس سے بارہ برس
تک ہو لازم تہا کہ کومیونل سکول یعنی مدرسہ مذہبی مین حاضر ہون - ہر ایک
گھنٹہ کی بابت جسمین لڑکا غیر حاضر ہو والدین پر جرمانہ ہو مگر یہ جرمانہ عمل مین نہین آیا اور
۱۸۷۰ء کی مردم شماری سے یہ معلوم ہوا کہ صرف تینتیس فیصدی نوجوان مرد اور صرف
سات فیصدی نوجوان عورت لکھنے پڑہنے کی لیاقت رکھتی ہین اسپین اور پورچگل
مین بہی تعلیم جبریہ کے قوانین ہین مگر یہ قوانین یہان کامل طور پر جاری نہین ہوے -
امریکا مین اس حق کا کہ تمام اولاد کو مدارس مین حاضر کرنا چاہیے بہت زمانہ بیشتر بعض
انگریزی باشندون نے دعوی کیا تہا حالانکہ یہ افسران ملکی کا حق تہا بی جی نارتہ روپ
معتمد تعلیمات عامہ ملک کنکٹکٹ اپنی سالانہ رپورٹ واقع ۱۸۷۱ء مین کہتا ہے
کہ ملک کنکٹکٹ انصافاً یہ دعوی کرسکتا ہے کہ وہ دنیا کے اون ممالک مین
سے ہے جنمین قاعدہ تعلیم بالجبر کی اول بنیاد پڑی وہ کہتا ہے کہ کنکٹکٹ کا مجموعہ قوانین
جو ماہ مئی سنہ ۱۶۵۰ء مین منظور ہوا اوسمین حاضری بالجبر کی اشد تاکید ہے اور اوسکے بموجب
کسیقدر ضروری ترمیم کے ساتہ مسلسل جاری رہے یہانتک کہ سنہ ۱۸۱۰ء مین اس
مجموعہ قوانین پر نظر ثانی کیگئی - عام راے نے اسطرح دل سے اس قاعدہ کو منظور کیا اور
اسطرح کلیۃً تعلیم عام کی ضرورت پر یقین کیا کہ قاعدہ حاضری بالجبر قائم ہوگیا مگر کنکٹکٹ
کے بیرونی سمت مین اس قاعدہ کے جاری کرنے مین کم توجہ ہوئی اور بلکہ خاص کنکٹکٹ

مین بھی اس قاعدے کے جاری کرنے مین صریح مشکل پیش آئی تھی کیونکہ جب جلاوطنون کا گروہ اونیسوین صدی مین وہان داخل ہوا تھا تو معتدبہ تعداد طلبہ مدارس کے جلاوطنون کی اولاد کی وجہ سے زیادہ ہوگئی لہذا ۱۸۶۹ء مین ایک جدید قاعدہ منظور ہوا جسمین اہل حرفہ پر یہ حکم تھا کہ جن لڑکون کی عمر چودہ برس سے کم ہو اور کسی عام مدرسہ مین کم از کم مرتبہ سال مین تین مہینے تک حاضر نہین رہے انکو نوکری نہین دینی چاہیئے۔ معتمد مدارس نے ایک نائب مقرر کیا تاکہ وہ قاعدہ حاضری بالجبر کے اجرا کا اہتمام کرے۔ اور جو پچھلی معتبر ترقی حاضری مدارس کی ہوئی اوس ترقی کا باعث کچھ اسی قاعدہ کے اجرا کو ٹھہراتے ہین۔ اس قاعدہ سے ارکان جمعیت مدارس کا یہ فرض منصبی تھا کہ جو لڑکے اہل حرفہ کے کارخانون مین نوکر ہین اون لڑکون کے حالات دریافت کرین اور اگر اس قانون کے خلاف اونمین کوئی بات پائین تو اوس قصبہ کے بڑے پنچون کو اطلاع کر دین **مساچسٹ** مین پہلے قانون تعلیمات نے ۱۶۴۲ء مین ہر ایک قصبہ کے منتخب اشخاص کو اس نگرانی کا حکم دیا کہ اونکے ہمنشین اور محلہ دار اپنی اولاد اور چیلون کو اسقدر تعلیم دین کہ وہ انگریزی زبان اور عمدہ قوانین کو پڑھ سکین۔ اگر ان احکام مین سے ایک حکم بھی ترک کر دیا جاوے تو اون منتخب اشخاص کو چاہیئے کہ اوس تارک پر بیس شلنگ کا جرمانہ کرین ۱۸۳۴ء مین یہ ممانعت ہوئی کہ جن لڑکون کی عمر پندرہ برس سے کم ہو اگر وہ سال ماقبل مین تین مہینے تک مدرسہ مین حاضر نہین تھے تو کارخانون مین کوئی کام نہ کرین۔ موجودہ قاعدہ مدارس والدین اور سرپرستون کو اس امر پر مجبور کرتا ہے کہ اپنی ذمہ داری مین اون لڑکون کو جنکی عمر آٹھ اور

چودہ برس کے درمیان ہو۔ ہر سال بیس ہفتے مدرسے بھیجین اور کوئی شخص مدارس عامہ مین سے بسبب قومیت یا خاندان یا مذہب کے خارج نہ کیا جاوے۔ قصبہ جات اور شہرون کو اس امر کی رغبت دلائی گئی ہے کہ شرابخوار والدین کی اولاد اور یتیمون کی تعلیم کی خبرداری کرین۔ مین واقع امریکہ مین قانون مدارس ملکی قصبہ جات مین اسطرح نافذ ہے کہ جن لڑکون کی عمر (۶) اور (۱۷) برس کے درمیان ہو اونکی باقاعدہ جبریہ مدرسہ مین حاضری ہو اور جو شخص اس قاعدہ سے انحراف کرے اوسپر جرمانہ کیا جاوے جو بیس ڈالر سے زیادہ نہو نیو ہام شیر ۵۱ مین ایک قانون ماہ جولائی ۱۸۷۱ء مین پاس ہوا جسکا یہ مقصد ہے کہ تمام والدین اور سرپرستون یا مالکون کو چاہیئے کہ جس لڑکے کی عمر آٹھہ اور چودہ سال کے درمیان ہو اور وہ کسی مدرسہ عامہ سے دو میل کے فاصلہ کے اندر رہتا ہو تو ایسے لڑکے کو ہر سال اقل مرتبہ بارہ ہفتہ مدرسہ مین بھیجین۔ ایسے ہی قوانین اوسی سال اور چند ممالک متصلہ مین نافذ ہوے نواڈا ۵۲ مین ایک قانون ماہ فیروری ۱۸۷۳ء مین منظور ہوا جس سے والدین اور سرپرست اس امر پر مجبور ہین کہ ہر ایک لڑکے کو جسکی عمر آٹھہ اور چودہ برس کے درمیان ہو کسی مدرسہ عامہ مین اقل مرتبہ سولہ ہفتے فی سال بھیجین۔ اون مین سے اقل مرتبہ آٹھہ ہفتے سلسلہ وار ہونا چاہیئے اگر یہ انتظام اولیاے طلبا کی طرف سے ممکن نہو تو اونکو اطمینان دلانا چاہیئے کہ طلبا سے مقامی کسی طرح تعلیم ہوتی ہے یا کسی معقول وجہ سے معتمدان جمعیت نے اوسکو حاضری کی معافی دی ہے جو شخص اس قانون سے انحراف کریگا اوسکے لیے

---

۵۱ ملک امریکا ۱۲ ۵۲ ملک امریکا ۱۲

سزای جرمانہ مقرر ہی جو پہلی دفعہ پچاس شلنگ سے کم اور سو شلنگ سے زیادہ نہین اور کل پچھلی دفعات پر سو شلنگ سے کم اور دو سو شلنگ سے زیادہ نہو گا ۱۸۷۴ء مین **کلیفورنیا**[۵۱] اور **نیو جرسی**[۵۲] اور **نیو یارک**[۵۳] کے جمعیت ہای مقنن نے قوانین جبریہ منظور کیے۔

عموماً مضامین ان قوانین کے اون ہی قواعد کے مشابہ ہین جنکا اوپر بیان ہوا **عمر تعلیم** یعنی وہ عمر جسمین ہر ایک لڑکا زیر تعلیم رہتا ہے **نیو جرسی** مین آٹھ برس سے تیرہ برس تک مقرر ہے کلیفورنیا اور نیو یارک مین آٹھ سے چودہ تک۔ ہر سال حاضری مدارس کی مدت مین کچھ اختلاف ہوتا ہے۔ نیو جرسی مین بارہ ہفتے ہین جنمین سے چھ ہفتے سلسلہ وار ہونی چاہئین۔ نیو یارک کے مدرسہ روزانہ مین چودہ ہفتے مقرر ہین۔ مگر جو مدارس اتوار کو ہوتے ہین انمین اٹھائیس ہفتے معین ہین۔ اور کلیفورنیا مین دو ثلث اوس مدت مین سے جسمین مدارس عامہ کھلے رہتے ہین اور جسمین اقل مرتبہ بارہ ہفتے سلسلہ وار ہونی چاہئین مقرر ہے قانون نیو یارک مین ابواب تعلیمی کی بھی تصریح ہے۔ وہ ابواب یہ ہین (۱) املا نویسی (۲) عبارت خوانی (۳) خطاطی (۴) قاعدہ زبان انگریزی (۵) جغرافیہ (۶) علم حساب یہ بھی حکم ہے کہ اس عمر کے کسی لڑکے کو نوکری نہین دی جائے گی جب تک وہ نوکر رکھنے والے کے پاس اس مضمون کا صداقت نامہ پیش نکرے کہ سال گذشتہ مین اس لڑکے کو اس قسم کی تعلیم دی گئی تھی۔ اس قانون سے انحراف کرنیوالے پر پچاس شلنگ کا جرمانہ مقرر ہے۔

---

۵۱ ملک امریکا ۱۲ ۵۲ ملک امریکا ۱۲ ۵۳ ملک امریکا ۱۲

دوسرے متعدد ملک مین قوانین جبریہ کا اجرا العلجت واستحکام ہو رہا ہے اور سالانہ
رپورٹون مین قوانین جبریہ کی موافقت مین مخالفون کا قطعی جواب دیا ہے بہر حال معلمان و مقننان
امریکا کی آزاد راے تعلیم بالجبر کے بارہ مین مسلسل جاری ہے - آنریبل اڈورڈ سیرنگ
منتظم ملکی تعلیمات عامہ واقع وس کان سن اپنی سالانہ رپورٹ بابت ۱۸۷۴ء
مین راے ظاہر کرتا ہے کہ جو مشکلات قانون جبریہ کی حسب خواہش اجرا مین درپیش ہین
وہ کثیر اور تقریباً غیر مغلوب ہین لہذا ایسے قانون کی موقوفی کا احتمال غالب ہے اور وہ ایسے
قانون کے انجام و مآل کو دیکھنے کی ترغیب دیتا ہے وہ یقین کرتا ہے کہ ایسے قانون کا
یہ نتیجہ ہے کہ ہمارے آزاد دساتیر کے جوہر و خلقت کو کم و بیش بالضرور روک دیگا
اور یہ قانون تھوڑا بہت بالضرور غیر امریکائی ہے وہ سمجھتا ہے کہ صرف اس حقیقت
سے کہ ایک چھوٹا حصہ ملک کے اطفال کا ابتدائی تعلیم ایسی نہین پاتا ہے جیسے کہ مدارس
عامہ مین دیجاتی ہے - تو اس سے ملک کو کچھہ خطر نہین - اور وہ بیان کرتا ہے کہ یہ خیال
جہالت کا نتیجہ ہے - مگر ایک سرگرم مدعی تعلیم جبریہ آنریبل ایچہ ڈی میجر کارٹی
منتظم ملکی تعلیمات عامہ کان ساس اپنے سالانہ رپورٹ واقع ۱۸۷۳ء مین بعض
عام اعتراضات متعلقہ حاضری بالجبر کا اسطرح جواب دیتا ہے (پہلا اعتراض)
"ایسے قانون سے ایک جدید جرم کا وجود پایا جاتا ہے" مین جواب دیتا ہون کہ ایسا ہی
چاہیئے کیونکہ درحقیقت کسی لڑکے کو جہالت مین پالنا ہی جرم ہے اور اطفال کے
ساتھہ ایسا ہی سلوک یعنی تعلیم بالجبر چاہیئے - (دوسرا اعتراض) یہ قانون والدین کی آزادی

مین مداخلت کرتا ہے بہر مین وہی جواب دیتا ہون کہ ایسا ہی چاہیے - کیونکہ گو کچھ ہی ہو یہ وہ ضروری فرائض ہین جسکے والدین ادا کرنے پر پابند ہین پس گورنمنٹ اسطرح فرائض والدین ادا کرتی ہے جو نہایت قیمتی ہین خاصکر جب والدین غیر مستطیع ہون (تیسرا اعتراض) حکومت اس قانون سے ایک جدید طاقت کے ناحق گھمنڈ کا دعوی کرتی ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ قرنطینہ اور ہی جین کے انتظامات و قواعد اشیاے مضر کی کمی و انحطاط کے واسطے زمانہ وبائی مین کیا کیا نہین ہوتا اور اوسکی تکمیل پر کیسا کچھہ گھمنڈ کیا جا سکتا ہے - جہالت ظاہر ہے کہ کیسی مضر شے ہے یہ جسمانی وبا سے بھی زیادہ تر ویران کن ہے قوم کا اصلی قانون ذاتی تحفظ ہے (چوتھا اعتراض) یہ قانون غیر امریکائی ہے اور ہماری آزادی و ساتیر کا مخالف ہے - اِس سوال کو نہایت ہی ناپسند طرز مین بیان کرنے کے لیے یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیا تم کو جوان کو توالی کی ضرورت ہوگی تاکہ اطفال کو مدرسہ مین کھینچ لیجاوین ؟ مین جواب دیتا ہون کہ ہان اگر چند سال بعد اس قانون سے یہ فائدہ ہو کہ وہ قید خانہ کو کھینچے جانے سے محفوظ رہین -

چونکہ اسطرح ایک بڑا اختلاف قاعدۂ تعلیم بالجبر مین موجود ہے لہذا موافقون اور مخالفون کے درمیان اس امر پر پورا اتفاق ہے کہ موجودہ قواعد تعلیم کے اوضاع واطوار و نتائج پر نظر کرین چو طرف سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ قواعد موجودہ غیر کافی ہین - متعدد قواعد مین وہ ذرایع نہین ہین جو کہ قوانین جبریہ مین موجود ہین اور ایسی حالتون مین یہ اطلاع دینی کہ فلان قاعدہ سے کچھہ فائدہ ہوا یا کچھہ بھی فائدہ نہین ہوا منتظمان ملکی پر لازم و واجب ہے - اسطرح ایک مجلس مین

جو ماہ دسمبر ۱۸۷۴ء مین ہوئی تھی ملکی کمشنران و منتظمان مدارس نے یہ بیان کیا کہ۔

نیویارک کا قانون ملکی تعلیم کے لیے ناقص اور غیر موثر ہے اور باتفاق یہ ارادہ کیا گیا کہ جمعیت مقنن سے یہ سوال کیا جاوے کہ آیا جمعیت مقنن نتائج مطلوبہ کو بخوبی محفوظ رکھ سکتی ہین یا نہین۔

قواعد امریکا تعلیم جبری مین اون قواعد یورپ کے مطابق ہین جنمین اوس عمر کی قرارداد کا ذکر ہے جسمین حکومت ہر ایک لڑکے کو جبراً تعلیم دے گی۔

ایک مورخ جرمن کا رُوملن نامی یہ بحث کرتا ہے کہ یہ سوال کرنا حکومت کا حق ہے کہ ہر فرد کسی قسم کی تعلیم پاتا ہے یا نہین؟ اور اسکی نگرانی کرے مگر اس حق سے حکومت کو یہ اختیار نہین کہ کسی زمانۂ دراز تک والدین کے اختیار کو جو اولاد پر ہے غصب کر لے اگرچہ اوس اختیار کا چھین لینا افسران ملکی کو ضروری ہی نظر آسکے مگر اس قاعدہ سے صرف ازروے انصاف حکومت کو یہ حق ہے کہ علم کی ایک مقدار معین جو واسطے اداے خدمات کے ضروری سمجھی جاسے رعایا کو سکھلائے۔ لہٰذا وہ بحث کرتا ہے کہ ہر ایک لڑکا بلا کسی تعیین عمر کے علم مطلوب جو حکومت سکھلانا چاہتی ہے حاصل کرتی ہے مدرسہ عامہ سے خارج کر دیا جاوے۔

اس دعوی حکومت ملکی کا کہ تعلیم جبری ہو جاوے کچھ مدت تک **کیتھولک چرچ** سخت منکر و مخالف رہا اوسکا دعوی تھا کہ مذہب ہی کو حق تعلیم منجانب خدا عطا ہوا ہے۔ بہر حال بعض کیتھولک مورخین نے یہ قبول کیا ہے کہ حکومت ملکی کو حق تعلیم جبری بشرکت

افسران ملت حاصل ہے۔ کیتھولک کی ابتدائی سیک لوپیڈیا اسکی یون تعریف کرتی ہے کہ (۱) فریق کیتھولک کے والدین ساکن جرمنی نے تسلیم کرلیا ہے کہ مدرسہ کی تعلیم اونکی اولاد کے لیے فائدہ مند ہے اور نظر بحالات موجودہ نہایت ہی ضروری ہے ہمیشہ افسران مذہب نے اس معاملہ مین کسیقدر کوتاہی کی ہے لہذا ملک بشراکت ملت حاضری مدارس کو جبری کردیتا ہے۔ (۲) حکومت جس تعلیم کے دینے کا دعوی کرتی ہے وہ تعلیم محدود بالضرورت ہونی چاہیئے اور عبارت خوانی و خطاطی وچہار قواعد ابتدائی علم حساب و مذہب تک محدود رہنی چاہیئے۔ یہ بالکل غیر ضروری ہے کہ سات یا آٹھہ برس تک تعلیم جبری کی جاوے اور روزانہ پانچ یا چھہ گھنٹے ہوا کرے (۳) حکومت کو یہ حق نہین حاصل ہے کہ تحصیل علم معہودہ کے لیے مقام کی تشریح کرے۔ مقام کا تقرر والدین ہی کی راے پر محول کرنا چاہیئے (۴) مدارس خانگی یہ دعوی نہین کرسکتے کہ افسران ملکی کی نگرانی سے بالکل خارج ہین۔ مدارس خانگی پر لازم ہے کہ بشراکت ملک وملت کام کرین فقط

مترجمہ کمترین محمد عبدالواحد

اطلاع بخدمت خریداران رسالہ حسن

رسالہ حسن جو ماہوار زیر نگرانی و سرپرستی عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر حیدرآباد دکن سے نکلتا ہے اس مہینے سے چند عالی درجہ قدردانوں کی فرمائش سے مطبع مفید عام آگرہ سے جو چھاپنے کے فن میں مسلم اور نہایت پسندیدہ ہے شائع ہوتا ہے تاکہ اسکے اولوالعزم ناظرین کو خوبی مضامین کے ساتھ لوازم طبع کا بھی پورا لطف حاصل ہو چونکہ حیدرآباد کے مطابع سے باوجود کوشش ممکن نہیں ہوا اس سے مجبوراً اپنا حیدرآباد کا خاص مطبع بیکار کر دینا پڑا اور اخراجات کی تکلیف ہوئی - چنانچہ امید ہے کہ ہمارے اولوالعزم ناظرین بلحاظ کثرت و صرف اخراجات ضرور اپنا اپنا زر بقایا ادا فرما کے ممنون کرینگے اور اس علمی پرچہ کی سرپرستی فرما کر اپنی قوم کو جسمیں مختلف علوم و فنون کے اشاعت کی بہت ضرورت ہے اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دینگے

مطبع مفید عام آگرہ کو رسالے کے دیگر تعلقات سے کوئی بحث نہیں ہے اسلیے خط و کتابت و ترسیل زر بدستور سابق حیدرآباد میں نواب صاحب موصوف کے نام نامی سے ہونی چاہیے

چندہ سالانہ سال تمام عہ۵ کم آمدنی والوں سے للعہ اجرت اشتہار فی سطر

فی صفحہ ایک روپیہ

الراقم - محمد یوسف منیجر رسالہ حسن حیدرآباد دکن

جلد ۴   نمبر ۸

حسن

بابت ماہ اگست ۱۸۹۳ء

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان و للہ الحمد کہ خاص و فی مرحوم طبع شد

۱۸۹۳ء

سنہ ۱۸۵۷ء

إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ

ہندوستان کی تاریخ مین سب سے بڑا تعجب خیز اور حیرت انگیز واقعہ غدر سنہ ۱۸۵۷ء کا ہے جسکو اسوقت تک صرف ۴۳ سال ہوچکے ہین۔ سن رسیدہ بڈہے جنکی آنکہون کے سامنے یہ پُرشور ہنگامہ گذر چکا ہے بہت کچھہ حالات بیان کرسکتے ہین لیکن اونکی جہوٹی بہادریون کے افسانے اونکے جہل اور ناقابل یقین جوانمردی کے قصے نہ اس قابل ہین کہ مہذب کان اوسکو سن سکین اور نہ اونکے سن لینے سے کسی قسم کے فائدہ کی امید کیجا سکتی ہے۔

اس بڑی جماعت مین ضرور ایسے لوگ بہی ہین جنہون نے اوسوقت کارنمایان کیے نیک چلنی ایمانداری سے اپنے متعلقہ فرائض کو انجام دیا اور کامیابیان حاصل کین مگر اونکی معلومات کا دائرہ بہی اونہین واقعات تک محدود ہے جو اونکے ہاتہون سرزد ہوئی ۔ سچ یہ ہے کہ شورش اور جوش ہندوستانیون کو تہا ظلم و خونریزی جو انگریزون کے لیے جائز رکہی گئی یہ سب باتین اون سے معلوم ہوجائینگی لیکن پولیٹکل معاملات کی کافی واقفیت اونکے بیانات سے حاصل نہین ہوسکتی ۔

غدر کے ایسے پُرشور ہنگامہ کیلیے جو اسباب واقعی ہونگے وہ نہ اونکو معلوم ہین اور نہ یہ ممکن ہے

کہ اونکی زبان سے سننے والون کو معلوم ہوسکین - ہان صرف اسقدر کہ چربی لگے ہوئے کارتوس غدر کے باعث ہوئے -

غدر کے بعد سے بہ تدریج تعلیم کو ترقی ہوتی گئی یہان تک کہ ۳۶ سال کی مدت مین بہت سے کالج اور یونیورسٹیان بنگئین صدہا ہزارہا ہندوستانی اعلی درجہ کی تعلیم حاصل کرکے اعلی مراتب کو پہنچگیے -

اس تعلیم نے علم کا شوق نئی نسل مین بہت کچھہ پیدا کردیا اور علوم مختلفہ کی واقفیت کا ذوق بکثرت ملک مین پہیل گیا -

تاریخ دنیا کے علوم مین میرے نزدیک سب سے بڑا اور سب سے زیادہ مفید علم ہے - ہمارے وہ بزرگ جنہون نے حیات ابدی اختیار کرلی ہے اور جنکا خون ہماری رگون مین جوش مار رہا ہے اور جو ہمکو آمادہ کر رہا ہے کہ ہم بہی ویسے ہی بنین جنکو مرے ہوئے صدیان گذرگئین اون سے ملنے اور اونکی وہ باتین سننے کے لیے جو مدتون کے تجربات کا نتیجہ ہین صرف ایک علم تاریخ ہے دوسرا کوئی نہین -

جن لوگون نے ملک فتح کیے - جنہون نے مذہب کو ترقی دی اور جنہون نے علوم وفنون کی بنیاد ڈالی اور اپنی مضبوط کوششون سے اون علوم کو دنیا کے مختلف حصون مین پھیلایا اونکی روحین زندہ ہین جو تاریخ کی کتابون سے نکلکر اون راہون کی طرف اشارہ کر رہی ہین جو اونکے زیر قدم آچکی ہین اور جنپر چلنے سے ہم بہی ویسے ہوسکتے ہین جیسے کہ وہ تھے -

خلاصہ یہ کہ سب سے زیادہ بیش قیمت علم تاریخ ہے جسنے ہمیشہ سے دنیا کے ہر حصے مین

بہت کچھہ دلچسپی پیدا کی اور ایک ملک سے دوسرے ملک ایک قوم سے دوسری قوم مین پہنچکر
نئی نئی ترقیان کین - خصوصاً اس روشن زمانے مین جبکہ تعلیم کی پاک کرنین اپنی صاف روشنی
سے ساری دنیا کو روز روشن کیطرح منور کرتی جاتی ہین تاریخ بہت کچھہ ترقی کر رہی ہے مگر
باوجود اس ترقی کے اب تک ہمارے پاس ایسا کافی سامان نہین ہے جسکے ذریعہ سے
ہم قدیم واقعات کی پوری واقفیت حاصل کرسکین - شاید یہی وجہہ ہے کہ ہندوستانیون کی
گذشتہ بدشوقی نے غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات کو بھی یکجا نہین کیا اور نہ ایسے عظیم الشان حادثہ کے
وقوع کے اسباب ظاہر کیے اور یہ کیونکر ہوتا کیونکہ وہ لوگ خود ناواقف ہونگے - انگریزی تاریخین
اپنے مظالم و مصائب کا حال بہت کچھہ بتا سکتی ہین مگر افسوس کہ اسباب غدر کی واقفیت سے
وہ بھی محروم ہین ایسی حالت مین ہم کیا کرسکتے ہین سوا اسکے کہ اونہین کتابون کے مضامین اور
غدر دیکھنے والون کے بیانات سُنکر ایک جدید راے بجاے خود قائم کرلین یا انہین دانشورون
کے خیالات سے اتفاق کرلین جنہون نے مصیبت جھیلکر اس جانب غور کیا ہے -

ہمکو اسوقت یہ دیکھنا ہے کہ غدر کیون ہوا ہندوستانیون کو ایسی سخت شورش کسلیے ہوئی
اور انگریزون پر اس قسم کے مصائب کیون گذرے - اس اہم مسئلہ پر غور کرتے وقت ہمکو پہلے
یہ دیکھنا چاہیئے کہ اوس زمانہ مین انگریزون کے خیالات کیا تھے - اور معاملات کیسے - اسمین
کوئی شک و شبہہ نہین کہ انگریزی حکومت کو قائم ہوئے اوسوقت ۷۵ سال کا زمانہ گذر چکا تھا -
بہت سے ہندوستانی ملکون جزیرون پہاڑون اور جنگلون پر انکا قبضہ ہوچکا تھا اور بہت کچھہ قوت
و استحکام سلطنت کو پیدا ہوگیا تھا - یہی وجہہ تھی کہ بڑے بڑے عہدہ دار انگریز جو تعلیم یافتہ اور

مہذب کہے جاتے تھے اپنے زور و قوت پر متکبر اور مغرور ہو گیے تھے - اونکا کبر و نخوت ہندوستانیون کی ملاقات یا طرز معاشرت اور طریق سیاست سے بہت کچھ ظاہر ہوتا تہا - اونکے اخبار اون کی میگزین علانیہ اور فخریہ لکھا کرتے تھے کہ "تمام اگلے اہل مذہب او عالم کے بڑے بڑے بادشاہ جنکی نیتین ملکات ہند پر لگی ہوئی تہین کسیطرح اس ملک پر قابض نہین ہو سکتے تھے مگر دولت برطانیہ نے عقل کی مدد اور کوشش کی مضبوطی سے جہان گردی اور رویانوردی کر کے عمدہ تدابیر اور مفید افکار سے اس ملک پر قبضہ کر لیا -

یعنی دنیا کی بادشاہتین اس تمنا مین تہین کہ علاوہ موروثی سلطنتون اور محروسہ ملکون کے دوسری ولایتون یا ملکون کا ایک ٹکڑا ہی اگر ہاتھ لگے تو اوسپر کسی عمارت کی بنیاد ڈالین یا کسی شہر کو احاطہ سلطنت مین داخل کرین مگر دولت انگریزی نے سہل وسائل سے ایک وسیع ملک کو اپنی سلطنت مین داخل کیا اور پانسو کروڑ آدمیون پر عمدہ اصولون اور تدبیرون سے حکومت اور بادشاہت کی "

یہ متکبرانہ خیالات انگریزون کے تھے اور معاملات کی حالت یہ تہی کہ غدر سے تہوڑے ہی بیشتر ہندوستان کی بعض ریاستون مین دست اندازی کی گئی رئیس معزول کیے گیے اونکے ملک چہین لیے گیے -

مثلاً سلطنت اودہ کے نزاع کا مسئلہ ہے کہ واجد علی شاہ کی عیاشی اور ناچ رنگ نے ملک مین اندہیر ڈالدیا ملک کا انتظام خاطر خواہ نہو سکا ملک ضبط کیا گیا اور واجد علی شاہ کلکتے بہیجدیے گیے -

مگر معاملات کا اندازہ کرنیوالے اور انگریزی حکام کے خیالات کی جانچ کرنیوالے اگر اسکو ظلم نہ سمجھین گے کہ ملک چھین لیا گیا تو کیا وجہ ہے کہ ان دلشکن باتون کو بھی بلالحاظ چھوڑ دین ۔ ملک کی ضبطی کے ساتھہ جو کچھہ محل و مکان بادشاہی تھا سب ضبط ہوگیا اور نیلام کردیا گیا اودہ کا ملک لیکر صرف پندرہ لاکھہ سالانہ پنشن واجد علی شاہ کی مقرر کی گئی ۔ اور جب بادشاہ کے مان بھائی انگلینڈ پہنچکر ملکہ معظمہ کے سامنے بعض مظالم کے دادخواہ ہوئے تو اونکی فریاد پر لحاظ کرنا کیا معنی کسی نے سنا تک نہین یہانتک کہ اون دونون مصیبت زدہ نے اپنی بیش قیمت جانون کو فرمانروا ے انگلستان کے نذر و تصدق کر ڈالا ۔

ریل اور تار کے جاری کرتے ہی یون اس قسم کی کوششین کیگئین کہ انگریزی طرز معاشرت کا اثر بھی ملک پر ڈالا جائے جبکہ ہندوستانی دوسری قسم کی تعلیم پائے ہوئے تھے اور دفعتاً اس راہ پر آنیوالے نہ تھے ۔

علاوہ سلطنت اودہ کے اور ممالک اور ریاستین جو اوسوقت ضبط کیگئین اور جو بیجا اصول بعد ضبطی صوبجات کے اختیار کیے گیے یا جو برتاؤ بعد کو دیسی ریاستون کے ساتھہ ہوا وہ انگریزون کے خیالات اور غلط اندیشیون کا پورا ثبوت ہین ۔

صرف اس خیال پر کہ سکھہ لوگ جب تک ذرا بھی ذی اختیار رہینگے بے فساد کیے ہوئے باز نہ آوینگے اور ہمیشہ کے لڑائی جھگڑون مین صدہا ہزارہا جانین ناحق تلف ہوا کرینگی ملک پنجاب کی ضبطی کا حکم صادر کیا گیا جو ۲۹ مارچ کو لاہور مین جاری اور مشتہر ہوا اور پانچ لاکھہ روپیہ بطور پنشن دلیپ سنگھہ کیلیے مقرر ہوا اور فرخ آباد مین رہنے کا حکم دیا گیا ۔ مول راج کو دریاے شور کی

سزا ہوئی۔ شیر سنگہہ اور چتر سنگہہ کو کلکتے مین نظر بند رہنے کیلیے حکم ہوا اور تمام خزانہ وتوپ خانہ ملک پنجاب کا سرکار کے قبضے مین آیا جسمین مشہور ہیرا کوہ نور بہی تہا جو ملکہ معظمہ کے زینت تاج ہونے کیلیے بطور نذر لندن بہیجا گیا۔

اسیطرح برہما کی جنگ عظیم الشان جو چہوٹی سی بات پر ہوئی اور اوسکا نتیجہ بھی صوبہ پیگو کی ضبطی ہوا۔ یہی معاملات بعض اور راجاؤن اور رئیسون کے ساتہہ پیش آئے جو اہلِ ہند کے خیالات کو گورنمنٹ کیطرف سے برہم کردینے کیلیے بخوبی کافی تھے۔

مین اسبات کو آزادی کے ساتہہ کہدینے مین ذرا بہی تامل نہین کرتا کہ غدر کی بنیاد لارڈ ڈلہوزی کے ہاتہون پڑی۔ ڈلہوزی غیر منتظم۔ پست ہمت۔ طماع۔ کوتہ اندیش۔ اور سخت مزاج گورنر تہا۔ عہدہ گورنری کے لیے جس قسم کا مدبر۔ دوراندیش۔ عاقل۔ ذی علم۔ تجربہ کار۔ اور رحمدل آدمی کی ضرورت تہی اسکے خصائل اور اخلاق بالکل اِن اصولون کے خلاف تھے۔

لارڈ ڈلہوزی کے اصول معدلت اور طریق سیاست نے ہندوستانیون کے خیالات مین بہت کچہہ برہمی پیدا کی اور جسقدر جان و مال ہندوستانیون یا انگریزون کا برباد ہوا اوسکا بڑا سبب ڈلہوزی کی کارگزاریان ہین۔ وہ رئیس اور بہلے آدمی جو تمام تر سرکار کے ساختہ پرداختہ تھے اور جنکی تمناؤن پر گورنمنٹ انگریزی نے ملک ہند مین سلطنت و حکمرانی حاصل کی اور جس سرکار کی نسبت ہمیشہ وہ لوگ خیر خواہی ظاہر کرتے رہے اس آتش فساد کے فرو کرنے مین ذرا بھی مدد نہ کرسکے بلکہ اولٹی آگ بہڑکانے مین شریک ہوگیے۔

کیا معزول شدہ رئیسون اور راجاؤن کے اپنی ریاستون اور ملکون پر دوبارہ قابض ہونے کی تمنا اور وقتاً فوقتاً اپنے حقوق کا اظہار ایسا نہ تھا جیسا کہ اظہار حقیت کیلیے **انگلینڈ** والے اپنے بادشاہ **چارلس** سے لڑے۔ کیا آزادی کی تمنا وہ تمنا نہ تھی کہ جسکے لیے اہل فرانس اپنے شاہنشاہ **لوئیس** سے منحرف ہوگیے تھے۔

گورنمنٹ سے اتحاد کی آرزو وہ آرزو نہ تھی جسنے **اطالیہ** کی سلطنت قائم کرائی تھی۔ مگر نہین یہ کیسے ہوسکتا تھا ہندوستان تو وحشیون کا ملک ہے ہندوستانی غیر مہذب غیر تعلیم یافتہ تھی اونمین وہ بات کہان جو یورپ یا یورپ والون کو حاصل ہے۔ ہندوستانی تختہ مشق ہمیشہ **محمد شاہ تغلق** کے ایسے ظالم بادشاہ کی جوتیان سیدہی کرتے رہے۔ اور **نادرشاہ** کے ایسے خونریز اور سفاک فرمانروا کی اطاعت مین گردن جہکائے رہے اونمین یہ شورش کہان پیدا ہوسکتی تھی کہ گورنمنٹ کی مخالفت مین علم بغاوت بلند کرین اور یورپ والون کا سا جوش و خروش یا بہادری دکہا سکین۔ افسوس یہی خیالات انگریزی حکام کے تھے جنہون نے آفت ڈہائی۔

انصاف ہمکو اس کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ اگر ان خیالات سے وہ بگڑتے نہین تو اونکی آزردگی ہرگز بیجا نہ تھی۔ اور کانشینس ہمسے زبردستی کہلواتا ہی کہ اگر علانیہ نہ بگڑتے تو ان باتون سے برا ماننا قابل اعتراض نہ تہا۔

بلاشبہہ لارڈ ڈلہوزی کی غلط اندیشیون اور انگریزی حکام کی راے اور خیالات ضرور اہل ہند کے برہمی کا کافی ذریعہ تھے اور جن خیالات سے اونکی مخالفت کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا

وہ بیشک انگریزی حکام کی ناعاقبت اندیشی سے پیدا ہو گیے تھے -

ایسے نازک وقت مین جبکہ قلوب مین کشیدگی اور دلون مین ناراضی پھیلی ہوئی تھی ایک بڑا ستم یہ ہوا کہ **انفلڈ ریفل** جو فوج مین تعلیم کے لیے تقسیم کیا گیا اون کے کارتوسون مین چربی کی آمیزش کا شبہہ ہوا جس پر فوج والون نے کہا کہ یہ چربی سور اور گاے کی ہے -

عام خیالات کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستانی فوج کا یہ بالکل وحشیانہ خیال تھا اور اسکی کوئی اصلیت نہ تھی لیکن نہین - ایمان - ہمکو غور کرنے پر مجبور کرتا ہے - ایک ایسی افواہ جو فوراً مشہور ہوئی اور جسنے ہندوستان کے ہر گوشہ مین غدر کر دیا کہانتک بے اصل ہو سکتی ہے - ضرور کچھہ اصلیت ہے - ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ درحقیقت اِن کارتوسون پر چربی لگائی گئی تھی یا نہین اور اگر چربی تھی تو کس چیز کی -

یہ کارتوس ولایت سے طیار ہو کر ہندوستان مین آئے تھے جہان چربی کا استعمال بہت زیادہ ہوتا تھا بھیڑ اور بکری کی چربی گران قیمت تھی اور اسیوجہ سے کم مستعمل - غالباً نہین جانورون کی چربی ہو جو انگلستان مین زیادہ رائج ہو اور انگلستان سے کلکتے وغیرہ مین انگریزون کے درمیان آیا کرتی ہو -

گریز - انگریزی مین چکنائی کو کہتے ہین خواہ از قسم چربی ہو یا تیل - انگلستان مین بجاے چکنائی کے اکثر چربی کام مین آتی ہے کیونکہ تیل بھی اکثر چربی ہی کا نکالا جاتا ہے - اور گھی کا تو نام ہی نہین جانتے - تیس - سرسون وغیرہ کا تیل ہوتا ہے لیکن گران بکتا ہے -

الحاصل سرکار نے جسطرح بجاے توڑہ دار بندوقون کے پتھر کلا اور بجاے پتھر کلے کے

ٹوپی دار بندوقین فوج مین جاری ورائج کین اوسیطرح ایک نئی قسم کی بندوق یعنی انفلڈ ریفل جاری کی اوسکے چلانے کی ترکیب یہ تھی جسکی ہدایت کارخانہ انگلستان سے ہوئی تھی کہ ان بندوقون کی نلی تنگ ہوتی ہے اسلیے اوسکے کارتوسون پر گریز کا استعمال ضروری ہے کیونکہ شاید کارتوس بیچ ہی مین اٹک رہے - اسلیے کلکتے کے میگزین والون نے مطابق دستور ولایت کے چربی کارتوسون پر لگادی -

چربی کے کارتوسون نے جسوقت تھوڑا تھوڑا اثر فوج مین پیدا کردیا تھا اوسوقت بنگال احاطہ کے **انسپکٹر جنرل** توپخانہ کو ایک چٹھی لکھی گئی جسمین دریافت کیا گیا تھا کہ کارتوس مین کس چیز کی چکنائی لگائی جاتی ہے اگر استعمال چربی کا ہے تو کیا بھیڑ بکری کی چربی کام آتی ہے یا گائے بیل اور سور کی چربی بھی اوسمین ملائی جاتی ہے - اسپر انسپکٹر جنرل نے لکھا کہ "چکنائی چربی اور موم کی لگائی جاتی ہے اور چربی کیلیے ایک آدمی کو ٹھیکہ دیدیا گیا ہے مگر اوس سے ایسی کوئی شرط نہین ٹھہری کہ وہ گائے اور سور کی چربی اوسمین نہ ملائے - شروع مین جو کارتوس گورون کی پلٹن کے لیے بنائے گیے تھے شاید اوسی مین سے کچھ دمدمے کے لیے بھیجدیے گیے -

انسپکٹر جنرل نے یہ بھی لکھا کہ "ہمکو اسکا افسوس ہے کہ ہندوستانی سپاہیون کے لیے بے چربی کے کارتوس نہین اور نہ ہمکو اس بات کا خیال رہا -

الغرض یہ خیال بالکل غلط نہین ہوسکتا ہے کہ کارتوسون مین سور اور گائے کی چربی نہ تھی اور اگر یہ امر تسلیم بھی کرلیا جاوے کہ درحقیقت سور اور گائے کی چربی شامل نہ تھی تو جس حالت مین

کہ یہ امر مسلم ہے کہ چربی ضرور تھی گو کسی چیز کی ہو پس اگر ہندوستانیون کو اس قسم کا شک ہوا یا اوسکے استعمال سے کراہت معلوم ہوئی تو نہ کوئی محل تعجب ہے نہ اعتراض۔

۲۲ جنوری ۱۸۵۷ء کو کپتان ریٹ نے سترہوین پلٹن کے اپنے کمانڈنگ افسر میجر بانٹین کو اس مضمون کی رپورٹ کی کہ یہان دمدمے مین جو القلڈ رپفل بغرض تعلیم دیا گیا ہے اوس سی ہندوستانی سپاہی بہت گھبرا رہے ہین اور کسی بدمعاش نے یہ بھی افواہ اُڑا دی ہے کہ کارتوسون مین گائے اور سور کی چربی لگی ہے اور سپاہیون کو اس افواہ کا اسوجہ سے یقین ہو گیا ہے کہ کسی خلاصی نے میگزین کے ایک سپاہی سے پانی کا لوٹا مانگا تھا جب اوسنے نہ دیا تو خلاصی نے کہا کہ کیون صاحب لوٹا دینے مین تو بخوف جانے دہرم کے آپ یہ انکار کرتے ہین لیکن جب سور اور گائے کی چربی لگے ہوے کارتوس دانت سے کاٹین گے تو فرمایئے کہ آپکی کیا ذات رہجائیگی۔

اور کل بھی رات کیوقت اکثر سپاہی مجھسے کہتے تھے کہ یہ افواہ تمام ہندوستان مین پھیلگئی اب جسوقت ہم لوگ اپنے گہرون کو جاینگے کوئی ہمارے ساتھ کہانا نہ کھائے گا اور نہ پانی پیئے گا مین نے اگرچہ اونکو بہت کچھ سمجھایا کہ بھیڑ کی چربی اور موم اسمین لگا ہوا ہے مگر سپاہیون نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین لیکن ہمارے بھائی بند نہ مانین گے۔ اگر آپ اجازت دین اور ہمکو ترکیب بتا دین تو ہم بازار سے مصالحہ لا کر اوسکو اپنے ہاتھ سے بنالین گے۔

دو ایک دن کے بعد جب پریڈ پر سپاہیون سے پوچھا گیا تب بھی سپاہیون نے یہی کہا کہ ہم لوگون کو اسمین چربی کا شبہہ ہی ہمکو اجازت ہو کہ ہم لوگ بجاے چربی کے کارتوسون پر تیل اور موم لگا دین۔ جرنل ہیرسی نے اس مضمون کی رپورٹ ڈپٹی ایجوٹنٹ جرنل کو کی اور سپاہیونکی

درخواست کاذکر اوسمین کرکے اوسکی منظوری اصرار کے ساتھہ طلب کی وہان اسقدر تساہل ہوا کہ تین روز تک یہ مسئلہ زیر بحث رہا بعدہٗ ملیٹری ڈپارٹمنٹ مین سکرٹری کے پاس بہیجا گیا وہان سے ۲۷ جنوری کو جواب آیا کہ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل جنرل ہیرسی کی تجویز کو منظور کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ جہان جہان انفیلڈ رفل بندوقین تقسیم ہوئی ہین وہان کے سپاہیون کو اوسکے استعمال نکرنیکا اختیار دیا گیا ہے - مگر واہ رے سہل انگاری کہ اس اشتہار کی اشاعت بھی فوراً نہوی اور اوسی وقت گریٹڈ نہ کیا گیا حتیٰ کہ غدر ہوگیا اور ہندوستانی سپاہیون نے اپنا کام شروع کردیا -

دمدمے والون نے بہرامپور والی اونیسوین پلٹن کو اپنے ساتھہ ملالیا اور ۱۹ فروری کی رات کو اس پلٹن کے سپاہی یکایک پریڈ پر جاکر اکہٹا ہوگیے اور کرنل مچل کمانڈنگ افسر اسبات کے سنتے ہی دو توپ اور ایک سوانشی گورے جو چہاونی مین موجود تھے لیکر پریڈ پر گیے اور پلٹن کے سپاہیون سے اسکا حال دریافت کیا تو اونہون نے صاف جواب دیا کہ ہمنے سنا ہے کہ آپنے ہم لوگون سے لڑنے کیلیے گورون کی فوج درصورت انکار کرنے کاٹنے ان کارتوسون سے طلب کی ہے اسلیے ہم لوگون کو یہ اضطراب ہوگیا ہے - کرنل مچل نے ان لوگون کو بخوبی سمجہایا اور اون سے اوسیوقت ہتیار رکھوالیے اور کارتوس بھی منگواکر اونکو دکھلائے بہت سے کارتوسون کی نسبت تو اونہون نے مانا کہ اونمین چربی نہین ہے لیکن بہتون کی نسبت اونہون نے کہا کہ انمین چربی لگی ہوئی ہے - اسپر کرنل مچل نے کہا کہ اب بندوق کے بہرتے وقت کارتوس دانت سے نہین کاٹنے پڑینگے بلکہ ہاتھہ سے توڑ کر بہرنے ہونگے - الحاصل سپاہیون نے

اسیوقت راضی ہوکر بدستور اپنا کام شروع کردیا جب اس مضمون کی اطلاع گورنر جنرل† کو ہوئی تو اونہون نے اونیسوین پلٹن کو بارکپور مین بلاکر اوسکا نام کاٹ دیا۔ سب سپاہی اور افسر ہندوستانی دفعتاً موقوف ہوگیے اور سب کے ہتیار پریڈ پر تمام فوج کے روبرو رکہوا لیے گیے۔

گورنر جنرل کی اس سو تدبیری اور بے غوری نے اب تمام فوج کو اور بھی بددل کردیا اور اونکے خیالات مین زیادہ پختگی آگئی جسکا نتیجہ فوراً یہ ہوا کہ بارکپور کی چونتیسوین پلٹن کے ایک سپاہی نے اپنے افسر پر ہتیار چلایا اور جو سپاہی وہان موجود تھے اونہون نے اپنے افسر کے بچانے سے بھی اغماض کیا۔ اسپر گورنر جنرل نے سات کمپنیان اوس پلٹن کی موقوف کردین اور ایک سپاہی اور ایک جمعدار کو حکم پھانسی کا دیا اور ستر ہوین پلٹن کے دو سپاہیون کو بجرم سازش کالے پانی بھیجدیا۔

یہ باتین اور بھی سونے پر سہاگہ ہوگیئن۔ لارڈ کیننگ کو خیال تہا کہ اس سخت برتاؤ سے اہل ہند کے دلون پر انگریزی گورنمنٹ کی جانب سے کچھہ رعب وہراس پیدا ہوجائیگا مگر برعکس اوسکے ان باتون کا نتیجہ اوسکی امیدون کے بالکل خلاف ہوا۔ یہانتک کہ میرٹھہ مین ۵ مئی کو جسوقت قواعد کے لیے کارتوس تقسیم ہوے تو تیسرے رسالے کے ۸۵ سوارون نے اونکے لینے سے بالکل انکار کیا تب اون سوارون کیواسطے ۹ مئی کو کورٹ مارشل سے پابزنجیر ہوکر بامشقت چھہ برس سے دس برس تک قید رہنے کا حکم ہوا اور اونکو جیلخانہ مین بھیجدیا۔

† اسوقت مین عہدہ گورنری پر بجاے ڈلہوزی کے لارڈ کیننگ آگیا تہا اور اس قسم کی تہدید اور تشدد اوسی سے واقع ہوتا گیا۔

اِس ذلت کو فوج والے برداشت نکر سکے اور ۱۰ مئی کو اتوار کے دن شام کیوقت چھاونی کے سب ہندوستانی سپاہیون نے بلوہ کردیا اور لین مین آگ لگادی اور یورپین عورتون اور بچون کو جو سامنے آتا گیا برابر قتل کرنے لگے رسالے کے سوارون نے جیلخانہ مین جاکر اپنے ساتھہ کے سوارون کو چھڑالیا اور تمام قیدیون کو رہا کردیا شہر کے بدمعاش بے فکرون نے ان لوگون کے ساتھہ ملکر پورا غدر برپا کردیا۔

الغرض یہ پرشور حادثہ انگریزی قوم کی بداقبالی۔غرور اور بیجا نخوت کا نتیجہ تہا جسکا کافی ثبوت اون واقعات سے ملیگا جو ہم آئندہ لکہین گے۔

اوّل غلطی لارڈ ڈلہوزی کی تھی جسنے اپنی شدت طمع مین ہندوستان کی مختلف ریاستون پر قبضہ کرکے وہان کے رئیسون کو معزول کرکے سلطنت کا دشمن بنالیا اور سارے ہندوستان مین آگ لگاکر خود تو ٹھنڈے ٹھنڈے انگلینڈ کا سفر کیا اور ساری مصیبت لارڈ کیننگ کے سر ڈالی۔

ڈلہوزی نے پنجاب پر قبضہ کیا۔برہما پر قبضہ کیا۔اودہ کو ضبط کیا۔ناگپور کو لے لیا۔تنجور چہین لیا۔جہانسی پر تسلط ہوا۔برار نظام حیدرآباد سے لیا گیا۔

انگریزی مورخین ڈلہوزی کی نسبت کہتے ہین کہ یہ ایماندار اولوالعزم اور دوراندیش گورنر تہا مگر اس رائے کی وقعت کچھہ اسکے واقعات پر غور کرنے سے بخوبی ہوسکتی ہے۔

جس قسم کے کام ملکی فلاح وبہبودی کے اوسنے کیے اون سے چشم پوشی نہین ہوسکتی ہم مانتے ہین کہ اوسنے ریل۔تار جہاز وغیرہ ہندوستان مین رواج دیکر ہم لوگون پر ایک دائمی احسان

کیا ہے مگر مختلف صوبجات کی ضبطی بہی ایک سنگین مسئلہ ہے گو وہ نیک نیتی سے ہوا ہو مگر جو نقصانات اوسکے اِس فعل سے بعد کو پیدا ہوے وہ اوسکے تمام کارنامون پر پانی پہیرنے والے ہین -

ڈلہوزی کے ہندوستان چہوڑنے پر اوسکے قائم مقام لارڈ کیننگ نے آکر جس قسم کی عمارت کی بنیاد ڈالنی چاہی وہ ضرور عمدہ تہی مگر افسوس تقدیر کا خراب تہا جو بدنامیان ڈلہوزی کے لیے تہین وہ اسکی تقدیر کے ہاتہون اسکے نامۂ اعمال مین لکہی گئین -

سچ ہے کہ اضطراب کیوقت آدمی باولا ہوجاتا ہے - ڈلہوزی نے جو آگ ہندوستان بہر مین لگادی تہی اوسکا بجہانا مشکل تہا اوسکے انگلینڈ پہنچتے ہی اوس آگ کے شعلے بلند ہوگیے لارڈ کیننگ نے لاکہہ بجہانا چاہا مگر نہ بجہ سکے سارے ملک مین چہار طرف پہیل گیے اور تمام انگریزی عملداری کو خاک سیاہ کر ڈالا - اور سمجہتے کسطرح کیننگ گہبرا گیا اوس سے جو کچہہ واقع ہوا وہ بدحواسی سے ہوا جو حرکت کی وہ آگ کی اور بہی بہڑکانے والی تہی - وہ بجاے اسکے کہ تالیف قلوب سے کام لیتا سختیان کرنے لگا جس سے شورش کو ترقی ہوتی گئی اوس سے ہندوستانیون کی دلدہی نہو سکی وہ فوج پر جو بقاء ملک کا ذریعہ ہے تشدد کرنے لگا - اوسکو دیکہنا چاہیے تہا کہ ڈلہوزی کے کرتوتون نے سارے ملک کو دشمن بنادیا ہے فوج کیلیے جو پالیسی اختیار کرنی چاہیے تھی وہ دوسری ہی تہی - حکمت عملی - خاطرداری اور مہربانی سے برتاو کرنا تہا نہ کہ ظلم و سختی - جو پولیٹکل مصلحتون کے اوسوقت خلاف تہی -

فوج سے مخالفت کرنا گویا اون معزول شدہ رئیسون اور راجاؤن کا زور بڑہانا تہا جو اپنی

ریاستون سے علیحدہ ہو کر اب موقع کی گھات مین تھے۔ آخر یہی ہوا کہ اونکو ایک بڑی فوج اپنا دلی بخار نکالنے کیلیے ملگئی اور علانیہ کہل کہیلے۔

کیننگ مستقل مزاج نہ تہا نہ اُسکے تیز مزاج مین حلم و تحمل تہا بلکہ وہ جلد باز اور غصہ ور تہا اوسکی غلطیان بہم ہوتی گیئن وہ فوج کی شورش دیکہہ دیکہہ کر اوسکو بار بر موقوف کرتا گیا اور سزائین دیتا گیا جسکا نتیجہ آخر الامر اوسکے لیے بہت زہریلا ہوا۔

ڈاکٹر اسمائیل۔ کہتا ہے کہ "اعلیٰ درجہ کا چالچلن قائم کرنے کے لیے ہمیشہ اپنے نفس کی نگرانی۔ طبیعت کی پابندی۔ اور مزاج پر خود اختیاری حاصل کرنیکی بہت ضرورت ہے۔ اگرچہ اسکے عملدرآمد مین بہت سے اسباب مانع و سد راہ ہونگے چندروزہ ناکامی کا سامنا ہوگا طرح طرح کی دقتون اور مشکلون کا مغلوبانہ طور پر مقابلہ ہوگا لیکن انسان کو دلجمعی اور مستقل مزاجی سے کام لینا چاہیے اور مؤخرانہ کامیابی سے مایوسی اور ناامیدی نکرنا چاہیئے۔

مہربانی اور خاطرداری ہر وقت مین بہت کار آمد ہے اور ہر مشکل مین کامیابی کیلیے مہربانی اخلاقی فلسفہ کا اصل الاصول ہے۔ خاطرداری۔ مہربانی۔ اور فیاضی شریفانہ چال چلن کے لیے بنی نوع مین زیادہ کار آمد ہے یہ ایسی عمدہ صفتین ہین کہ بغیر کوڑی پیسے کے ہم سارے عالم کو خرید سکتے ہین۔

الغرض کیننگ کی طرف سے بہی سوء تدبیری اور عجلت ہوتی گئی جسکا نتیجہ بددلی اور بدگمانی ہوتا گیا۔ ایسے نازک وقت مین فوجی حکام بہی جسقدر تھے اونکی عقلین ماریگئی تہین وہ تو یہ جانتے تھے کہ ایک فوجی گورا ہندوستانی فوج پر اسطرح حکومت کرسکتا ہے جسطرح گلہ بان اپنی بہیڑ بکری

کے غولون پر حاکم ہوتا ہے۔

سول سروس کے عہدہ دار بھی جسقدر تھے اتفاق وقت سے اس قسم کے خیال کے لوگ اکٹھے ہو گیے تھے اور اکثر فوجی حکام ہی اوسوقت عدالتون مین مامور تھے۔

ان لوگون کے خیالات اور معاملات نے غدر کو اور بھی بڑہایا جو حرکت کی وہ انوکھی مثلاً غدر کی کیفیت سُنکر کلکٹر گورکھپور نے اپنا خزانہ حفاظت کے لیے اعظم گڈہ بھیجدیا اور اعظم گڈہ کی کلکٹر نے اوسی بنارس روانہ کرنا چاہا تو پلٹن والے جنکے پہرے مین وہ خزانہ تہا اس بات پر ناخوش ہوکر باغی ہو گیے۔ بنارس مین اسکی خبر ہوتے ہی ۴ رجون کو کرنل نیل نے یہ مناسب جانا کہ ہندوستانی سوار سپاہیون سے ہتیار لے لیے جاوین اوسوقت بنارس مین ایک پلٹن ہندوستانی اور ایک سکہون کی اور ایک رسالہ موجود تہا جب انکو پریڈ پر بلاکر حکم ہتیار رکھدینے کا سنایا گیا تب وہ بہری تو بین اور گورون کی فوج دیکھکر گھبرا گیے چاہا کہ اپنے افسرون پر حملہ کرین لیکن بہت سے تو وہین گورون کے ہاتھون مارے گیے اور باقی جو بچے وہ جونپور کی راہ سے اودہ کو چلے گیے انکے جانے سے جونپور مین بہی فساد ہو گیا اور اودہ مین اس غدر نے اپنا اثر کیا بنارس کا یہ حال سُنکر ۶ رجون کو الہ آباد مین سپاہیون نے بلوہ کردیا۔

العرض ابتدائی غلطیان تمامتر انگریزی حکام سے ہوگئین جنکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ سارے ملک مین غدر مچگیا۔ امن و آسایش کی زندگی مصیبت مین پڑگئی جان و مال کا نقصان ہوا وہ شور و ہنگامۂ قیامت برپا ہوا کہ الامان الامان۔ گھرون کے دروازے بند بیٹھنا دشوار اور کچھہ یہین تک نہین بلکہ جو کچھہ ہونا چاہیے تہا سب کچھہ ہوا یہانتک کہ ہندوستان کی تاریخ مین غدر سب سے

بڑا واقعہ ہو گیا۔

خلاصہ یہ کہ ان تمام واقعات پر نظر کرنے سے یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ غدر کے اسباب کچھہ ہی ہون لیکن سب سے بڑا بین اور معتبر سبب خود انگریزی حکام کی غلط پالیسی ہوئی ہے یا اونکا بیجا غرور و نخوت خدا کو ناپسند ہوا ہو۔

متواتر غلطیان کچھہ قصداً کچھہ سہواً انگریزی قوم کی جانب سے ہوتی گئین جسکا نتیجہ خود اونہین کیلیے جانکاہ ہوا۔

لارڈ ڈلہوزی نے اس قیامت خیز سانحہ کی بنیاد ڈالی لارڈ کیننگ اپنی سو تدبیری سے اوسکو منہدم نکر سکا اوسکی تمام تدبیرین اولٹی پڑین۔ فوج سے عاقل و دوراندیش حکام علیحدہ ہو گئے سول لائین مین ایسے ہی غلط اندیش عہدہ دار بہرتی ہوے جنہون نے ملکر غدر کو ہاتھون ہاتھہ بڑہایا۔

ہندوستانیون پر یہ الزام کہ انہون نے ظلم کیا بالکل غلط ہے جو کچھہ ہوا وہ سب انگریزون کے ہاتھون اون پر ہوا۔ وہ لوگ اخبارون اور رسالون مین جو مغرورانہ مضامین شائع کیا کرتے تھے اوسی غرور کی پاداشس مین ایک غیبی مار تھی جو منجانب اللہ نازل ہوئی اور حاکم حقیقی نے دکھا دیا کہ جس ملک اور جس قوم کو تم اپنا مفتوح جانکر بزدل اور کمزور تصور کرتے ہو وہ ایک آن مین تمکو ایسی سخت دقت اور مصیبت مین مبتلا کر سکنے کی قدرت رکھتی ہے

ہندوستانی ناشائستہ اور غیر مہذب تو تھے ہی جو کچھہ کیا وہ اونکی ناشائستگی کا سبب تھا مگر تعلیم یافتہ مہذب اور عاقل لوگ کیون ایسے ہو گیے جنہون نے اپنے ہاتھون اپنے

پیرون پر کلہاڑی ماری -

مین اس امر سے انکار نہین کر سکتا کہ ہندوستانیون نے ظلم کیا مگر مین اوس ظلم کو تعجب کی نگاہ سے نہین دیکھتا ہان افسوس کی نظر سے - اونہون نے جو کچھہ کیا وہ اونکو لازم نہ تھا

مین اس موقع پر بعض مختصر واقعات اس قسم کے درج کرنا چاہتا ہون جنسے معلوم ہو سکتا ہے کہ لارڈ ڈلہوزی نے جن رئیسون اور راجاؤن کے ملک لے لیے تھے اونہون نے کیا کیا اور کسقدر صدمہ اون لوگون کے دلون پر ملک چھن جانیکا تہا -

وہ لوگ باغی فوج کے سرغنہ بنے تھے - وہ لوگ اپنی ریاستون کے چھن جانے کا پورا بدلا انگریزون سے لینے والے تھے اور بہت سخت مصیبتون مین انگریزون کو مبتلا کرنے والے -

میرے دعوی کی تصدیق کے لیے مندرجہ ذیل واقعات ہین جنکو پڑہکر غدر کے پرشور ہنگامے کا اندازہ اور معزول شدہ رئیسون اور راجاؤن کا سلوک جو انگریزون کے ساتھہ ہوا معلوم ہو سکتا ہے -

باغی فوج جب لوٹ مار کرکے میرٹہہ سے بلا مزاحمت چاندنی رات مین روانہ ہو کر دوسرے روز دوپہر کو دہلی پہنچی تو خوب لوٹ مار کی اور جو کچھہ میرٹہہ مین کیا تہا وہ یہان بھی کیا -

بہادر شاہ خاندان تیموریہ کا معزول بادشاہ جو لال قلعہ مین قید تہا باغیون کا سرگروہ بنا اور ایک فوج جرار پیدل اور سپاہیون اور شہر کے بدمعاش بے فکرے لوٹیرون کی بڑی جماعت ساتھہ لیکر تمام انگریزی فوج و حکام و تمام انگریزی سوداگرون ملکی

عہدہ دارون اور اونکی میمون اور بچون کا قتل عام کرڈالا اور اس قلع و قمع کے بعد آخر خود بادشاہ بن بیٹھا۔

کانپور مین جب سپاہیون نے بلوہ کیا تو اونکا سرگروہ **نانہاراؤ** تھا جو بعد وفات باجی راؤ کے سرکاری پنشن سے ناامید ہوکر ٹھہور مین پڑا ہوا تھا اور انگریزون کی جانب سے دلی عناد رکھتا تھا موقع پاکر باغیون کا شریک ہوگیا اور سخت سخت مظالم کیے۔ صدہا ہزارہا میمون اور بچون کو قتل کیا چنانچہ ۴ ر جون کو فتحگڈہ سے کچھہ انگریز گنگا کے راستہ سے نانہاراؤ سے بیخبر چلے آتے تھے اونکو گرفتار کر کے تہ تیغ بیدریغ کرڈالا اور کانپور کی انگریزی فوج سے جھوٹا قول و قرار کر کے جب اونھون نے مورچے چھوڑ دیے تو سبکو قتل کرڈالا۔

۱۸ ر جون کو فتحگڈہ مین بلوہ ہوا نواب **تفضل حسین خان** رئیس فرخ آباد وہان کے بلوائیون کا سرغنہ تھا جسکو مدت سے انگریزون سے مخالفت تھی۔

اودہ مین برجیس **قدر** واجد علی شاہ کا بیٹا از سر نو مسند بادشاہت پر بیٹھا مگر بوجہ کم سنی اوسکی مان بانی فساد ہوئی۔ ۳۰ ر جون کو سر **ہنری لارنس** صاحب چیف کمشنر اودہ نے لکھنو سے تھوڑی دور نکلکر بمقام چنہٹ باغیون کا مقابلہ کیا مگر چونکہ تعداد باغیون کی زیادہ تھی اسلیے صاحب موصوف نامراد ہوکر وہان سے **بیلی گارد** مین چلے آئے باغیون نے بیلی گارد کو گھیر لیا قطع نظر اسکے کہ برجیس قدر واجد علیشاہ معزول کا بیٹا تھا یہ سبب عداوت کا تھا ایک دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ بندوبست مالگذاری جو رعایا کے ساتھہ منجانب سرکار ہوا تھا اوس سے تعلقداران اودہ کے حقوق کو بہت نقصان

پہنچا تہا اور جو کافی آمدنی اونکو ہر سال کاشتکارون سے ہوتی تہی اوسمین بہت بڑا دہکا لگ گیا تہا اسوجہ سے تمام تعلقدار بہی شریک بلوہ ہو گیے -

روہیلکھنڈ مین بہی بغاوت ہوئی بریلی مین **نواب خان بہادر خان** باغیون کا سردار بنا اور اس عرصہ مین مئو نیمچ - نصیر آباد - کی چہاونیون مین بہی غدر ہو گیا -

ہلکر و سیندہیا کی فوج نے بہی نشان بغاوت بلند کیا -

جہانسی جسے لارڈ ڈلہوزی نے ضبط کر لیا تہا وہانکی رانی نے بہی دوبارہ حکومت قائم کی صوبہ بہار اور بندیلکھنڈ مین بہی اس آتش فساد کے شعلون نے جا بجا اپنا اثر دکھایا -

خلاصہ یہ کہ یہ تمام غدر شروع ۱۸۵۸ء تک فرو ہوا اور باستثناے پنجاب و حیدر آباد کوئی گوشہ ہندوستان اس آفت سے بچ نسکا -

غدر کے فرو کرنے مین سب سے بڑا کام **جنرل ہیولاک** نے کیا جو شروع جولائی مین بمعیت دو ہزار گورون اور ہندوستانیون کے الہ آباد سے چلکر ۱۲ - کو فتحپور پہنچے اور ۱۵ کو کانپور کے باہر نانا راؤ کی فوج کو شکست دیتے ہوے کانپور مین داخل ہوے بعدازان لڑتے بہڑتے ہٹتے ہٹاتے جرنل اوٹرم کی آتے ہی ۲۴ ستمبر کو لکھنؤ پہنچ گیے اور بیلی گارد والون سے جا کر ملگیے پہر ۹ - نومبر کو نئے کمانڈر انچیف سر کالن کمبل جنکو لارڈ کلائیڈ بہی کہتے ہین تین چار ہزار سپاہیون کے ہمراہ کانپور سے روانہ ہو کر لکھنؤ پہنچے اور محصورین بیلی گارد کو بڑی حکمت عملی اور ہوشیاری سے صحیح و سالم نکال لاے -

آخر کانپور کے قریب باغیون سے اطمینان حاصل کر کے کمانڈر انچیف صاحب قریب

بیس ہزار سپاہ اور دوسو توپ لیکر شروع مارچ مین لکھنو سے متصل مورچے جمائے اودہر سے سر جنگ بہادر والی نیپال نے سات آٹھ ہزار سپاہ سے مدد دی یہانتک کہ ۶ تاریخ سے جنگ شروع ہوگئی اور ۱۱ کو لوہے والے پل پر انگریزونکا قبضہ ہوا اور ۱۴-۱۵-۱۶ اتک تمام شہر فتح ہوگیا برجیس قدر اور نانا راؤ نیپال بہاگ گیے۔

آخرالامر ۱۸۵۸ء کے آغاز مین غدر ہندوستان کے ہرگوشہ سے فرو ہوگیا اور ملک مین امن شروع ہوگیا۔ یہانتک کہ اگست ۱۸۵۸ء کو ملک ہندوستان کمپنی سے نکلکر ملکہ معظمہ کے زیر حکومت آگیا۔ اور یکم نومبر کو الہ آباد مین دربار منعقد ہوا جسمین ملکہ معظمہ کا مشہور اشتہار عفو جرائم کا پڑہا گیا جسنے اوس آتش فساد کو بالکل ٹھنڈا کر دیا۔

یہ بات کہ غدر کیون ہوا گو اس جگہہ بڑے بڑے عقلا کی عقل چکر مین ہے لیکن قرینہ مقتضی ہے کہ وہی بددلی جو ڈلہوزی کی بدولت سارے ملک مین پہیل گئی تہی اور انگریزی حکام کی سختی بدانتظامی جلد بازی اور ناعاقبت اندیشی نیز چربی کے کارتوس جسکو لوگ بالکل بے وقعت خیال کرتے ہین باعث اس ہنگامے کے ہوے جوان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم کا نمونہ تھا۔

رہا یہ امر کہ انگریزی قوم پر جو مظالم اہل ہند کی طرف سے ایام غدر مین ہوے وہ بیجا تھے یا بجا۔ عام قاعدہ ہے کہ غلبہ کے وقت غالب جماعت کا برتاؤ اپنے مغلوب و مفتوح قوم کے ساتھہ نہایت سخت ہوتا ہے۔ لوٹ مار قتل وغارت کوئی بات اوٹھہ نہین رہتی۔ ایسی حالت مین جبکہ ہندوستان کے لوگ تہذیب کے نام سے بھی ناواقف تھے جو کچہہ کرتے

وہ تعجب کی بات نہین - لیکن یہ ضرور کہا جائیگا کہ فاتح یا غالب قوم کو اس قسم کا برتاؤ اپنے مفتوح و مغلوب اقوام کے ساتھ کرنا نہائت نازیبا و خلاف بشریت ہے - کیونکہ جب وہ خود مر رہے ہین تو مرے پر سو درے یہ کوئی پسند نہین کریگا -

ہندوستانیون نے صدہا ہزارہا انگریزون کو قتل کیا اونکی عورتون اونکے بچون کو مارا اونکا مال و اسباب لوٹ لیا اونکے گھرون کو جلا دیا - یہ افعال بالکل وحشیانہ تھے اور یہ ایک ایسے شرم و ندامت کی بات ہے جو ہمیشہ کے لیے ہندوستان کیواسطے داغ بدنامی ہے - اونکی مظلومی و تباہی ذریعہ عبرت ہے اور ہماری خونریزی وسفاکی باعث ذلت و ندامت -

غدر جن لوگونکے سامنے ہوا ہے جنہون نے اس ہنگامہ قیامت کو آنکھون سے دیکھا ہے اور جنکے ہاتھون اس قسم کے مظالم ہوے ہین وہ ان امور کو اپنی بہادری نہ تصور فرمائین بلکہ انتہاے جہالت و وحشت اور ناشائستگی -

اگر انگریز قصوروار تھے تو اونکی عورتین کس گناہ کی بدولت ماری گئین اور اونکے ناسمجھ بچے کس جرم مین قتل ہوے -

مذہب اسلام یا اہل ہنود کا مذہب کب عورات اور بچون کے قتل کی اجازت دیتا ہے اور وہ کونسا مذہب ہے جسکے بانی نے ان افعال کو ناپسندیدہ نہین رکھا ہے -

سچ یہ ہے کہ اگر کوئی اعتراض اور کوئی الزام ہندوستانیون پر صحیح ہوسکتا ہے تو یہی قتل و غارت اگر کوئی نہایت قابل تعریف و توصیف امر انگریزون کے لیے ہوسکتا ہے تو یہی کہ اونہون نے بعد فتح ملک ہمسے عوض اپنے بہائیون کے خون کا نہ لیا بلکہ وہ سب ملکہ معظمہ کے اوس

اشتہار کے پابند ہوگیے جسکی رو سے ان لوگونکی جان بخشی ہوئی -

انگریزی قوم پر جس قسم کے مظالم ہوے اور جو جانکاہ مصیبتین مظلمون کو برداشت کرنی پڑین وہ قصہ و کہانیون کا ایک دفتر عظیم ہے جسکا تمام و کمال لکہنا مشکل اور بے سود لیکن چونکہ بالآخر اس سمع خراشی اور تکلیف دہی سے جو ناظرین حسن کو ہوئی میری خواہش یہی ہے کہ مین انگریزی قوم کی مجبوری اور بیکسی کی پوری تصویر دکہا دون اسلیے میرا ارادہ ہے کہ سرگذشت مسٹر ہارٹسٹ کا ترجمہ جو میری تہوڑی فرصت اور تہوڑی لیاقت کا نتیجہ ہے معزز ناظرین کے ملاحظہ مین ماہ بماہ پیش کردن تاکہ بخوبی اس قوم کے مصائب کا اندازہ کیا جاسکے اور اصلی غرض اس اشاعت سے میری صرف اسقدر ہے کہ ایک یورپین لیڈی کے سچے خیالات ہوشیاری و عقلمندی اور دور اندیشی مین آپ صاحبون کے سامنے ظاہر کرون -

اس ترجمہ مین کیسی قسم کی خوبی و خوش اسلوبی ہوگی وہ میری کوشش کا نتیجہ نہین ہے بلکہ اصل مصنف کے پاک خیالات کی برکت ہے - اور جس قسم کے نقصانات اور عیوب آپ کے ملاحظہ سے گذرینگے اوسکو ایک کم لیاقت مترجم کی ذات پر محول فرماکر اوسکی عیوب پوشی کیجیگا -

شریف الدین

تذکرۃ المشاہیر

(سلسلہ کے لیے نمبر ۱۱-جلد ۵ ملاحظہ ہو)

پیراسیس (۴۰۰ برس قبل مسیح)

افیسس مین یہ مشہور یونانی رنگ ساز اور مصور ۴۰۰ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا- اسنے رنگ سازی اور مصوری مین وہی کام کیا جو فیڈیاس نے سنگتراشی اور نقاشی مین کیا ہے- اوسنے اس فن کو معلم اور تہذیب دہندہ بنا دیا- رنگون کے اجزا کی مناسبت اور نقشہ کشی اور ہر ایک چیز پر ضروری زور اوسکے کام مین ایسا ہوتا تھا کہ اوسکا مد مقابل زیوکسس بھی اوسکا لوہا مان گیا-

کہتے ہین کہ زیوکسس نے ایک خوشہ ایسا عمدہ بنایا کہ جو بعینہ اصلی انگورون کے خوشہ کیطرح تہا جب اوسپر پرندے بیٹھتے تو انگور جانکر چونچین مارتے اور اسوجہ سے اسنے شیخی مین آکر پیراسیس سے کہا کہ اپنا پردہ اوٹھاؤ اور جو تمھارا عمدہ کام ہو وہ دکھاؤ کیونکہ وہ اپنے دل مین جانتا تھا کہ وہ پیراسیس سے بڑہکر ہی مگر جب پیراسیس نے اوس سے کہا کہ یہ پردہ نہین ہے بلکہ یہ اوسکی کاریگری ہے کہ جسکو دیکھکر وہ پردہ سمجھا ہے تو زیوکسس قائل ہوگیا اور تعجب مین آکر مان گیا کہ گو اوسنے جانورون کو دہوکا دیا مگر پیراسیس نے ایک اہل ہنر کو دہوکے مین پہانس لیا-

منجملہ بے نظیر نقاشیون کے باشندگان ایتھنز کی تمثیلی تشبیہین اور پولائی گنوٹس کے بناوٹی باگل پینٹے کی تصویرین پیراسیس کے نہایت عمدہ کام اور قابل دید سنکا یان تھین - پلائنی لکھتا ہے کہ پیراسیس کی کاریگری نہ تھی بلکہ جادوگری تھی تصویر کشی مین وہ نہایت باریک باتین بھی بنا دیتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا تصویر اب حرکت کرے گی اوسمین نہایت چھوٹی چھوٹی باتین بھی نظر آتی تھین فقط جان پڑنے کی دیر ہوتی تھی - البتہ وہ ہمیشہ اپنے ہنر کو اچھے کامون مین نہین صرف کرتا تھا بلکہ وہ ایسے بادشاہون کو جیسے کہ بیٹریس تھا فحش تصویرات سے خوش کیا کرتا تھا - جتنی اوسکو شیخی تھی اوسیقدر اوسکا ہنر بھی تھا مگر اوسکے غرور نے انسانیت کے درجہ سے اوسکو گرا دیا تاہم اوسکی دانشمندی کے مقابلہ مین اوسکی اس خطا پر لحاظ کم ہوتا تھا - اوسنے اس ہنر مین کامیابی کیواسطے تناسب کے انداز کو سب سے مقدم سمجھا تھا - کوان نلٹن خیال کرتا ہے کہ وہ اس علم کا متقن تھا اوسکے مرنے کی تاریخ ٹھیک دریافت نہین ہوسکتی -

ارسطو (۳۸۴ سے ۳۲۲ برس قبل مسیح)

ارسطو علما رمشائین کا اُستاد اوّل علاقہ مقدونیہ مین بمقام استاگرا ۳۸۴ برس قبل از مسیح پیدا ہوا تھا اسی سبب سے اوسکو استاگری بھی کہتے ہین - فیلقوس بادشاہ مقدونیہ اور سکندر اعظم کا ہمعصر تھا اور انکے اوپر اوسکا بڑا اثر پڑا ہے بیس سال تک اوسنے افلاطون کی شاگردی کی اور اوسکے فلسفہ کو بخوبی سیکھا لیکن اوسکا دماغ

بالکل اوس سے مختلف تھا کسی بات کو اوسوقت تک نہین مانتا تھا جب تک کہ علمی طور پر اوسکو جانچ پرتال نہ کرلیتا۔ اسلیے اوسنے **افلاطون** کے مرنیکے بعد مقام **لای سی ام** مین معبد **اپالو** کے پاس ایک جدا مدرسہ مسقف راستون کا بنایا جسمین چلنے پھرنے کے سبب سے اوسکے شاگردون کا خطاب فرقہ مشائین[۵۱] پڑ گیا۔ **افلاطون منطقی**[۵۲]۔ اور شاعر ہونیکے سوا اخلاقی علم کا حکیم بھی تھا۔ مگر **ارسطو** اینمین سے کچھہ بھی نہ تھا۔ اگرچہ اوس نے **افلاطون** کے بہت سے دلائل کو تسلیم کیا ہے اور اپنی تحریرات مین ابتدائً اونکی ترتیب دی ہے مگر وہ بالکل علم سے باہر قدم نہ رکھتا تھا بلکہ اپنی دانش اور ذہن کا زور لگا کر تمام اقسام کے علوم کو حکمت کے نیچے مندرج کردیتا تھا۔ اور اوسنے علوم فطرت[۵۳] مین سے طبیعات[۵۴] جر ثقیل[۵۵] علم قوا حیوانی[۵۶] و نباتی اور تاریخ فطرت[۵۷] کی بنیاد ڈالی جو **افلاطون** سے

---

۵۱ مشائین عربی لفظ ہے اور اوسکے معنی چلنے والے کے ہین۔ ۵۲ منطق وہ علم ہے کہ جسکے قوانین کے کام مین لانے سے استدلال ذہنی مین غلطی سے امن حاصل ہوتا ہے۔ ۵۳ علوم فطرت (نیچرل سائینس) وہ ہین کہ جنمین قواعد قدرت اور مشاہدات عالم کا بیان ہو۔ ۵۴ طبیعات (فزکس) وہ علم ہے کہ جس مین خواص مادہ قوانین حرکت اور مشاہدات قدرت کا بیان ہو۔ ۵۵ جر ثقیل (میکینکس) وہ علم ہے کہ جس مین اشیا کے زور اور اونکے اعمال سے بحث کیجاتی ہے۔ ۵۶ فزیالوجی علم قوا حیوانی و نباتی وہ علم ہے کہ جس مین حیوانات و نباتات کے قوا اعضا رئیسہ وغیرہ سے بحث کیجاتی ہے۔
۵۷ تاریخ فطرت مین زمین اور اوسکی پیداوار کا بیان علمی طور پر ہوتا ہے اور اکثر حیوانات کے بیان پر ہی اس علم کو ختم کردیتے ہین۔

رہگئی تھی - وہ سب سے پہلا شخص ہے کہ جسنے حیوانات کو درجون مین تقسیم کیا اور بہت سے جانورون
کے حالات جنکو پہلے علما نہین جانتے تھے بیان کیے - اوسکا علم استقرا پر مبنی تھا اور یہہ
سب سے بڑی بات ہے کہ جب تک اصلیت دریافت نہین کرتا ہرگز کسی بات کو نہین مانتا تھا -
کانٹ اور **ہیجل** نے اپنے زمانہ مین اقرار کیا ہے کہ **ارسطو** کے اصول سے
منطق نے اب تک کوئی ترقی نہین کی - وہ حال کی علم الٰہیات[۱] کا موجد ہے اوسنے دل کی
قوتون کو جیسے شوق - مرضی - تمیز مین پہلے پہل جدا جدا قرار دیا ہے - **یورپ** کے لوگون
پر اوسکا نہایت اثر ہوا ہے اور بعض دانشمند تو یہانتک کہتے ہین کہ اگر اوسکی کتابین نہوتین
تو لوگ زمانۂ وسطیٰ مین پھر وحشی ہوجاتے - وہ سب سے پہلا شخص ہے کہ جسنے واجب الوجود
کی ہستی پر دلائل عقلی سے ثبوت کا طریقہ نکالا ہے - اوسنے اوس طریقۂ استقرا کو قائم کیا اور
ترقی دی کہ جس مین **بیکن** نے آگے کو راستہ چلایا اور جس سے صدی موجودہ مین تا بمقدور
علمی ایجادات ہوئے ہین - اوسنے علم ما بعد الطبیعۃ اور طبیعات کے سب شعبون کو جو
اوس زمانہ تک معلوم تھے چھان مارا اور باضابطہ اور خلاصہ کردیا اگرچہ اوسکے خیالات مین بہت
سی ایسی باتین تھین کہ اب پوچ نظر آتی ہین تاہم ایسی بھی تھین کہ جواب نکلتی ہین اور صحیح ثابت
ہوتی ہین ہمیشہ تک ہماری نسلین اس عجیب و غریب مرد کی ممنون رہینگی اوسکی کتب کا حال
ہم یہان نہین لکھہ سکتے جنکے ابھی تک پورے ترجمے بھی نہین ہوئے ہین - آخر وقت مین

---

[۱] علم الٰہیات (یا علم ما بعد الطبقہ) (سائیکالوجی) وہ علم ہے کہ جسمین روحانیات سے بحث ہوتی ہے جسکا
وجود خارج مین نہین پایا جاتا -

ایتھنز کے حاسدون کے خوف سے مقام چالسس کو علاقہ یوبیا مین چلا گیا تھا جہان کہ وہ ۳۲۲ برس قبل مسیح کے مر گیا۔

ڈیماستہنیس (۳۸۴ سے ۳۲۲ برس قبل مسیح)

یہ شخص ایتھنز کے قریب ڈیمس پیانیا مین ۳۸۴ برس قبل مسیح کے پیدا ہوا۔ اوسکی پہلی نمود اوسوقت سے شروع ہوئی کہ اوسنے بیس سال کی عمر مین اپنے ولیون سے اپنی موروثی املاک کو واپس لیا جو اونھون نے اوسکے ایام نابالغی اور یتیمی مین خورد برد کرلی تھین اوسکا جسم کمزور تھا اس سبب سے اوسنے لوگون مین پبلک اسپیکر یعنی فصیح وبلیغ ہونے کی لیاقت حاصل کی اور اوس زمانہ کا نہایت اعلی درجہ کا بولنے والا ہوگیا۔ جب ڈیماستھینس ایتھنز کے ملکی معاملات مین دخل دینے کیواسطے طیار ہوا تو لوگون کے دلون مین جوش دلانے کی ایسی ضرورت ہورہی تھی کہ جیسے پیریکلس کے زمانہ مین تھی۔ مگر پیریکلس نے تو اس کام کو شہر کے خوبصورت اور مضبوط کرنے سے انجام دیا تھا اور ڈیماستھینس کے وقت مین وہ باتین بیکار تھین اوسنے اسکے لیے دوسرا طریق اختیار کیا اور لوگون کو دکھایا کہ اونکے ملک کے اندرونی حالات نہایت خراب ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ اونھون نے چند لوگون کے اختیار مین سلطنت کے کامون کو چھوڑ دیا ہے اور کوئی دیکھنے بہالنے والا نہین تھا اور یہ بھی بتایا کہ اونکی اندرونی خرابی کیوجہ سے باہر سے اون پر تباہی آوے گی۔ اوسنے بے خوف کہہ دیا کہ منتظمون کی مجلس خراب ہے

اور خزانے کا بندوبست بالکل نکما اور لوگ رشوت لیتے ہین - یہ دستور جو روز بروز بڑہتا جاتا
ہے بہت برا ہے کہ ملازم اپنی ذات سے کام کرنے کے بجاے عوضی دیدیتے ہین -
جس سے یونان کی فخر کی جڑ اکھڑی جاتی ہے اور لوگ اپنی ذاتی منفعتون کی طرف لحاظ
کرتے ہین اور عیش و عشرت مین پڑ گیے ہین جس سے ملک کی سرپرستی نہین ہوتی اور
ایتھنز کی طاقت گھٹ گئی ہے - یونان کا ایک شہر دوسرے شہر پر ظلم و ستم
کرتا ہے اتفاق جاتا رہا ہے - جسکی اوس وقت بڑی ضرورت ہوگی جب فیلقوس
بادشاہ مقدونیہ حملہ کرے گا - یہ جہوٹے خوشامدی اون یونانی مقبوضات کی حفاظت
نہین کر سکتے جسکی حفاظت کے واسطے یونان کی فوج اور جہاز کمزور ہین - اور صرف
طاقت اور آپس کی محنت و اتفاق اور ایمانداری بیرونی عزت پیدا کریگی -
ڈیماستھینس نے پہلے ہی جان لیا تہا کہ فیلقوس یونان پر چڑہائی
کرے گا - اوسنے شروع ۳۵۱ سے ۳۴۱ برس قبل مسیح تک اپنے نہایت عمدہ بیانات
سے اپنی قوم کو برانگیختہ کیا کہ وہ دیکہین اور موقع کو غنیمت سمجہین کیونکہ فیلقوس آنیوالا
ہے لیکن باوجود اوسکی کوششون کے ۳۳۸ برس قبل مسیح کے لڑائی ہوئی اور اہل مقدونیہ
غالب ہوے اور سکندر کے زمانہ تک ایتھنز والے اونکے ماتحت رہے - جب ۳۳۰
برس قبل مسیح کے اسچائنس نے ظاہر مین بمقابل لٹیسفن کے اور درحقیقت
ڈیماستھینس کے مقابلہ مین ایک اسپیچ دی تو ڈیماستھینس نے
سلطنت پر ایک بیان کیا ہے یہ بیان نہایت مشہور و معروف ہے اسنے مخالف کی

طاقت توڑدی اور اوسکو **ایتھنز** چھوڑنا پڑا اور پھر کبھی **یونانی** معاملات مین اوسکی دست اندازی نہین سُنی گئی - اگر **ڈیماسٹھینس** کی باتون پر پہلے ہی توجہ کی جاتی تو **یونان** کے لیے اوسکی دانشمندی سے عمدہ نتایج نکلتے لیکن شاید ہمکو اونکی شہادت سے **ڈیماستھینس** کی دانشمندی کا ثبوت نہوتا وہ امورات سلطنت کو خوب ہی سمجھتا تھا لوگون کے اندرونی چال چلن اور بیرونی حوصلہ مندی کو جانچ لیتا تھا **یونانیون** کا بڑا مُربّی اور **ایتھنز** سے نہایت مانوس تھا انسانیت کے لحاظ سے بڑا دانشمند اور خلیق شخص تھا - اوسکی تمام زندگی موت کے وقت تک اسی بات مین کٹی کہ اوسکے ملک کی آزادی اور عزت قائم رہے - اوسکی **سلطنت** کے بیان کا ایک ہی جملہ اوسکی انسانیت کی بلند پروازی کو ظاہر کرتا ہے جبکہ وہ لڑائی کی خرابیان کرتے وقت اپنی طرف سے کہتا ہے -

"مین کہتا ہون اگر یہ واقعہ پہلے ہی تمام دنیا کو دکہایا جاتا تو بھی **ایتھنز** کو اپنے طریق سے نہین پہرنا چاہیئے تھا اگر اوسکو اپنی عزت اور اپنی گذشتہ اور آئندہ زمانہ کا خیال ہے"

اوسکی اٹھائیس ۲۸ کتابون مین سے ہمکو کسی کی تفصیل کا یہان موقع نہین - **انٹی پیٹر** منصرم **سلطنت مقدونیہ** نے اوسکے قتل کا حکم اس بنا پر دیا کہ سکندر کی وفات کے بعد اوسنے **یونانیون** کو بغاوت کی ترغیب دی تھی جسکے خوف سے وہ **جزیرہ کالاریا** کو بھاگ گیا تھا اور وہان اوسے حکم کے ذریعہ سے معبد **پوسیدن** مین زہر دیکر ۳۲۲ برس قبل مسیح کے مار ڈالا گیا -

اقلیدس (۳۲۳ سے ۲۷۵ برس قبل مسیح)

یہ شخص سب سے پہلا ھندس ہوا ہے جسکی کتابین بڑی قدر و منزلت کے ساتھہ اسوقت تک جاری ہین یہ یقینی ہے کہ وہ ٹالومی اول بانی خاندان ٹالومیان کے زمانہ مین مصر شہر اسکندریہ مین ۳۲۳ سے لیکر ۲۷۵ برس قبل سنہ عیسوی کے رہتا تھا لیکن وہ کہان اور کب پیدا ہوا اور کب مرا کچھہ معلوم نہین صرف اتنا جانتے ہین کہ اوسنے سکندریہ مین ایک مدرسہ ریاضی کی بنیاد ڈالی اور شہرت دی اور ریاضی کی اپنی کتابین چھوڑ گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا ہی عالی دماغ شخص تھا۔ صرف تحریر اقلیدس[۵۱] ہے جسکی نظریات اور عملیات ہندسہ مین ۱۳ مقالے ہین اونیسوین صدی یعنی ابھی تک تمام یورپ کی یونیورسٹیون مین مستعمل اور رہتدا ول ہین۔ اور یہی بات صرف اوسکے کمال لیاقت کے لیے کافی شہادت ہے۔ اگر کوئی ہین تو بہت ہی تھوڑے سے ایسے اصول نکلینگے کہ جنکو اقلیدس نے اپنے مسطحات یا مجسمات مین درج نہین کیا ہے بہت سی کتابین جو اب مشہور نہین ہین بڑے بڑے اصول ریاضیات پر جو ایک دو صدی بعد اوس سے لکھی گئی تھین اوسیکی طرف منسوب کردی گئی ہین مگر اونمین سے کسی کا ہمکو پورا پورا علم نہین ہے بجز معطیات اقلیدس کی جو نظریات علم ہندسہ کی تحقیقات کیواسطے لکھی گئے تھے۔ جو کچھہ اوس سے ہزار برس بعد تک علم ریاضی[۵۲] مین ترقی ہوئی ہے کہ سکتے ہین کہ وہ

۵۱ تحریر اقلیدس اوس ترجمہ کا نام ہے جو محقق طوسی نے عربی مین کیا ہے مگر اب اس شخص کا نام ہی علم ہندسہ کا دوسرا نام ہوگیا ہے۔ ۵۲ ریاضی وہ علم ہے کہ جسمین اعداد اور پیمایش سے بحث ہوتی ہے اوسکے حصے مین حساب۔ ہندسہ۔ تحلیل اور اونکی بہت سی شاخین ہین۔

اقلیدس کے سبب سے ہی ہوئی ہے۔

ارشمیدس (۲۸۷-۲۱۲ قبل مسیح)

یہ دانشمند نامور ریاضی دان اور ماہر علم طبع **سراکیوس** علاقہ **سسلی** مین ۲۸۷ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا اسنے **اقلیدس** کے مدرسہ مین بمقام **سکندریہ** تعلیم پائی تھی۔ اور خیالی علم جو اوسنے وہان سیکھا اوس سے اوسکے ذہن کو حرکت ہوئی اور جب یہ **سراکیوس** کو واپس آیا تو اوسنے مشہور بادشاہ **ہائرو** کی نوازش سے اپنی جدید تحقیقاتون اور ایجادون کی طرف دل جمایا۔ وہ ایسا اپنے فن مین کامل تہا کہ جر ثقیل کی نظریات جو اوسنے نکالی اٹھارہ سو برس تک کوئی ایسا نہوا کہ اومین کچہہ اضافہ کرتا۔ اوسکی مشہور کتابین یہ ہین۔ **کرہ اور اسطوانہ**۔ جنکے باہمی خواص تناسبہ اوسنے بیان کیے ہین۔ **پیمائش دائرہ** جسمین اوسکے حسابی تناسب بیان کیے ہین **مخروط اور کرہ۔ مینار۔ موازنہ و مرکز ثقل** جو نظری جر ثقیل کی علمی ابتدا تھی **تربیع اشکال بیضاوی۔ خواص تناسبہ رقیق و منجمد** وغیرہ۔

ارشمیدس ریاضی کی صرف نظریات کا ہی عالم نہ تھا بلکہ طبیعات اور جر ثقیل مین بہی کامل تہا سوا اسکے اوسکی طبیعت موجد تھی اوسنے وہ **طریق** دریافت کیا جس سے اضافی وزن اشیا معلوم ہوتا ہے یعنی جب کہ کوئی جسم منجمد کسی رقیق شے مین ڈالا جاے تو وہ اوسیقدر زور سے دہکا کہا کر اوپر کو اٹھتا ہے کہ جسقدر رقیق جسم اوس منجمد کے دہکے سے بہایا گیا ہو یعنی رقیق جسم کو اوسکے لیے جگہہ خالی کرنی پڑی ہو یہ قاعدہ اوسکو اسطرح دریافت ہوا کہ جب وہ

حمام مین جہان کہ پانی ملبب بھرا ہوا تھا اندر گھسا تو پانی اوسیقدر نکل پڑا جسقدر کہ اوسکا بدن اوسکے اندر گیا اور یہ خیال اوسکے دل مین ایسے وقت مین اُٹھا کہ جب اوس سے بادشاہ ہائرو نے ایک سوال کیا تہا کہ اوسکے تاج مین زرگر نے خالص سونا لگایا ہے یا کچہہ ملا دیا ہے مگر وہ چاہتا تہا کہ ایسی دانشمندی سے یہ بات دریافت کیجاے کہ جس سے تاج کی بناوٹ بگاڑنا نہ پڑے - چونکہ یہ ایک دستور کی بات ہے اس خیال کے دل مین آتے ہی وہ ایسا خوش ہوا کہ حمام مین سے ننگا نکلکر یہ کہتا ہوا بہاگا کہ معلوم ہوگیا معلوم ہوگیا - ہمکو یہ نہین معلوم ہے کہ ارشمیدس نے کبھی کوئی کتاب اپنے کلون کی ایجاد مین لکھی ہے لیکن اسمین کچہہ شک نہین کہ اوسنے بہت سے اختراع کیے ہین - مثلاً پانی کے بیچ لڑائی کی کل پہیے اور دھری کی ترکیب - اور وہ نمونہ کرہ جس سے حرکات اجرام سماوی کا اظہار ہوتا ہے یہ اوسی کی دانشمندی کا سبب تہا کہ سارا کیوس پر رومیون کے محاصرہ مین تین سال لگے اور یقین کیا جاتا ہے کہ فن انجینیری کو اوسی نے اصول علم کے بموجب قائم کیا - جب شہر فتح ہوا تو ارشمیدس ۲۱۲ برس قبل مسیح کے قتل کر دیا گیا (اقلیدس نیپیر کو ریاضی کیواسطے اور گلیلی کو علم طبیع اور جر ثقیل کیلیے دیکہو

سیپیو پی کارنی لیس (۲۳۴-۱۸۳ قبل مسیح)

اس شخص کا خطاب امریکانس میجر تہا اور ۲۳۴ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا - جب وہ سن تمیز کو پہنچا تو اوسکو یہ خیال ہوگیا کہ اوسپر دیوتاؤن کی کچہہ عنایت ہے اور اوسکے

بعد مین اوسنے لوگون سے کہا کہ خدا کی طرف سے اوسکو الہام ہوتا ہے - اوسنے جنگہاے نسی نس اور کینا مین اپنی شجاعت کے اظہار کے سبب سے شہرت پائی اور یہ اوسی کا سبب تھا کہ امراء روم نے کنیا کی جنگ کے بعد اٹلی کو نہ چھوڑا - ۲۱۰ برس قبل مسیح کے اوسنے اوس فوج کی سپہ سالاری کا بیڑا اُٹھایا جو اندلس کو جاتی تھی اور جسکو سخت خطرہ کے باعث سے کوئی پُرانا سپہ سالار قبول نہ کرسکا تھا - ۲۱۶ کے تمام ہونے سے پہلے ہی اوسنے کارتھج والون کو وہان سے نکالکر ملک کو فتح کرلیا - ۲۰۵ مین وہ کونسل[۱] یعنی میر مجلس مقرر ہوا اگرچہ ابھی اوسکی عمر تیس سال کی بھی نہ تھی - اوسنے افریقہ مین لڑائی جاری رکھنے کی صلاح دی مگر رشک وحسد کے باعث سے مجلس وزرا نے فوج دینا نامنظور کی تاہم وہ سسلی پر غالب ہوگیا اور والنٹیرون کی کافی تعداد فوج اور جہاز کے واسطے بہم پہنچائی - ۲۰۴ مین وہ افریقہ پہنچا اور ہر ایک لڑائی مین کارتھج والون کو شکست دیتا ہوا کارتھج کے دروازہ پر جا پہنچا - ہینبال آخرکار طلب کیا گیا اور اوسنے بھی زما کے مقام پر ۱۹ - اکتوبر کو ۲۰۲ برس قبل مسیح کے شکست کھائی اور کارتھج مین امن وامان قائم ہوا - لوگ چاہتے تھے کہ سیپیو کو تمام زندگی کے لیے کونسل مقرر کرین مگر اوسنے ایسے خاص اعزازون سے انکار کیا - جب مجمع وزرا نے اُسپر اور اوسکے بھائی پر حملہ کیا تو اوسکی موجودگی اور نیز تقریر نے جو اوسنے لوگون کے سامنے کی مجمع

---

[۱] قدیم رومیون مین کونسل کا وہ عہدہ تھا کہ جسکا اختیار سلطنت کے فرمانروا کو ہوتا تھا سال مین دو شخص منتخب ہوا کرتے تھے -

وزرا کے فرمان کو ضعیف کر دیا - وہ رومیون کی بے انصافیان دیکھہ دیکھہ کر اور نفرت کھا کر آخر کار چلا آیا اور اپنی آخر عمر نہایت خوشی اور آرام سے اپنے مکان پر سطّہ نم مین گذاری اور ۱۸۳ برس قبل مسیح کے مر گیا - وہ روم کے نہائت لائق لوگون مین سے ہوا ہے اور فوجی کارروائیون مین صرف جولیئش سیزر سے کم ہے - کارتھج اور ہنیبال کے خوف سے اوسی نے رومیون کو بچایا -

کاٹو کلان (مارکس پورٹی اس) (۲۳۴-۱۴۹ قبل مسیح)

کاٹو کلان تسکولم مین ۲۳۴ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا - پہلے تو وہ کاشتکاری کرتا تھا پھر ۱۷ سال کی عمر مین فوج مین داخل ہو گیا وہ ہنیبال سے اٹلی مین لڑا اور زرما کی جنگ مین موجود تھا ۲۰۴ مین کواسٹر[۱] یعنی مہتمم مالگزاری مقرر کیا گیا پھر ۱۹۹ مین ایڈایل یعنی مہتمم تعمیرات کیا گیا پھر ۱۹۸ مین پریٹر یا وزیر اعظم ہوا اوس سے بعد ۱۹۵ مین کونسل یا میر مجلس سلطنت بنایا گیا اوسنے انٹیاکس پر بمقام تھرماپلے کی فتح حاصل کرنے مین بڑی امداد کی تھی ۱۸۴ مین وہ سنسار یعنی واضع آئین مالگزاری وفوجداری مقرر ہوا - اس عہدہ مین اوسنے قدیمی رومیون کی سی خوبیان ظاہر کین - کفایت شعاری

---

[۱] قدیم سلطنت روم مین کواسٹر حاکم مالگزاری کو ایڈائل حاکم تعمیرات کو کہتے تھے اور پریٹر کا درجہ کونسل سے نیچا ہوتا تھا پہلے تو ایک ہی ہوا کرتا لیکن آخر کو دو سے لیکر سات تک ہوا کرتے تھے - سنسر کا کام تھا کہ محاصل تجویز کرے اور مجرمون کو سزا دے -

دکھائی خرابیوں کی اصلاح کی لوگون کے طبائع مین جو عیش و عشرت کی عادت جمتی جاتی تہی اوسکے رفع کرنے مین نہایت کوشش کی کیونکہ اوسنے جان لیا تہا کہ آخر کو اس سے قوم تباہ ہوجائیگی - اگرچہ وہ خود اس طوفان کو نہ روک سکا تاہم اوسکے بعد اوسکی نظیر سے بہت فائدہ پہنچا وہ ۱۴۹ برس پہلے مسیح سے مرا - اوسنے بہت سی کتابین لکہی ہین جنمین سے ایک ڈی ری رسٹکا یعنی رسالہ فلاحت بہت مشہور ہے -

سیپیو پی سی امیلیالس

مخاطب بہ خطاب امریکانس مائنر (۱۸۵-۱۲۹ برس قبل مسیح)

یہ شخص ۱۸۵ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا - اچہا تعلیم یافتہ تہا ۱۶۸ برس پہلے مسیح سے وہ اپنے باپ کی ماتحتی مین جبکہ اوسکی عمر کل ۱۷ سال کی تہی امی لی اس سے بمقام پڈنا لڑا تہا وہ اپنے زمانہ کے علما کا بڑا دوست تہا اور اوسکے ساتہہ بہت سے عالم رہا کرتے تہے - وہ قدیم رومیون کی تراش خراش کا شخص خیال کیا جاتا ہے درحقیقت وہ ابتدا مین ایسا ہی تہا ۱۴۹ مین اوسنے اپنی دانشمندی اور بہادری سے ملک افریقہ مین جو فوج کہ کانسل مئین لے اس کی ماتحتی مین تہی اوسکو غارت ہونے سے بچایا ۱۴۷ مین وہ کونسل مقرر ہوکر افریقہ کو بہیجا گیا جہان کہ اوسنے کارتہج کو فتح کرکے روم کا ایک صوبہ بنا لیا پہر وہ ۱۴۲ مین سنسار کے عہدہ پر ترقی دیا گیا اوس وقت اوسنے کوشش کی کہ بداخلاقیان جو بڑہتی جاتی ہین دور ہوجائین مگر اوسکے مدمقابل

ہمی اسس نے کامیاب ہونے دیا ۱۳۳ مین اوسنے اندلس کی فتح کامل کرلی - ۱۳۲ مین اوس سے لوگ اوس سے اس سبب سے ناراض ہوگیے کہ اوسنے ایک مشہور ٹریبیون[۵۷] ٹیرس گریکس کے قتل کو منظور کرلیا اور کہتے ہین کہ اسی ٹریبیون کے دوستون نے اوسکو مارڈالا کیونکہ جبکہ اُسنے باضابطہ طور پر حکم ٹیبرس کے قتل کا حکم دوبارہ منظور کیا تو اوسکے دوسرے روز اوسکی لاش بستر پر پڑی ہوئی ملی - وہ امرا کا بڑا طرفدار تہا اور اسی سبب سے اوسنے گریکس کے قانون مزارعین کی منظوری سے اختلاف کیا تھا وہ بڑا فصیح اور اپنے زمانہ کا نہائت لائق جنرل تہا -

سلا ایل کارنیلیس (۱۳۸ - ۷۸ قبل مسیح)

اگرچہ سب سے زیادہ لائق نہین تو بھی سب سے زیادہ کامیاب جنرل تھا جو جولیس سیزر سے پہلے گذرا ہے اور ۱۳۸ برس پہلے مسیح سے ہوا ہے - مگر بڑا شہوت پرست اور بڑا علم دوست یہان تک کہ کیسا ہی وہ عیش وعشرت مین مزے اوڑاتا ہو یا فوجی لڑائیون مین نہایت نازک کامون مین مصروف ہو علم کو نہین چہوڑتا تھا - اوسنے جوگرتھا کے لینے مین بڑی کوشش کی اور آخرکار اوسکو ۱۰۷ مین مطیع کرلیا - جنگ سمبری اور میٹوٹنس مین بڑی نیک نامی حاصل کی ۹۳ مین پریٹر یعنی وزیر اعظم مقرر ہوا - سمنائٹ لوگون

---

۵۷ - یہ ایک حاکم ہوتا تھا کہ جسکو قدیم زمانہ کے رومی اپنی طرف سے مقرر کیا کرتے تھے تاکہ وہ اونکو امرا کے ظلم سے بچا وسے اور اونکی آزادی کو برقرار رکھے -

پر ۹۱ سے ۸۹ تک نمایان فتوحات حاصل کین ۸۸ مین کونسل مقرر ہوا اور تین سال کی لڑائی کے بعد ۸۴ مین **پونٹس** کے **مہتر ڈمیس** کو **یونان** سے نکالدیا اور اوسکو ایشیا کے ملک پر قناعت کرکے صلح کرنی پڑی ۸۳ مین جب وہ روم کو لوٹا تو کتب خانہ **اپیلیکن** **اتھنز** سے لاکر **ٹرنڈسیم** مین اُترا تب اوسنے خانہ جنگیان شروع کین اور ۸۲ مین اپنے مخالفون کو بالکل شکست دی کسی کو قتل کیا کسی کو خلاف ورزی قانون مین سزا دی اور بے روک ٹوک خود مختار بن بیٹھا - اور نظم و نسق کی درستی کی وزرا مقننین کی طاقت زیادہ کی اور **ٹریبیون** کے زور کو کم کیا اور جہانتک ممکن ہوا پچھلے ضوابط و آئین کو تازہ کیا - اوسوقت وہ کامل مختار تھا لیکن اوسوقت سب کو بڑا تعجب ہوا کہ اوسنے ایک کونسل مقرر کرایا اور اپنی اصلاحین پوری کرکے اوسنے حکومت سے استعفا داخل کیا اور ۷۹ مین اپنی ریاست **پیوٹی آلی** کو چلا گیا اور علم اور عیش و عشرت مین مصروف رہا - اوسنے اپنی اور اپنے زمانہ کی ۲۲ جلد مین ایک تاریخ لکھی ہے جسکو اوسنے اپنی موت سے کچھہ دن ہی پہلے تمام کیا تھا اور آخر ۷۸ برس پہلے مسیح سے مرگیا

پامپی مینس (۱۰۶ - ۴۸ قبل مسیح)

یہ شخص ارکان ثلثہ[۵۱] مین سے ایک شخص ۳۰ ستمبر کو ۱۰۶ برس قبل مسیح کے پیدا ہوا -

---

[۵۱] روم مین تین تین شخصون نے دو مرتبہ ملکر بادشاہت کی ہی پہلی مرتبہ مین سیزر - پامپی اور کراسس تھے اور دوسری مرتبہ مین انٹونی اکٹی ویس اور لیپیڈاس تھے - ان دونون سلطنتونکو سلطنت ارکین ثلثہ کے نام سے بولا کرتے ہین

اوسکی ابتدائی تعلیم نے اوسکو فوجی نمود حاصل کرنے کے لائق بنایا تھا - پہلے کامیابی اُسکو ۸۳ مین حاصل ہوئی جبکہ سلا اور میریس مین لڑائی ہو رہی تھی اوسنے اپنی فوج کے تین دستون سے برونس کی فوج کو پیسیم مین شکست دی اور سلا سے جا ملا ۸۲- اور ۸۱ مین سسلی اور افریقہ کی فتوحات پر اوسکے لیے شادیانے بجائے گیے ۷۱ مین اوسنے اندلس کو روم کا صوبہ کرلیا اور کانسل مقرر ہوگیا جبکہ اوسکو قزاقان بحیرہ روم کے تاخت و تاراج کرنے کے اختیارات دیے گیے تو اوسنے تین مہینے کے اندر ہی سمندر کو اون سے صاف کر دیا اور چالیس ہزار آدمی اونکے قید کیے باقی کو سولی مین لبادیا ۶۶ مین سسرو کی کوشش سے قانون ہینلا منظور ہوا جس سے پامپی کو مہتریڈیٹس کے حملہ کے واسطے سپہ سالاری ملی - وہ اوسمین بخوبی کامیاب ہوا سیریا کو روم کا صوبہ بنالیا اور جروشلم کو تین ماہ کے محاصرہ کے بعد فتح کرلیا - جب ۵۹-۶۲ مین اٹلی کو لوٹا تو برندسیم مین اُترا اور فوج کو چھوڑ دیا جس سے اوسکے وہ دشمن خوش ہوگیے جو روم مین پیدا ہوگیے تھے کیونکہ اونکو اندیشہ تھا کہ وہ کہین خودمختار نہ بن بیٹھے - لیکن درحقیقت وہ خودمختار بنجانا چاہتا تھا مگر اوسکو کافی طاقت اوسکے حصول کی نہ تھی کیونکہ سیزر اور کریسس اوسکی روک کے لیے موجود تھے - سپاہی ہونے کی اوسمین کامل لیاقت تھی مگر رکن سلطنت ہونے کی اوسمین قابلیت نہ تہی - ایشیا کی کارروائیون کی منظوری کے واسطے اوسنے سیزر اور کریسس سے صلح کرلی اور اسطرح سے مجمع اراکین ثلثہ قائم ہوگیا - باقی آئندہ

راقم
حسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مراسم شادی مسلمانان آگرہ

جو بہادر اور دلاور مسلمان - ہندوستان مین لڑکٹکر فتحمندی حاصل کرنے کے ارادے سے آئے تھے وہ اپنے ارادون مین کامیاب ہونیکے بعد اکثر یہین قیام گزین ہو گیے - چونکہ عورات کو اپنے ہمراہ نہین لائے تھے اسوجہ سے ہندوستان ہی کی عورتون سے تعلقات قائم کرکے زندگی بسر کرنے لگے - مگر اس نئے میل کا اثر اونکی سوسائٹی پر بہت کچھہ ہوا - جو مراسم کہ یہ عورتین اپنے ہندو والدین کے یہان ادا کرتی تھین - وہ اونکو بچپن ہی مین بخوبی ذہن نشین ہو چکی تھین - اور اونکا اس نئے تعلق ہو جانیکے بعد بالکل چھوڑ دینا غیر ممکن تہا - مسلمان شوہر بھی ان ملیح صورت اور نازنین عورات کی پاس خاطر سے اِن رسمون کی طرف سے بالکل چشم پوشی کر گیے - اور انتظام خانہ داری مین زیادہ تنبیہہ اور تہدید سے بدلطفی نہ آنے دی - کل رسومات قبیحہ اونکے گہرون مین نہایت آزادی سے جاری رہین چنانچہ جنکا اثر اب تک دیکھا جاتا ہے - اہلِ ہنود کسی خاص روز اپنے بزرگون کا سرادہ کرتے ہین اور کبھی اونکو پنڈ دیتے ہین - ان عورتون نے بھی شب برات کو غنیمت سمجھکر - حلوا روٹی پکا کر اپنے بزرگونکی فاتحہ کے نام سے خاندان کے مُردون کو پنڈ دینے شروع کر دیے -

باہر اگر نماز روزہ کا تذکرہ تہا۔ تو گہر مین شرک و کفر کا چرچا۔ باہر اگر مذہبی امور پر بحث تہی۔ تو گہر مین مراسم ممنوعہ کی طرف رجحان۔ شادی بیاہ اور لڑکا پیدا ہونے کے وقت اون کل مراسم پر نہایت سختی کے ساتھہ برتاؤ کیا جاتا تہا جو کہ قریب قریب اوسی حیثیت سے کسی ہندو خاندان مین رائج تہین۔ فی الحال اگرچہ مذہبی واقفیت اور شائستگی کے پہیلنے سے اکثر عورتون کے عقائد بوجہ اپنے لائق شوہرون کے درست ہونے شروع ہوگیے ہین مگر پہر بہی بیشمار رسمین ایسی معلوم ہوتی ہین جو کہ اہل ہنود کی رسوم سے بالکل ملی جلی ہین۔

بعض عجیب وغریب رسوم اور بیجا اور آزاردہ تکلفات حضرات **اہل لکھنو** کی ایجاد کا ایسا تتبع ہوتا ہے کہ جسنے اکثر خاندانون کو تباہ و برباد کردیا۔ چنانچہ ذیل مین ہم صرف اُن رسمونکا ذکر کرتے ہین جنپر آگرہ مین ابتک بعض شریف خاندان کی عورتین عمل کرتی رہتی ہین اور میرے خیال مین عورتون کے قانون وسیع اور ناقابل ترمیم و تنسیخ ہونیکی وجہ سے شاید کل ہندوستانکی عورتین انہین رسوم پر عمل کرتی ہونگی۔

لڑکیون کی شادی ہونے سے قبل کی حالت

گیارہ برس کی عمر سے شادی ہونے تک بیچاری لڑکیان عجیب نامناسب قیدمین گرفتار رہتی ہین اونکی حرکات وسکنات گفتار و رفتار پر ہمیشہ اعتراض ہوتے رہتے ہین۔ شادیون اور دیگر جلسون مین جانے۔ غیر عورتون کے سامنے آنے۔ منکوحہ عورات سے گفتگو کرنے کی اجازت اونکو نہین ہوتی۔ عمدہ لباس اور چند خاص زیور وہ ہرگز نہین پہن سکتین۔ کیا مقدور جو سرمہ یا مسّی استعمال کرسکین ممکن نہین کہ اونکی بزرگ عورتین اونکو عطر لگاسے ہوسے

یا آزادانہ حالت مین دیکھہ سکین - جہان گھر مین کوئی غیر عورت آئی خواہ وہ
مشاطہ ہو یا نہو اس بیچاری کو اوس سے چھپنا ضرور ہے - جب خدا کو اسکی حالت پر رحم
آتا ہے تو لڑکے والون کی طرف سے شادی کے پیغام آنے شروع ہوتے ہین - لڑکے کے
حسب ونسب اور اوسکے چال چلن کی کیفیت ایک سرخ کاغذ پر لکھکر کسی مشاطہ کی ہاتھہ لڑکی والون
کے پاس بھیجتے ہین جسکا جواب شروع مین بالکل بے غرضانہ طریقہ سے دیا جاتا ہے اگرچہ
دلمین یہی ہوتا ہے کہ ہماری لڑکی کی شادی اسی جگہہ ہو جاوے - چنانچہ ایک مثل مشہور ہے
کہ "جب تک مشاطہ کے پاؤن کا جوتا نہ ٹوٹے اور اوسکے سر کی چادر نہ پھٹے اوسوقت تک لڑکی کی
شادی نہین ہوسکتی" - اِن جاہلانہ خیالات کا نتیجہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لڑکے والے اپنا خیال کسی
دوسری جانب رجوع کردیتے ہین اور یہ بیوقوف دستِ افسوس ملتے رہ جاتے ہین -

رسوم متعلق منگنی یعنی نسبت

جب رفتہ رفتہ لڑکی والون کی طرف سے رضامندی کی علامات شروع ہو جاتی ہین - تو
سخن ہار کی رسم کے لیے دو تین عورتین لڑکے والون کی طرف سے جاتی ہین اور کسیقدر تجاہل
عارفانہ گفتگو ہونے کے بعد سخن ہار دیا جاتا ہے اور **منگنی** یعنی نسبت کی تاریخ مقرر ہو جاتی ہے
کنبے کے مرد اور عورتون سے اس رسم مین شامل ہونے کے لیے درخواست کی جاتی ہے -
منگنی سے ایک ہفتہ قبل دولہا اور دلہن والونکے یہان گانا ہوتا ہے - لڑکے والون کی طرف کے
گانے کو **گھوڑیان** اور دلہن والونکے یہان کے گانے کو **سہاگ** کہتے ہین - منگنی والے
روز کل اقربا و اعزا مرد و عورت جنکو کہ بلایا جاتا ہے جمع ہو کر دلہن کے گھر جاتے ہین - اس قسم

کی منگنی مین نوشہ بہی ہمراہ ہوتا ہے کل عورتین گہر مین عروس کو چڑہاوا چڑہانے جاتی ہین - چڑہاوے مین دُلہن کے واسطے اکثر سونے چاندی کا زیور بقدر حیثیت اور گوٹہ پٹھے اور پہولون کا زیور بہی ہوتا ہے - دو انگوٹھیون اور قند کے کوزون کے علاوہ پان کی بیڑیان سونے چاندی کے ورقون سے منڈہی ہوئی ایک سنگاردان مین رکہی ہوتی ہین - روپیے اور اشرفیان علی قدر حیثیت دلہن کے ہاتہہ پر رکہنے اور ناریل کھیلین بتاسے اور لڈو گود مین ڈالنے کے لیے مع چار یا پانچ من شیرینی کے دولہا والے اپنے ہمراہ لاتے ہین -
جس خوان مین دُلہن کے چڑہاوے کا سامان ہوتا ہے وہ بہت آراستہ کیا جاتا ہے اور اُسکے اُٹھانے والے کو اور خوانون کے اُٹھانے والون سے زیادہ مزدوری ملتی ہے - نوشہ کیطرف کے مرد و عورت جن سواریون مین جاتے ہین اونکا کرایہ اونہین کے ذمے ہوتا ہے دُلہن والے نہین دیتے - ان مہمانونکے آنے سے قبل دلہن کو اوس کل زیور سے جو کہ جہیز مین نکاح کے بعد دیا جاویگا آراستہ کرکے نہایت عمدہ لباس پہنایا جاتا ہے اسوقت سرخ رنگ کا لباس نہایت عمدہ گوٹہ پٹھے کا دلہن کے واسطے بہت موزون ہوتا ہے اور اوسیکو استعمال کیا جاتا ہے - نوشہ کے لیے کسی خاص رنگ کی خصوصیت نہین ہے -
جب کل سمدہنین یعنی دولہا کی طرف کی عورتین آجاتی ہین تو دُلہن کو اسکے خاص کمرہ مین سے گودی مین اُٹھا کر اس مجلس عورات مین دلہن والیان لاتی ہین اور ایک خاص فرش پر اوسکو بٹھا دیتی ہین اوسوقت شادی مبارک کا راگ بلند ہوتا ہے اور چڑہاوے کی رسم ادا کیجاتی ہے - سواسنین یعنی دولہ کی بہنین سب سے اول اوسکو وہ کل زیور جو اپنے ہمراہ لاتی ہین

پہناتی ہین - بعدازان مصری اور بیڑہ کہلایا جاتا ہے - اور گود بہری جاتی ہے - گود بہرنے کے بعد کُل عورتین دلہن کا مُنھہ دیکھتی ہین بعض منھہ دیکھنے کے بعد دُلہن کے دست راست مین اپنی طرف سے بطور مُنھہ دکھلائی انگوٹھیان وغیرہ بہی پہناتی ہین - پھر ایک عجیب طریقے سے عورتین دُلہن کے سر پر ہاتھہ رکھکر انگلیان چٹخاتی ہین اور ہاتھون کو ادہر ادہر پھیر کر جسکو کہ وارن پھیرن کہتے ہین کچہہ نقدی علی قدر حیثیت بطور خیرات مراسنون کو دیتی ہین - جب سب عورتین منھہ دیکھہ چکتی ہین اوسوقت دُلہن کے دونون ہاتھون مین روپیے اور اشرفیان رکھی جاتی ہین - پس اسکے بعد دلہن کے چڑہاوے کی رسم ختم ہوجاتی ہے اور دلہن کو اوسیطرح گودی مین اوٹھاکر اوسکے خاص کمرے مین لیجاتی ہین - اور کل عورتون کے عطر لگایا جاتا ہے اور پہولونکے ہار پہنائے جاتے ہین - پان چہالیا دالاچی وغیرہ یکجا نوشہ کیطرف کی عورتون کو دیدیتی ہین وہ اوسکو آپسمین تقسیم کرلیتی ہین بعد اسکے شربت پلایا جاتا ہے - شربت پینے کے بعد ہر عورت بقدر حیثیت شربت کی پیالیون کے طشت مین کچہہ نقدی ڈالتی ہے - جسکا بار دولہا والون پر ہوتا ہے - اگرچہ کل مجتمع رقم چلتے وقت دلہن والون کے حوالے کردیجاتی ہے - شربت پلادینے کے بعد اندر گھر کی کُل رسمین ختم ہوچکتی ہین -

اوسکے بعد نوشہ کا چڑہاوا دُلہن والون کیطرف سے باہر مردون مین بہیجا جاتا ہے جسمین گوٹے اور پہولون کے زیور - دو شالہ - چہاپ انگشتری اور رومال ہمیشہ طاق شمار مین ہوتے ہین - دولہا کو یہ زیور پہنانے کے بعد کھڑا کرکے دوشالہ اوڑہایا جاتا ہے - اور چہاپ انگشتانہ دست راست کے انگشت نرین پہنایا جاتا ہے اور انگوٹھی چہوٹی انگلی مین - رومال ہاتھہ مین دیکر اوس نقدی سے

جوکہ عروس کے ہاتھہ پر رکھی گئی ہے کسیقدر زیادہ نوشہ کے ہاتھہ پر رکھی جاتی ہے اور نوشہ کُل حاضرین جلسہ کو سلام کرتا ہے عطر و پان کی رسم ادا ہونے کے بعد اندر گھر کیطرح باہر بھی شربت پلایا جاتا ہے اور اوسکی رقم کا بار بھی دولہ والون پر ہوتا ہے اگرچہ وہ رقم دلہن والون کو جلتے وقت دیدی جاتی ہے اسطرح سے یہ جلسہ برخاست ہوتا ہے -

دوسرے روز اسیطرح دولہا کے لیے چوبے لیکر صرف عورتین نوشہ کے گہر آتی ہین - جو سامان کہ اونکے ہمراہ ہوتا ہے اومین کچہہ چوبے - پھولون کا زیور - رومال - چاندی سونے کے ورقون سے لپٹی ہوئی بیڑیان ایک چاندی کا کٹورا مع کسیقدر شکر کے - اور مونگ وچانول کا بھوڑا ہوتا ہے - دولہ کو گھر مین بلا کر دلہن والیان کل زیور پہنانے کے بعد چوبے مین سے چہہ نوالے کہلاتی ہین مگر ساتوان نوالہ ان خوش نصیب نوشہ صاحب کو صرف بھکانے کے لیے دیا جاتا ہے - اوسکے بعد اوسی شکر کا اوسی چاندی کے کٹورے مین شربت بنا کر جوکہ **لٹونون کا شربت** کہا جاتا ہے پلاتی ہین اور پانون کے بیڑے اور رومال اوسکے ہاتہہ پر رکھدیتی ہین - اونمین سے ایک بیڑا نوشہ کے مُنھہ مین اپنے ہاتھہ سے **سواسنین** کہلاتی ہین وہ سب کو سلام کرتا ہے اور **نوچھاور** کیجاتی ہے - جو کچہہ کہ اس نوچہاور مین جمع ہوتا ہے وہ مراسنون اور **کمینون** کو دیا جاتا ہے - اسکے بعد سب رخصت ہوجاتی ہین اور منگنی کی رسم بالکل ختم ہوجاتی ہے -

منگنی قسم دوم

منگنی کی یہ رسم نہایت اعلی درجہ کی تہی اس سے دوسرے درجے کی وہ منگنی ہوتی ہے جسمین کہ مرد اور نوشہ دلہن کے گھر نہین جاتے اور اسوجہ سے نوشہ دوشالہ اور چاپ انگشتانہ

سے محروم رہجاتا ہے جو کہ اوسکو ساچق کے روز ملجاتا ہے - باقی اور رسوم مین کچھہ فرق نہین ہوتا

منگنی قسم ۳

وہ لوگ جنکے دل کی اُمنگون اور حوصلون کو مفلسی نے پست کر دیا ہے وہ صرف اسی پر قناعت کرتے ہین کہ تین چار روپیے کی شیرینی کے ہمراہ دولہن کے لیے مختصر جوڑا اور ابذریعہ دو تین عورتون کے بہیجدیتے ہین - اور اسی طرح سے کسیقدر مختصر سامان - اپنی قسمت سے مجبور ہوکر دلہن والے بہی دوسرے روز نوشہ کے گہر بہیجدیتے ہین -

منگنی قسم ۴

جن غریبون کو اتنا بہی مقدور نہین ہے اونکے یہان ایک نہایت ہی عجیب وغریب رسم اس منگنی کے سرانجام دینے کے لیے رائج ہے وہ یہ ہے کہ نوشہ کیطرف سے صرف دو تین عورتین لڑکی والون کے یہان پان لیکر جاتی ہین - وہان تہوڑی دیر ٹہرنے کے بعد دلہن کے مکان کے کسی کونے مین پان کی پیک تہوک دیتی ہین جس سے کہ منگنی کی رسم پوری ہو جاتی ہے -

منگنی قسم پنجم

بعض جگہہ یہ بہی دستور ہے کہ نوشہ والی عورتین دو تین روپیے کی شیرینی اپنے ہمراہ لیجاکر دلہن کے داہنے بازو مین ایک روپیہ امام ضامن کے نام کا باندہ آتی ہین - اسیطرح دوسرے روز دُلہن والی عورتین آنکر نوشہ کے بازو پر ایک روپیہ باندہ دیتی ہین پس اسطرح سے اونکی منگنی کی رسم بہی سرانجام پاجاتی ہے -

جو لوگ کہ منگنی دہوم دہام سے کرتے ہین اونکو مناسب ہے کہ وہ ہر عید پر عیدی - خربزون اور ساون کی فصل مین دُلہن کے لیے خربزے اور ساون کا سامان بہیجین عیدی مین دلہن اور

عیدی

اوسکی بہنون کے لیے کانچ کی چوڑیون کے جوڑے - خاص دُلہن کے لیے ایک سرخ رنگ کا

بہت نفیس جوڑا - مہندی - کلاوہ - پیالیان - کنگھیان - تانبے بیتل لکڑی اور چینی کی کھلونے شیرینی اور کچھہ نقدی بطور تیوہاری بھیجی جاتی ہے - اس سامان کے ساتھہ اکثر عورتین بھی جایا کرتی ہین - ایک روز رہنے کے بعد دوسرے روز واپس آجاتی ہین - شربت جو یہ مہانداری وغیرہ سب ہوتی ہے - اس عیدی کے بدلے مین لڑکی والون کی طرف سے رومال سویون کے جوبے کچھہ چاندی یا تانبے کا ایک بادیہ - تیوہاری نوشہ کے لیے - اور کچی سوئیان کنبے مین تقسیم کرنے کے لیے آتی ہین -

ساونی

ساون کے دنون مین علاوہ عیدی کے مانند سامان کے ریشم کی رسّی کا جھولا - ٹبریان جھولنے کے لیے چاندی اور لکڑی کے کھلونے - پاؤن کی کھڑاؤن - اندرسے† اور اندرسے کی گوپیان وغیرہ ہوتی ہین - نوشہ کیطرف کی عورتین اس سامان کو عروس کے گھر لیکر جاتی ہین جہان کہ جھولا نصب کیا جاتا ہے اور کل عورتین خصوصاً دلہن دولہا کی بہنین جھولتی ہین اور اگر دلہن بھی کمسن ہوتی ہے تو اوسکو بھی اپنے ہمراہ جھلاتی ہین - اسوقت ملاسون کا گانا عجیب کیفیت پیدا کرتا ہے - اگر بادل ہو تو لطف دوبالا ہوجاتا ہے - دوسرے روز یہ عورتین کھانا کھانے کے بعد واپس چلی آتی ہین - اسکے عوض مین نوشہ کے لیے رومال کچھہ نقدی جوبے اور اوسکی مان کے لیے جوڑا عروس کے گھر سے بھیجا جاتا ہے -

ساکا

آگرہ مین خربزون کی فصل گرمیون مین واقع ہوتی ہے - چنانچہ دلہن کے کھانے کے لیے خربزے تربوزا اور دیگر فصلی میوہ جات دلہن کے گھر بھجوا دیے جاتے ہین - خربزے اور تربوز

† قرص اور گولی کی صورت کی ایک قسم کی شیرینی جو کہ آرد برنج سے صرف موسم برسات مین طیار کیجاتی ہے -

بیلون پر لاد کر اور دیگر خورد میوہ جات خوانون مین رکھکر بھیجے جاتے ہین - اس رسم کو یہان برسا کا کرنا کہتے ہین - اسکے عوض مین دلہن والون کے یہان سے نوشہ کی مان کے لیے ایک جوڑا مٹھائی وغیرہ کے جو بے - اندازاً اوس قیمت سے کسیقدر زیادہ مالیت کے جتنے کا کہ ساکا بھیجا گیا تھا - بھیجے جاتے ہین - اس شہر مین یہ بھی دستور ہے کہ مہینے یا ڈیڑہ مہینے بعد دلہن کی خیریت منگوائی جاتی ہے اور جو شخص کہ خیریت مزاج دریافت کرنے کو جاتا ہے اوسکے ہمراہ روپیہ دو روپیے کی شیرینی بھی بھیجی جاتی ہے -

بامن پوچھنا اور ڈھول رکھا جانا

غرضکہ جب دونون طرف سے شادی کا سامان مہیا اور طیار ہو جاتا ہے اوسوقت عقد کی تاریخ کے تعین کیلیے باہم گفتگو ہوتی ہے - اگرچہ عورتین بذات خود کل تاریخین طے کر لیتی ہین مگر پھر بھی ان تاریخون کے مقرر کرنے کے لیے مردون کے ایک مجمع کا ہونا رسم مین داخل ہو گیا ہے - اس رسم کو ساعت رکھنا اور عوام جاہل بامن پچھنا کہتے ہین - دولہ والے اپنے کل احباد اقربا کو فراہم کر کے من دو من گڑ بقدر حیثیت - پانون کے بیڑے ڈھاک کے پتون کے اندر لپٹے ہوئے اور کسیقدر چانول اپنے ہمراہ لیکر دلہن کے مکان پر جاتے ہین جہان کہ اونکو کسی مکان یا محلہ کی مسجد مین بٹھایا جاتا ہے - برکت کے لیے قرآن مجید بھی چانولون کے طشت کے آگے رکھکر کھولا جاتا ہے اور اوسکے بند کرنے کے بعد ہی اون تاریخون کا جنکو کہ عورتین پہلے ہی سے مقرر کر چکتی ہین اعلان کر دیا جاتا ہے گویا کہ کلام شریف ہی مین یہ تاریخین لکھی ہوئی تھین چانولون کا طشت جسمین کہ کچھہ نقدی اور تھوڑا گڑ ہوتا ہے مسجد یا محلہ کے ملّا کے حصے مین آجاتا ہے

اور کل حاضرین کو ایک ایک بڑا پان کا اور ایک ایک ڈلی گڑ کی حوالے کر کے رخصت کیا جاتا ہے
فی الحال جو لوگ کہ اس قسم کی تقسیم کو ناپسند کرتے ہین اونہون نے معمولی گڑ کے ہمراہ صرف
تقسیم کے لیے بتاسون کا دلہن کے گھر بھیجنا مناسب خیال کیا ہے چنانچہ اکثر جگہہ وہی
تقسیم ہوتے ہین - جس روز کہ ساعت رکھی جاتی ہے اوسکی شام کو دونون طرف میٹھے چانول
پکوائے جاتے ہین اور قریب کے اعزا کو تقسیم کیے جاتے ہین -
اسی روز سے گانا بجانا شروع ہو جاتا ہے جسکو کہ عورتین **ڈھول رکھنا** کہتی ہین - ڈھول
رکھائی کل قریب کے رشتہ دار عورتون پر ضرور ہے - اور ہر عورت علی قدر حیثیت کچھہ شیرینی
یا میوہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر دولہ یا دلہن جسطرف کا رشتہ ہو اوسکے یہان آکر گانے کی محفل مین
شریک ہوتی ہے - گیت جو گائے جاتے ہین وہ ایسے مہمل بے معنی اور بُری زبان کے
ہوتے ہین کہ اونکا ایک حرف صحیح اور درست نہین معلوم ہوتا - انکی عجیب زبان سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ شاید زبان اُردو کی ابتدائی عمر مین تصنیف کیے گئے تھے - مگر ایک تعجب اور ہے
کہ زمانہ کی رفتار ہر چیز مین ایک انقلاب پیدا کر دیتی ہے مگر اس جگہہ اپنا اثر ظاہر کرنے سے وہ
بھی عاجز ہو گئی - غرضکہ گانا ختم ہونے کے بعد کل شرکا عورات اپنے اپنے مکان کو
رخصت ہو جاتی ہین - اور ساچق کے روز تک ہر رات کو ایسا ہی مجمع انھین قواعد کی رو سے
قائم رہتا ہے - ساعت رکھنے کے ایک دو روز بعد اکثر اوس گڑ کی جو ساعت مین آتا ہے دلہن
والون کے یہان گلگلے پکتے ہین اور کل کنبے مین تقسیم کیے جاتے ہین - اسیطرح دولہ والے
بھی جنکو کہ خدا نے کچھہ مقدور دیا ہے تو رے بندی کرتے ہین یا کسی اور قسم کا حصہ

رشتہ دارونکو تقسیم کرتے ہین -

مایون بیٹہا

نکاح سے کوئی ایک ہفتہ پہلے دولہ اور دلہن مایون بیٹھتے ہین - دولون طرف میوے کی پینڈیان بنتی ہین - اور ایک لبنتی زرد رنگ کا جوڑا اس زمانہ مین پہنے رہنے کے لیے دلہن والونکی طرف سے مع اوٹنا میوہ - پینڈیون - اور دودہ پینے کے لیے کچہہ نقدی کے نوشہ کے لیے جاتا ہے - دلہن کا زرد جوڑا خاص اوسی کے گہر کا ہوتا ہے اور دولہ والون کیطرف سے کچہہ نہین بہیجا جاتا ہے - دلہن کی بہنین یعنی سواسنین لبنتی رنگ کا جوڑا پہنا کر - اوبٹنا ملکر دلہن کو چوکی پر بٹھاتی ہین پہر پینڈیان کہلائی جاتی ہین اور دودھ پلایا جاتا ہے - ہر روز حجام اور نائن دولہا دلہن کے بدن پر اوبٹنا ملتے رہتے ہین اور صبح کے وقت دولون میوے اور پینڈیان کہاتے اور شام کیوقت دودہ پیتے ہین دلہن کے ساتہہ اوسکی بہنون اور سہیلیون کو بہی حصہ ملتا رہتا ہے -

رسم ساچق

ساچق کی رسم نکاح سے تین روز قبل عمل مین آتی ہے اسکو یہان پر علی العموم بری کہتے ہین یہ شادی کا پہلا دن شمار کیا جاتا ہے - کل اعزا و اقربا شام سے نوشہ کے مکان پر آجاتے ہین - بعد نماز مغرب کل مہمان مع نوشہ کے عروس کے مکان کی طرف روانہ ہوتے ہین آرائش و پیرائش اور جلوس کے کل سامان موجود ہوتے ہین آگے آگے کوتل گہوڑے اپنی سبک چال دکھاتے ہوئے چلتے ہین اور تخت روان پر طوائفین ناچتی جاتی ہین - نوشہ کے گہوڑے کے آگے آگے روشن چوکی بجتی اور آتشبازی چہوٹتی جاتی ہے - نہایت عمدہ

کاری گری سے کاغذ کے پہولون کے گلدستے اور تختے بنائے جاتے ہین جنسے کہ تمام
بازار مثل باغ کے معلوم ہونے لگتا ہے اسکے بعد عمدہ نقش ونگار کی ہوئی مٹی کی مٹکیان ایک
ایک ہر مزدور کے سر پر ہوتی ہین ان مٹکیون کے ڈہکنون کے اوپر ابرک کا ایک پیالہ نما
پہول بنایا جاتا ہے اور اوسکے اندر ایک شمع روشن کیجاتی ہے جسکی کہ روشنی نہایت عمدہ
وخوشگوار معلوم ہوتی ہے - تاشے باجے کا زور وشور اس درجہ ہوتا ہے کہ کان دہری آواز
تک نہین سنائی دیتی دُلہن کے لیے چڑہاوے اور دیگر قسم کا سامان بہی اسی جلوس کے
ہمراہ جاتا ہے اس چڑہاوے مین ایک بہت ہی بیش قیمت جوڑا کہ جسکے مقابل کا کوئی اور
نہین ہوتا - جاتا ہے اور ایک جوڑے کی صف سُرخ ٹول گیارہ گز جسکو سُوا کہتے ہین کہدی
جاتی ہے - اس اخیر جوڑے کے پاپجامے کے لیے سوا دو گز گلابی رنگ کی لینگ کلاتہ
یا سُرخ سبز گلبدن بغیر سلا ہوا ہوتا ہے - اسی جوڑے کے خوان مین ایک کاغذ کا پُڑا بہی
رکہا ہوتا ہے جسکو کہ سُہاگ پُڑا کہتے ہین اسکے اندر خوشبودار مسالہ مثل جاوتری - جائفل -
زعفران - چہوٹی بڑی الائچی - ناگرموتہا - بالچہڑ - چہیل چہبیلا وغیرہ کے ہوتا ہے - اسکے اندر
دلہن کی ناک مین پہننے کیلیے ایک سونے کی نتھ جسمین کہ تین عمدہ موتی بہی پڑے ہوتے
ہین رکہدیتے ہین البتہ جو لوگ کم مقدور ہین وہ بجائے نتھ کے ایک دو روپیے اوسکے اندر
رکہدیتے ہین اور چہوٹے موتی سوے کے کسی ایک کونے مین باندہ دیتے ہین اس
سُہاگ پڑے کی بہت کچھ آراستگی ہوتی ہے گوٹے پٹھے کلابتون اور زردوزی کا کام اوسپر
کیا جاتا ہے - اکثر لوگ اسکے بیچ مین ایک نہایت موزون آئینہ بہی لگا دیتے ہین - بعض سُنہری

چڑہاوا

سہاگ پُڑا

و روپہلی پنّی یا ابرک آراستگی کے لیے استعمال کرتے ہین - اکثر مفلس اوسکے کاغذ پر کتھے کے سرخ ٹیکے ہی لگا دینے پر اکتفا کرتے ہین - اسکے بعد اوسپر کلاوہ یا گوٹہ پٹھا لپیٹ دیا جاتا ہے - چڑہوے مین علاوہ جوڑے کے چار شیشے جن پر نقاشی کا عمدہ کام کیا جاتا ہے اور اونکے اندر ڈنڈیون یا شہاب کا سرخ رنگ بہر دیا جاتا ہے ہوتے ہین - انکو مع تیل عطر وغیرہ کی شیشیون کے ایک خوان مین آٹے سے چپکا کر رکھہ دیتے ہین - اور اونکے مُنھہ پر گوٹے کے سرخ کپڑے باندہے جاتے ہین - علاوہ انکے سر پر باندہنے کے لیے کلاوے - مہندی - سرمہ - مسی - پیالیان - تیل ڈالنے کی کنگھیان اور دہماوے† کی دو انگوٹھیان ہوتی ہین - اس سامان کے ساتھہ ہی گود بہرنے اور دلہن کی آراستگی وغیرہ کے لیے وہ کل سامان بہی ہوتا ہے جوکہ ہم منگنی قسم اوّل مین بیان کر چکے ہین - جوڑے کے ہمراہ ایک نہایت بیش قیمت اور خوبصورت جوتا جسمین کہ چاندی کے گہنگرو لگے ہوتے ہین دلہن کے پہننے کے لیے بہیجا جاتا ہے - ساچق کے جلوس مین علاوہ نقش و نگار کی ہوئی مٹکیون کے دو سادی مٹکیان اور ہوتی ہین جنکو کہ چونے سے لیپ دیتے ہین - ایک مین ڈہائی سیر گڑ کا گاڑہا شربت اور دوسری مین صرف دہی ہوتا ہے انکے منھہ کلاوے سے باندہتے ہین جسپر کہ کچے آٹے کی مچہلیان بنا کر چپکا دیجاتی ہین - ایک ٹوکرے مین سیو یا لک کا ساگ بہی بہیجا جاتا ہے - ساچق سے ایک دو روز قبل دلہن والون کے گہر چار پانچ من یا کم و بیش جیسی مقدرت ہوئی - شکر - میوہ اور نقل وغیرہ بہیجے جاتے ہین -

† ایک خاص وضع کی خالص چاندی کی انگوٹھی جسکے نگینے کی جگہہ پر سوا ایک ڈھلی ہوئی گول دانے کے اور کچہہ نہین ہوتا -

جب رات کو دلہن کے گھر کل سمدہنین اور سمدہی (یعنی دولہ کیطرف کے عورت مرد) مع اپنے ہمراہیون کے آجاتے ہین تو گھر مین چڑہاوے وغیرہ کی کل وہی رسوم عمل مین آتی ہین جوکہ ہم منگنی کے بیان مین لکھہ چکے ہین صرف فرق اتنا ہے کہ منگنی مین نقدی ہاتھہ پر رکھی جاتی ہے اور اسوقت دو روپیے یا اٹھنی یا چونی یا دونی - مگر دو روپیے سے زیادہ نہین - دُلہن کی گود مین ڈالدیتے ہین - باہر مردون مین محفل رقص وسرود گرم رہتی ہے - طوائفون اور نقالون کو دولہا والے اپنے ہمراہ لاتے ہین - قریب بارہ بجے رات کے جبکہ رخصت کا وقت قریب ہوتا ہے تو محفل مین نوشہ کے لیے چڑہاوا آتا ہے اور وہ اوسکو چڑہایا جاتا ہے - یعنی کپڑے پہنائے جاتے ہین اور دوشالہ اُڑہادیا جاتا ہے - پہر شربت وغیرہ ہونیکے بعد سب رخصت ہوجاتے ہین اور سب عورتین بھی نوشہ کے گھر واپس آجاتی ہین -

بیان رتجگے کا

مرد تو باقیماندہ شب مین سو رہتے ہین مگر دولہا اور دُلہن دونون طرف کی بیچاری عورتون کو اب بھی سونے کا حکم نہین ہوتا کیونکہ اسوقت دونون جگہہ رتجگا ہوتا ہے - جسوقت گلگلے پکانے کے لیے کڑہاو چڑہایا جاتا ہے اوسوقت دولہا اور دلہن کی بہنین یعنی سواسنین دونون جگہہ ایک ایک گلگلا سب سے اوّل اپنے اپنے ہاتھہ سے کڑہاؤ مین چھوڑتی ہین پہر اپنا حق طلب کرتی ہین جوکہ پہلے ہی سے چولہے کے پیچھے مع گڑ اور آٹے کے رکھدیا جاتا ہے - ساتھہ کے ساتھہ ہی مراسنین اللہ میان کی سلامتی - اور اللہ میان کے گیت گاتی ہین - رتجگے مین علاوہ کڑہائی چڑہانے کے ایک کوری مٹکی مین شربت بھی بھرا جاتا ہے جسکے اوپر صندل کا چھاپہ لگانے

کے بعد ایک بدھنی جسپر کہ کلاوہ بندہا اور سہرا لٹکایا جاتا ہے مٹکی کے منھہ پر رکھتے ہین۔ اس بدھنی کی ٹونٹی مین پان کا ایک بیڑا ٹھونس دیا جاتا ہے۔ یہ مٹکی اور بدھنی بحیثیت مجموعی **اللہ میان کی سنجیری** کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ رتجگے کا سب کام سہاگنین کرتی ہین اور اونکو اسکا نیگ بہی ملتا ہے جس جگہہ سنجیری اور نیازکی اور چیزین رکہی جاتی ہین اوس جگہہ کو مٹی یا کہریا سے لیپ دیتے ہین۔ گلگلون کے ساتھہ پسے ہوئی چانولون یا ماوے کے لڈو بنائے جاتے ہین اور اونکو عورتون کے لغت مین **اللہ میان کے رحم** کہتے ہین۔

اللہ میان کی سنجیری

ایک طباق اور طیار کیا جاتا ہے جسکو کہ **اللہ میان کی چوکی** کہتے ہین اسمین خشک اٹار کہنے کے بعد آٹے کا چومکہا چراغ بنا کر رکہتی ہین اور بجاے تیل کے گھی اور بجاے روئی کی بتی کے کلاوے کی بتی بنا کر ڈالی جاتی ہے۔ اسی طباق کے ایک کونے مین مُلّا یعنی نیاز دینے والے کے لیے کچھہ نقدی رکہدی جاتی ہے۔ الغرض نماز صبح کے وقت اوسی پاک جگہہ مین اللہ میان کی چوکی۔ اللہ میان کی سنجیری۔ گلگلے اور رحم نہایت خوش اعتقادی سے رکہے جاتے ہین اور کسی مُلّا کو بلوا کر اوس سب پر اللہ میان کی سلامتی یا نیاز دلوائی جاتی ہے۔ جب ملا صاحب نیاز دیکر چراغی۔ گلگلے اور رحم لیکر چلتے ہین اوسوقت اون حضرت پر گالیون کی خوب بوچہار کیجاتی ہے۔ پس اسطرح پر رتجگے کی رسم ختم ہوجاتی ہے۔

چوکی

بیان بیوی کے کہانے کا

اس روز دوپہر کو دونون جگہہ حضرت بیوی کا کہانا ہوتا ہے جسمین شامل ہونے کیلیے

جن عورتون سے کہا جاتا ہے وہ صبح سے اوسوقت تک کچھہ کہاتی پیتی نہین ہین - یہ آدہے
دن کا فاقہ **حضرت بیوی کا روزہ** کہا جاتا ہے - جو عورتین کہ اس کہانے مین شامل
ہوتی ہین اونکے لیے ضرور ہے کہ وہ پارسا - عمدہ چال و چلن کی اور پاک صاف ہون - جس
بیوہ نے کہ عقد ثانی کیا ہو یا جسکے حسب و نسب مین فرق ہو یا جسنے کسی بازاری عورت کے
ساتہہ کہایا پیا ہو - یا جسکا خاوند شرابی نشہ باز ہو اوسکو اس پاک کہانے مین ہرگز شریک نہین
کیا جاتا ہی اگر کوئی ایسی عورت فریب سے شامل ہو بہی جاوے تو عورت کے اوہام کے مطابق
اس کہانے کے چاول اوسکے منہہ مین نہین چل سکتے ہین بلکہ مسوڑون مین سے خون نکلنے
لگتا ہے - اور اوسکی سزا اوسکو اوسی سال مین مل ہی جاتی ہے - جو عورتین کہ اسمین شامل
ہوتی ہین اونکو بیوی زنین کہتے ہین اور اونکی تعداد کہانے کے وقت ، سے کم اور ۱۴ سے زیادہ
نہین ہوتی - ایک معینہ وزن مین خشکہ یا زردہ یہ بیوی زنین خاص اپنے ہاتہہ سے پاک صاف
برتنون اور اچہوتے پانی سے پکاتی ہین - کسی غیر عورت یا خادمہ کو اسمین دخل دینے کا مجاز
نہین ہوتا - گیارہ بجے دن کے قریب مٹی کے چودہ طباقون مین یہ کہانا نکالا جاتا ہے جنپر کہ میوہ
دہی اور شکر ڈالی جاتی ہے - انمین سے چار طباق علیحدہ نکالکر رکہہ دیے جاتے ہین جو کہ پیغمبر
صاحب اور پیرون کی نیاز کے طباق کہے جاتے ہین - جو طباق کہ عورتون کے آگے رکھے
جاتے ہین اونکو بیوی کی سینک کہتے ہین جنکی طرف کہانا تو در کنار مرد نظر تک نہین ڈال سکتے

بیوی کی سینک

مگر ہان پیغمبر صاحب کی نیاز کے طباقون مین سے اونکو بہی کہانے کی اجازت ملسکتی ہے - جس
جگہہ کہ بیوی کی سینکین رکھی جاتی ہین اور یہ بیوی زنین کہاتی ہین اوسکو پہلے لیپ لیتی ہین -

آدھے روز کا روزہ اوسی اللہ میان کی سنجیری کے شربت سے جو کہ رتجگے کے وقت بھری گئی تھی کھولا جاتا ہے۔ جب کل پاک بیوی زنین کھانے سے فارغ ہوجاتی ہین اوسوقت علاوہ بہت زیادہ محتاط منکوحہ عورات کے سب عورتین مسّی سرمہ مہندی عطر وغیرہ لگاتی ہین۔ نوشہ والونکے یہان یہ سنگار کی چیزین بازار سے آجاتی ہین مگر دلہن والونکے یہان اوسی مین سے جو کہ ساچق مین عروس کیلیے سامان گیا تھا تھوڑا تھوڑا نکالکر استعمال کیا جاتا ہے اگر رجب کا مہینہ ہوتا ہے تو یہ اللہ میان کی بھولی بندیان تھوڑی گھلی ہوئی مہندی حلق کے اندر بھی ڈال لیتی ہین وہ اس خیال سے کہ اسکی وجہ سے قلب سرخ ہوجاوے گا۔ ایک عجیب رسم یہ بھی ہے کہ پاک کہانا کھاتے وقت کوئی **سواسن** ان بیوی زنون کے پاس آکر کھڑی ہوتی ہے اور اپنے سرخ ڈوپٹے کا ایک کونا قصداً لٹکا دیتی ہے جسکو کہ کل بیوی زنین اوسی کھانے بھرے ہوئے ہاتھون سے چھوکر مبارکباد دیتی ہین جسکے جواب مین وہ سواسن سبکو سلام کرتی ہے۔ دلہن کے گھر کی بیوی زنون کو ایک ایک ٹکڑا اوسی سرخ کپڑے مین سے آدہ گز پھاڑ کر جسکو کہ **سُوا** کہتے ہین اور جو دلہن کے جوڑے مین ساچق کے روز آتا ہے تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو کہ زیادہ تر بیوؤن اور غیر منکوحہ عورات کے موباف کے کام آتا ہے اور جسکو کہ میلا ہوجانے کے بعد دریا یا کوئے مین پھکوا دیتی ہین۔ سرمہ مسّی عطر وغیرہ یا اس قسم کے کپڑے کے موباف سے بعض بعض منکوحہ عورات کو صرف اسلیے پرہیز ہے کہ اونکے خیال مین ایسی پاک جگہہ کی چیزون سے اپنے تئین مزین اور آراستہ کرکے شوہر کے پاس جانا حضرت بیوی صاحبہ کے حضور مین سخت سوادبی ہے۔ جب ان کل باتون سے یہ نادان عورتین فارغ ہوچکتی ہین اوسوقت کل بچا ہوا کھانا۔ عطر وغیرہ کی خالی شیشیان۔ مسّی سرمہ کی پڑیون کے کاغذ

اور جو کچھہ کہ وہان گرا پڑا ہوتا ہے وہ سب اوس ظرف مین جسمین کہ جانورون پر ڈالنے کے لیے دہی آیا

تھا بہر کر مع کہانے کے طباقونکے دریا یا کسی کوے مین پہکوا دیا جاتا ہے - اسکے بعد اوسی جگہہ

کو جہان کہ بیٹھکر حضرت بیوی کی سینک کہائی گئی تہی پہر دوبارہ لیپ دیا جاتا ہے - اور بیوی کے

گیت گائے جاتے ہین - دلہن والون کے یہان وہی سوی کا سادا جوڑا جو کہ ساچق مین آیا تھا

بیونت کردہ ہی بیوی زنین اوسیوقت اوسکو سیتی ہین - پس اسطرح سے بیوی کے پاک کہانیکی

رسم ادا ہو جاتی ہے - اور تہوڑے عرصہ کے بعد اونہین منقش شیشون کے زرد رنگ سے جو کہ

ساچق مین آتے ہین دلہن کا زرد جوڑا رنگا جاتا ہے - جو رنگ کہ بچ رہتا ہے اوسکی خوب ہولی کہیلی

جاتی ہے - اسکے بعد اُبٹنا ہوتا ہے - پس ساچق - رتجگے اور بیوی کے کہانے کے متعلق جسقدر

حالات تہے وہ سب ہم لکھہ چکے - اب ذیل مین کچھہ حال رسم حنابندی کا لکھا جاتا ہے -

بیان رسم حنابندی

اسی روز یعنی ساچق کے دوسرے دن شام کیوقت سے دولہا والون کے یہان مہمانون کی خاطر

و تواضع کے سامان نہایت سرگرمی سے ہوتی ہین اور رقص و سرود کی مجلس کیلیے مکان آراستہ کیا جاتا

ہے - ادہر دلہن والے مہندی لانیکی طیاری مین مصروف ہوتے ہین - سات آٹھہ بجے شب کو کل

اعزا و اقربا جمع ہوکر اوسی جلوس اور دہوم دہام سے جسطرح کہ دولہا والے ساچق یا بری لاتے ہین یہ

لوگ بہی اپنی مہندی لیجاتے ہین - پہلواری و آتشبازی وغیرہ زیادہ تر تو وہی ہوتی ہے جو نوشہ

والے اپنے ہمراہ ساچق مین لاتے ہین البتہ کسیقدر اپنی طرف سے بہی بنواکر شامل کردی جاتی ہے -

جو سامان کہ اسکے ہمراہ بہیجا جاتا ہے اوسکے ایک خوان مین تو نہایت عمدہ جوڑا نوشہ کے لیے

جسکے ساتھہ رومال - پھولونکے ہار وغیرہ ہوتے ہین اور ایک سنگاردان ہین ورقون سے لپٹے ہوئے
بیڑے ہوتے ہین - ایک چوکی چاندی کے پترے جڑی ہوئی یا صرف لکڑی ہی کی مگر رنگی ہوئی ہوتی
ہے جسپر کہ عمدہ زردوزی کام کا گردا بچھا کر ایک طباق گندہی ہوئی مہندی کا جسمین کہ پنّی ابرک وغیرہ کے
نقش ونگار بنائے جاتے ہین اور چار شمعین چارون کونون پر روشن ہوتی ہین رکھا جاتا ہے
دوسرا طباق نوشہ کے کہانیکے لیے مالیدہ کا ہوتا ہے اور ایک کٹورا اُبٹنا بھرا ہوا رکھا ہوتا ہے -
یہ سب چیزین مع ایک لوٹے کے خوانون پر رکھّی ہوتی ہین - دولہن کے قریب مالیدہ علاوہ دوسرے
خوانونمین رکھکر بھیجا جاتا ہے جو نقش ونگار کی ہوئی مٹکیان نوشہ والون کی ہمراہ ساچق کے روز جاتی ہین
اونمین سے چار مٹکیان لیکر ایک مین میوہ دوسری مین نوشہ کے یہان کے آئی ہوئے نُقل - تیسری مین
پینڈیان اور چوتھی مین اُبٹنا ہوتا ہے - ان مٹکیونکے مُنھہ بند کرکے اونکے اوپر شمعین لگائی جاتی
ہین اور ایک تخت پر جسکو چوگھڑا کہتے ہین رکھدی جاتی ہین انکے علاوہ زردے یا مٹھائی کے چوبے
بھی نہایت آراستگی کے ہوتے ہین جنپر کہ کھوپرے اور چھوارے وغیرہ کے پھول پتّے بنائے
جاتے ہین - جس چوبہ مین سے خود دولہ کہاتا ہے اوسمین اکثر پان کو کتر کر اسکے نام کے حروف
بھی لگادیے جاتے ہین - انکے ڈہانکنے کیواسطے جھلملیونکی یا قبہ دار کہانچیان بنائی جاتی ہین
ایک بانس کی بنی ہوئی مہندی بھی جیسی کہ تعزیون پر چڑہائی جاتی ہی ہوتی ہی یہ سب سامان ہمراہیونکے
ساتھہ نہایت جلوس سے نوشہ کے گھر تک آتا ہے - مرد باہر جلسہ مین بیٹھکر محفل رقص وسرود سے
حظ حاصل کرتے ہین - ناچ رنگ دُلہن والے اپنے ہمراہ اپنے خرچ سے لاتے ہین - سمدہنون کے
آنے کے وقت مراسنین اونکو اپنے گیتون مین ذرا زمی لیے ہوئے گالیان دیتی ہین جنکو سُنکر

وہ بہت خوش ہوتی ہین - بلکہ بعض ارمان والی عورتونکی تو مدت کی آرزو انکو سُنکر پوری ہوتی ہے - جب سب سمدہنین نوشہ کے گھر جمع ہوجاتی ہین اوسوقت نوشہ کو گھرمین بُلایا جاتا ہے - نوشہ کی کوئی بہن اوسکے سرپر اپنا سرخ دوپٹہ ڈالکر گھرمین لاکر اوسی چوکی مذکورۂ بالا پر بٹھاتی ہے - جو عورتین دلہن والونکی طرف سے آتی ہین وہ نوشہ کو اوسی جگہہ کپڑے پہناتی ہین - پہر پہولونکے ہار وغیرہ پہنائے جاتے ہین جسوقت دلہن کی بہن اوسکو پہولونکی بدھی پہناتی ہے تو نوشہ اوسکو ایک روپیہ نذر دیتا ہے - اسکے بعد چوبہ کے سات نوالے کہلائے جاتے ہین - ساتوین نوالے پر عجیب دل لگی ہوتی ہے یعنی جب نوشہ نوالہ لینے کیلیے اپنا منہہ لاتا ہے اوسیوقت وہ کہانیوالی سواسن اپنا ہاتہہ پیچھے کیطرف کہینچ لیتی ہے اوسوقت حضرت نوشہ کو بڑی خفت ہوتی ہے - بعض چالاک نوشہ نہایت چستی و چالاکی سے نوالہ منہہ مین لے لینے مین کامیاب بہی ہوتے ہین - بعدہٗ مالیدہ بہی بالکل اسی طریقہ سے کہلایا جاتا ہے - ساتوان نوالہ دونون چیزونکا پورا نوشہ کو نہین کہلایا جاتا بلکہ عورتونمین تقسیم کردیا جاتا ہے اسکے بعد بیڑا کہلایا جاتا ہے - پہر مہندی اس طریق سے لگائی جاتی ہے کہ نوشہ کے سیدہے ہاتہہ پر ایک پان رکھکر اوسپر ایک روپیہ دہرا جاتا ہے اور پان پر سب سواسنین اوسی طباق مین سے تہوڑی تہوڑی مہندی لیکر رکھہ دیتی - اور ہاتہہ پر - یا اونگلی پر - یا کسی ناخن پر مہندی لگادیتی ہین - پہر مبارکبادی اور سلامتی گائی جاتی ہے اور وارن پہیرن کیجاتی ہے - چوکی سے اُٹھتے وقت نوشہ سبکو سلام کرتا ہے جسکے صلہ مین دلہن کی بہن وہی روپیہ جو کہ نوشہ نے اوسکو ابہی دیا تہا بطور سلام کرائی اوسکو دیتی ہے - اسکے بعد نوشہ باہر چلا آتا ہے اور سمدہنونمین پان الائچی اور میوے کے ہار وغیرہ تقسیم کیے جاتے ہین - شربت گھرمین اور باہر مردون مین دونون جگہہ پلایا جاتا ہے - آدہی رات کے وقت مجلس برخاست ہوجاتی ہے - مرد اپنے اپنے گہر واپس جاتے ہین اور عورتین دلہن کے گھر واپس جاتی ہین

اشتہارات

معدہ وجگر دور دسر دگر قبض تاریکی چشم وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنیوالے ہون دور کرکے مثانہ و مادہ انسانی کو درست کرتا ہے قیمت فی شیشی للعہ **روغن** خارجا لگانے سے اون عوارض کو جو سوء استعمال وخلاف قدرت عامل ہونے سے اپنے ہاتھون قوا خراب کرچکے ہون فی تولہ للعہ **ہیر ائیل** دلربا خوشبو کے علاوہ بالونکو سفید ہونے سے روکتا ہی نزلہ زکام ریزش عطسہ جنکو ادنی باتون سے ہوجاتا ہی۔ آواز بہاری ہوجانا کہانسی وغیرہ کو دور کرتا ہی ضعف دماغ و بصر کو پیدا نہین ہونے دیتا شیشی ۸ **سرمہ ممیرا** مقوی بصر حافظ بینائی دہند جالا پانی جانا خارش سرخی وغیرہ دور کرتا ہی دو ماشہ کیلیے ۸ **سنون عجیب الاثر** ہلتے دانت کو مضبوط کرتا ہی درد بدبو میل گوشت خورہ مسوڑونکی خرابیان دفع کرتا ہی ہم تولہ کیلیے عہ **حب** دائمی قبض درد شکم قراقر نفخ ریاح درد کمر کمی اشتہا زردی چشم دل کا دہڑکنا ہاتھ پاون کا جلنا عرق النسا سر کا چکر آنا مُنھہ سے پانی جانا وغیرہ دور رہتا ہے چار درجن کیلیے عہ **حب** ذیابیطس تشنگی بار بار آنا پیشاب کا لاغری کمخوابی ذشکر کو دور کرکے قوت کو پیدا کرتا ہی جگر کو درست بناتا ہے ایک تولہ کیلیے عہ **حب** بواسیر وغیرہ کو دور کرتا ہی دو ہفتہ کیلیے عصا **روغن اعجاز** اسکا اعجاز دیکھنا ہی تو امراض سرطان بدہ خنازیر تالو کا سوراخ بھگندر مین جب زخمون مین کیڑا پڑے اور پیپ نکلنے سے ناک مین دم ہو تو آزماؤ لگاتے ہی درد دور بدبو کافور برسون کا زخم دنون مین بھرتا ہی دو تولہ کیلیے عصا **حب قائم مقام** افیون کہانیوالا زندہ درگور دنیا کے لطف سے محروم دیکھا جاتا ہی اسلیے اگر چھوڑنا چاہو بلا تکلف چھوڑ سکتے ہو صہ **خضاب** زینت شباب چند منٹ مین نیا رنگ نیا ڈھنگ آتا پیری مفقود علامات جوانی مشہود قیمت شیشی ۸

المشتہر حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر (چمڑہ کی دباغت وسامان کی طیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان مین صرف کانپور ہی کو یہ فوق حاصل ہی کہ مثل ولایت کے چمڑے کی دباغت و اسباب کی طیاری مین اپنا آپ نظیر ہے ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامان کی طیاری کی خصوصیت حاصل ہی یعنی جنکی اول درجہ کی قیمت چارج کیجاتی ہی بالکل اعلی درجہ کا چمڑے و پرزونکی ساتھہ نہایت پائداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہی اور تمام دکمال لایتی او زاروں سے اور نہایت ہوشیار کاریگرون سے کام لیا جاتا ہے اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہی کہ جس بے مقام کا چمڑا جانور کی جسم کا ناقص ہوتا ہی ہرگز نہین رکھا جاتا بلکہ بلا خیال کسی نقصان کے نکالدیا جاتا ہی اور سلائی بھی کسی پرزہ کی بیہودہ کی نہین ہوتی بلکہ تہرڈ کی لیس جن صاحبونکو درستی یا طیاری کسی سامان چرمی کی منظور ہو مفصل فہرست اُردو یا انگریزی کارخانہ ہذا کی طلب فرماکر طلب فرمادین اور ایک ہی آرڈر مین کارخانہ کی معاملت کا حسن و قبح معلوم فرمادین علاوہ اسباب چرمی کے ہر قسم کا اسباب مثلاً جیبی گھڑیان و کلاک ٹیم پیس جوتہ ساختہ کانپور بوٹ گورگابی و موزہ و گیلس و پرتلہ و توسدان وغیرہ برتن مرادآبادی و کٹرا و لایتی و دیسی ہر قسم کا برتن اسی طرح عطر وغیرہ جس قسم کی ضرورت ہو دوسرے سوداگر کمیشن ایجنٹ کانپور و بمبئی کی فہرست ملاکر اوس فہرست سے جس چیز کو میری کمیشن ایجنسی مین منگانا منظور ہو اوس چیز کے نمبر فہرست مذکورہ سے ارقام فرماکر طلب فرمادین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے ارفی روپیہ کی تخفیف سے ارسال ہوگی۔

المشتہر کرم الٰہی سوداگر مچھلی بازار کانپور

اطلاع بخدمت خریداران رسالہ حسن

رسالہ حسن جو ماہوار زیر نگرانی و سرپرستی عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر حیدرآباد دکن سے نکلتا ہی تین مہینے سے چند عالی درجہ قدر دانون کی فرمائش سے مطبع مفید عام آگرہ سے جو چھاپنے کے فن مین مسلّم اور نہایت پسندیدہ ہی شائع ہوتا ہی تا کہ اسکے اولوا العزم ناظرین کو خوبی مضامین کے ساتھ لوازم طبع کا بھی پورا لطف حاصل ہو جو حیدرآباد کے مطابع سے باوجود کوشش ممکن نہین ہوا۔ اس سے ہمکو اپنا حیدرآباد کا خاص مطبع بیکار کر دینا پڑا اور اخراجات کی توفیر ہوئی۔ ہمکو امید ہی کہ ہمارے اولوا العزم ناظرین بلحاظ کثرت وحدّت اخراجات دفتر اپنا اپنا زر بقایا ادا فرما کے ممنون کرینگے اور اس علمی پرچہ کی درمے و قلمے مدد فرما کر اپنی قوم کو جسمین مختلف علوم و فنون کے اشاعت کی ہنوز بہت ضرورت ہی اس سے فائدہ اُٹھانیکا موقع دینگے۔ مطبع مفید عام آگرہ کو رسالہ کے دیگر تعلقات سے کوئی بحث نہین ہی اسلیے جملہ خط و کتابت و ترسیل زر حسب دستور سابق حیدرآباد مین نواب صاحب موصوف کے نام نامی سے ہونی چاہیے چندہ سالانہ سال تمام عہ ۱۲ کم آمدنی والون سے لعہ ۹ اُجرت اشتہار فی مرتبہ فی صفحہ ایک روپیہ

الراقم

محمد یوسف منیجر رسالہ حسن حیدرآباد دکن

جلد نمبر ۹

حسن

بابت ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء

مضمون تجارت و صناعت علم و ہنر و اسلامی ازجناب ابوالقاسم مولانا محمد فضل رب صاحب عرشی

ایجادات اور اسکی ترقی و تنزلی کے اسباب تاجپوری شاعر خاص اعلیحضرت حضور نظام دکن دام دولتہ و ملکہ

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان و اللہ محمد خان صوفی صاحب مرحوم طبع شد

سنہ ۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون تجارت وصناعت علم وہنر واسلامی ایجادات اور اسکی ترقی وتنزلی کے اسباب
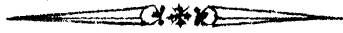
همت عالی اسلاف ببین زیر فلک | تا چہ بودند بآغاز وچہ گشتند انجام
عزم را شہپر تدبیر بپرواز کشا | تا دگر طائر اقبال بیفتد در دام

مسلمانون کی گزشتہ اور موجودہ تجارت پر بحث کرتے وقت مضمون نگار کا فرض منصبی ہے کہ تجارت کے ابتدائی زمانہ پر اوّل غور کرے کہ کب اور کس سن مین اسنے ظہور پکڑا اور کیونکر قدم بقدم آگے بڑہا اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک پہنچا کہ اپنی حیرت انگیز رفتار سے تمام عالم پر قبضہ کرلیا۔ تاریخی ہزارون صفحے اُلٹ جاے مگر اسکی تدریجی رفتار کا اندازہ ملنا تو ایک طرف یہ بہی پتہ لگنا مشکل ہے کہ کس کس عہد مین اسکے باکمال موجدون نے اسکی ایجادین اورنئی امت نے اسکی اصلاحین کین۔ اور کن کن قالبون اور کن کن صورتون سے یہ شاہد دل فریب بزم عالم مین جلوہ گر ہوا۔

جن چیزون کو ہمارے مورخون کی قلم نے فروگذاشت کیا ہے آج اُنہین جواہرات کی اس بازار مین تلاش ہے کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ نسلین کس خیال کی پیدا ہونگی اور کیسے جواہرات نمایش گاہ عالم مین پیش کیے جائینگے - تاریخی ورق اُلٹنے اور اسلاف کی حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے دلون کی آزادیان اور اُنکی ایجاد پسند طبیعتونکی تیزیان اور اُنکی ہمتونکی بلند پروازیان ہمیشہ سرگرم کار رہتی تہین - صانع قدرت نے ایجادی طبیعت اور اختراعی قوت اُنکی نہاد مین مضمر رکھی تھی - انصاف کی آنکھین دیکھ رہی ہین کہ چند صدیون مین جو کچھ اُنکی اولوالعزم اور ایجاد پسند طبیعتین کر گئین ہر ایک کا کام نہ تھا اُن بلند ہمتون نے جو کام اُس زمانہ مین کیا اور اُن جوہریون نے جو جواہرات بازار ہستی مین پیش کیے آج اُن کا پرکھنے والا بھی اِس بازار مین نظر نہین آتا - سوچنے اور غور کرنے سے خود طبیعت جو مبدء ایجادات عالم و مخزن اختراعات ہستی ہے دنیا کی اُس جہالت کا علانیہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوجاتی ہے جسکی بھونڈی تصویر اگر زیادہ صحت کے ساتھ کھینچی جائے تو بغیر قیاسات کی عینک لگائے اُسکا ابتدائی خط و خال نظر نہین آسکتا - اگر انسان اپنی کل ذاتی خواہشون اور انتظامی ضرورتون مین دوسرے کی اعانت کا محتاج نہو تو اُسکی اور حیوانون کی زندگی مین کوئی مابہ الامتیاز باقی نرہے گا - قدرتی انعامات نے اگرچہ پھل - پھول - لکڑی - جانور - گوشت - کھال - دودھ - آگ - پانی وغیرہ بہت کچھ سامان زندگی مرحمت فرمائے تاہم بغیر صناعت و انتظام نظامِ عالم قائم نہین رہ سکتا - دنیا کی حالت آج کچھ ہے کل کچھ - اگر قادر مطلق کی حکمت غیبی قانون مبادلہ تعلیم نفرماتی تو انسان اپنے تمام اندرونی جذبات اور

بیرونی خواہشات پر اسطرح قادر نہو سکتا اسی صناعتی مبادلہ نے تمام حاجتون اور تکلفات اور تفاخر اور ہر شے پر قابض ہوجانے اور ایک کو دوسرے پر ترقی کرنے کی قوت بخشی قدرت کے اسی انتظامی سلسلے اور انسانی جذبات کی مجبوریون نے ہر ایک کو دوسرے کا معاون بلکہ ہر شہر کو دوسرے شہر کا محتاج بلکہ ہر ایک اقلیم کو دوسری اقلیم کا دست نگر بنا دیا یہی قدرتی مجبوریان اور فطرتی خواہشین تھین جنھون نے انسانی سرشت کو حرص وہوا کے طوق وسلاسل مین اسطرح مقید کر کے رکھا ہے ورنہ سارا سلسلہ انتظام خاک مین ملجاتا نہ کوئی خادم ہوتا نہ کوئی مخدوم نہ کوئی حاکم ہوتا نہ کوئی محکوم اسی انتظامی سلسلے اور اندرونی غیر محدود خواہشات نے ہر شخص کو صناعت اور ہر قسم کے کمال کی تکمیل اور اظہار کمال پر مجبور کیا تاکہ اپنی مصنوعات اور معمولات سے ایک دوسرے کا معاون اور حاجت روا ہو (اسی مبادلہ کو حرفۃ وتجارۃ[۵۷] کہتے ہین)

ابتدائی حرفت وصناعت باہمی تعلقات کے مشاہدات سے خود بخود دل بول اٹھتا ہے کہ انسانی ضرورتین ابتدائی آفرینش آدم سے مصنوعات اور معمولات کی محتاج ہین اگر دنیا اور اہل دنیا کے کاروبار پر غور کیا جاوے تو ضرور اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ اگر اپنی ابتدائی تاریخ لکھین اور نگاہ عاقبت بین سے کام لین تو آخر کار جو نتیجہ ثابت ہوگا وہ غالباً یہی ہوگا کہ انسانی ضرورتین

---

[۵۷] تجارت صرف ایک مالی مبادلہ ہے لیکن معناً وہ سب تدبیرین داخل تجارت ہین جس سے لطور جائز کوئی شے بدل سکین۔ تاجر کی عظمت شان اس حدیث صحیح سے جو مسند امام حنبل مین منقول ہے معلوم ہو سکتی ہے (التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء یوم القیامہ) ترجمہ تاجر سچا اور امانت دار پیغمبرون اور اولیاء اللہ اور شہدا کے ساتھ محشور ہوگا۔ عرشی تاجپوری ۱۲

اور باہمی تعلقات ہی اُسکا ابتدائی زمانہ ہین پس تجارت کی بھی یہی ابتدا ہے اور اسمین شک نہین کہ انسانی ضرورتون ہی سنے ہمکو تجارت اور حرفت سکھائی۔

پہلی چیز دنیا جو مین بوئی گیی وہ حضرت آدم علیہ السلام کی بقاے زندگی کا سرمایہ گیہون[۵ع] تھا جسکو بحکم خالق کائنات روح الامین چرخ برین سے لائے اور آدم ع نے اُن دانون کو موافق

۵ع دیکھو کامل ابن اثیر۔ تگرا اخبار الدول اور صاحب معالم کا قول ہے کہ اوّل رسم عمارت وآبادی حضرت ادریس سنے جاری فرمائی اور آئین سیاست مدن کے موجد بھی یہی ہین بعض تواریخ مین ہے ستو شہر خود حضرت ادریس نے آباد کیے۔ گنبد ہرمان جو اطراف مصر مین مشہور ہے حضرت ادریس ہی نے بنوایا تھا جسمین تمام صنعتون اور آلات کی تصویر کھنچوائی تھی۔ حضرت ابن عباس رض سے حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت ہود وحضرت صالح علیہما السلام ہمیشہ تجارت کے ذریعہ سے اپنے کنبے کو پالتے تھے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام زراعت پیشہ تھے حضرت شعیب صاحب مواشی تھے اُسیکے دودھ دھی پشم وصوف سے اوقات بسر کرتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام غواص تھے زنبیل وبوریا بناتے اور بیچتے مسند فردوس مین بروایت حضرت انس وارد ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ اوّل جامہ بافی حضرت آدم سے جاری ہوئی جسکی منتق جنتی دنبہ پر کی گئی اسکی پشم کو حضرت حوا نے کاتا اور حضرت آدم نے بن کر اپنے لیے پیرہن اور حضرت حوا کے لیے اوڑہنی طیار کی۔ اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ اشرفی اور روپیہ کا رواج اوّل حضرت آدم علیہ السلام نے دیا۔ اول دنیا مین جسنے قلم سے لکھا وہ حضرت ادریس تھے سیف وسنان کی ایجاد اور اوسکا طرز استعمال بھی حدیث مین انہین کی طرف منسوب ہے۔ صنعت حدادی علم نجوم حساب منطق طبیعات۔ الہیات ریاضی حکمت وغیرہ کے موجد بھی حضرت ادریس ہین اور بعض موزخ میزان وکیال کی بھی ابتدا انہین سے بیان کرتے ہین (ہکذا فی اخبار الدول) نعلین کی ایجاد حضرت شیث کیطرف منسوب کرتے ہین۔ ع محشی ۱۲

تعلیم ہوا جب خوشہ لگ کر پختہ ہو گیے کاٹکر اُسکو پتھرون سے پیسا اور خمیری کلچے پکاکر کھائے - پھر چقماق سے آگ نکالنا - لوہا گلانا بعض آلات آہنی کا بنانا سکھایا - جس سے پہلی حرفت وصنعت کی ابتدا اسی مقدس پیمبر سے ثابت ہوئی حضرت حوا کی باعصمت ضرورت نے رُوئی کاتنے اور کپڑا بننے کی بناڈالی - توبال پسر قابیل کی رنگینی طبیعت نے مزامیر اور طنابیر کی ایجاد سے شہرت حاصل کی - اوّل جسنے دنیا مین عمارت بنوائی وہ مہلائیل بن قینان بن شیث بن آدم تھے - عراق مین شہر بابل - خورستان مین مدینہ سوس ابتک اُنکی یادگار قائم ہے مسجد کی ایجاد بھی اسی مُعزّز پیمبرزادہ کی مقدس طبیعت کا نمونہ ہے کپڑون کا قطع کرنا اور اُسکا سینا ہمیشہ دنیا کو حضرت ادریس کی یاد دلاے گا حضرت داؤدؑ کی زرہ آج تک ضرب المثل ہے - نوح علیہ السلام نے فن نجاری کو ایجاد کیا اور سب سے پہلے دنیا مین جہاز کی بناڈالی -

شداد کا حیرت خیز باغ جسکا مثل ونظیر آج تک بوقلمونی روزگار نہ دکھا سکا ابتدائی زمانے کی عمارت اور غیر تعلیم یافتہ قوم کی صنعت تھی جس عمارت کی تعریف مین معمار تعمیر ہستی نے (لم یخلق مثلھا فی البلاد) ارشاد فرماکر معلوم نہین اُس عدیم المثال عمارت کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اُس غیرا ے بہشت پر کیا گزرا - کیومرث[۱] نے فلاخن کی ایجاد کی اور دشمنون پر حملہ کرنے کے لیے چوبی اسلحہ بنایا - اوّل جسنے لوہا - چاندی - سونا - کان سے نکالا اور اُس سے سپر اور اسلحہ بنایا وہ ہوشنگ ابن سیامک تھا - زندانخانہ کا موجد بھی یہی ہے نہرون اور چشمون کی ایجاد بھی اسی کی طرف منسوب کرتے ہین سنجاب اور سمور کی

[۱] دیکھو کامل ابن اثیر وناسخ التواریخ ۱۲

پوستین اوّل اسی نے بنا کر پہنی - گھوڑے کی سواری زین کی ایجاد علم خطاطی - چیتے کو آئین صید افگنی تعلیم کرنا تھمورس دیوبند کے نتیجہ فکر سے ہے - چونہ اور گچی کا کام - جواہرات کا گلانا - دواؤن کی ترکیب دینی - پہاڑون سے پتھر نکالنا اور اُنکا مدوّر اور مستطیل بنانا - کپڑون کا رنگنا - پھولون سے عطر نکالنا جمشید کی ایجادات سے ہے - شمشیر کارد قزوریشم - فن شناوری - غواصی - موتیون کا دریا سے نکالنا بھی اسی کی طرف منسوب کرتے ہین - اسی نے انسانکو چار گروہ پر تقسیم کیا - اوّل طبقہ دانایان روزگار و موبدان ایزد پرست کا - دوسرا گردان شمشیرزن و مردان شیرافگن - تیسرا کشاورز - چوتھا اہل حرفت و تجار کا - تا سلسلہ انتظام عالم مربوط ہے اور ہر فرقہ دوسرے سے ممیز - جمشید نوح علیہ السلام سے بیشتر تھا - جام جم جسکو دنیا قیامت تک نہ بھولے گی زمانہ جہالت کے مہندسین اور حکماے اشراقین کی قابل فخر قوت علمیہ اور قدرت عملیہ کا نتیجہ تھا جس سے آئندہ حالتین اور مستقبلہ حوادث معلوم ہوجاتے تھے -

پہلا کارخانہ ابریشم کا اسی نامور بادشاہ کے عہد مین قائم ہوا حریر اور کتان اسی کی قوت ایجادی کے ممنون ہین - ضحاک سکہ کا مروّج اور موسیقی کا موجد ہوا - فریدون نے عمل تریاقی اور خچرون کی نسل بڑہانے مین شہرت پائی - سواری فیل بھی اسی کی ایجادات سے ہے علم نجوم بھی بعض مورخین اسی کی قوت ایجادی کی طرف منسوب کرتے ہین - غرض جسقدر انسانی ضرورتین بڑہتی گئین صنعت اور حرفت ترقی کرتی گئی - کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ نسلین اس ترقی یافتہ زمانہ کی ایجادات اور صناعت کو قبولیت جاوید کا سارٹیفکٹ دین گی -

معلوم نہین کہ نئی امت کس لباس مین آنیوالی ہی اور اس سمیا ے طلسم مین کیا مین میکھ نکالنے والی ہے۔ اگلے باکمالون کے متن پر موجودہ موجدون نے آرائش اور نفاست کے نئے نئے حاشیے چڑہائے معلوم نہین انکے جانشین تکلفات اور زیبائش کے کیا کیا کمالات پیدا کرینگے۔ اوّل طبقے کے مسلمانونکی اولوالعزمیان۔ انکی بلند ہمتین۔ اُنکی قوت اختراعی۔ اُنکی تہذیب۔ شائستگی۔ علم۔ ادب۔ عزم۔ استقلال۔ عزت۔ دولت۔ حکومت۔ ثروت۔ آج کون ہے جو ادب کی نگاہ سے نہین دیکھتا۔ اسلام نے فتوحات کے ساتھ علوم و فنون دونون کو ترقی کے آسمان کا نیرین بنا کر چمکایا۔ یہ ہونہار نونہال عرب کی پہاڑی ملک سے نکلکر باغ ارم کی بہار چشم زدن مین چشم عالم کو دکھانے لگا۔ مسلمانون ہی کے زمانہ کی صناعیان آج یورپ کی مایۂ افتخار ہین جو یورپین منصف مزاج ہین وہ مسلمانون کے قدیم علم و فضل کو اور حرفت اور صناعی مین سب قومون سے اُنکی اولیّت کو تسلیم کرتے ہین۔

فرانس کا وزیر اعظم اپنی تاریخ درڑی مین لکھتا ہے کہ ایک زمانہ مین یورپ کی قوم جہالت اور افلاس کی دلدل مین پھنسی ہوئی تھی کہ یکایک اسلامی ممالک سے ایک نور علوم ادبیہ اور فلسفیہ اور فنون صناعی اور دستکاریون کا پرتوفگن ہوا اور اس قوم جاہل کو خارستان جہالت سے نکالکر ایک روشن اور پُر فضا میدان مین کھڑا کر دیا۔ انہین شہرون سے کمالات علمی اور عملی کا بادل اُمنڈ کر اُٹھا اور خاکنائے یورپ پر گرج کر برس گیا۔

قرون متوسطہ مین سے اہالیان یورپ انہین شہرون سے علوم و فنون کی بیش بہا دولت لیگیے اور یورپ پر ایثار کیا۔ وہ قوم جسکی علمی عظمت اور ہاشمی شجاعت یورپ کے دل مین

سویدا کیطرح جانشین تھی آج پستی ہمت اور فرومایگی فطرت سے وہ دو آہ بیوہ یا اشک یتیم سے زیادہ وقعت نہین رکھتی ایک وہ دن تھا کہ علم و فضل ہمارے ملک و ملک و دولت ہمارا خانہ زاد بخت و اقبال ازل آورد پرستار تھا آج وہی ہم ہین کہ نکبت و ذلت کے غلام - جہالت اور وحشت کے بندے - کمینگی اور فرومایگی کے محکوم - رذائل بہیمیہ کے مطیع - قوائے شہوانیہ کے اسیر تنزل کے یار تعصب کے حامی - نفاق کے پشت پناہ - بے غیرتی کے کنیز ہین الراقمہ

آہ ازان دولت علم و ہنر و چتر و علم	آہ ازان طرۂ و طوق و کمر و افسر و کاہ
اے فلک ہیچ بدانی چہ شد آن فر و حشم	چہ شد آن دولت و عزت چہ شد آن ملک و سپاہ
مہر را گوے کہ در چشمۂ خود غرق شود	ماہ را گو کہ کند روی خود از نیل سیاہ
مشتری در غم این واقعہ از چرخ فتد	روی خود تیرہ کند نیّر بیضا در چاہ

قرطبہ | قرطبہ کی نسبت صاحب سبایک الذہب لکھتا ہے کہ ایسا پرعظمت اور پرشکوہ شہر چشم فلک نے آج تک نہ دیکھا ہوگا جسکا طول چودہ فرسخ سے کم نہ تھا مگر اسمین وہ حصہ بھی شامل ہے جسکو خلیفہ اعظم نے بطور سواد اعظم آباد کیا تھا جو مدینۃ الزہرہ کے نام سے چار گوشہ دنیا مین بلند آوازہ ہوا - وادی الکبیر کے دونون جانب سنگ مرمر کے نظارہ فریب ایوانات - حیرت خیز باغات - اپنی خوش برکاری اور جلوہ افروزی سے بےنظیری اور عدیم المثالی کا نقشہ حیرت کے دربار مین پیش کر رہے تھے - اہل عرب کے صناعتی کمالات اور انجنیری کی پرزور قوت اُن فلک فرسا حیرت انگیز عمارتون کے دیکھنے سے آشکارا ہوتی ہے جسپر اُنکے قادرانہ کمال نے کلک صنعت سے اپنی یکتائی اور بےمثالی کی دورُخی تصویر کھینچی تھی قرطبہ کی عمارات عالیہ مین

صنعت اور خوشش پرکاری دونون اعتبار سے مسجد جامع قابل رشک اور ممتاز عمارت تھی ۷۸۴ء مین عبدالرحمن نے اُسکی تعمیر پر دماغی اور مالی دونون قوتین صرف کین - دماغی قوت اُسکا حیرت خیز نقشہ تھا جو آجتک یورپین انجینرون کی قوت متخیلہ مختل کرنے کے لیے سحر آفرین اثر رکھتا ہے - مالی قوت گاتھ - کے خزانہ کی اشرفیان تھین جو اُس عجیب وغریب عمارت پر صرف کی گئین - عمارت کا ابتدائی سلسلہ بھی ہنوز ناتمام تھا کہ اُسکا بانی چل بسا اور اُسکے فرزند خلف ہشام قدسی نفس نے صوبہ نارلون کے غنائم سے اُس عمارت کے سلسلے کو ختم کیا۔ اسکے بعد ہر فرمانروا نے اپنے بقائے نام یا حصول ثواب کے خیال سے اوس عجیب وغریب عمارت مین کچھہ نہ کچھہ اضافہ کیا حکم بن ہشام نے اُسکے تمام دروازون اور ستونون کے مُطلا کرنے مین بیش بہا دولت صرف کردی -

عبدالرحمن بن حکم نے (جو علم وکمال کا مُربّی وسرپرست ماناگیا ہے) ایک نیا منیار طلائی جو ایک سو بچاسی [۱۸۵] فیٹ بلند تھا نصب کیا - عبدالرحمن سوم نے سقف گنبدین سے ایک [۱] درجہ بڑہایا - بارہسو ترانوے [۵] مُطلا و مذہب ستون تھے جنپر اُس مُقدس عبادت گاہ کی عظیم الشان چھت کھڑی تھی - خاص درجہ مین چاندی کا فرش تھا جو نظر فریب پچی کاری سے قادرانہ کمال صانع کا حیرت انگیز نقشہ پیش کر رہا تھا - ستونون پر تمام جواہرات نصب تھے خاص ممبر جسپر خطیب کھڑا ہوتا تھا - دندان فیل اور ہیزم عود کے چھتیس ۳۶ ہزار ٹکڑون سے بنایا گیا تھا انمین اکثر بیش بہا جواہر سے اسطرح لدے ہوے تھے جسطرح بعض شاخ ثمر سے -

---

[۵] دیکھو رسالہ حسن مین اسپین کے حالات ۱۲

سونے کے کیلون اور تیرون کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے وصل کیے گیے تھے۔

صحن مسجد مین چار وسیع اور خوشنما حوض ہر وقت پانی سے لبریز رہتے تھے جسمین حیرت انگیز فوارے نصب تھے۔ تین سو باون آدمی فقط اسی کام پر مامور تھے کہ اگر کی بتیان اور عود و عنبر منقل آئینین مین روشن کرکے اُنکے بخورات سے لال ٹینون کے لیے جنمین دس ہزار بتیان روزانہ جلتی تھین خوشبودار تیل بنایا کرین۔ خاص درجہ کی بدیع المثال صناعی محرابون کی دلکشی اور سحر آفرین وضع دیوارون کی فروزش اور کمال صنعت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابھی تعمیر ختم ہوئی ہے۔

غرناطہ اس سے زیادہ عجیب عمارت (قصر الحمرا) ہے جس سے غرناطہ کی عظمت و شان کی تصویر آنکھون مین پھر جاتی ہے جو بجاے خود ایک حصن حصین اور کاشانۂ دلنشین تھا اوسکی عجیب غریب صنعتین انسانی جواس کو طلسم حیرت مین اسیر کرتی ہین۔ اسکے علاوہ قصر الزہرا۔ قصر الحائر۔ روضہ۔ قصر السرور۔ رشیق۔ بدیع وغیرہ کی صناعتی شہرت بھی قصر الحمرا سے کم نہ تھی۔

مدینۃ الزہرہ سب سے زیادہ حیرت انگیز عمارت مدینۃ الزہرہ کی تھی جو قصر الزہرہ کے نام سے مشہور تھی چالیس برس تک یہ عمارت بنتی رہی جسمین دس ہزار[۱۰۰۰۰] معمار بارہ[۱۲۰۰] سو نجار یومیہ کام کرتے تھے۔ سلطنت کی کل آمدنی کا ایک ثلث ہر سال اوسپر صرف ہوتا رہا۔ اینٹون کی جگہ چھ ہزار سنگین سلین روزانہ طیار ہوتی تھین پانچ ہزار جانوران باربرداری صرف مصالح

سلہ دیکھو تاریخ ابن اثیر اور رسالہ حسن مین اسپین کے حالات ۱۲

وغیرہ کے لیجانے کیلیے مامور تھے - چار ہزار مُطلّا و مذہب وہ ستون تھے جنکو سلاطین قسطنطنیہ - روما - کارتج - سفاکس - وغیرہ بادشاہون نے ہدیۃً بھیجے تھے اور باقی ستون المیریا - اور ٹریگونہ - کے سنگ مرمر کی کانون سے بنائے گیے تھے پندرہ ہزار دروازے تھے جنمین لوہے یا چمکدار پیتل کے غلاف تھے - خاص سلطان کے کمرے کی چھت اور دیوارین بالکل مُطلّا و مُذہّب تھین - کمرے کے عین وسط مین ایک حوض سیماب لرزان سے لبریز تھا جب آفتاب کی شعاعین دروازون سے داخل ہوکر حوض سیمابی کو متحرک کرتی تھین تو برق لامع کا جلوہ نظر آتا تھا اور قوت باصرہ اپنے کام سے مُعطّل ہوجاتی تھی - اگر مدینۃ الزہرہ کے صناعتی عجائبات کی خوبصورتیان شمار کیجائین تو ایک ضخیم مجلد بھی اس بار کو نہ اُٹھا سکے - ملازمین محلسرا مین صرف ذکور کا اندازہ سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) کیا گیا ہی[۵۷] جنکے لیے علاوہ طیور اور آبی جانورون کے سترہ ہزار پونڈ گوشت یومیہ دیا جاتا تھا - اُناث کا شمار جو صرف شاہی محلسرا مین خدمت یا مصاحبت پر مامور تھین چھہ ہزار تین سو چودہ ہے - سلوین نسل کے نوعمر غلامان ملا ایک فریب - و خواجہ سرایان زاہد کُش تیس ہزار تین سو پچاس تھے جنکے لیے علاوہ لوے - تیتر - بٹیر - مرغابی - کبوتر بحساب ایک سیر فی کس روزانہ گوشت دیا جاتا تھا قصر الزہرہ کا خوشنما تالاب جسمین ہزارہا قسم کی خوشنما رنگا رنگ مچھلیان تفریحاً پالی گیئن تھین بارہ ہزار روٹیان علاوہ دانون کے روزانہ اُس تالاب مین پڑتی تھین - ایک عربی مؤرخ لکھتا ہے کہ آج چہار گوشہ دنیا مین اسکا کوئی نظیر نہین - لعبید الوطن سیّاح - اولوالعزم شاہزادے -

---

[۵۷] دیکھو تاریخ مقریزی - اور سبایک الذہب ۱۲

تاجر۔ سفیر۔ ادیب۔ شعرا۔ علما۔ فقہا۔ حجاج۔ زوّار۔ فقرا۔ ہر درجہ کے اہل حرفہ ہر مذہب کے دانا ہر ملت کے وزرا نہ متفق الراے ہین کہ ہمنے اثناے سیاحت مین کوئی ایسا عجیب و حیرت انگیز شہر چشم ظاہر بین سے نہین دیکھا جسکو مدینۃ الزہرہ اور قصر الزہرہ سے اتنی بھی نسبت ہو جتنی کرمک شب تاب کو آفتاب سے ہوتی ہے۔ اُسکی سرسبز بساتین۔ سنگ مرمر کے ایوانات فلک فرسا مُطلّا و مذہب درو کوشک۔ قبۃ دار اور مستدیر نشستگاہین۔ جنمین ہرقسم کی صناعیان اپنے صانع کے کمال کو حیرت انگیز صورتون سے بتلا رہی تھین۔ خوشنما تناسب۔ دلکش ترکیب۔ دلفریب تقابل۔ بیش بہا مغرق سراپردے۔ آرائشی نفاست طلائی لوازمات زیبائش۔ مرصع ستونون کی خوشس پرکاری۔ رنگ سازی کی کاریگریان۔ جسنے در و دیوار کو رنگہاے بوقلمون سے ایک حوصلہ فرسا منظر بنا رکھا ہے۔ شفاف نہرین لب جو سرو کی خوشنما قطار۔ روح افزا حوضین۔ مُصفّا جھیلین۔ جو بیش بہا صنعت سے پورے پتھر کی تراشس کر بنائی گئی تھین جسمین جا بجا جانورون کی زندہ معلوم ہونیوالی مورتین سطح آب پر پھرتی معلوم ہوتی تھین۔

خلیفہ اعظم کے اظہار عظمت و جلالت کے لیے اسقدر کافی ہے کہ جب خلیفہ نے شاہ یونان کے سُفرا سے ایوان قصر الزہرہ مین اپنے تمام ارا کین دربار و اعیان سلطنت کے ساتھ دربار عام مین ملاقات کی جس مکان مین اندر سے باہر تک طلائی غالیچون اور بیش بہا ابریشمینون کا فرش تھا۔ ہر محراب و در پر زرد وزر ریشم کے پردے آویزان تھے۔ کہ دفعۃً شاہ یونان کے سفیر داخل قصر شاہی ہوے۔ مکان کی شاہانہ شان و شوکت۔ مکین کی پلنگانہ جبروت و

۵۱ دیکھو نمبر ۵ صفحہ ۱۲

سطوت سے صید مذبوح کیطرح مرتعش تھے جب حواس درست ہوئے قسطنطین شاہ یونان کا
خط پیش کیا گیا سلطان نے بعد ملاحظہ ایک خوش بیان مقرر کو اشارہ کیا کہ مناسب اسپیچ
دی - اسپیکر دو چار جملے بھی نہ ختم کرنے پایا تھا کہ سلطانی جبروت اور شاہی جلال نے لکچرار
کی زبان پر مُہر خاموشی لگادی اور وہ ہیبت سے زمین پر گرکر بیہوش ہوگیا - دوسرے مقرر نے
اس ناتمام خدمت کو تمام کرنا چاہا مگر اوسکی بھی یہی حالت ہوئی - غرض قرطبہ کی ظاہری عظمت و
شوکت جسقدر قابل رشک یا درخور ستائش تھی اوس سے زیادہ علم و فن اور فضل و کمال کو قرطبہ
مین فضیلت تھی - جگر تشنگان علوم کے لیے قرطبہ کے دریادل علما کا سینہ فیاض سرچشمہ تھا
بالخصوص عملی طب کو اندلس کے سرجن ڈاکٹرون کی معلومات جدیدہ اور تحقیقات غیر محدود سے
اتنی وسعت اور ترقی ہوئی کہ تمام گزشتہ صدیون مین عدیم المثال تھی چنانچہ ابو القاسم
خلف جو گیارہوین صدی عیسوی مین اس فن کا امام گزرا ہے اُسکے اکثر عملیات زمانہ حال
کے عملیات سے بالکل مطابقت رکھتے ہین - ابن ظہر جو ابو القاسم کے بعد ایک کامل فن اور
حکیم نامور گزرا ہے دونون شاخون یعنی عملی اور نظری طب کو اپنی نئی ایجادات کا سپاس گزار کیا
اسیطرح ابن بیطار نے جو علم نباتات مین اُستاد نامور تھا قریباً تمامی مشرقی دنیا مین سفر کر کے
نئی نئی بوٹیان اور اُنکے خواص دریافت کیے ابو الروس اسی زمانہ کا ایک مشہور فلسفہ دان
اور اُن جلیل القدر کاملین سے تھا جنکی حسن سعی نے قدیم فلسفہ یونانی کا جدید فلسفہ سے پیوند
معنوی لگایا تھا -

علم ہیئت جغرافیہ - کیمیا - طبیعات - الہیات - غرضکہ ادنی علم اور کوئی فن ایسا

نہ تھا جسکو قرطبہ نے اپنے دامن تربیت مین پرورش نہ کیا ہو صنعت و دستکاری مین اندلس اپنے تمام ہمعصرون پر ممتاز تھا ریشمی کام یہان کا مقبول عالم و منتخب روزگار تھا۔

اسپین — اسپین[۱] مین صنعت و حرفت نے ایسی نمایان ترقی کی تھی جسکے سُننے سے حیرت ہوتی ہے امیر عبدالرحمن نے فنون کسبیہ کو ترقی کے آسمان کا مہر عالمتاب بنا کر چمکایا ہر قسم کے صناع ہر فن کے کامل ہر ہنر کے استاد ہر شہر مین ہزارہا موجود تھے۔ وہان کا ریشم اور حریر کا کارخانہ شہرت اور ناموری کے آسمان کا ستارہ بن کر ٹوٹا۔ **سول** جو اسپین کا مشہور مالدار شہر تھا تیرہ ہزار کارخانے فقط پارچہ بافی کے اُسمین موجود تھے اسیطرح پشم بافی کے بھی ہزارہا کارخانے قائم تھے۔

الميريا اور جيرونا — الميريا کے ریشمی کپڑے اور اُونی قالین آج تک یورپ مین مشہور اور انگریزی تاریخون مین مذکور ہین اسی شہر مین شیشہ اور پیتل اور لوہے کے ظروف ایسے خوشنما بنتے تھے جنکی شہرت سے آج کون انکار کرسکتا ہے۔ کوزہ گری کو اسمین اتنی ترقی ہوئی تھی کہ بعض کوزہ گر مٹی کے برتنون پر سونے اور تانبے کی ایسی جلا دیتے تھے کہ اصل و نقل کا امتیاز محال تھا۔

کُھدوان باریک کام ایسا نازک بنتا تھا کہ آجتک صنّاعین یورپ کو رشک ہے۔

جیرونا کے زیورون کی نزاکت اور خوشنمائی آجتک ضرب المثل ہے۔ مرصع کاری جواہر نگاری اسکا حصّہ تھا۔ یہین کے کاریگرون نے بارہ درخت بلور سے تراش کر بطرز سرو گلستانی بنائی تھے

[۱] دیکھو سبایک الذہب ۱۲

جنکا طول سترہ گز تھا اور ہر درخت مین دو ہزار تین سو چالیس کنول روشن ہوتے تھے
یہ سب بلوری درخت قصر الزہرہ کے ایوان خاص مین اپنے صانع کی کاملیت پر برہان ساطع پیش
کر رہے تھے - بہ نسبت اور ممالک کے اسپین کے شمالی حصہ نے صنعت و حرفت مین ایسی
ترقی پائی کہ زمین سے آسمان بن گئی جسکا رشک ہمیشہ اُسکے حریف مقابل یعنی دار الخلافت
بغداد کو رہا اور یہ فخر کا طرہ اُسیکے قابل قدر دستار کو زیب دیتا ہے -

دمشق | اسیطرح دمشق بھی صنعت و تجارت مین نامور شہرون مین شمار کیا گیا ہے یہان کی
صناعتی کارخانے اور تجارتی منڈیان تمام یورپ مین امتیاز کی نظر سے دیکھی جاتی تھین پارچہ بافی
اور حریر بافی کے مختلف کارخانے قائم تھے رنگ سازی کا کام ناظرین کے لیے حیرت اور
استعجاب کا باعث ہوتا تھا - دمشقی ظروف اُمرا اور سلاطین کی میزون کے زیب و زینت تھے
یہان کے غالیچے آجتک یورپ مین مشہور ہین - آہنی آلات جو دمشقی کارخانے مین بنتے
تھے فرانس اور اٹلی وغیرہ کے بازارون مین سونے کی قیمت بکتے تھے - دمشقی زرگرون نے
اپنے دعویدارون کو دکھا دیا کہ آسمان کے خدا نے اس کام کے لیے زمین پر انہین کو اُتارا ہے
دمشقی تلوار تیغ ہندی اور خنجر رومی سے زیادہ مشہور تھی مگر چاقو بھی شہرت اور ناموری کے
آسمان کا تارہ بن گیا تھا وہان کے معمار جو اپنے فن کے یگانۂ روزگار اور منتخب لیل و نہار تھے
اگر لائق ستائش تھے تو نقاش بھی وہان کے جوہر ایک لاثانی اور رشک بہزاد و مانی تھے قابل
رشک تھے -

اسیطرح اصفہان کا کارچوبی سامان مرو کا ریشم طرابزون کا مشجر ترکستان کے غالیچے

ایران کے قالین روم کا حریر و دیبا - صفاہان کی تیغ - آسمان شہرت کے نجم ثاقب بن کر اسقدر چمکے کہ آجتک اُنکی شعاعین صناعتی زمین پر نورانی چادر کسطرح پھیلی ہوئی ہین جنکی ستائش مین مسیحی مورخین کی زبانین ابتک گھسی جاتی ہین - مقام طلیطلہ جو سلطنت ہسپانیہ کے ماتحت ہے وہان کے اسلحہ اور غرناطہ کا حریر باوجود نفرت و مخالفت مذہبی یورپ کی بیش بہا دولت سے بدلتا رہتا تھا - اسیطرح بغداد - مرو - بخارا - بلخ - قاہرہ - سکندریہ - مراکو - ان سب مقامات مین ہزارون تجارتی منڈیان اور صناعتی کارخانے قائم تھے ہر فن کے اہل کمال ہر شہر مین ہزارہا موجود تھے - کیا زرگر و معار کیا نقاش و نجار ہر فرقے کے لوگ بکثرت ہر قسم کے پیشہ ور فراوانی کے ساتھ ہر جگہ نظر آتے تھے ہر شہر کو اگر دار العلم یا دار الصناعت کہین تو بیجا نہو گا **الراقم**

علم و صنعت مال من بود است و حرفت کار من		خانہ زاد خانۂ من بود دولت پیش از من

هندوستان　ہندوستانی قدیم صنعتین اور یہان کا قابل قدر تجارتی مال ہمارے ہی عربی تجار مغربی ممالک مین پہنچاتے تھے جو یورپ کی بیش بہا دولت سے بدلا جاتا تھا - مجھے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ یورپ کی نہایت مہذب تاریخون نے بھی ہندوستانی صناعت اور دستکاریون کا حال قلم انداز کیا ہے -

مسٹر گرین کی ہر دل عزیز تاریخ جو دعوی کے ساتھ بیباک مین پیش کیجاتی ہے اوس نے بھی اس بدنصیب ہندوستان کا ذکر نہ کیا - حالانکہ کسی زمانہ مین اس ایشیا کے حصّہ کی تجارتی اور صناعتی شہرت نے مہذب دنیا کو حیرت مین ڈال رکھا تھا - فاہیان اور ہیون شانگ

نے ہندوستان کے فنون اور صناعت کی حیرت انگیز تصویر کھینچی ہے - یہ وہ چینی مورخ ہین کہ
اُنیسوین صدی کے نکتہ چین اب بھی اُنکی افضلیت تسلیم کرتے ہین اور اُنکے بیانات وقعت
کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین - ہندوستان کے کپڑے اور دستی چیزین یورپ کے بازارون
کی دلچسپ تجارت تھی - فلپ دوم اور چارلس پنجم کے مؤرخ ہندوستانی شال ململ تنزیب
کمخواب کی قابلِ فخر تعریف کرتے ہین - آگرہ مین تاج محل اسلامی کاریگرون کا بیش بہا نمونہ
اب بھی موجود ہے تخت طاؤسی مغربی مسافر کے لیے قابلِ حیرت نظارہ تھا - ہندوستان
کے ریشم کی ساخت ایک زمانہ مین صنعت اور تجارت کی سفید شاخ سمجھی جاتی تھی عثمانی سلطنت
مین بھی ریشم بہ ترجیح استعمال کیا جاتا تھا - تاریخون سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی ہی صدی سے
اسلامی تاجر جزائر ہند مین آئے - ولید ابن عبدالملک کے عہد خلافت مین عربی تاجرون
کا جہاز راجایان ہند کے اشارے سے سندہ پر لوٹ لیا گیا جسکا فیصلہ محمد قاسم جرنیل
دمشق کی تلوار نے کیا - خلفاے راشدین کے ابتدائی زمانہ سے اسی قوم عرب نے صناعت
اور تجارت کو ترقی دی جب اسکی ترقی معراج کمال پر پہنچی تو صرف قرطبہ مین دو لاکھ چوبیس
ہزار گھر کاریگرون کے تھے - اور چار ہزار مسجدین پچاس شفاخانے اور اسّی مدارس نو سو
حمّام مگر اسلامی عظمت کا تاج بغداد ہی کے سر پر زیب دیتا تھا جو تیس ہزار مسجدین سات سَو
مدارس دس ہزار حمّام بغل مین دبائے بیٹھا تھا -

بغداد بغداد اگرچہ صناعت مین اسپین کا مدمقابل نہ تھا مگر بغداد کی تجارت اسپین سے
کہین بڑہی ہوئی تھی - ہزارہا تجارتی کارخانے قائم تھے - خلفاے بغداد کا صلاے کرم

اعیان دولت کی داد و دہش اُمرا کا آوازۂ جود۔ ارکین سلطنت کی زینت پسندی اور تفاخر نے اقصاے عالم کے تاجرون اور ارباب کمال کو بغداد مین کھینچ لیا تھا۔ جدہر دیکھیے اہل کمال جدہر نظر اُٹھایے اہل ہنر۔ گویا فضل و کمال اور علم و ہنر دار الخلافت کا زیور تھا۔ کیا بازاری کیا لشکری کچھہ نہ کچھہ ہر ایک کے صندوق سینہ مین سرمایۂ علمی موجود رہتا تھا صناعتی کارخانے بھی صدہا نظر آتے تھے۔ ریشمی کپڑے بکثرت بنُے جاتے تھے ہر قسم کے بیش بہا اسلحہ بناے جاتے جنکو تاجر اطراف عالم مین پہنچاتی۔ اگر بغداد جسم تھا تو کمال معماری اور نقاشی اُسکی روح تھی اور آرایشی نفاست اُسکا دل۔

المقتدر باللہ عباسی نے تیسری صدی مین جو عمارت بنوائی تھی اوسکی نظیر آجتک زمانہ نہ دکہا سکا صحن کے وسیع حوض مین طلای احمر کا ایک درخت تھا جسمین مختلف جواہرات کے ہزارہا پھل پھول پتے اس دلربا صنعت سے نصب کیے تھے کہ اصل و نقل کا امتیاز ہر مُبصر کا کام نہ تھا۔ جسکی شاخون پر ہر قسم کے طلائی پرند اپنی دلکش اور دلفریب لہجون مین مست زمزمہ سنجی تھے حوض کی دونون جانب پندرہ مصنوعی سوار پُرشوکت دیبا و حریر کی وردیان پہنے اور شمشیر مرصع کمر مین لگائے ہوے اسطرح ٹہلتے تھے کہ گویا شمشیرین میانون سے نکلنے والی ہین اور ایک دوسرے پر حملہ کرنیوالا ہے[۵۱]۔ دار الخلافت بغداد مین ہزارہا ایسی عمارتین تھین جسکی نظیر زمانہ کو نہ مل سکیگی۔ قُبّۃ الخضرا۔ قصر الخلد۔ قصر الذہب۔ دار الخلافت کی جان اور اسلامی عظمت و شان کے گویا نشان تھے۔

۵۱ دیکھو المامون مصنفہ مولانا شبلی نعمانی عم فیضہٗ ۱۲

سدلیو جو فرانس کا ایک نامور مؤرخ ہے ایک خاص تاریخ عرب کی فضیلت اور بزرگی اور علم و ہنر کے اثبات مین لکھی ہے جسمین لکھتا ہے کہ عرب کے فتوحات کا سیلاب اسپین کے دریاے طاج سے ہند کے دریاے ستلج تک اس فوری حرکت سے پہنچ گیا کہ دیکھنے والے حیرت مین رہ گیے - جب اسلامی سلطنت مین ضعف آگیا اور اہل یورپ نے عرب کو اسپین سے خارج کیا تو اسوقت انہین کے کمالات اور انہین کی بیش بہا صنعتون اور ایجادات سے یورپین متمتع ہوئے - یورپ مین تو اب بھی وہ انتظام اور طرز تمدن نظر نہین آتا جو کسی زمانہ مین عام اہل عرب کے عادات اور خصائل مین داخل تھے -

ایجادات و تکمیل علوم جب حجازی فتوحات کا سیلاب رُکتا چلا اور ٹنگیس سے دریاے ستلج تک اسلامی حکومت پھیل گئی اوسوقت فاتحان اسلام کمالات علمی اور صناعیونکی تکمیل کیطرف جھک پڑے چنانچہ اوسی زمانہ مین قرطبہ اور مصر اور فارس اور نیشاپور اور سمرقند اور ہرات وغیرہ یورپ پر سبقت لے گیے اہل عرب نے جمیع کمالات انسانیہ کا اپنے کو مظہر ثابت کر دیا تھا حکماے یونان کی کل کتابین مامون کے عہد امن اور ہمایون عہد مین ترجمہ ہوئین - اون کی شرحین لکھی گئین بیش بہا آلات رصدیہ طیار ہوئے - تمام کرۂ زمین کی پیمائش کی گئی -

طبقات الامم سے معلوم ہوتا ہے کہ یحییٰ ابن منصور اور خالد ابن عبد الملک اور عباس جوہری نے بحکم مامون الرشید دمشق اور شماسیہ مین رصد بنا کی تھی اور زمان سال شمسی اور مقدار میل شمس اور حالات ثوابت و سیارات کی تحقیق و تفتیش کی اسیطرح[۵۱] مغربی ساحل پر رصدو قیانوسی

---

۵۱ دیکھو طبقات الامم ۱۲

اور شرق مین رصد الغ بیگی مشہور تھی غیاث الدین کاشانی اور قاضی زادہ رومی اور علامۂ قوشجی نے سمرقند مین اسی رصد سے شہرت پائی - اسیطرح مراغہ مین رصد ہلاکو خانی اور بغداد مین رصد ماموئی اور شام مین رصد ابن شاطر اور مصر مین رصد حاکمی تھی - ابو جعفر خوارزمی کی زیج نے ماموئی عہد خلافت مین بطلیموسی زیج سے زیادہ شہرت پائی -

عبد الملک بن مروان کے عہد مین جنگی جہازات اور آلات بحری کا ایک عظیم الشان محکمہ ٹونس مین قائم کیا گیا - پس اس سے ثابت ہوا کہ قوم عرب بلاشبہہ تمام یورپ کی اُستاد واجب التعظیم ہے - انہین عربون نے سفر کے حالات قلمبند کیے - اسی فاتح قوم نے مشاہیر لوگونکی زندگی کے حالات بطور (لائف) لکھنا اختراع کیا - اسی مقدس قوم نے صناعون اور دستکاریون کو آسمان کمال کا آفتاب بنا کر چمکایا - انہین کی عمارتین حیرت انگیز نگاہون سے دیکھی جاتی ہین -

رونا تو یہ ہے کہ مخالفت مذہبی نے چشم بصیرت پر پردے ڈال دیے جس سے عام اہل یورپ کی نظر سے اس قوم کا قدرتی حسن پوشیدہ ہوگیا - اسی قوم نے علم طب اور علم تاریخ طبعی اور علم کیمیا اور علم فلاحت پر کمالات کے وہ وہ حاشیے چڑہا لے جسکا سمجھنا آج مشکل ہے برخلاف اور علوم عقلیہ کے جسپر مالکانہ قبضہ کر لیا تھا اور جسمین اونکی فضیلت اسلاف سے ترقی کر گئی تھی - اہل یورپ نے اسبات کا اقرار کیا ہے کہ عرب نے کاغذ [51] کی ایجاد مین کپڑے کی ایجاد پر

۵۱ کاغذ کی ایجاد سے پہلے مختلف چیزین مثل سیسے کے تختے فلزیات کے پترے جانورون کی دباغت دی ہوئی کھالین اور اکثر درختون کے پتے زمانہ قدیم مین لکھنے کے لیے مستعمل تھے - مانٹ فیکن نے ایک

بھی شرف حاصل کیا ہے - جہانتک ہمکو علم ہے گویا ایک دانا قوم عرب کی اوس خرمن فضیلت کا ہے جو آجتک ہمکو معلوم بھی نہوا - بہرکیف عرب ہمارے فضل وکمال کا اب بھی سرچشمہ ہے اور جن کمالات کو قصور فہم سے ہم سمجھتے تھے کہ یہ اور قوم کا ایجاد ہوگا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) بہت پرانے زمانے کی کتاب کا ذکر کیا ہے کہ وہ سیسے کے آٹھ ورقون پر لکھی ہوئی تھی - جب سیسے کی تختے متروک ہوئے تو اونکی جگہہ دوسرے فلزات پترون پر حرفون کا کندہ ہونا رواج پا گیا - چنانچہ رومتہ الکبریٰ کے لوگ تاریخی واقعات پیتل کے پترون پر کندہ کرکے رکھتے تھے - کلاڈیس کی اسپیچ بھی پیتل ہی کے پترون پر کندہ کی ہوئی اب تک فرانس کے (لائنس ٹاون ہال) مین بحفاظت موجود ہے - بعد ولادت مسیح علیہ السلام بجاے فلزات کے پترون کے درختون کی چھال اور پتون سے کاغذ کا کام لیا گیا - یورپ مین کاغذ بنانے کا طریقہ ۶۰۰ء کے بعد استعمال مین لایا گیا سنہ ۶۰۰ء کے اوس طرف کا کارخانہ سمرقند مین قائم تھا آٹھوین صدی مین جبکہ سارسین نے اسپین کو فتح کیا تو جہان اپنے ساتھہ عربونکے وہ دوسرے علوم وفنون لے گیے تھے وہان کاغذ سازی کا فن بھی اپنے ساتھ لائے انگلستان مین سب سے اول کاغذ کا کارخانہ سرجان اسپیٹل مین ایک جرمنی نے ۱۵۸۸ء مین بمقام ڈارٹ فورڈ قائم کیا تھا جسکے صلے مین ملکہ ایلزبیتھہ نے نائٹ ہیڈ کے معزز خطاب سے اوسکو نامور اور بلند آوازہ کیا - اسکے بعد ۱۶۹۵ء مین بمقام اسکاٹ لینڈ عمدہ کاغذ نکے چھاپنے کی کمپنی قائم ہوئی - ۱۷۶۰ء مین جیمس وہاٹ مین نے ایک اور کارخانہ میڈاسٹون مین قائم کیا اوسنے اس فن کو یہانتک ترقی دی کہ آج بھی جو عمدہ اور قیمتی کاغذ ہین اوسی کے نام سے منسوب یعنی (وہٹمین پیپر) کہلاتے ہین -

اہل یورپ نے اس فن کو مسلمانون ہی سے سیکھا اور اپنی جودت فکر اور قوت آخذہ سے آج اس مرتبہ کمال کو پہنچا دیا کہ عقل حیرت زدہ رہجاتی ہے ۱۲ عرشی تاجپوری -

وہ ہمکو اپنی معتبر مسیحی تاریخون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مین کل ایجادات کے موجد عرب ہین - اسکے بعد یہی فرانسیسی مورخ اپنی تائید کلام مین اسکندر ہمبلٹ کے کلام کو نقل کرتا ہے کہ قوم عرب کو خدا نے اسلیے پیدا کیا کہ وہ علوم وفنون صنعت وحرفت کو اون مختلف قومون مین پہنچاوین جو ساحل فرات سے ہسپانیہ کے وادی کبیر تک پھیلے ہین - اہلِ عرب کی طبیعتون مین قوم بنی اسرائیل کیطرح یہ بات نہ تھی کہ وہ کسی قوم سے نہ مل سکتے ہون یا مخالف قومون سے اختلاط اُنکے مذہب کے خلاف ہو بلکہ وہ عام قومون سے دوستانہ اختلاط رکھتے تھے ارتباط اُنکا قومی شعار تھا تالیف قلوب اُن کے مذہب کا تاکیدی قانون تھا - اُنکے انہین خصائل ملکیہ اور اخلاق آلہیہ نے تمام دنیا دی زمین مین اِنکے فضائل کو پہنچایا - مگر باوجود اس اختلاط کے قوم عرب مین یہ خاص کمال تھا کہ جسکے سبب سے تمام روے زمین پر ممتاز تھے وہ جہان جاتے تھے اپنی معاشرت اپنی سیر اپنے ساتھ لیجاتے تھے - پھر یہی مورخ لکھتا ہے کہ عرب کے مخترعات اور ایجادات سے ہمکو ثابت ہوگیا ہے کہ اہلِ عرب کی عقلین سب قومون کی عقلون سے تیز اور دقیقہ رس تھین - عرب کی قومین کمالات علمیہ اور فنون کسبیہ مین ہماری معلم اور اُستاد ہین -

یورپ مین شارلمین نامی ایک نامور فرمانروا تھا جسنے سیاست اور حکمرانی کی بناڈالی سلطنت گریک پر زوال آنے تک یہ بادشاہ باقی رہا اسی بادشاہ نے علم دکمال صنعت وحکمت اوّل اوّل اسلامی مقامات سے لیا اور اپنے قلمرو مین شایع کیا - پیرس مین اوسی نے مدرسہ بنوایا تھا جسمین علوم وفنون کی تعلیم ہوتی تھی - ہارون الرشید کا معاصر تھا - اِسی کے دربار مین

خلیفہ بغداد نے حیرت انگیز گھڑی[۵۱] تحفہ بھیجی تھی جسکی بیش بہا صنعت نے دربار کو حیرت مین ڈالدیا
فرانس مین اوسی زمانہ سے گھڑی کا رواج شروع ہوا۔

قطب نما کا ایجادی طرہ اسی عرب کی دستار فضیلت کو زیب دیتا ہے۔ اگر ایک انگریزی
مورخ کا قول تسلیم کرلیا جاے تو اُسوقت بھی یہ ماننا پڑے گا کہ انھین عربی تاجرون سے اہل
یورپ نے پایا۔ کارکرن[۵۲] صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ اہل عرب کی تجارت ممالک
ختا مین آٹھوین صدی سے پندرہوین صدی تک قائم رہی وہین سے اہل عرب نے قطب نما
حاصل کیا اور جہان گیے وہان اس ختائی ایجاد کو لیتے گیے بحر قلزم طے کرکے قسطنطینہ کے
مغربی ممالک مین جہان اہل عرب کی تجارتی کوٹھیان قائم تھین جب وہان پہنچے تو یورپ
کو بھی اس نعمت سے محروم نہین رکھا۔ پھر وہی انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ اہل ختا کی ایجاد
عرب سے یورپ کو ملی اب مین دیکھتا ہون کہ اہل فرنگ نے اس قدیم ختائی ایجاد کو جو حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ایکہزار سال بیشتر ایجاد ہوئی تھی اپنی طرف منسوب کرلیا ہے۔
اور ہرکین سا حکیم اس آلہ کے ایجاد کا دعویدار پیدا ہوا۔ مجھکو معتبر اور قدیم ختائی تاریخون سے جہانتک
ثبوت ملتا ہے اوس سے اسکی قدامت بڑہتی جاتی ہے نزولی حالت مین بھی اسکا ایجادی سال
تاریخ مسیح علیہ السلام کی ولادت سے صدیون بیشتر ہے۔ غرض ختائیون سے یہ قطب نما عرب
تاجرون کو پہنچا اور ان سے ہماری قوم نے لیا۔ پھر یہی مورخ لکھتا ہے کہ بارود بھی انہین ختائیون

---

[۵۱] دیکھو المامون مصنفہ مولانا شبلی نعمانی عم فیضہ۔ [۵۲] یہ صاحب کلکتے مین وکیل یا سفیر تھے۔
سنہ ۱۸۴۸ء مین تاریخ چین لکھی۔ ۱۲

کی قدیم ایجادات سے ہے اور ظنِ غالب ہے کہ اسی قوم کا کوئی نسخہ اہلِ عرب کو مل گیا ہو اور وطن مین جاکر اسی قوم نے اپنی طرف منسوب کرلیا ہو۔

تحقیق طبابت

علم طبابت[۱] کا موجد ایک مصری حکیم ہے پہلا مدرسہ طبابت کا اسکندریہ مین کھولا گیا جسمین ٹری ٹس اور ہیر افلس اُستاد تھے اوسی زمانہ مین علم تشریح مدون اور مکمل ہوگیا تھا علم نباضی کی تکمیل بھی انہین حکماے مصر کی قوت فکریہ کا نتیجہ ہے جنہون نے حضرت عیسیٰ کی ولادت سے صدیون پیشتر علم جراحی اور نباضی اور دواسازی کو مُرتب اور مکمل کیا۔ ہندوون کی کتب تاریخ سے اس فن شریف کی عمر تین لاکھ پچاسی ہزار سال معلوم ہوتی ہے جسکا موجد برہما تھا اور جسنے فن طبابت کے متعلق ایک لاکھ اشلوک ویدک شاستر مین تحریر کیے۔ بقول ڈاکٹر رائل صاحب علم کیمیا اور معدنی دواؤن کا استعمال کرنا ایجادات ہند سے ہے مگر اسلامی مورخ لکھتے ہین کہ ہندیون نے یونانیون کی طرح مصری حکیمون سے تعلیم پائی اور وہی مصری سرمایہ ہندی حکما کے افتخار کا ذریعہ ہوا۔ ایک نامی ڈاکٹر حیوانات کی تشریح حکیم فیثاغورث کیطرف منسوب کرتا ہے یونانیون سے رومیون نے فن طب حاصل کیا۔ اسقلیدس اور ڈی اسکاٹوس اس فن مین شہرت اور ناموری کے سارے زینے طے کرچکے تھے۔

ایک سو آٹھ ہجری مین عرب اس فن کی تحصیل اور تکمیل کیطرف آمادہ ہوگیے اور بقراط

---

[۱] دیکھو معدن الحکمۃ مولفہ ڈاکٹر سید غلام حسین جو صاحب تصانیف کثیرہ ہین اور جنکا دماغ انگریزی معلومات سے منور ہے ۱۲

وجالینوس کی کتابون کو یونان سے جزیرہ نمائے عرب مین کھینچ لائے جسکی تکمیل آل عباس نے کی۔

سن بارہ سو عیسوی مین اہل یورپ نے سونا چاندی بنانے کی امید پر اہل عرب سے علم کمسٹری حاصل کیا اور سن پندرہ سو تک اہل یورپ کا طبّی علم کمسٹری تک محدود رہا۔

سن پندرہ سو عیسوی مین محمد بادشاہ نے قسطنطنیہ کو جب فتح کیا تو وہان کے فاضل اور حکیم اطراف عالم مین منتشر ہو گیے اور علمی ذخیرہ اپنے ساتھ لیتے گیے اور اوسی دولت سے یورپ کو جاکر مالامال کیا۔ صاحب تاریخ سلطنت انگلشیہ کا قول ہے کہ ہنری اوّل کے عہد مین اہل یورپ نے ہسپانیہ جاکر مسلمانون سے طب اور ریاضی اور فلسفہ وغیرہ حاصل کیا اور وہان سے جاکر اپنی قوم پر اوس علمی دولت کو ایثار کیا۔

اسلامی تحقیق اور ایجاد — عمل ید مین اہل اسلام کا کمال ابو القاسم ابن زہرادی کی کتاب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون نے اس کام کی تکمیل کہان تک کی ہے جسکو اہل یورپ نے اپنی قوت ایجادی کی طرف منسوب کرلیا ہے۔ ہارون نے مرض چیچک کی ایجاد مین نام حاصل کیا جسکی تحقیق ماہئیت مع علاج[۵۱] رازی عراقی نے کی۔ ابو الخیر بغدادی نے جو ایک نامور حکیم تھا اپنی قوت ایجادی کے سبب بقراط دوم کا خطاب حاصل کیا۔ معلم ثانی ابو نصر فارابی سا حکیم بو علی اور ابن رشد ایسا فلاسفر جن کو تمام یورپ نے مسلم الثبوت استاد مانا ہے۔ ان حکما کی اجتہادی قوت اور تصانیف غیر محدود نے اس فن کو ابنا کر لیا۔ اطبائے طبقہ اسلام جن سے

[۵۱] دیکھو ابو القاسم ابن زہرادی کی کتاب ۱۲

معالجہ کرانے کی تمنا اُنکے دشمن بھی رکھتے تھے چنانچہ قسطنطیہ کے بادشاہون مین کسیکو
مرض استسقانے جان بلب کردیا تھا دولت عباس نے اُسکی خواہش پر (قرطبیہ) مین اُس کا
علاج مسلمان طبیبون کے سپرد کردیا - حکیم ابوریحان نے حرکت ارض کے باب مین شیخ الرئیس
سے جو مناظرہ کیا ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوریحان حرکت ارض کا قائل تھا
جسکو فلسفہ جدید حکماے یورپ کی تحقیق سمجھتا ہے - بنی خناکر کی کتاب آلات جرثقیل کے
دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اہل اسلام نے اس فن کو بھی ادہورا نہین چھوڑا ہے -
صدہا آلات متحرکہ ایجاد ہوے ہزارون براہین ہندسیہ عملی طور پر ثابت کیے گیے - امیہ بن
عبدالعزیز نے ایک ڈوبے ہوے جہاز کو بحر اخضر سے بمعاونت انہین آلات غریبہ کے
نکالا جسکی نظیر یہ ترقی یافتہ زمانہ عملی طور سے آجتک نہ دکھا سکا - ہارون الرشید نے دو
بغدادی علما کو صحراے سنجار کے کسی خاص حصّہ کی پیمایش کا حکم دیا تاکہ زمین کی کرویت بالمشاہدہ
ثابت ہوجاے چنانچہ قطب شمالی کے ارتفاع سے جو اوس خط کے ایک طرف جانے
سے ظاہر ہوئی تھی زمین کی کرویت ثابت ہوگئی - علاوہ اسکے اہل عرب نے اقلیدس کی بسیط
شرح لکھی اور بہت سی شکلین بڑہائین - بطلیموسی زیج کی اصلاح کی - منطقۃ البروج کے
تعریج کا حساب لکھا جیسا اوقات اعتدال کے اختلاف کو لکھا تھا ویسا ہی سنین شمسیہ اور
سنین قمریہ کے اختلاف کو بھی تحریر کیا اور اُسکے درمیان مین چند دقیقون کا فرق پایا -

اہل عرب نے تحریر کے لیے چند قسم کے آلات ایجاد کیے - فن ریاضی مین انکا کمال سلف سے
بڑا ہوا تھا جسکے شاہد وہ عجیب و غریب مکانات رصدیہ ہین جو سمرقند کے اردگرد بنے ہوے ہین -

پانی کا مقطر کرنا خاص عرب کی ایجادات سے ہے منجملہ اون علوم کے جنمین اہل عرب کو غیر قومون پر فضیلت تہی ایک علم جغرافیہ ہے اور اس فن مین جن لوگون نے شہرت پائی اونمین ایک ابو الفدا دوسرا مسعودی ہے جنکی تاریخین انہین کے نام سے آجتک مشہور ہین - ابن ہشیم روشنی اور حرارت کی جسمیت تحقیق کر کے بدلائل عقلی ثابت کر چکا ہے جسکو ترقی یافتہ زمانہ تحقیق جدید خیال کرتا ہے - ثابت بن ناصر دمشقی جو آل حمیر سے عہد خلافت یزید ثانی مین ایک نامی فلاسفر تہا آلات جاذب برق اوّل اوسنے ایجاد کیے جنکے سبب سے بادلون مین سے قوت کہربایہ بجلی کو جذب کرتی تہی اسیکے صلے مین خلیفہ شام نے ایک لاکہہ دینار ثابت کو مرحمت فرمایا جس ایجاد کو مہذب زمانہ فرنکلن مسیحی کیطرف منسوب کرتا ہے - لوہا ڈہالنے اور پگہلانے کی تدبیرین عبد الملک بن مروان کی عہد خلافت مین ایجاد ہوئین جسکو اہل یورپ انگلستان کی قوت ایجادی کیطرف منسوب کرتے ہین - انہین مسلمانون نے بارود اور بندوق بہی ایجاد کی جوڑ ہلے ہوے لوہے کی ہوتی تہی - اسیطرح اکثر تحقیقات جدیدہ کا مولد و منشا اگر تلاش کیا جاے تو ہمارے ہی اسلام کی قوت ایجادی اوسکا مخرج ہوگی -

اسیطرح مسلمان شاعری کے موجد ہین نظم کی بحرین انہین کی قوت ایجادی کی مرہون ہین - فرانس اور اٹلی وغیرہ مین شاعری کا شوق مسلمانون ہی کی بدولت پیدا ہوا - ڈاکٹر جانسن کو اگرچہ انگریزی مین اوّل لغت لکہنے کی عزت حاصل ہے مگر مسلمان فرہنگ نگار بہت پہلے اوس سے ہو چکے ہین - ایک عربی لغت[+] کی کتاب ساٹہ جلدون مین ہے جسمین تحقیق لغت کے علاوہ

+ دیکہو نواب محسن الملک بہادر کا لکچر جو محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس پنجم سے متعلق ہے ۱۲

ہر محاورے کے مقابل علما اور شعرا کے فقرے اور اشعار سند کے لیے لکھے گئے ہین اندلس کے کتب خانے مین ایک ناتمام لغت جسکو کاتب باب العین تک لکھنے پایا تھا سو جلدون مین تھی ۔

مردم شماری آمد و خرچ کی تفصیل سفر کے حالات اول مسلمانون ہی نے کتابون مین درج کیا ہے ۔ فرانس و جرمن اور انگلستان کے لوگون کو مسلمانون ہی کے سبب سے سواری کا شوق ہوا اور گھوڑون پر سوار ہونے لگے ورنہ اہل یورپ شاذو نادر گھوڑون پر سوار ہوتے تھے ۔

عورتین مردون سے زیادہ علم کی شائق تھین قرطبہ اور مصر مین اکثر لیڈی ڈاکٹر بھی مسلمانون کی عورتین تھین ۔ ہامر جرمنی جسنے مسلمانون کے ذکر مین سات جلدون مین ایک تاریخ لکھی ہے اہل اسپین کی نسبت لکھتا ہے کہ اسپین مین جو ترقی علوم و فنون مین مسلمانون نے کی تھی اوسکی تعریف محال ہے ۔ مسلمانون کا دماغ اونکا علمی ذوق نہایت نازک اور پاکیزہ تھا اون مین تہذیب کا وہ جوش تھا جو نہایت مہذب اور تربیت یافتہ قوم مین پیدا ہوسکتا ہے علم موسیقی اور شاعری اور دیگر اعلیٰ درجہ کے علوم سے یہ عالی دماغ اور روشنضمیر مسلمان قدرتی مناسبت رکھتے تھے ۔ ہندسہ ہیئت فلسفہ علم نباتات منطق انکا خانہ زاد تھا ۔ ایجادی قوت انکی پرستار تھی حرفت اور صنعت گویا انکا آبائی پیشہ تھا ۔ یہی مورخ لکھتا ہے کہ صنعت و حرفت علم و ہنر تہذیب و شائستگی بلکہ ہر قسم کے سویلیزیشن مین قرطبہ دنیا کا سب سے زیادہ چمکدار ستارہ تھا ۔

مسلمان اگرچہ فلسفہ و طب مین بقول مولانا شبلی نعمانی یونان و روم کے منت کش ہین ۔ مگر جو کچھ انھون نے اون سے لیا انکی تحقیقات اور معلومات کے مقابل وہی نسبت ہے جو دانے کو

خرمن سے اور ریزہ ہاے جواہر کو معدن سے - امام غزالی - فخر الدین رازی - محقق طوسی
سہل بن ہارون - ابن رشد - ابونصر فارابی - ابو الروس - یہ وہ لوگ ہین جنکا علمی خزانہ مشاہیر
حکماے یونان کے معلومات کا ہمپایہ تھا بلکہ بعض حکماے اسلامیین کے فضل و کمال کا
علمی پلہ بہ نسبت یونانیین کے گران تھا - ہیئت کو علماے اسلام نے جو ترقی اور شہرت دی
اُس سے خود دایایان یورپ کو اقرار ہے - طبیعات[۵۱] مین ارسطو کی غلطیان بدلائل ثابت
کی گئین - منطق کو نئے طرز سے ترتیب دیا - نور کی رفتار دریافت کی - علم مناظرمین انعکاس کا
قاعدہ معلوم کیا - جبر و مقابلہ جو چند جزئے مسائل کا نام تہا اوسکو علمی مجلس مین کرسی نشین کیا -
دواسازی - عرق کھینچنے کے آلے - مو الید ثلاثہ کی تحلیل - تیزابون کے باہمی فرق اور مشابہت کا
امتحان انہین مسلمانون کی ایجادات سے ہین - کیمسٹری انہین کی قوت ایجادی کی احسانمند ہے
علم نباتات مین اپنے تجربون سے دو ہزار پودے اور اضافہ کیے جسکا بڑا حصہ ابن بیطار
کی سیاحت کا ماحصل تھا - غرض آج یونانی و عربی تصنیفات کا کوئی شخص اگر موازنہ کرے
تو زمین و آسمان کا فرق پائے گا -

ڈراپر صاحب لکھتے ہین کہ آجکل کے یورپ کے عالم اور حکیم اور ہئیت دان چاہتے ہین کہ اپنی
بزرگی قائم کرین اور اصلی عالمون کو اندھیری مین چھوڑ دین لیکن اونکی کوشش انصاف کی
نظر مین بالکل حقیر معلوم ہوتی ہے - عربون نے اپنا نام آسمان کے ستارون پر لکھہ
رکھا ہے -

---

[۵۱] دیکھو مسلمانون کی گزشتہ تعلیم مولفہ مولانا شبلی نعمانی عم فیضہ ۱۲ -

پھر بھی مورخ لکھتا ہے کہ الجبرا کے اصول سے جو ہمکو واقفیت ہوئی وہ فاتح قوم یعنی عربون کی بدولت ہوئی یہ علم اوّل اٹلی مین تیرہوین صدی کے آغاز مین مسلمانون نے پہنچایا۔ فرانس اور جرمن اور انگلنڈ کے طالب علم۔ علم کے اوس صاف اور پاکیزہ چشمے سے سیراب ہونے کے لیے آتے تھے جو مسلمانون کے چشمے مین بہتے تھے ایک یورپین مورخ لکھتا ہے کہ مسلمانون نے سوت اور روئی سے کاغذ بنانے کا طریقہ ایجاد کیا جس سے یورپ کو غیر محدود فائدہ پہنچا۔ مسلمانون نے بہت سی تجارتی ایجادین نکالی تھین جو دوسرے علمون کے ساتھ یورپ مین داخل ہوئین۔

غرض کیا علم کیا فن سب کے موجد عرب ہین اور انہین عربون کی فیاضانہ ایثار نے علمی اور عملی

لہ یہ مضمون نواب محسن الملک بہادر کے لکچر سے لیا گیا ہے جو محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس پنجم مقام الہ آباد مین دیا گیا ہے۔ ۱۲ سہ سن ایکہزار عیسوی کے آخر مین پوپ جربیر فرانسیسی جو انجام کار پوپ اعظم کی شاہی کرسی پر بیٹھا اور سلفستر ثانی کے نام سے بلند آوازہ ہوا۔ اسپین کے مسلمانون سے علم جبر و مقابلہ فلکیات فلسفہ ہیئت منطق علم نباتات کمٹری وغیرہ کی تحصیل کی اور پھر اوسنے یورپ کے لیے ایک عمدہ کارخانہ خاص اہل عرب کی صنعت کا جاری کیا اور ایک بہت بڑا ذخیرہ نادر نادر اسلامی کتابون کا فراہم کیا جسکا ترجمہ لاٹن اور فرانسیسی زبان مین کیا گیا۔ ۱۲ دیکھو تاریخ مقریزی اور ابو الفرج ۱۲ عرشی۔ حکم دوم بن عبدالرحمن سوم کے کتب خانے کی فہرست جو ہنوز ناتمام تہی چوالیس جلدون مین تھی دیکھو تاریخ مسامرہ ۱۲ عرشی تاجپوری ۱۲
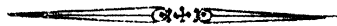
دولت سے یورپ کو مالامال کر دیا - اسلامی سلطنت کا مٹنا درحقیقت اسلامی کمالات کا مٹنا تھا جو حقیقت مین حوصلہ فرسا حادثہ ہے - اُنکے کمالات اُنکی خوبیان اُنکا علم وفضل اُنکی قوت ایجادی کے آثار اُنکی جادو کار طبیعتون کے علامات اُنکی غیر محدود فیاضیان ایسی تھین کہ آجتک انگریزی تاریخون کا لفظ بہ لفظ بلکہ حرف حرف گرانبار احسان ہے - مگر ہماری کوتہ نظری اور کم مائگی نے اُن نامور باکمالون کے کمالون کو گمنامی اور بے نشانی کے ساتھ صفحہ ہستی سے مٹا دیا جسکا مٹنا درحقیقت اسلامی عظمت وشان کا مٹنا تھا - مین نے جو کچھ لکھا ہی دریا سے ایک قطرہ یا یون کہئے کہ خرمن سے ایک دانہ اُٹھالیا ہے - اسلامی ایجادات کا سلسلہ وار بیان کرنا کہ کب اور کس سن مین کس نے کیا چیز ایجاد کی اُسکی سرگزشت کیا ہے - اُنکے معاصر کون کون تھے کب پیدا ہوے - اور کس مدرسہ مین تحصیل کی اور کس سن مین وفات پائی - اُن تعلیم یافتہ نوجوانون کا کام ہے جنکا روشن دماغ انگریزی خیالات سے منور جنکا خزینہ خیال مشرقی اور مغربی علوم سے لبریز اور انگریزی اور تازی زبان کی جامعیت سے مجمع البحرین ہے - نہ میری معلومات کا خزانہ اس عمارت کے لیے کافی ہے - نہ اتنا سرمایہ علمی کہ اُس سے کامل مدد مل سکے - نہ اتنی وسعت نظر کہ علمی قوت کی دستگیری سے ایک ایسی خیالی تصویر کھینچکر (جو اُس خارجی صورت کے خط وخال سے بالکل مشابہ ہو جو مسلمانون کی قوت ایجادی سے مُتعلّق ہے) پبلک مین پیش کرون جسکی دلفریب ادا قبولیت عام کے ساتھ ہر دلمین جگہہ پیدا کر سکے - نہ انگریزی زبان سے واقفت کہ اُنکی تاریخون سے کچھ کام لے سکون اور اِن خزف ریزون کو اُنکے نورانی کمالات کی آب وتاب سے گوہر شب تاب بنا سکون - جو لوگ اس کام کے قابل ہین وہ تصنیفات

سے کچھہ ایسے ہاتھہ کھینچ بیٹھے ہین کہ کوئی تحریک اُنکی دماغی قوت کو ہیجان مین نہین لاسکتی نہ مین اس کام کے قابل تھا نہ اُسکو پورا کرسکا۔ میری بے بضاعتی اور کم مایگی ناظرین کی خدمت مین میری شفاعت کیلیے کافی ہے۔

تجارت

تجارت مین اہل عرب نے ابتداے اسلام سے ترقی کی جس عمارت کی ابتدائی بنیاد مین خود ہمارے رہبر صادق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی اینٹ رکھی اور حضرت خدیجتہ الکبری کا مال تجارتی ملک شام مین لے گیے جہان بحیرا راہب نے آپ کی رسالت اور خاتمیت دونون کی تصدیق کی۔ قریش کی تجارت ہمیشہ ارمن اور قبطیون کی دولت سے ٹکر کھاتی رہتی تھی۔

اہل عرب اور چین کی تجارت خلیفہ منصور نے دوسری صدی مین ایک سفارت شہنشاہ ست سنگ کے پاس روانہ کی اس سفارت نے ممالک چین کے اکثر جزیرون مین اسلامی تاجرون کی عظیم الشان کوٹھیان دیکھین۔ اوّل اوّل عرب تجار نے جزائر چین مین کوٹھیان قائم کین۔ جاوا کی سلطنت مین تجارت اور اسلام دونون کو چمکایا۔ ٹرناٹی۔ ماہیرا۔ ایمبون۔ فلپائن۔ برنیو۔ ان تمام جزائر مین اسلامی تجار مور و ملخ کیطرح پھیلے ہوے تھے۔ اس بات کا علم کہ اہل عرب کس زمانہ سے مشرقی ممالک مین تجارت کر رہے تھے کسی مورخ نے نہین لکھا۔ مختلف تاریخون کے دیکھنے سے اتنا پتہ ملتا ہے کہ حضرت عیسی[۱] علیہ السّلام کی پیدایش سے تقریباً

[۱] دیکھو مضمون چین مصنفہ ٹی ڈبلیو آرنالڈ صاحب پروفیسر مدرسۃ العلوم علیگدہ اور تاریخ ابن بطوطہ ۱۲ عرشی تاجپوری

ایک صدی بیشتر جزیرہ سیلون کی تجارت بالکل عربون کے ہاتھ مین تھی - ساتوین صدی کے آغاز مین جب تجارت بذریعہ سیلون چین سے شروع ہوگئی اور روز بروز ترقی بر پایہ پایہ چڑھتی گئی تو آٹھوین صدی کے وسط مین عرب تاجر مقام کینٹین مین کثرت سے نظر آنے لگے -

دسوین صدی سے پندرہوین صدی تک جب تک بحر الجزائر مین پرتگیز کا دخل نہوا مشرقی ممالک کی تمام تجارت عربون کے ہاتھ مین رہی ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ عرب تجار نے جزائر میلے کے اکثر جزیرون پر اپنی تجارت گاہین قائم کین جیسا کہ شام - مصر - اندلس - افریقہ - فارس ترکستان - وغیرہ مین کیا تھا -

ابن بطوطہ - جزائر میلے مین جسوقت پہنچا تو وہان کی اسلامی تجارت اور اسلامی ترقی دیکھکر بے اختیار زمین پر گر پڑا - غرض قبیلے کے قبیلے ریگستان عرب سے نکلکر مثل سیلاب ممالک شرقیہ مین پھیل گیے اسیطرح جزائر فلپائن مین تجارت اور اسلام دونون ہمراہ لائے اور ممالک مشرقی مین ان عربی تاجرون نے دونون تجارت کو فروغ دیا - پولیٹکل اور سوشیل دونون اعتبار سے تجارت اور اسلام دونون کی مستحکم بنا ڈالی - اسیطرح سولھوین صدی مین اسپین کے اسلامی تجار ممالک شرقیہ مین گھس آئے - بادشاہ آچین انھین تاجرونکی حسن کوشش اور تالیف قلوب سے مسلمان ہوا - یہان کا ریشمی کارخانہ جو انھین اسلامی تاجرون کی ہمت اور کوشش کا نتیجہ تھا سولھوین صدی تک ترقی کرتا گیا - چنگیز خان کی تھری دولت مین (گردہ تغلانی) کے ہمقوم وطن کو خیرباد کہکر صوبہ شانسی اور کانسوہ مین بلباس تاجری آکر آباد ہو گیے چونکہ تجارت کے ساتھ قدرتی دلچسپی رکھتے تھے قدم بقدم بڑھتے گیے - معاملات تجارت مین انکی راستبازی

اور دیانت کی شہرت وبا کی طرح تمام وسط ایشیا مین پھیل گئی - مغلون کی فتوحات سے شام وفارس کے مسلمان بھی بغرض تجارت مشرقی اضلاع مین ٹوٹ پڑے - شام اور بحیرہ لیوانٹ کی بندرگاہون مین مشرقی پیداوار فقط تاجران عرب کے توسل سے پہنچتی تھی - اوّل صدی مین دار الخلافت بغداد سے چار ہزار عرب شاہ تہانگ کی کمک پر ایک بغاوت فرو کرنے کو ممالک چین مین پہنچے جب لڑائی ختم ہوچکی اور زبان شمشیر کے جوہر دکھا چکے تو عربی اور عجمی تاجرونکی پشت گرمی سے خاص خاص مقامات کو لوٹ لیا اور بضرورت وہین جابرانہ بود وباش اختیار کی تاکہ تجارتی لباس مین اسلام کی خدمت کرین - اسیطرح جزیرہ سماٹرا اور سمدرا اور آٹو مین اسلامی تجارت ترقی کے سارے زینے طی کر چکی تھی - چودھوین صدی کے آغاز مین انہین عربی تاجرون نے مار اسیلو کو مسلمان کیا جو سمدرا کا بادشاہ تھا اور جسکا بعد اسلام ملک الصالح خطاب ہوا - اسیطرح خان سٹیوک کا اسلام لانا انہین تاجرون کے اسلامی جوش کا نتیجہ تھا - خان سٹیوک نے اسلام لانے کے بعد صوبہ کانسوہ کو جبرًا مسلمان کیا - اُسکے جانشینون نے بھی وہی رفتار اختیار کی - مسٹر آرنلڈ صاحب لکھتے ہین کہ میری راے مین مسلمانونکی ایسی کثرت اور جوش اسلامی سے یورپ کی تہذیب کو نہایت ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے اسلام ایک نہ ایک دن ضرور چین کا قومی مذہب ہوجاے گا جب ہم دیکھتے ہین کہ وہان کے اصلی باشندون مین اسلام برابر ترقی کر رہا ہے اور اپنے اغراض پورا کرنے کے لیے موقع کا منتظر ہے مین یقینی کہہ سکتا ہون کہ ایکدن اسلام اپنے مقاصد حاصل کریگا پھر لکھتا ہے کہ اگر اسلام نے چین پر ملکی حکومت حاصل کر کے عوام مین اسلام پھیلانے کی کوشش کی تو کیا اُسکا کوئی مزاحم ہوسکے گا (ہمارے خیال مین ہرگز نہین) پھر لکھتا ہے کہ سواے

تاج شاہی جتنے جلیل القدر عہدے چین مین ہین مسلمان مثل رعایاے چین اوسیر ممتاز ہوتے ہین مثلاً وزارت - گورنری - سپہ سالاری - حکومت فوجداری وغیرہ - پہر اوسیکا قول ہے کہ چین مین مسلمانون کے نام بحیثیت حکام اعلیٰ فوجی یا انتظام ملکی ہی نہین دریافت ہوتے بلکہ تجارت صنعت علوم ریاضیہ اور ہئیت وغیرہ مین بہی مسلمان نامور ہین -

غرض ملک چین مین عربی تجّار - تجارت کے ساتھ اسلام کو بھی ہمراہ لائے - جن کی سود بخش کوششون کا یہ نتیجہ ہوا کہ ممالک چین کے مسلمانون کی تعداد جن کو فقط تاجرون نے تالیف قلوب اور حسن کوشش سے مسلمان کیا ہے روم اور مصر کے مسلمانون سے آج کہین زیادہ ہے جہان اسلام نے بزور تیغ وبقوت حکومت اشاعت پائی تھی - وانّ ھذا لشی عجیب -

اسیطرح عربون کی تجارت بحیرہ قلزم - خلیج فارس ممالک ترکستان مرو تجارا اطالیہ تسلی آفریقہ ہندوستان وغیرہ مین ناموری اور شہرت کے آسمان پر ستارہ بن کر چمکی - ہزارہا صناعتی کارخانے اور تجارتی کوٹھیان قائم کین - انکی راستبازی اور دیانت نے تمام یورپ کو خریدار بنا دیا فتوحات کے ساتھ تجارت بھی ترقی کے زینے طے کرتی گئی - صناعت نے اپنی بیش بہا ایجادات سے بقاے دوام کی عزت حاصل کی -

غرض انہین عربون نے فن زراعت مین ترقی نمایان کی - قانون زراعت کے موجد ہوے جانورون کی نسل بڑہائی - گہوڑون اور چوپایون کے افزائش ذرائع مہیا کیے - چاول اور شکر اور روی کا طرز استعمال انہین سے غیر قومون کو پہنچا - ہزارہا شہر لاکھون قریے آباد کیے

صد ہا نہرین جاری کین - باغ کے میوے اُنکا استعمال اُنکی ترقی کے اسباب اسی قوم سے غیر قومونکو پہنچا - ریشم کی پیدائش اور اوس سے عمدہ کپڑا بنانے کی ترکیب انہین نے بتائی - نور کی رفتار زمین کی حرکت انہین مسلمانون نے دریافت کی جسکا ایجادی فخر آجکل انگریزون کو حاصل ہے - الجبرا - علم ہیئت - جغرافیہ - انہین عربون کی قوت ایجادی کے ممنون ہین - کیمسٹری - علم نباتات - انہین مسلمانون سے مسیحیون نے حاصل کیا - لغت کی تدوین انہین سے سیکھی - علم جر ثقیل انہین کا مرہون منت ہے - بطلیموسی زیچ کی اصلاح انہین مسلمانون نے کی - منطقتہ البروج کے تعریج کا حساب انہین نے لکھا - تحریر کے لیے مختلف قسم کے آلات اسی قوم نے ایجاد کیے - فن ریاضی کے یہی مربی ہین تقطیر الماء انہین کی ایجادات سے ہے - روشنی اور حرارت کی جسمیت انہین نے ثابت کی جسکو فرقہ مسیحی نے آنکھہ بند کر کے اپنے قوم کی طرف منسوب کر لیا ہے - آلات جاذب برق انہین کی ایجادات سے ہے - اسلحہ بنانے اور لوہا ڈہالنے اور پگہلانے کی تدبیرین انہین کی قوت آخذہ کی ممنون ہین - بارود اور بندوق اسی قوم سے یورپ نے لی - قطب نما انہین سے یورپ مین پہنچا - شاعری کے موجد یہی عرب ہین - طبابت کی سرپرستی انہین نے کی - مرض چیچک کی ایجاد اور اُسکی تحقیق ماہیت انہین کی قوت علمی کا نتیجہ ہے - ثوابت و سیارات کی تحقیقات اوّل اسی قوم نے کی - فن تعمیر انہین سے یورپ نے حاصل کیا - حریر بافی کے یہی استاد ہین - فن نقاشی اور رنگ سازی کی تعلیم یورپ نے انہین سے پائی - موسیقی کی بنا زید ثانی کے وقت پڑی - شاہزادہ خالد نے علم کیمیا مین شہرت حاصل کی - عنبر کی شمعین[۱] - جواہر کی مرصع جوتیان چاندی اور صندل کے

[۱] دیکھو المامون مولفہ مولانا شبلی نعمانی عم فیضہ ۱۲

جُھتے ایک عربی نسل عورت کے جوہر طبیعت کا ایجاد ہے جو ہارون الرشید کی عزیز اور مشہور خاتون تھی جس کا نام نہر زبیدہ سے قیامت تک صفحۂ روزگار پر یادگار رہے گا۔

تمام یورپ کی قومین رزمی باجے کے لحاظ سے ترکون کی قوت ایجاد کی ممنون رہینگی۔

سقون کی پلٹن فوج کے ہمراہ رہنے کے لیے پہلے ترکان روم نے قائم کی۔

محکمہ کمسریٹ سپاہیونکی رسد رسانی زخمیونکی خبرگیری انہین ترکون کی ایجادات سے ہے

کاغذ بنانے کا طریقہ انہین عربون نے ایجاد کیا جس سے یورپ کو غیر محدود فائدہ پہنچ رہا ہے

گھڑی انہین عربون کی ایجادات سے ہے۔

غرض کیا علم وفن کیا حرفت وصناعت کیا تہذیب وشائستگی کیا طرز تمدن وآئین سیاست سب کے موجد عرب ہین۔ اور انہین عربون نے غیر قومون کو تعلیم دیکر وحشی کو مہذب نادان کو دانا بے ہنر کو باہنر بنا دیا۔ بلکہ یون کہیے کہ سوتے ہوؤں کو اٹھا دیا اور بیٹھے ہوؤن کو کھڑا کر دیا۔

علم وتہذیب کی شعاعین ہمارے ہی پاک سینون اور مقدس خیالون سے اہل یورپ کے دماغون مین پہنچین۔ ہماری ہی صحبت نے انکو شائستہ۔ ہماری ہی معاشرت نے انکو مہذب۔ ہماری ہی تعلیم نے انکو دانا اور ہماری ہی رہبری نے انکو باخبر بنا دیا۔ اور ہمارا ہی علم انکے بام ترقی پر پہنچنے کا زینہ اور انکی درستی اخلاق کا معاون ہوا۔ جسنے یورپ کو قعر جہالت سے نکالا وہ ہمارے ہی اسلاف تھے۔ جنکی معاشرت نے وحشی قوم کو مہذب بنایا وہ ہمارے ہی آبائے کرام تھے۔

زیادہ تر بیت المقدس کی لڑائیان انکی ترقی کا باعث ہوئین۔ جسکا بانی متعصب پطرس تھا[۵۷]

[۵۷] ہماری قدیم تاریخین فتوحات اور خانہ جنگیون سے لبریز پائیگا۔ کہین کہین علمی جلسون مین آپ کو

یہ لڑائیان آخر گیارہوین صدی سے تیرہوین صدی کے آغاز تک قائم رہین جنکے نتائج صلیبیون کے حق مین سودبخش نہوے مگر اسقدر ضرور حاصل ہوا کہ مشرقی قومون سے مل جل کر اپنی نقائص کی اصلاح کی باہمی اختلاط سے اُنکا تعصب گھٹتا گیا اور ارتباط بڑہتا گیا - غرض مسلمانون کی صحبت سے اُنکے خیالات اُنکے عادات اُنکے علوم وفنون اُنکی ایجادات و اختراعات یہ سب کچھ اُنہین سے لیا اور اپنی قوم پر ایثار کیا -

پس اہلِ یورپ کے آغاز تمدن کا زمانہ گویا تیرہوین صدی ہے اسکے بعد انہون نے اپنی علمی اور عملی ترقی مین کوشش کی - دو قوتون نے انکی علمی اور عملی ترقی مین وہ کام کیا جو بارود مین آگ کرتی ہے - چھاپہ کی ایجاد سے جو تہذیب اور جو خیالات کہ برسون مین پھیل سکتے تھے دنون مین پھیل گیے -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷) بڑے بڑے ادیب فلاسفر حکیم مہندس ریاضی دان شاعر وغیرہ بھی دکھائی دینگے جنمین بعض بعض قلم وعلم وفضل کے ثانی اسکندر اور ثالث بقراط وارسطو ہو نگے - مگر تجارتی یا صناعتی جلسے خال خال کسی مبسوط تاریخ مین نظر آینگے - اسکا سبب اُنکی والانظری اور بلند خیالی تھی یا اوسوقت کا مذاق ایسی چیزون کو دانستہ قلم انداز کرجاتا تھا - اُنھین کیا معلوم تھا کہ آئندہ نسلین بہارستان عالم مین کس مذاق کے ساتھہ جلوہ گر ہونگی - جن چیزون کو ہماری قلم نے آج نظر انداز کیا ہے وہی واقعات آئندہ آب زر سے لکھے جاینگے - مین نے مختلف تاریخون رسالون لکچرون سے جو متفرق جستہ جستہ مذکور تھے بہزار مشکل اس مضمون کو فراہم کیا ہے مسیحی تاریخون کیطرح نہ اُن باکمالون کی سیرت وعادات کا حال کھلتا ہے نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بزرگ کب اور کہان اور کس سن مین پیدا ہوے -

دخانی مرکب نے تجارتی ترقی کے سامان ایسے فراہم کر دیے جس سے ہر شخص اگر ہمت کرے تو مہینون کی راہ دنون مین طے کر سکتا ہے نہ اُسکو رہزنون کا گروہ روک سکتا نہ پہاڑ اور ٹیلے سد راہ ہو سکتے نہ راہداری کے پروانونکی ضرورت پڑ سکتی۔

تنزل کے سامان

اَب ہمکو تنزل کے اسباب دیکھنا چاہیئے کہ چلتے چلتے یہ گاڑی رُک کیون گئی اور پھر رفتہ رفتہ اُسکے کیل پُرزے سست اور ڈھیلے کیون ہو گیے۔ اور اُن کیل اور پُرزون کی درستی کے آلات کیون مہیّا نہو سکے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ گاڑی نکمّی ہو گئی۔ لکڑی کو دیمک لگ گئی۔ کیل پُرزون کو زنگ کھا گیا۔

خلفاے راشدین کے بعد اسلامی سلطنت کے کئی ٹکڑے ہو گیے۔ ہر ٹکڑا ایک ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) اگرچہ اِس مضمون مین مسلمانون ہی کی تجارتی یا صناعتی ترقیان لکھنی مقصود ہین مگر ایسے موقع پر جہان ہمنے مسیحی ترقی کا زمانہ تبلایا ہے اگر اُنکی ایجادات کا ذکر بطور حاشیہ کر دیا جاے تو خالی فائدہ سے نہوگا۔ کوئی مسیحی تاریخ اُٹھا لیجیے تعصب خود ستائی قوم فروشی سے لبریز پائیے گا۔ اور مسلمانون کے فضل و کمال چھپانے مین اس قوم کو تعصبانہ خیال کے ساتھ سرگرم دیکھیے گا۔ بعض ایسے مؤرخ بھی نظر آئینگے جو اظہار حق مین بیباک اور راست بازی مین رہرو چالاک ہونگے۔ اُنکی تاریخ اقسام جواہر سے لبریز اور رنگا رنگ مضامین حقّہ سے مالامال ہوگی۔ نیک اندر بد و بد اندر نیک اسی جماعت مین بعض ایسے منصف مزاج بھی ہین جنہون نے مسلمانون کے کمال و ہنر کی حیرت انگیز تصویر کھینچی ہے۔ اَب مین مسیحی ایجادات کا ذکر کرتا ہون کہ کس نے کیا چیز کس سن مین ایجاد کی اور کس سرزمین سے

غاصب فرمانروا کے ہاتھ آگیا۔ مختلف سلطنتون کے قائم ہوجانے سے اصلی قوت گھٹتی گئی اور اعضاے سلطنت ضعیف ہوتے گیے۔ تیسری صدی سے ترقی کا قدم رُک گیا اور تنزل کے سامان پیدا ہو چلے۔ طوائف الملوکی نے مجتمعہ قوت کی تقسیم کردی۔ کبھی آل سلجوق کا رایت اقبال جنبش مین آیا کبھی آل سامان نے لواے جہانگیری کو حرکت دی۔ کبھی الیوبیہ کا پرچم دولت آفتاب عالمتاب بن کر نکلا۔ کبھی غوریہ خاندان کا ستارہ چمکا کبھی ترکان روم کا ہلال بدر بن کر ساطع ہوا کبھی قوم تاتار کی تیغ تیز و سنان خونریز نے جوہر دکھائے غرض ایک قوت مختلف دولتون مین تقسیم ہوگئی۔ کچھہ تو باہمی خانہ جنگیان اور آپس کی نفسانی مخالفت نے اسلامی حکومت کو ضعیف کیا۔ کچھہ اختلافی مسائل نے ایک ملت مستقیمہ کو مختلف شاخون مین تقسیم کردیا۔ ایک طرف معتزلی اُٹھ کھڑے ہوے اور خلق قرآن کے مدعی ہوے۔ ایک طرف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) نشو و نما پائی۔

چھاپہ کا موجد جان کو اسٹر ہے جس نے سنہ ۱۴۰۰ء کے آغاز مین اس فن کی بناڈالی اور ایک نئی قسم کی روشنائی ایجاد کی۔ بعض معتبر مورخ چھاپے کا موجد اوّل اہل چین کو لکھتے ہین اور بعض محقق اہل مصر کو ایک انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ جان کو اسٹر نے ایک درخت کی چھال پر کچھہ لکھا اور اتفاقیہ جو اوسپر کاغذ رکھا تو وہی حروف مکتوبہ کاغذ پر معکوس اُتر آئے یہ دیکھکر اُسنے اوّل بڑے بڑے پھر چھوٹے چھوٹے لکڑیون پر کھود کر حروف بنائے اُن سے چھاپنا شروع کیا۔ پہلی دفعہ ایک رسالہ سات برس مین چھپا۔ اوّل جو کتاب دنیا مین چھپی وہ پریکٹس آف بیٹری تھی۔ اوّل جرمن مین مطبع قائم ہوا۔ پھر شہر وینس اور روم وغیرہ مین پہنچا۔ آدھی دنیا کی سیر کرتا ہوا انگلینڈ بھی جا کودا۔ پہلی کتاب انگلنڈ مین جو طبع ہوئی وہ شطرنج کا

جبریہ اور قدریہ نے جبر وقدر کا مسئلہ پیش کردیا۔ ادہر سُنی اور شیعون کے دوگروہ ہوگیے پہر ہر گروہ سے مختلف شاخین نکلکر اقصاے عالم مین پہیل گئین جسکے سایہ مین ایک ایک دولت نے آکر پناہ لی۔

اسیطرح اغراض اور خواہشون نے مختلف لباسون اور مختلف قالبون مین حلول کیا سیاست سے شریعت نکال لیگئی اراکین دولت کا احتیاط کے ساتھہ منتخب کرنا موقوف ہوگیا بزم مشاورت درہم ہوگئی۔ اتفاق نفاق کے قالب مین جلوہ گر ہوا۔ مختلف ملت مختلف مذہب مختلف خیال مختلف اغراض کے لوگ سلطنت کے اجزا اور دولت کے قوی ہوگیے۔ انہین مختلف اسباب نے اول اول تنزل کی بناڈالی جسکا نتیجہ رفتہ رفتہ یہ ہوا کہ سلطنت ہاتہہ سے کہو بیٹھے علم وفن کی ترقی اور تربیت دولت وحکومت پر موقوف ہے سلطنت کے ساتھہ علم وہنر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) ایک رسالہ تھا۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ اٹمبرک نے مقام المانیا مین چہاپہ کا فن ایجاد کیا۔ پندرہ سو اٹہاون مین اخبار چہاپنے کی تدبیر کی گئی۔ اور اٹہارہوین صدی مین یہ صنعت شرقی ہندوستان مین پہنچی اور آہستہ آہستہ ہر شہر بلکہ ہر قصبہ مین اب پہیل گئی۔ فرانسیسی مورخ پندرہوین صدی کو کمالات اور ایجادات کا مصدر لکہتا ہے اسی نامور سن مین دو نامی شاعر اریوسٹو اور تاسو قلمرو اٹلی مین نامور ہوے۔ اسیطرح مکیافلی اُمیرس کرباڈو کالڈرون۔ ایسے اہل کمال نے علم وتہذیب کی بنا اٹلی مین ڈالی۔ انگلستان مین شکسپیر ساشاعر اسی نامور سن مین پیدا ہوا۔

سنہ ۱۴۷۳ء مین بمقام بولونیا کوپرنیکس نامی پیدا ہوا جسنے آفتاب کا مرکز عالم ہونا اپنی قوت ایجادی کیطرف منسوب کیا حالانکہ فیثاغورث کے شاگردون مین۔ فیلولاؤس بدلائل علمی آفتاب کا مرکز عالم ہونا ثابت کرچکا ہے

کو بھی رو بیٹھے - اقبال کے شاہی محلسرا مین ادبار کی دیمک لگ چکی تھی ایک دن چھت بھی گر پڑی - دولت اور حکومت کے ساتھ عزت شرافت صنعت تجارت علم و ہنر سب پر جھاڑو پھر گئی

نظم

واد واد از گردش گردون گردان داد داد
جاے آن دارد کہ بین موج حوادث ہیچو سیل
داستان عبرت ما گر بگردون بگزرد +
جزر و مد دین حق گر بنگری گوی بخویش
عظمت بغداد خوانم یا شکوہ اندلس
دور مامون را سرایم یا زمان معتصم

یا ترقی آنچنان و یا تنزل این چنین
سر کشد گردون گردان در گریبان زمین
ابر را زیبد کہ بردارد ز مژگان آستین
کز چنان اوجی فلک افتاد بالای زمین
داستان ہند گویم یا عراق و روم و چین
عہد سنجر را بگویم یا ز دوران نگین +

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱) بہر تقدیر اب تمام اہل یورپ نے آنکھہ بند کر کے اسی مسیحی حکیم کو موجد قرار دیا ہے - مسیوس جو ہالنڈ مین پیدا ہوا اُسنے ایک بلوری آلہ کے ذریعہ سے دکھادیا کہ آفتاب مرکز عالم ہے اور اسی آلہ کے ذریعہ سے بعض ایسے ستارے بھی معلوم ہوے جن کو آجتک کوئی نجانتا تھا - بقول مسیحی مورخ ٹورشیلی نے سب سے پہلے ہوا کا وزن دریافت کیا مگر یونانی حکما اس کام کو پہلے کر چکے ہین [دیکھو ابو القاسم ابن ہراوی کی کتاب] اٹھارہوین صدی مین آرکرایٹ نے روئی دہننے کا آلہ ایجاد کیا جس آلہ کو پانچوین صدی مین اہل ہند ایجاد کر چکے تھے - اسی قرن مین مہندس براڈلی نے انگلستان پہنچنے کی بہت سی راہین نکالین غیر آباد مقامات پر خلیجین بنائی گئین جس سے صنعت اور دستکاری کو ترقی ہوئی - اسی مہندس کے ایجادی آلات نے کتان اور روئی کو بیش قیمت کپڑون مین دکھایا - معدنیات کے سہل نکالنے کا ذریعہ وہی آلات ہوے

علم و صنعت مال من بود است و حرفت کار من — خانہ زاد خانۂ من بود دولت پیش ازین
فتح و نُصرت ہمرکاب و ملک و عزت ہمعنان — جاہ و ثروت ہمقران و دین و دولت ہمقرین
صیت فضل مرد و شیراز و دمشق و اصفہان — بر شد از خاک زمین تا کاخ چرخ ہفتمین
شوکت غرناطہ یاد آرم کہ اوج قرطبہ — داستان عرش گویم یا سپہر ہشتمین
جاے آن دارد کہ چشم ابر بارد جوی خون — خشک گرد چشمۂ نیّر بچرخ چارمین
چشم را بکشا و بنگر انقلاب روزگار — کز بلندی آن فلک آمد بہ پستی اینچنین
زین مصیبت قوم را با دیدۂ پُرخون نگر — گر ندید ستی سحاب خونچکان را بزمین

نوحہ عرشی بنا شد بی سبب بر حال قوم
جای آن دارد کہ اُفتد ہفت گردون برزمین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲) ول اول سن چودہ سو عیسوی مین اہل فرانس نے حریر بافی کے لیے آلات غریبہ ایجاد کیے۔ اور سن چودہ سو بانوے مین کرسٹوپ نے امیریکہ کو دریافت کیا۔ ۱۶۶۳ء مین کپڑا بننے کی کلین ایجاد ہوئین۔ ۱۷۴۰ء مین لوہا ڈہالنے اور پگھلانے کی تدبیر ایجاد ہوی جو عہد عبدالملک مین ایجاد ہو چکی تھی جہان ہزارہا بلکہ لاکھون بندوقین ڈہلی ہوئی ہر طرف دکھائی دیتی تہین۔ ۱۷۵۲ء مین فرنگلن نے آلات جاذب برق ایجاد کیے جسکو ثابت دمشقی ایکہزار سال پیشتر ایجاد کر چکا تھا۔ غالباً یہ خیال کہ فلزات جاذب برق ہین ہزارہا سال سے عام و خاص اس سے واقف تھے بلند مکانون کے کنارے ستون آہنی قائم کرنا یا چہتون پر لوہے کا کسی خاص حیثیت سے نصب کرنا اسی غرض سے ہوتا تھا کہ مکان محفوظ رہے اور آہن برق کو جذب کر لے۔ ہندوستان مین اگر برق سے کوئی کام لینا کسی بید یا حکیم کو منظور ہوتا تو پیتلی ظروف زیر سمار کہد سیتے اور سرگین گاد

اگرچہ دنیاوی عزت و ذلت اقبال و ادبار کے نتیجے ہین مگر عالم اسباب مین ہر نتیجہ کے لیے سبب اور ہر سبب کے لیے نتیجہ لازمی ہی پس اُسی عروجی اور نزولی سلسلہ کے موافق پہلے ہماری ترقی ہوئی۔ اور بعد ترقی نزولی اسباب کے مہیا ہوجانے سے تنزل شروع ہوگیا۔ سلطنت نے مہذب اور شایستہ بنایا۔ علوم و فنون کی طرف راغب کیا۔ تعیّش اور سامان راحت نے عیش دوست اور نفس پرست بنادیا جس سے خیالات مین پستی آگئی۔ دماغون مین سستی۔ نہ وہ جا بکدستی رہی نہ وہ چستی۔ نہ دماغون مین وہ قوت ایجادی باقی رہی نہ طبیعتون مین وہ قدرت اختراعی۔ جسکی بدولت۔ دولت حکومت صنعت حرفت علم ہنر سب کھو بیٹھے۔ اب آسمانی لشکر یعنی ربانی کمک کے بھروسے پر بیٹھے ہین۔ نہ قوم کی ہمدردی سے غرض نہ رفاہ خلق مین کوشش کرنے کی فکر۔ نہ زمانے کے ہمقدم بنتے۔ نہ وقت عزیز کی قدر کرتے۔ خود مختاری نے بزم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۳) سے ایک پشتہ بنادیتے اس تدبیر سے برقی قوت کم ہوجاتی تھی زمین سے نکالتے اور کام مین لاتے تھے ۱۷۶۰ء مین گونگون اور بہرون کی تعلیم کے لیے پیرس مین مدرسے قائم ہوے بہرا اندھون کی تعلیم ہونے لگی ۱۷۹۶ء مین انگلستان کے ڈاکٹر جنر نے چیچک کے ٹیکے کی تجویز نکالی فرانس اور امریکہ کے مورخین کا ہنوز فیصلہ نہوا کہ دخانی کلین کس نے ایجاد کین اور ہر ایک کا دعوی ہے کہ ہماری قوم اسکی موجد ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ دخانی آثارات کی نسبت اوّل ہیرن اسکندری نے محققانہ ایک رسالہ لکھا اور اُسکے فوائد اور آثارات کو بذریعہ تحریر تمام عالم مین شائع کردیا اس لحاظ سے اصلی موجد وہی ہیرن اسکندری ہے جو حضرت عیسی کی ولادت سے ایکسو بیس برس بیشتر تہا اسکے بعد ۱۵۴۳ء مین بلاسکو دی غرای نے اسکے استعمال کے طریقون کو سوچا ۱۶۶۳ء مین ورشسٹر نامی انگریز نے دخانی آثارات کے متعلق ایک

آزادی مین لاکر بٹھادیا۔ آزادی نے دولت لٹانے پر آمادہ کردیا۔ زمانہ سمجھاتا رہا نہ سمجھے۔ انقلابات ڈراتے رہے نہ ڈرے۔ دنیا کے حالات سے بیخبر۔ زمانہ کی رفتار سے ناواقف رہے۔ نہ فنون کے طرف مائل ہوے۔ نہ علوم کی جانب راغب ہوے۔ ادبار۔ کاہلی۔ جہالت۔ نفاق۔ تعصب۔ نفس پرستی۔ خودرائی۔ خودغرضی۔ اِن کمبختون کے تہری پنجون مین اسیر ہو گیے۔

اب مسلمانون کا تجارت مین دخل کیون کم ہے

مشاہدات اور زمانہ کی رفتار ہمکو بتلارہی ہے کہ تجارتی ترقی دولت کی اعانت اور سلطنت کی شرکت پر موقوف ہے۔ جس قوم اور جس ملک نے جس عہد اور جس حکومت مین ترقی کی۔ دولت اور حکومت کا زور اُسکے بڑہنے کا سبب ہوا ہوگا۔ وہ اسباب ترقی جو آج یورپ مین تاجرونکو حاصل ہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴) مستقل کتاب لکھی مگر عملی طور پر اُس سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکا۔ سنہ ۱۶۹۵ء مین ڈینس فرانسیسی نے ایک دخانی کل بنا ہی ڈالی۔ یہ معلوم کر چکا تہا کہ جو قوت قابل انبساط ہے اگر اُسکو ایک الہ ناری مین پہنچایئن تو گرمی کی شدت سے پھیل جائیگی اور جب اُسکو برودت پہنچے گی تو وہ قوت منقبض ہو جائیگی۔ اُسکے بعد جمس واٹ فرانسیسی جسکے کمالات اٹھارہوین صدی کے نصف ثانی مین ظاہر ہوے تھے دخانی الہ اور اُسکے اجزا کے اختراع کی کیفیت نہایت فکر سے دریافت کی اُسنے یہ بھی لکھا کہ اس سے سفر دریا ممکن ہے۔ سنہ ۱۷۳۶ء مین جوناتھن انگریز نے اُس آلہ دخانی کا استعمال ایک کشتی مین کیا مگر ناکامیاب رہا۔ سنہ ۱۷۸۰ء مین اسی قسم کے اور چند آلہ بخاریہ ایجاد کیے گیے اور فرانس مین دریاے سون کے کنارے ایک کشتی ڈالی گئی جسمین کامیابی ہوئی پہر اہل انگلستان نے اسکی تکمیل پر کمر باندہی۔ سنہ ۱۷۸۳ء مین فرانس منگوبفینی نے ایک دخانی غبارہ بناکر ہوا پر

اور روز بروز اُن کا قدم آگے ہے دولت اور حکومت ہی نے اُنکو مہذب اور شایستہ بنایا۔ علوم اور فنون کیطرف مائل کیا۔ فتوحات نے ایسی بلندی پر پہنچایا جہان سے اسلاف کی ترقی اور اگلون کا کمال چھوٹا نظر آنے لگا۔ قوت ایجادی سے حیرت انگیز اختراعات کا نقشہ صفحہ عالم پر کھینچکر رکھدیا سیلاب کیطرح تمام یورپ اور ایشیا مین پھیل گیے اور اپنی اختراعی اور ایجادی قوت سے تمام حریفونکی گرمی بازار کو سرد کر دیا۔

جسطرح عرب کے ریگستان اور پہاڑی ملک نے قدرتی طور پر اہل عرب کو حصول سامان معیشت کے لیے تجارت پر آمادہ کیا۔ دولت اور حکومت نے ترقی اور شہرت کے آسمان پر بجلی بنا کر چمکایا۔ اسیطرح اہل یورپ قدرتی طور پر ماکولات کی قلت پیدایش سے صنعت اور تجارت کیطرف ٹوٹ پڑے۔ جب تک عنان حکومت اسلامی فاتحین کے ہاتھ مین رہی یورپ کی صناعت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵) اُڑا اُسکو اس ترکیب سے بنایا کہ اوّل او پر ایک قسم کا حریر بنا کر سندہ دیا پھر اور لطیف بخارات سے بھر دیا ۱۷۹۶ء مین ایک تیزاب نکالا گیا جس سے دہاتین پگھل جاتی ہین اور تار برقی کے اثر پہنچانے کے لیے کام مین لائی جاتی ہین۔ ۱۸۰۱ء مین جکیر کپڑا بننے والے نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جس سے بغیر ہاتھ لگائے خود بخود کپڑا بنا جاتا ہے اس آلہ کے کپڑے مین طرح طرح کی صنعتین ایجاد ہوئین۔ ۱۸۱۶ء مین گیاس کی لندن مین ایجاد ہوئی۔ ۱۸۲۹ء مین ریل جاری ہوئی جسکا موجد سٹیونس انگریز ہے۔ اور دنیسٹون انگریز نے تار برقی ایجاد کی اور اسی زمانہ مین فوٹوگراف کی تصویرین جو آئینہ کے ذریعہ سے کھینچی جاتی ہین ایجاد ہوئین جس سے فلکیات اور طبعیات نے غیر محدود فائدہ اٹھایا۔ عرشی تاجپوری۔

اور تجارت کا ترقی کے بازار مین کوئی حصہ نہ تھا فتوحات کے ساتھ اسکا بھی قدم بڑہتا گیا۔ مسیحی حکومت نے تجارت کی فقط معاونت اور سرپرستی ہی نکی بلکہ ایک خاص قانون بمفید اغراض تاجران قومی کونسل سے پاس کرایا جس سے اُنکی دماغی قوت حرکت مین آئی اور ہمت و اولوالعزمی کا سُہیل مہر نیمروز بنکر ساطع ہوا۔ یورپ کے جن شہرون مین آبادی بکثرت اور تولید غلہ بقلت ہے قدرتی مجبوریون نے اُس قوم کا رُخ صنعت و تجارت کیطرف پھیر دیا جن اسلامی ممالک مین غلہ کی پیداوار بکثرت تھی وہان صنعت و تجارت کو ہمیشہ تنزل اور انحطاط رہا۔ فارس اور بغداد کبھی اسپین کے مقابل بازی نہ پاسکا اسکا سبب وہی قدرتی سامان تھا۔ دوسرے اہل یورپ کے قانون مین ملک و دولت کی افزونی صنعت و تجارت کی ترقی پر منحصر ہے اور اُن کا قانون صاحبان حرفت و صناعت کی حفاظت حقوق پر مجبور۔ خود دولت تجارتی کمپنی کی ہمیشہ سرپرست اور شریک غالب رہتی ہے جس سے تہذیب شائستگی و دیانت راستبازی بڑہتی جاتی ہے اور فریب دغا جہالت بدمعاملگی گھٹتی جاتی ہے۔ اہل یورپ کے تجارتی قانون کا اثر اس بدنصیب ہندوستان کی تجارت پر ایسا پڑا ہے جس سے ملکی صناعت بغیر قومی اتفاق اور حکومت کی سرپرستی کے سر نہین اُٹھا سکتی۔ جب تک مسلمان باہمی اتفاق سے کوئی کام نکرینگے اور ہر کام کے لیے مجموعی اتحادی قوت سے کمپنیان اور کمیٹیان نہ بنائین گے۔ ملک و دولت کی ترقی محال ہے۔

مشاہدہ ہمکو بتا رہا ہے کہ جو کام شراکت مین کیا جاتا ہے اُسمین برعکس ترقی یافتہ قوم کے فریب جعلسازی چوری دغابازی کی ترقی ہوتی ہے اور راستی اور دیانت کی کمی کوئی نہ کوئی شریک

مال مار بیٹھا ہے - اسکے دو سبب ہین ایک بے علمی جو بغیر ایک قومی مدرسۃ العلوم قائم ہوے رفع ہو نہین سکتی - دوسرے تجارت کے کاروبار اور شراکت کے اصول اور اُسکے حساب و کتاب سے ناواقفیت - پس جب تک یہ حال ہماری قوم کا ہے گا کوئی کام اِن سے نہو سکے گا اور نہ کسی کام کی قابلیت انمین پیدا ہوگی - اَب ہمکو چاہیے کہ باہمی اتفاق اور امرا کی معاونت سے اپنے محاصل کے ذرایع بڑہائین اور مخارج کو جہانتک ہو سکے بند کرین کہ دولت کی افراط ہو اور مصارف کی تفریط - ملک کو فائدہ پہنچے قوم سے قوم کو مدد ملے - جو قوم اپنی ضروریات مین غیر قوم کی محتاج اور دست نگر رہیگی وہ آج نہین تو کل بھیک مانگنے والی ہے - ہمارے ہی سرزمین کی نباتی اور معدنی اشیا کوڑیون کے مول ہمسے اہل یورپ لیتے ہین اور اُنکی صورت نوعیہ بدل کر پھر ہمارے ہی ہاتھون سونے کی تول بیچتے ہین اور اِس طرح جو کچھ ہمارے جیب اور صندوق مین دوسرے کام کے لیے محفوظ رہتا ہے غیر ملک مین کھنچا ہوا چلا جاتا ہے عمر عیار کا فرضی جال ایسا سی بھی مصنوعات یورپ کا جلب مال مین مقابلہ نہین کرسکتا - رُوئی یا اُون کو دیکھیے کس محنت اور جانفشانی سے ایک سال کی محنت مین طیّار کرتے ہین فائدہ دوسری قوم اُٹھاتی ہے - اپنی صناعی اور کمال کی بدولت اُسی رُوئی یا اُون سے کیسے کیسے نظر فریب اور حیرت انگیز کپڑے بنا کر ہمارے پیش نظر رکھہ دیتے ہین محنت کی مزدوری ہمکو ملتی ہے اور ہنرمندی سے اہلِ یورپ دولت گھسیٹے لیے چلے جاتے ہین اُنکی تجارتی رپورٹون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل یورپ اپنی صنعت و حرفت سے ساری ہندوستان کا روپیہ کما رہی ہین - آنیوالی اور جانیوالی تجارتی اشیا مین اگر مساوات ہو تب بھی مقابلہ کرسکتے ہین مگر جب جانیوالی چیز کی قیمت

سو پونڈ اور آینوالی چیز کی بچاس ہزار پونڈ ہو تو جان لینا چاہیئے کہ ایسا ملک آج تباہ نہوا تو کل تباہ ہوگا۔ فطرت الٰہی ہمیشہ اسی کی مقتضی رہی ہے کہ جس سرزمین پر عدل و انصاف کا ابر محیط ہو اور آزادی کا رعد کڑکتا ہو۔ اور ہر کام خواہ سیاستی ہو یا مدنی کسی خاص قانون و آئین سے وابستہ ہو۔ اور صلاح و فلاح کی تدبیرین جس سرزمین کے لیے زیور سمجھی جائین وہان خدائے جلشانہ کی روزافزون برکتین نازل ہوتی رہتی ہین۔ ہر دانہ خوشہ اور ہر خوشہ خرمن بنجاتا ہے۔ بزرجمہر کا قول ہے کہ بادشاہ سلطنت کی بیخ ہے اور رعایا اُسکی شاخ اور عدل اُسکا نگہبان۔ اسیطرح ہر کام مین مشورت موصل الی الخیر ہے چنانچہ ہادی مطلق نے ہمارے رہبر صادق رسول مقبول کو جو جامع کمالات اور مظہر اتم تھے۔ شاورہم فی الامر) فرماکر مشورہ کے لیے حکم ناطق فرمایا تاکہ امت مرحومہ کوئی کام بغیر مشورہ نکرنے پاے۔ حضرت علیؑ کا قول ہے کہ مشورہ نکرنے مین خیر نہین ہے اہالیان یورپ نے اسی خیال سے پالیمنٹ مقرر کی تاکہ سیاستی و مدنی کل امور جزیہ و کلیہ مشورت پر نافذ ہون۔ اور اخبار کو آزادی دی تاکہ امور ریاست و فلاح ملک و بہبودی رعایا پر آزادانہ بحث کرتے رہین جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کی حالت عمدہ رعایا کی دولتمندی بڑہتی جاتی ہے افلاس دور ہوتا جاتا ہے۔ اخبار کی آزادی سے حکام اپنی غلطی راے پر واقف ہوکر جلد اصلاح کر لیتے ہین۔ راے کی کثرت خطا کی ظلمت سے اکثر محفوظ رہتی ہے۔ اسی خیال سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امور خلافت کو چھہ شخصون کی مشورت پر تجویز کیا آپنے ارشاد فرمایا کہ جب ایک بات پر چار متفق ہون اور دو مخالف تو چار کے ساتھ اتفاق لازم ہے۔ ارسطو کا قول ہے کہ ایک شخص کے ذمے تمام قوانین اور مصالح ملکی کا بار ڈالدینا مصلحت اور دوراندیشی کے

خلاف ہے۔

جب تک اہل اسلام ملت بیضا کا احترام اور قانون آلہی کی پابندی فرض جانتے تھے اُسوقت تک اُنکی عزت دولت سلطنت اور ہر قسم کی دنیاوی ترقی باقی اور روزافزون تھی ملک آباد اور پُررونق تھا۔ ہر گھر مین دولت پھٹی پڑتی تھی اقبال سونا برساتا تھا۔

قرۃ العیون جسکو شیخ احمد زراتی مصری نے فرانسیسی زبان سے ترجمہ کیا ہے (اور جس تاریخ کی تصدیق تمام عیسائی مورخون نے کی ہے) لکھتا ہے کہ مسلمانون نے آٹھہ برس کے عرصہ مین جسقدر ملک فتح کیے اُتنے ملک رومیون نے باوجود کثرت خدم وحشم آٹھہ قرنون مین بھی فتح نہین کیے اور جو کچھہ ہمنے مسلمانون کے ملک کی آبادی وغیرہ کا ذکر کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کے عہد فرمانروائے مین آبادی اور اونکی دولت وثروت کی کسقدر ترقی تھی اور وہ کیسے شجاع اور بہادر تھے۔ یہ سب چیزین اُنکے عدل واتفاق کی ماحصل اور اُن کی اولوالعزمی اور اتحاد کے نتیجے ہین۔

ہندوستان ہندوستان جسکی صنعت ایک زمانہ مین ضرب المثل تھی اگرچہ اوس لہلہاتی زراعت پر آج اُوس پڑ گئی مگر قوم کی توجہہ اور حکومت کی سرپرستی سے پھر یہی زمین سونا اُگلنے لگتی ہے۔ غلہ ہر قسم کا اس ملک مین اتنا پیدا ہوتا ہے کہ یورپ سا ترقی یافتہ ملک بھی آج اُسکی معاونت کا محتاج اور اپنی ماکولات مین اسکا دست نگر ہے۔ غلہ کے بعد انسانی ضرورتون کے لیے کپڑا ہے اور کپڑا ہرطرح کا تابستانی وزمستانی ہندوستانی بناتے ہین۔ کشمیر اور امرت سر کی جامہ وار اور شال۔ بنارس کا کمخواب اور ریشمی ساڑیان۔ ڈہاکہ کا تنزیب اور ڈوریہ۔ لکھنو کی چکن اور

سوزن کاری کا کام - اکبر آباد کی شطرنجیان - اعظم گڈہ کا سنگی - آرکاٹ کا پلنگ پوش
دلّی کا زردوزی کام اورنگ آباد کا ہمرو اور مشروع - ہنمکنڈے کے غالیچے - ناندیر کی ململ -
ضلع پربھینی کی ساڑیان اور دستار - گجرات اور مرادآباد کے نقلی ٹوٹیٹ - ٹونک کے ریشمی غالیچے
حیدرآباد کے اضلاع کا قابلِ قدر رومال - کیا انسانی ضرورتون کے لیے ناکافی ہین -

مین نے تمثیلاً چند مقامات کی شہرت یافتہ مصنوعات کا ذکر کیا ہے ورنہ کوئی شہر بلکہ
کوئی قصبہ ایسا نہین جسنے مصنوعات کا کوئی حصہ نپایا ہو - اسیطرح دلّی اور لکھنو کے مسی اور
برنجی ظروف - نگینے اور سہارنپور کا کہدوان چوبی سامان - مدراس کی کرسی و میز والماری وغیرہ
غازی پور کا قلمدان - مرادآباد اور بیدر کے حیرت انگیز برتن - کیا قابل قدر نہین ہین - مین یہ
نہین کہتا کہ انسانی تکلفات کے لیے فقط یہی سامان کافی ہین مگر دولت اور اتفاق ہر ضرورت
کے اسباب انہین ملکی تاجرون اور دیسی صناعین کے ذریعہ سے بہ تدریج بہم پہنچا سکتی ہے -
اسلامی سلطنت تو ہاتھہ سے نکل گئی رہا ملازمت کا دائرہ وہ محدود اب حصول دولت موقوف ہے
ملکی ترقی پر - ترچناپلی اور آرکاٹ مین جو نقش ونگار کا کام زمانہ قدیم مین تہا وہ جاب بر لب آ بہے ہے -
بیدر کی صنعت تمام جہان مین مشہور تھی اب اوس کو انحطاط کا گہن لگ چلا ہے - بخاری اور
میناکاری کا کام جو اقصاے عالم مین بلند آوازہ تہا قوم کی ناقدردانی کہو بیٹھی - جنوبی ہند مین سیتل پاٹی
کا کام بے نظیر قابل قدر تھا - اسمین شک نہین کہ ہندوستانی قدیم صنعتین روز بروز تنزلی
حالت مین ہین اگر ایسا ہی کس مپرسی کا بازار گرم رہا تو ایک نہ ایک دن صنعتون کا خاتمہ ہے -
ہم دیکھتے ہین کہ ایک شے جسمین اصلا تفاوت نہو دیسی دکان سے دس روپیہ کو ملتی ہے اور قوم نہین

لیتی اور ولایتی دکان سے اُسی چیز کو تیس اور چالیس مین خرید کرتی ہے - ترقی یافتہ قوم کا تعصب اور قومی ہمدردی دیکھنی چاہیئے کہ (سماوار) جسکا مولد ومنشا روس ہے اِس عصبیت نے کہ غیر دولت کی ایجادات سے ہے انگریزون کے ہاتھہ کو روک رکھا ہے ایک ہمارا ملک ہے کہ سوئی تاگے سے لیکر کمرون کے آرایشی سامان تک یورپ کا محتاج اور دست نگر ہے - جب تک قوم کو ملکی مصنوعات سے اس قسم کی نفرت رہے گی ملکی ترقی محال ہے - صناعت وتجارت بایکدگر وابستہ ہین اگر صناعت نہو تو تجارت کے پانچ حرفون سے کوئی شخص فائدہ نہین اُٹھا سکتا اِس تنزلی حالت مین بھی دیسی اسباب ہر قسم کے موجود ہین اگر ملک اُس سے فائدہ نہ اُٹھائے تو قوم اور ملک دونون کے ادبار کی علامت ہے - آج ممالک مغرب زمین جو سرمایہ دار دولت ہین وہ بدولت صنعت وتجارت کے حریف دولتون سے ممتاز ہین -

جاپان جسکا ایشیا کے ممالک مین باعتبار صنعت وتجارت کوئی حصہ نہ تھا آج وہ ایشیا مین ممتاز صناعتی ملک سمجھا جاتا ہے -

تجارت مین ضعف آنے کا دوسرا سبب

اسلامی تجارت مین ضعف آنے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آج کل یورپ مین نئی نئی کلین ایجاد ہوئین جس سے ایک مہینے کی محنت ایک دن مین لیجاتی ہے - تیسرے وسیع ہوجانا دائرۂ رابطہ تجارتی کا - زمانہ قدیم مین دائرہ تجارت محدود تھا اور آمدورفت کی راہین مفقود - لیکن آج ترقی تجارت کے لیے متعدد راہین کھلی ہوئی ہین ایک تاجر متوسط اپنا اسباب تجارتی باسانی تمام مغرب بھیج سکتا ہے مشینونکی سرعت حرکت کی وجہ سے قلیل زمانہ مین بحساب مصنوعات اور معمولات طیار

ہو سکتے ہین جبکے افراد انسانی امر معیشت مین باہم محتاج اعانت ہین اب ہمکو باتفاق قوم و حمایت امرا ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ ہمارا روپیہ ہمارے ملک اور قوم کے کام آئے اور زمین کا ہر ٹکڑا خواہ نباتی ہو خواہ معدنی سونا اُگلنے لگے۔

راے

میری راے مین صناعت اور تجارت کی ترقی چند امور مفصلہ ذیل پر موقوف ہے۔

اوّل۔ نقائص کی اصلاح اور اخلاق کی درستی۔ معاملات مین دیانت اور راستبازی کا برتاؤ ترقی کا پہلا زینہ ہے۔

دوسرے اسباب تنزل اور گرانی اشیا پر بعد غور کامل و اتفاق آرا اصلاح اور ارزانی قیمت کی تدبیر اور اُسکے اسباب مہیا کرنا۔ یہ دوسرا زینہ آگے قدم بڑہانے کا ہے۔

تیسرے صناعتی مدارس اور تجارتی کمپنیان بشرکت دولت قائم کرنا اس لیے کہ جب تک پیشہ ورون کی محنت امیرون کی دولت سے ٹکر نہ کھائیگی ترقی صنعت اور درستی اخلاق کا دائرہ وسیع نہوگا۔

چوتھے تجارتی قانون باتفاق آرا مرتب کیا جاے اور اُسمین شرکار تجارت کے حقوق کی حفاظت ویسی ہی کیجاے جیسے خزانہ عامرہ کی حفاظت مدنظر ہے اور اُس قانون مین یہ بھی لحاظ رکھا جاے کہ ارباب تجارت معاملات خفیفہ مین کشاکشی عدالت سے محفوظ رہین۔

پانچوین متعدد کارخانے قائم ہون اور ہر قسم کی کلین فراہم کیجائین تاکہ تعلیم یافتہ اہل کمال اُن کلون کے ذریعہ سے ہر قسم کی مصنوعات بنانے پر قادر ہون۔

چھٹے ہر کارخانے مین مثل گورنمنٹ انگریزی دولت شریک غالب رہے کہ نقائص کی اصلاح اور اخلاق کی درستی ہو تاکہ دولت کے زور پر کارخانہ ترقی صناعت کے زینے طے کر سکے۔

ساتوین تجارتی اشیا کا اشتہار دیا جاے کہ ترقی تجارت کا بڑا ذریعہ اشتہار ہے جسکو مشاہدات نے ثابت کر دیا ہے۔[۱]

آٹھوین ہر سال ایک نمایش قائم ہو جسکے سبب سے مختلف خیالات مختلف ملت مختلف ملکون کے آدمی ایک مرکز پر فراہم ہون اور ایک دوسرے کے حالات معیشت و معاشرت سے

---

[۱] مگر اس کثرت سے اشتہار دیا جاے کہ چار دانگ ہندوستان مین کوئی ضلع بلکہ کوئی قصبہ اور گانون تک باقی نہ رہ جاے تمثیلاً بعض تاجران یورپ کا ذکر کرتا ہون جنھون نے لاکھون روپیہ فقط اشتہار مین صرف کر دیا ہے۔ مسٹر بیچم نے ۱۸۹۰ء مین سولہ لاکھ سرٹھ ہزار روپیہ گولیون کے اشتہار مین صرف کر دیا جو شخص ایک سال کے عرصہ مین اتنی بڑی دولت صرف کر دے اوس کے فائدہ کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ مسٹر ہالوے نے اپنی بیم کی یادگار مین کالج بنایا جسکی صرف عمارت مین ایک کرور سے زیادہ صرف کیا کالج کے سامنے شفاخانہ ہے جسمین چار سو اسی کمرے ہین کالج کے علاوہ آدھا کرور اس مین لگا بیٹھا مگر یہ سب خرچ کہان سے آیا صرف مرہم اور گولیون سے جسکے ہزار مین سے ایک حصہ ان مکانات پر صرف کیا گیا مگر یہ سب رقم بدولت اشتہار کے کمائی۔ اسی طرح صدہا دوائیان بذریعہ اشتہار کے لاکھون کروڑون کی ہر سال بکتی ہین ۱۲

عرشی تاجپوری ۱۲

واقفیت پیدا کرکے تمدن مین ترقی اور نقائص مین اصلاح کرنے کا موقع حاصل کرین - غرض
بغیر امراے قوم کی شرکت اور اعانت کافی کے اصلاح اور تجارتی ترقی بچون کا گھر وندا ہے کہ بنتا
بگڑتا رہے گا - اور جب تک ملک باعانت دولت ہمت کی آہنی سڑک اور اتفاق کا دخانی انجن
طیار نکرلے گی اوسوقت تک یہ تجارتی گاڑی چل نہین سکتی

نظم

دیدہ را بردار و سوے رقیبان رانگر
چشم را بکشا و در عالم حریفان را ببین

پستی قومے ندارد این تنزل در نظر
اوج قومے را نہ بیند دیدۂ پستی چنین

زان ترقی کاندران دوران بدوران رخ نمود
ریختی شہپر زحیرت مرغ عقل دوربین

آن سلف را ما خلف باشیم ننگ دودمان
وا دریغا اے سپہر و صد دریغا اے زمین

قوم بر کشتی سوار و بحر ناپیدا کنار
ناخدا در اضطرار و موج طوفان در کمین

باخدا دل بند و خود را ناخدای قوم کن
تاخدا رحمت کند بر حالت کشتی نشین

دوش ہاراریش کن تا خوشہ ہا گیرے ببر
نوش ہا رانیش کن تا نوشہا یابی زدین

رفتگان را کارہا بشمار و از غیرت بسوز
بوستان را خارہا بردار و گلہا را بچین

خاتمہ

اب مین دعا کرتا ہون کہ وہ خداے بے نیاز جسمین سب قدرت ہے پھر سوئی ہوئی قوم کو
بیدار کردے اور اونکی ہمتون اور ارادون کی کلون کو اتفاق اور ملکی ترقیون کی طرف پھیر دے -
کیا عجب ہے کہ مجموعی قوت سے پھر اس قالب بے روح اور پیکر بے روان مین جان تازہ پڑجاے
اور پھر اسکے ضعیف اعضا وہ قوت حاصل کرلین کہ ممالک یورپ کی مشہور تجارتگاہون مین کسی

منبر کی کرسی پر بیٹھہ سکے - اب اِس مضمون کو مین دوسری دعا پر ختم کرتا ہون اور اللہ کی رحمت اور دین اسلام کی برکت سے امید رکہتا ہون کہ یہ دعا جسکے ساتہہ حاضرین جلسہ کے نعرہ ہاے آمین دوش بدوش بارگاہ اجابت تک جائین گے ضرور قبولیت کی دستار کا طرّہ بنے گی - اے وہ کہ جسپر کوئی حاکم نہین اور وہ سب پر آمر اور سب چیز پر قادر ہے اس اسلامی سلطنت یعنی (حیدرآباد صانہ اللہ عن الشر والفساد) کو جو ہند کے پانچ کرور مسلمانونکا آج ماوی و ملجا ہے روز افزون ترقی کے ساتہہ ابد تک سلامت رکہہ - اور اُسکے محبوب فرمانروا نیّر آسمان جلالت طرۂ دستار اقبال و دولت ظلّ سبحانی اعلیٰ حضرت میر محبوب علی خان بہادر آصف جاہ سادس خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو دنیا کے نامور سلاطین اور اولو العزم فرمانرواؤن کی فہرست مین بہ ترقی عمر و دولت صدر نشین کر - اور اُسکے وزیر جاماسپ تدبیر عالیجناب بشیر الدولہ نواب سر آسمان جاہ بہادر مدار المہام سرکار عالی کو بدولت و اقبال مسند وزارت پر ہمیشہ کامبخش و کامروا ے جہانیان رکہہ - اور اُسکی محبوب رعایا اور نامور اور باوفا ارکین دولت و اعیان سلطنت کو اُسکے سایۂ دولت ابد مدت مین اتفاق اور اطاعت کے ساتہہ فارغ البال اور خوش حال رکہہ - مصرعہ

(این دعا از من و از خلق خدا آمین باد)

کاتب مضمون

ابو القاسم محمد فضل رب عرشی تاجپوری

وظیفہ خوار سرکار آصفیہ دام دولتہٗ

جب الگزنڈر رسل ویب صاحب ایمریکہ سے بغرض امداد حیدرآباد تشریف لاے اوس وقت بہ تحریک عالیجناب نواب محسن الملک بہادر۔ مولانا عرشی صاحب نے جلسہ باغ عام مین جہان تخمیناً پانچ چھہ ہزار آدمی فراہم تھے یہ قصیدہ اس جوش سے پڑہا کہ حاضرین جلسہ کے قلوب مرتعش ہوگیے اور جنٹلمینون کی چیرز سے مقام جلسہ گونج اُٹھا۔ بعد مولانا کے ویب صاحب نے انگریزی مین لکچر دیا تھا۔

قصیدۂ مدوجزر اسلامی مصنفۂ مولانا عرشی

جو جلسہ باغ عام حیدرآباد دکن مین بتقریب ورود الگزنڈر رسل ویب صاحب پڑہا گیا
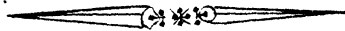
رحمت یزدان اگر خواہی کہ بینی برزمین
چشم خود ای قوم بکشا رحمت یزدان بہ بین

ای مسلمانان زیزدان ہر گرامی خواستید
در دکن اینک فرود آمد چو باران برزمین

نہ غلط گفتم کہ باران برزمین آمد فرود
رحمت حق زآسمان نازل شد اکنون برزمین

میزبانان صف زنید و دف زنید و کف زنید
کامد از دنیاے دیگر میہمانے این چنین

صورت اسلام تازہ گر بخواہی بنگری
سرور نصرانیان را در مسلمانان بہ بین

دین حق را بر جبینش زد رقم کلک قضا
سودہ گرد د برزمین تا در سپاس حق جبین

قدرت حق گر نباشد آخر اے قوم از کجا
دست حق در دست گیرد دست مرد این چنین

این حق مقابل باطل است ۱۲

چون صدف در قعر دریا تشنهٔ گوہر شود — ابر را بر جاے خوے گوہر تراود ز آستین

اے مسلمانان چو دنیا تنگ بر اسلام بود — آمد از زیر زمین دانائے دنیا بر زمین

میزبانی را اگر پوشیده ور مہمانِ ما — میزبانِ دینِ حق گردیده مہمانی چنین

قوم را گر دست گیرد الیسران روزگار — سر بر آرد پای نصرت را از گریبان زمین

بحر ہمدردی بجوش آید و ہمدردی کنید — اتفاق آید دکار دین کنید ای اہل دین

تا پدید از آید آن دولت کہ جوئی از سپہر — تا برفتار آید آن عزت کہ خواہے بر زمین

جز رو مدِ دینِ حق گر بنگری گوئی بخویش — گر چنان اوجے فلک اُفتاد بالای زمین

سطوتِ عباسیان را گر شنیدستی بگو — عظمتِ سلجوقیان را گر ندیدستی ببین

دولتِ محمود را در ہند پرس از سومنات — شوکتِ تیمور را بنگر میان روس و چین

گرز سلطانِ صلاح الدین سرایم داستان — جوی خون بیت المقدس را تراود ز آستین

تیغ نور الدین زنگی گر بر آید از نیام — دشنۂ ترک فلک افتد ز گردون بر زمین

ہر چہ از دست سلیمان بر سر یورپ گذشت — داستانش یاد دارد آسمان و ہم زمین

گر گره را افتد بپرس از خاکپاشانِ جہان — صولتِ فاروق را زیر نہ افلاکِ برین

ہیبت خالد نگر در راہبانِ مصر و شام — نصرتِ طارق بپرس از راہبانِ سرزمین

شوکتِ بغداد خوانم یا شکوہ اندلس — داستانِ ہند گویم یا عراق و روم و چین

دورِ مامون را سرایم یا زمانِ معتصم — عہدِ سنجر را بگویم یا ز دوران تگین

دین و دولت را ز نامم بود سر بر آسمان — سرکشان را از نہیبم بود تارک بر زمین

مهر را بر آسمان آتش گرفتی پیرهن — بحر شمشیرم چو گشتی آتش افشان بر زمین

علم و صنعت مال من بود و ست و حرفت کار من — خانه زاد خانهٔ من بود دولت پیش ازین

فتح و نصرت همرکاب و ملک و عزت همعنان — جاه و ثروت همقران و دین و دولت همقرین

حکمت یونانیان از نسبتم شد سربلند — آری آری نامور شد از فریدون آبتین

راصد کامل محقق را نگر در خاک طوس — کامل فاضل چو اسحٰق و ابومعشر ببین

بوعلی و ابن رشد و بونصر را در جهان — ثانی بقراط و افلاطون بیابی بر زمین

در ادب فرّاء و عبّاس و یزیدی داشتند — کشور معنی چو نقش سکّه در زیر نگین

آن امام ربع مسکون افتخار شش جهت — بوحنیفه زبدهٔ مخلوق ربّ العالمین

آسمان علم دین بودش مقیم آستان — زرای صائب بود پنهانش بزیر آستین

شافعی و مالک و حنبل بنور مهر فکر — آسمانی دیگر آوردند بالای زمین

بحر مواج حقائق شیخ اکبر را نگر — مهر و تاج و فائق ابن جوزی را ببین

امرء القیس و فرزدق بونواس و بوفراس — صابر و حسان و اخطل قیس خاکستر نشین

هر یکی در شاعری بد افتخار روزگار — هر یکی در ساحری بد سامری را جانشین

گر غزالی را ببینی آفتابی در جهان — فخر رازی را بیابی آسمانی بر زمین

برزمین در عهد مامون بیت حکمت را نگر — درسگاه آن نظام الملک طوسی را ببین

صیت فضل مرو و شیراز و دمشق و اصفهان — بر شد از خاک زمین تا کاخ چرخ هفتمین

شوکت غرناطه یاد آرم که اوج قرطبه — داستان عرش گویم یا سپهر هشتمین

گر فتوحات حجازی را نخوانم داستان — آسمان را جوی خونین بگذرد از آستین

آه از گردون گردان داد از دوران دون — در کمین چون گرگ بود آن وین چو مار آستین

جای آن دارد که چشم ابر بارد جوی خون — خشک گردد چشمهٔ مهر بچرخ چارمین

جای آن دارد کزین غم همچو تار عنکبوت — بگسلد رشتهٔ شیرازهٔ چرخ برین

جای آن دارد که زهره چنگ و مزمر بشکند — بگسلد زنّار خود هندوی چرخ هفتمین

جای آن دارد کزین سامان مرگ ناگهان — دشنهٔ خود بشکند سیاف چرخ پنجمین

مشتری از غم بدرد طیلسان خویش را — زین الم در جنبش آید عرش رب العالمین

جای آن دارد که این غم گر بگردون بگذرد — از تن شیر فلک زین غم برآید پوستین

چشم را بکشا و بنگر انقلاب روزگار — کز بلندی آن فلک آمد به پستی اینچنین

زین مصیبت قوم را با دیدهٔ پر خون نگر — گر ندیدستی سحاب خونچکان را بر زمین

زین قیامت ها که دیدی تا چه جوئی ای سپهر — زین مصیبتها که بینی تا چه خواهی ای زمین

جهل و پستی شد رفیق و عجب و سستی شد انیس — فقر و نکبت شد قران و رنج و محنت شد قرین

دین و ایمان گشت خوار و فتنه ها شد آشکار — جور و بدعت شد مقیم و کفر و خذلان شد مکین

علم را بینی بدوران از گدایان زمان — جهل را بینی بگیتی از خدایان زمین

شرم بادت ای سپهر سفله زین امتحان — شرم بادت زان هوا خواهی که کردی ای زمین

صد گره دارد کنون نکشوده از دست فلک — بیش ازین چشم که نادیدست چینی بر جبین

از خضاب خون دل رنگین برنگ ارغوان — دست و پای نوعروسان تمنا را به بین

گر نگردد قوم ما بیدار ازین خوابِ گران
روی آسایش نه بینند تا بروزِ واپسین

لشکرِ بیدولتی پوینده در دنبالِ قوم
عسکرِ لامذهبی تازنده در اقلیمِ دین

بحرِ خونِ تازه بازای قوم در جوش آورید
زیرِ ران آرید خنگِ سرکشِ چرخِ برین

سخت برگیرید دستِ عزم و استقلال را
باز کارِ خود کنید ای باقیات الصالحین

گر علم گیرد بدستِ علم و حرفت همتم
رُبعِ مسکون را کنم از شش جهت زیرنگین

نورِ دانش باز تابد گر بلوحِ سینه ام
ذرّه ام برسر بگیرد چترِ خورشیدِ مبین

شاهبازِ همتم گر بر فلک شهپر زند
کرکسِ گردون فسرده افتد ز گردون بر زمین

شرم بادا از خدا ای قومِ اسلامت ترا
روزگاری آنچنان گردد بحالی این چنین

داده‌های ایزدی را خدا داری دریغ
باده‌های خُلّری را چرا کنی در ساتگین

خرجِ زر در خیر کن تا خیر بینی در جهان
گر کنی تاخیر بینی شر ز چرخِ خشمگین

مُور بر دارد ز خرمن — دانه ها با اتفاق
کوه کند د کوهکن — با عزمِ راسخ بی معین

اِتفاق و عزمِ راسخ هیچ میدانی که چیست
آن حصارِ استوار و این ستونِ آهنین

اتفاقِ قوم بین در ملتِ بیضای ما
کز شتربانی گرفت اورنگِ شاهانِ زمین

مُلکها در ملک بود و تختها در تخت بود
دینِ بیضا همچو نیّر بود روشن بر زمین

هر دلی کو را نگردد ز همدردی اثر
سنگ بهتر زان دلِ سنگین که باشد آهنین

هر دلی کو را نه جنبش آید از پندِ ادیب
زان شتر بهتر که در وجد آید از صوتِ حزین

سینه را بشگاف و دل بیرون کن و سنگی بنه
پارهٔ سنگست بهتر زان دلِ پهلو نشین

میهمانے محتشم کامد زدنیاے دگر — در لباسِ روزگار و در شعار مومنین

چون تجسس کرد دین را گوہر پاکش بخاک — برگزید اسلام را از نور فکرِ حق گزین

زنگ کفر از خاطرش چون راہرو بر بست بار — عظمتِ دین در نہادش چون مجاور شد مکین

خواہد آن مردِ خدا ترویج دینِ حق کند — در جہانِ نو کہ باشد علم و حکمت را قرین

لطفِ حق را طالب اندآن خازنانِ علم و فضل — دینِ حق را راغب اندآن طالبانِ داد و دین

سر بکف باید درین رہ مردِ حق را ایستاد — سروری تا یابد از سر دادن راہِ چنین

زرچہ باشد خاک رنگین۔ سر بنہ در راہِ حق — بگزر از باطل کہ تا حق را بیابی بالیقین

گنج باشد مایۂ صد رنج ای دارائے گنج — گنج اگر خواہی گزار آن رنج ہا را بر زمین

دینِ بیضا تا رخ افروزد بدنیائے دگر — ہم بہ تدبیرِ صواب و ہم بفکرِ دوربین

ای امیرانِ صغار و ای رئیسانِ کبار — ای اینسان یسار و اے جلیسانِ یمین

ای فقیرانِ جہان و اے کبیران دکن — اے گدایانِ زمان و ای خدایانِ زمین

ہر کہ دیندار است و باشد گشتۂ راہِ خدا — ہر کہ ہشیار است و باشد مستِ صہبائے یقین

در رہِ حق درخورِ حق۔ ہر چہ خواہید آن دہید — زانکہ این دادن نباشد جز پئی ترویجِ دین

اے مسلمانان پئی ترویجِ دین جوش آورید — کارہا سازید تا مانید قائم بر زمین

قوم بر کشتی سوار و بحر ناپیدا کنار — ناخدا در اضطرار و موجِ طوفان در کمین

ق

باخدا اول ببند و خود را ناخدائے قوم کن — تا خدا رحمت کند بر حالتِ کشتی نشین

عزت ار خواہی بہ ہمت کارِ خود کن در جہان — دولت ار خواہی بحرفت کارہا کن بر زمین

دو شہا را ریش کن تا خوشہ ہا گیری بدہر — نو شہا را نیش کن تا توشہ ہا یابی زدین

جامۂ حکمت ببر کش تا ز جہل آئی بدر — افسر ہمت بسر کش تا شوی سالار دین

رفتگان را کارہا بشمار و از غیرت بسوز — بوستان را خارہا بردار و گلہا را بچین

سنگ را از راہِ خود بردار و بگذر ہمچو سیل — عزم را ہمپای خود گیر و بشکن آستین

باختر تا باختر از اتفاق آور بدست — قیروان تا قیروان از عزم کن زیر نگین

رستمی کن جہل را از عزم خود بشکن حصار — مرد شو مردانہ بکشا علم را حصن حصین

کاہلان را گر جلیسی در جہان باشی ملول — جاہلان را گر انیسی جاودان باشی حزین

گوش را بکشا و بشنو ہر چہ گوید روزگار — دیدہ را بردار و بنگر نُہ فلک را در کمین

وقت را قیمت گران کن تا گران باشی بدہر — حرمتِ دین کن کہ باشی محترم با اہل دین

در کرم دارید شہرت ای کریمانِ دکن — ہر کسی جود شما را ہست در گیتی رہین

جود زر پاش شما رشکِ سحاب دجلہ بار — حرف شیرین شما سرچشمۂ ماء معین

حامیان دین یزدان ای بزرگانِ دکن — ماحیان شرک و بدعت ای سترگان زمین

دولت دنیا برای راحتِ عقبیٰ بود — یکزمان غافل نگردد مرد عاقل بر زمین

ای کریمانِ دکن نام آورید از جود خود — از ختن تا مصر و روم و از حلب تا ہند و چین

خاصہ شاہ ملک پرور شہریار جم شکوہ — **میر محبوب علی خان** خسرو تاج و نگین

آفتاب برج عظمت گوہر درج شرف — ماحی آثار شرک و حامی آیات دین

سایۂ خورشید چترش گر فروزد کوہ و غاب — سر کشد صد آفتاب از چاک دامان زمین

افگند مخلب ز باس سطوتش شیر فلک — زهره اندازد ز سهم صولتش گاو زمین

دامن گیتی ز گوهر همچو عمان پر شود — دست گوهربار جودش گر بر آید ز آستین

از خیانت گر نظر بر گلهٔ آهو کند — از تن شیر عرین حفظش بر آرد پوستین

در کنارش باد یارب شاهد مقصود او — خاطر پاکش نگردد از بد دوران غمین

آسمان جاه آن وزیر پاک گوهر کز ازل — آسمان سازد نثار حضرتش دُرّ ثمین

نفحهٔ خلق عظیمش گر برد باد صبا — نافه‌های مشک چین بارد ز ابر فرودین

آسمانجاه از جلالت آسمان است آسمان — آفتاب رای پاکش روکش مهر مبین

آن معین صدر اعظم اقتدار الملک[1] ما — کاستانش آسمان است و سحابش آستین

مرغ وهم تیز بال از بارگاهش نگذرد — کشته خشت آستانش آسمان هفتمین

گنبد گردون ندارد این چنین کاخ شگرف — روکش باغ ارم رشک نگارستان چین

تعبیه کردند معماران قدرت در ازل — فرّ عرش اندر یسارش نقد خلد اندر یمین

فیض عامش را چگویم آفتاب است آفتاب — آستانش آسمانے هست بالای زمین

قوم را لیفارمر وان خاکپاشان دگر — کز وجود آن بزرگان هست قائم ملک و دین

حامی دین نبی عبدالرحیم قادری — سیّد قدسی گهر آن مطلع نور یقین

آن بزرگان جهان را در حقیقت راهبر — وان سترگان زمین را در طریقت جانشین

---

[1] اقتدار الملک خطاب عالیجناب نواب اقبال الدوله وقار الامرا بهادر معین المهام سرکار عالی ادام الله اقباله ۔ ۱۲

وان وگر حاجی عرب نامش که عبداللہ ہست
وان وگر واعظ حسن[۱] علامۂ قدسی گہر

از جہاد این بزرگان کار دین شد ساختہ
حجۃ الاسلام مہدی[۲] آنکہ از ستر حکم

از وجود عقل اوّل قالبش را ریختند
از حمایت واز عدالت دین ودنیا را گرفت

در رفاہ قوم حق آن مرد دانا پیر گشت
شارع دین آنچنان نامد بدنیا بعد ازان

مُردگان را زندہ می سازد صریر خامہ اش
آن نکوئی ہا کہ در اسلام پنہان کردہ اند

می نشاند آن نکوئی در دل ارباب عقل
مرد باید تا بمیدان رُخ سوی مردان کند

مہدی جادو بیان قفل از دہان خود کشاد
پیرہ زن را طلعت یوسف ببازار آورد

صورت علم الیقین ومعنی عین الیقین
دافع آیات کفر ورافع رایات دین

باختہ رنگ اقامت از عذار منکرین
بونصر را ثالث است وبوعلی را جانشین

جوہر ذاتش نگردد باعرض خلوت گزین
ہم خدا خرسند از وشد ہم خداوند زمین

مادر گیتی نزاید تا ابد مرد چنین
حامی دین اینچنین ناید بگیتی بعد ازین

چشمۂ حیوان مگر دارد نہان در آستین
کارپردازان قدرت ہیچو بو در مشک چین

از دلائل ہای عقلی آن خردمند زرین
شیر نر باید کہ پیچد پنجۂ شیر عرین

سحر را بشگفتہ سحر حلال اینک ببین
معنی دلکش اگر باشد بگردد دلنشین

---

[۱] اشارت بمولوی حسن علی واعظ است مدظلہ کہ ہمراہ جناب الگزنڈر رسل وِرب صاحب بحیدر آباد تشریف آوردند ۱۲ [۲] عالیجناب مولوی مہدیعلیخان بہادر المخاطب بہ نواب محسن الدولہ محسن الملک منیر نواز جنگ دام اقبالہٗ — ۱۲

دیده را بردار و در گیتی رقیبان را نگر | چشم را بگشا و در عالم حریفان را ببین
آن چنان قومی که در گیتی بخواری بد مثل | این چنین گردد بدنیا مالک روی زمین
کشور تهذیب گیرد آن چنان وحشی گروه | علم و دولت را برد از دست ما قومی چنین
جای آن دارد کزین موج حوادث همچو سیل | سر کشد گردون گردان در گریبان زمین
داستان عبرت ما گر بگردون بگذرد | ابر را نه بد که بردارد ز مژگان آستین
پستی قومی ندارد این تنزل در نظر | اوج قومی را نه بیند دیده پستی چنین
همت و عزم بزرگان را بدنیا بنگرید | تا چه کردند آن بزرگان زیر گردون برین
دولت دنیا چه بود و ابلق دوران چه بود | بود دنیا عزمشان را همچو خور زیر نگین
زان ترقی کاندران دوران بدوران رخ نمود | ریختی شهپر ز حیرت مرغ عقل دوربین
بود بهر کار دین در دست دنیا دست شان | بود روشن قلبشان از پرتو عین الیقین
اوج خود دیدید و اکنون پستی خود بنگرید | کس ندید اوج چنان را آه پستی اینچنین
آن سلف را ما خلف باشیم ننگ دودمان | وا دریغا ای سپهر و صد دریغای زمین

ق

قوم رنجور است و رنجش جانگزا گنجش تهی | چاره گر ناچار و چاره بی اثر مرگش قرین
گر طبیب رحمت یزدان نگردد چاره ساز | بر زمین آید بماتمش عیسی گردون نشین
نوحهٔ عرشی بنا شد بی سبب بر حال قوم | جای آن دارد که افتد هفت گردون بر زمین
داد داد از گردش گردون گردان داد داد | یا ترقی آن چنان و یا تنزل این چنین
محشر است امروز و امروز است روز پرس و جو | نامهٔ دارم بکف مثل کرام کاتبین

(عرشی شیرازی)

ترکیب بند

مصنفہ مولانا عرشی

جسکو دوسرے جلسۂ باغ عام مین بروز جمعہ مولانا عرشی صاحب نے پڑھا۔
جنکے بعد مولانا حسن علی واعظ نے (جو الگزنڈر رسل ویب صاحب کے ہمراہ حیدرآباد تشریف لائے تھے) اور اُردو زبان مین لکچر دیا تھا

(بنام یگانۂ ناما نا یزدان)

اے زمین بار دگر بگہر خویش بناز — کافتابے زفرو دِ تو بباید بفراز

ای فلک خیز و چو طاؤس بطناز و بچم — ساغر مہر بگردان و دف زہرہ نواز

جام بر کف بنہ و از آتش محلول بریز — لیک زان می کہ کشندش بعراق و بحجاز

بشکن این خُمّ براندی و مئی مردافگن — سرگرانیم ز صہبای فرنگ و شیراز

ساغرے دہ ز خم پیر مغان یثرب — مرغ تثلیث کُند تا سوِ وحدت پرواز

خلق را سینہ بیک آتش تصدیق بسوز — دلق را رشتہ زیک پنبۂ تحقیق بساز

شمع توحید بفانوس قوالب افروز — شرک را جامۂ ناپاک بآتش انداز

لوح توحید بدست آر و طلسم تثلیث — بشکن از بازوے عرفان و بوحدت پرداز

حرز اسلام بہ بازوی کشیشان بر بند
نور ایمان بدل تیرۂ قسیس انداز

شرک را کاخ دل از مشعل توحید فروز
جہل را مدرکہ از رایت تحقیق افراز

دیدہ را کحل بصیرت بکش از مصحف نو
خیز و آن دفتر پارینہ بدریا انداز

بشکن این دعوی تثلیث ز برہان مبین
بشکن این تیرگی سحر ز نور اعجاز

بگسل این رشتۂ زنار و بہ تسبیح نگن
صوت ناقوس برون آر و بہ تکبیر انداز

ای فلک بادۂ توحید بساغر پر کن
لیک زان مرکہ بود ساغر تحقیق تراز

تا بنام ہنر آرای حکیمی بکشم
الگزنڈر کہ بود مومن اسلام نواز

کوکبش چون بہ سفر رخت عزیمت بربست
حیدر آباد - ازان مہر گردون بشکست

زد سپہ نقش دگر بار و نیامد بہ نگار
این چنین نقش شگرف از قلم نادرہ کار

آفتابا بچنین دور نہ بینی زنہار
این چنین کوکب رخشان بکف لیل و نہار

مردے از زیر زمین آید و گیرد در دست
دست دین را کہ ز ہر دست نگیرد دستار

ای دکن صورت خورشید جہانتاب بتاب
کافتابی بزمین تو گرفتست قرار

یا بکاخ حمل از برج اسد آمد مہر
گردیا ماہ ز سرطان بسوی ثور گزار

پایۂ علم ز تحقیق کلامش بنگر
صدق گفتار ز انداز بیانش انکار

مے تراود ز لبش حقۂ صد سلک گہر
مے فشاند قلمش طبلۂ صد مشک تتار

بر چنین گوہر دریای فضیلت زیبد
کہ کند فخر زمین بر فلک کج رفتار

باغ اسلام گر از همت او جوید فیض — نخل توحید بر آرد همه دشت و کهسار

همتش زین بر هوار عزیمت چو نهد — ق — حرف توحید کند بر دل تثلیث نگار

دیر را سوی کشان بهر پرستش آرد — سوی بطحا چو مقیمان حریم وادار

تا نه امداد بود همت مردان چه کند — تا نه شمشیر بود گُرد چه سازد بیکار

شخص اسلام ضعیف است و طبیب است غریب — درد را جز بدوا نیست مگر چارهٔ کار

گر طبیبی سبب ضعف بجوید از نبض — عیسی آید ز فلک بهر علاج بیمار

همت ای قوم که همت پی هر درد و مرض — کیمیائیست که در تجربه آمد صد بار

تا بکی چرخ مخالف رهِ اسلام زند
هم بکام دلِ ما چرخ لف بجام زند

ما پریشان و بجمعند حریفان امروز — نوحه خوانست پریشان بپریشان امروز

برفگندی بزمین آخرم از خانهٔ زین — تا چه کردی بمن ای ابلق دوران امروز

دیدی ای قوم که آخر بچه روز افتادی — چه بلاها که نیامد ز سپهران امروز

کوشکِ جاه تو باخاک برابر گردید — گردشی کرد چنان گنبد گردان امروز

دی که در دست تو بودست گریبان جهان — هست دامان تو در پنجهٔ دوران امروز

دی که بر تخت فلک جاهِ تو بالش میکرد — باشد اینک بزمین بی سر و سامان امروز

تا چه خواهی دگر ای دیدهٔ حیران امشب — تا چه جوئی دگر ای سینهٔ بریان امروز

دولت و ملک شد از دست و علم گشت نگون — تا چه خواهی دگر ای گردش دوران امروز

مہرہ در حقہ زہر رنگ نہان میداری — گشت نیرنگ تو ای چرخ نمایان امروز

دی کہ از کردہ خود شرم نکردی ای چرخ — وقت آنست کشی سر بگریبان امروز

گام مردانہ بمیدان نہ و شیرانہ درآ — تا چو مردان شکنی پنجۂ شیران امروز

خیز و از ناخن ہمت گرہ بستہ کشا — تا شود عقدۂ دشوار تو آسان امروز

بخت را کینہ چہ گردید - کہ بر جای نہال — سر کشد از جہنم خنجر بران امروز

سنگ بر دیدۂ من گوہر غلطان جز اشک — اشک غلطان بودم گوہر غلطان امروز

علم چون گوی بچوگان کمالم بودست — رفت اے قوم ہمان گوی ز چوگان امروز

دجلۂ خون دگر اے دیدۂ خونبار ببار
زین قیامت کہ گذشت است دل زار بزار

آخر ای قوم ندانی و نگشتی آگاہ — تا بدین روز نشستی بعجز ای چہ گناہ

آہ ازان موج مصائب کہ چو سیلاب آمد — آہ ازان برق حوادث کہ زد آتش ناگاہ

شد دران سیل بلا کشتی غرناطہ فرو — شد ازین برق غضب خرمن بغداد تباہ

گاہ و بیگاہ ز دامان فلک می بارد — ہر زمان بر سر ما سنگ بلا و ویلاہ

دولت و علم و ہنر رو بقفا کرد و گریخت — تا رسیدیم و نشستیم بدین حال تباہ

آہ از صولت یعقوب و فتوحات ولید — آہ از شوکت سلجوق و فریدون خرگاہ

آہ از سطوت منصور و وزیر ابن حکم[1] — آہ از تیغ جہانگیر سلیمان صد آہ

[1] ہشام دوم بن حکم دوم نے جب عنان سلطنت ہاتھ مین لی گیارہ برس کا تھا - کم سنی

آہ ازان دولت و فر و حشم و چتر و علم
ای فلک ہیچ بدانی چہ شد آن فر و حشم
مہر را گوی کہ در چشمۂ خود غرق شود
زہرہ را گوسے کہ از غصۂ نخندد تا عمر
مشتری در غم این واقعہ از چرخ فتد
خنجر و شمشیر خود ای ترک سپہر برگیر

آہ ازان طرۂ و طوق و کمر و افسر و گاہ
چہ شد آن دولت و عزت چہ شد آن ملک و سپاہ
ماہ را گو کہ کند روی خود از نیل سیاہ
بشکند بربط و مزمار و کشد آہ بر آہ
روز خود تیرہ کند نیر بیضا در چاہ
سوز ازان آتش شمشیر فلک را خرگاہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰) یا خارجی اسباب کے لحاظ سے اپنے مرحوم والد کے وزیر منصور ابن ابی عامر قحطانی کو انتظام سلطنت سپرد کر کے محلسرا مین بخوشی یا بجبر معزول الاختیار و مسلوب السلطنت ہو کر بیٹھ رہا - اگرچہ مورخین عبد منصور ابن عامر کو بادشاہ متغلب و فرمانروا ے غاصب لکھتے ہین مگر حق یہ ہے کہ منصور باعتبار دانش و قوت انتظام و شجاعت خداداد و استقلال ازل آورد و عدالت فطری جوہر فرد و نقطہ انتخاب تہا اُسنے مختلف سنون مین ستائیس بار عیسای سلطنتون پر فوج کشی کی اور اپنی جرنیلی قوت سے تمام سلاطین یورپ کو بزور شمشیر مطیع سلطنت اسلام کر لیا ۹۸۳ء میں اُسنے مشہور اور نامور قلعہ (گارماز) کو مسخر کیا - اور ۹۸۴ء مین (سمانکاس) کو داخل ممالک مفتوحہ کیا ۹۸۵ء مین شہر (کایمبرا) کا تختہ اولٹ کر لوٹ آیا ۹۸۶ء مین شہر (سانٹیا) پر بزور بازو قابض ہو گیا انہین سنون مین نصف افریقہ سے زیادہ کا مالک ہو بیٹھا - اس کا زمانہ تاریخون مین ممتاز اور نامور زمانہ شمار کیا گیا ہے - مورخون نے دفتر کے دفتر اسکے فتوحات کی تفصیل اور فضائل کے بیان مین سیاہ کر ڈالے ہین - دیکھو تاریخ مسامرہ اور سبایک الذہب اور سیکلو پیڈیا - عرشی تاجپوری ۱۲ -

چند از درد بنالیم بدین حالِ خراب
عزم را از بنِ دندانِ خود ای قوم بگیر

چند از غصہ نشینیم بدین روز سیاه
تا بکام تو بگردد فلکِ عربده خواه

هنر آن مایہ بیاموز کہ دانا داند
بعد از ان قطرہ بدستِ تو گہر ماند

باز از شیر فلک کار چو شیران گیرید
ملک و دولت ز دلیران چو دلیران گیرید

باز مردانہ بمیدانِ دلیران آئید
باز از همتِ خود کار چو مردان گیرید

باز وقتست کہ از کنج شبستان خیزید
باز وقتست کہ رہ ادبستان گیرید

باز وقتست کہ از تیغ کلام و منطق
ملکِ دانش ز حریفان چو حریفان گیرید

باز وقتست کہ از فلسفہ و معقولات
عقل کل را بسرِ خویش مگس ران گیرید

باز وقتست کہ از صنعت و حرفت بجهان
دولتِ رفتہ دگر بار ز دوران گیرید

باز وقتست کہ از کوکبۂ علم و هنر
رهگذر را بحریفان سخندان گیرید

تیشۂ عزم گرای قوم بگیرید بدست
لعل را از جگر کوه بدخشان گیرید

کشور و دولت و عزت ز رقیبان جهان
هم بد انسان کہ گرفتند بد انسان گیرید

حکمت و همت و همدردی و تدبیر و ثبات
هرچہ ایشان بگرفتند از ایشان گیرید

در طلسماتِ ترقی بسرِ جان آئید
عزم را جلۂ خون از رگ شیران گیرید

زنده دارید شب از شغلِ هنر آموزی
روغنِ مغز گدازید و چراغان گیرید

تیغ همت بکف آرید و سپس زیر فلک
بحر و بر را بسرِ مائدہ مهمان گیرید

علم و دانش بکف آرید و قدم پیش نهید
قوم را دست بگیرید و بر آئید بکین

گر پی درد بخواهید که درمان گیرید
انتقام از فلک و گردش دوران گیرید

قوم را گوی که هوش آرد و هشیار استد
همچو آن مرد دلاور که به پیکار استد

آه ای قوم ندانی که بدان شهرت عام
پای بشکسته بکاشانه نشینی گمنام

بود رای تو چو خورشید جهان را قندیل
بود نام تو چو برجیس شرف را ندام

بود جاه تو جهانے که نبودش آغاز
بود علم تو محیطے که نبودش انجام

گر زبان را بخلاف تو کشادی اعدا
بلب تیغ شکوه تو بدادی پیغام

بود حزم تو زمینی که نبودش حرکت
بود عزم تو سپهرے که نبودش آرام

آه از گردش گردون که نماند است کنون
در دلت ولوله جوش شباب اسلام

چشم بکشا و باقبال رقیبان بنگر
پای بردار و برفتار حریفان بخرام

شمع خود از هنر افروز و بشو مهر مبین
ناقص خود بکمال آر و بشو ماه تمام

حکمت گم شده را باز اگر دریابے
تیره از رای تو گردد فلک آئینه فام

همت عالی اسلاف به بین زیر فلک
تا چه بودند بآغاز و چه گشتند انجام

عزم را شهپر تدبیر بپرواز کشا
تا دگر طائر اقبال بیفتد در دام

دست در کیسه بینداز و بکن نصرت دین
تا کند دعوت توحید به تثلیث ایام

فرض ساقط نشود جز باشاعت اے قوم
نیک دانید که فرض است بلاغ اسلام

حضرہ راسر بگشائید و برہبر بخشید ہان بگوئید و سپس نعرۂ تکبیر زنید		کہ بام ریکہ ز توحید کند دعوت عام حامی دین بچنین حال کدام است و کدام

کار دین است پی کار خدا از ربہید
زرچہ مال است کہ در راہ خدا سر بہید

نگارشگر

ابو القاسم محمد فضل رب عرشی تاجپوری وظیفہ خوار سرکار آصفیہ دام دولتہٗ

هوالمستعان
اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ
خدا کے فضل وکرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور زبان کی کتابین اُردو - ہندی - فارسی -
عربی نہایت خوشخط صحیح وعمدہ جلد ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع
ہوتی ہین - عدالتون ومحکمہ بندوبست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی
مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے
ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت اور نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین کتب نسبت اور
مطابع کے بہت خوشخط صاف وعمدہ چھاپی جاتی ہین کیفیت نرخ وغیرہ کی خط وکتابت سے معلوم
ہو سکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی وافی ہین ۔
المشتہر
محمد قادر علی خان ولد احمد خان صوفی مرحوم مالک ومہتمم مطبع مفید عام آگرہ

مہتمم "مُرقع عالم" کی مقبول تصنیفات

"عبرت"

یعنی جان اور ہنوریا کا وہی اچھوتا ناول جو سنہ ۱۹۰۹ و ۱۹۱۰ء مین مرقع عالم کی ساتھ شائع ہوا اور جسمین شادی نہ کرنے کے نقصانات بہت عمدہ پیرایہ مین دکھائے گیے ہین - ضرور دیکھیے - عاشقانہ رنگ مین ایسا علمی مذاق اور کہین آپ نہ دیکھین گے - ضرور دیکھیے - حصہ اوّل عہ حصہ دوم عہ

"جعفر و عباسہ"

دنیا کی بیوفائی - زمانہ کے انقلابات - حسرت - رنج - غم - بس دل پکڑ کر رہجایئے گا - بالکل طبیعت کے بیچین کر دینے والے سامان - یا ناول کے پیرایہ مین قوم کو ایک نیک صلاح اسمین عورتون کی بے پردگی کے نقصانات نہایت کامیابی کے ساتھہ دکھائے گیے ہین قیمت عہ

"مسیحائے عالم"

حفظ صحت کی مستند کتاب جسمین اُن چھہ چیزون سے محققانہ بحث کیگئی ہی جنپر زندگی کا بالکل مدار ہے - قیمت ۸ر علاوہ محصول -

درخواست خریداری نقد یا باجازت ویلو پی ایبل بنام حکیم محمد علی خانصاحب اڈیٹر "مُرقع عالم" ہردوئی بھیجنا چاہیے - فقط

اطلاع بخدمت خریداران رسالۂ حسن

رسالۂ حسن جو ماہوار زیر نگرانی و سرپرستی عالیجناب **نواب عماد نواز جنگ بہادر**
حیدرآباد دکن سے نکلتا ہی چار مہینے سے چند عالی درجہ قدردانون کی فرمائش سے
مطبع مفید عام آگرہ سے جو چھاپنے کے فن مین مسلّم اور نہایت پسندیدہ ہی
شائع ہوتا ہی تاکہ اسکے اولوالعزم ناظرین کو خوبی مضامین کے ساتھ لوازم طبع کا بھی پورا
لطف حاصل ہو جو حیدرآباد کے مطابع سے باوجود کوشش ممکن نہین ہوا - اس سے
ہمکو اپنا حیدرآباد کا خاص مطبع بیکار کر دینا پڑا اور اخراجات کی توفیر ہوئی - ہمکو امید ہی
کہ ہمارے اولوالعزم ناظرین بلحاظ کثرت و جدّت اخراجات دفتر اپنا اپنا زر بقایا ادا فرما کے
ممنون کرینگے اور اس علمی پرچہ کی درمے و قلمے مدد فرما کر اپنی قوم کو جسمین مختلف
علوم و فنون کے اشاعت کی ہنوز بہت ضرورت ہے اس سے فائدہ اُٹھانیکا موقع دینگے
مطبع مفید عام آگرہ کو رسالہ کے دیگر تعلقات سے کوئی بحث نہین ہی اسلیے جملہ خط و کتابت و
ترسیل زر حسب دستور سابق حیدرآباد مین نواب صاحب موصوف کے نام نامی سے ہونی چاہیے
چندہ سالانہ سال تمام عـلـہ کم آمدنی والون سے - لعہ اُجرت اشتہار فی مرتبہ
فی صفحہ ایک روپیہ

الراقم

محمد یوسف منیجر رسالہ حسن حیدرآباد دکن

ج ۴ نمبر ۱۰

حسن

بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۳ء

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مہتمم طبع شد

۱۸۹۳ء

اجرام فلکی کی تاثیرات

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ الْكَوَاكِبِ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ

خرامیدن لاجوردی سپہر	ہمان گرد برگشتن ماہ و مہر
مپندار کز بہر بازی گریست	سراپردهٔ این چنین سرسریست
درین پرده یک رشتہ بیراہ نیست	بجز خاصگان ہرکس آگاہ نیست

اکثر اسرار ایسے ہین جو عالم سفلی کی موجودات ارضی مین ودیعت ہین اور عالم سفلی عالم علوی کا تابع ہے اور اوس کی مخلوق اس کی مخلوق سے متاثر و منفعل ہین اور وہ اونکو لازم و ناگزیر ہین۔ (ارسطو)

بوناپارٹ شاہنشاہ فرانس کا پے درپے فتوحات حاصل کرنا جنگی لیاقت کے ہمراہ اوس کے احکام نجوم کی ہدایتون پر کاربند ہونیکا صحیح ثمرہ خیال کیا گیا ہے۔ (ہسٹری آف بوناپارٹ)

زمانہ کے انقلابات نے بخوبی یہ بات ثابت کر دی کہ کیسوقت مین اوسکی رفتار یکسان نہین رہسکتی اوسکی نیرنگیونکی دلچسپیون سے کوئی مخلوق ایسا نہین جو کم و بیش لطف نہ اوٹھاتا ہو۔ اس مین شک نہین کہ تہوڑا بہت اُنس و محبت ہر شخص کو زمانہ کیساتھ ہے خصوصاً نوع انسان جو کہ اشرف المخلوقات کہی جاتی ہے اور جس نے تمام انواع جنسیہ مین ایک امتیازی و افتخاری تمغہ حاصل کیا ہے زیادہ تر زمانہ کی تغیر پذیر حالتون سے مانوس ہے۔ مگر عالم استحالہ جن مین بے شمار انقلابات ہر وقت ہوتے رہتے ہین کب اس قابل ہے کہ انسان اوس سے محبت پیدا کرے جبکہ اوسکا وجود بھی دائمی نہین ہے

اور نہ اون چیزون کا جو اوس مین موجود ہین ―

اگر ابتدائے آفرینش عالم سے اِس وقت تک کی تاریخ دیکھی جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ دنیا نے کتنی کروٹین بدلین کتنے نامی گرامی اشخاص اوس مین پیدا ہوے اور اوس مین مر کھپ گئے کتنی عمارتین روی زمین پر تعمیر ہوئین اور نیست و نابود ہوگئین اور کسقدر قومین اوسکی مد و جزر مین پہنچکر پستی سے عروج پر چڑہین اور عروج سے پستی کی طرف گر پڑین ۔ یہان تک کہ اون کے آثار بھی عالم سے مٹ گئے اسی کا نام تغیرات دنیا ہے ۔ اس لیے یہ دعوی کہ (زمانہ کی رفتار کسی وقت مین یکسان نہین رہتی) غلط نہین ہوسکتا ۔ رفتار کے معنی یہ نہین کہ زمانہ متحرک ہے کیونکہ وہ کوئی مجسّم شی نہین ہے بلکہ اوسکی رفتار سے مراد اوس کے تغیرات ہین ایک دن تہا کہ بنی اسرائیل شام کے وسیع ریگستانون بلند پہاڑون اور سرسبز آباد اور زرخیز جزیرون مین حکومت کے ساتہہ زندگی بسر کرتے تہے روے زمین کی تمام قومون سے ترقی کے میدان مین آگے تہے مگر جب خلاق عالم اور قادر مطلق کی طرف سے غافل ہوئے بڑے بڑے پیغمبرون اور قومی بزرگون کا خون کرنے لگے تو نینوا کے ظالم بت پرستون کی قید اور غلامی کی صعوبتون مین پڑکر اوس حکومت سے ہاتہہ دہو بیٹہے جس نے اون کو دنیا مین سب قومون سے ممتاز کر دیا تہا ۔

اسی طرح اسلام کی تلوار کسی وقت مین ساری دنیا مین چمکی اور اپنی چمک دمک سے دیکھنے والونکی نگاہون مین خیرگی پیدا کر دی یہان تک کہ اسلام کو ایک ریگستانی ملک سے نکالکر تمام دنیا مین پہیلا دیا اور مسلمانون کو روے زمین کا شہنشاہ بنا دیا آج وہی تلوار ہے جسپر ذوالفقار علی درنیام کا مقولہ صادق ہے اور وہی مسلمان ہین جو اپنی مفتوح اقوام کی رعایا سمجہے جاتے ہین اس سے کہا جاتا ہی کہ اَلعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ

یہ امر بہر حال مسلم ہے کہ عالم متغیر ہے اور اوسکی کسی حالت کو ہمیشہ قیام نہین اور اس مسئلہ مین بحث کرنے کے لیے تمام فلسفہ و حکمت کی کتابین موجود ہین رہی یہ بات کہ عالم کیون متغیر ہے البتہ یہی ایک اہم اور پیچیدہ مسئلہ ہے جس کا جواب دشوار اور غور طلب ہے میرے ناقص خیال مین سب سے زیادہ توی سبب عالم کے تغیرات کے واسطے فلک الافلاک کی حرکت ہے جسکو اسوقت کے حکما بالکل خیال خام تصور کر رہے ہین۔

نظام عالم مین اجرام علوی اور اجسام سفلی باہمی تعلقات سے کائنات کے افعال کو زندہ اور متحرک کر رہے ہین شمسی قمری نجومی گردش بارش گرمی سردی دریا کا مد و جزر حیوانات کی نشو و نما زندگی و موت پر بین اثر اپنا دکہا رہے ہین اور خط استوا خط سرطان و جدی اور قطبین کے جاندار و نباتات دور و نزدیک سے شعاعی اثر کی تمیز ظاہر کر رہے ہین۔

بیشک فلک کی تاثیرات سے بچنا اوسی قدر دشوار ہے جس قدر فلک کے دائرہ سے باہر نکلنا مشکل ہے۔ جس طرح آفتاب کے طلوع و غروب سے دن اور رات کا پیدا ہونا اور اونکی تاثیر مو الید ثلثہ پر ظاہر ہین اوسی طرح تمام اجرام فلکی کے آثار لوگون پر ثابت ہین جو اون سے واقف ہین۔

مذہب اسلام نے علم نجوم کو صحیح مان لیا ہے اور اجرام فلکی کی تاثیرات سے ہرگز انکار نہین کیا ہے اسکی تصدیق کیواسطے بکثرت تفسیرین قرآن کی موجود ہین ہان شارع اسلام نے جو ممانعت نجوم پر عقیدہ تمند ہونے سے کی ہے اوسکی مصلحت جدا گانہ ہے اوس ممانعت سے یہ نتیجہ نہین نکلتا کہ علم نجوم غلط ہے یا اوسکی واقفیت مسلمانون کے لیے ممنوع ہے۔ شارع اسلام نے صرف اس خیال سے اس علم کے اشتغال و انہماک کو منع فرمایا ہے کہ اہل اسلام اجرام فلکی کی گردش

اور اوسکی تاثیرات پر معتقد ہو کر خلاق عالم کی قدرت سے بدگمان نہو جائین - اور ایسا نہو کہ مسلمان اجرام فلکی کو بذاتہٖ فاعل حقیقی اور کارکن عالم تصور کر کے وحدہٗ لاشریک کی توحید و معرفت سے باز رہین یا آئیندہ غیب دانی سے نظام عالم مین خرابی پیدا کرین یا چاند سورج کی پرستش کرنے لگین جیسا کہ اور قومون نے کیا ہے مگر ہم جس وقت ان اعتقادات مین مبتلا نہون بلکہ اجرام فلکی کی تاثیرات سے اللہ کی قدرت و قوت کا سبق حاصل کرین اور یہ خیال کرین کہ ؎

اکوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین	چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین

تو کیا شریعت ہم کو علم نجوم کی واقفیت کے لیئے سد راہ ہوسکتی ہے - کبھی نہین ---

اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ---

آمدم بر سر مطلب

آسمان قدیم حکما کے نزدیک نو ہین جن کو فلک کلی کہتے ہین اور جو اون کے سوا چھوٹے چھوٹے آسمان ہین اون کو فلک جزئی کہتے ہین -

آسمانون کی گردش مختلف طریقون پر ہے کوئی تیز رفتار ہے کوئی سست رفتار کوئی مشرق سے مغرب کی طرف اور کوئی مغرب سے مشرق کی طرف گھومتا ہے -

فلک الافلاک یا فلک محدد جہات وہ فلک ہے جو سب آسمانون کو محیط ہے اور سب سے بڑا ہے فلک الافلاک کا دورہ پورب سے پچھم کی طرف ایک شبانہ روز مین تمام ہوتا ہے اوسکے ساتھ اور نیچے والے افلاک بھی اپنا دورہ ایک رات و دن مین پورا کر لیتے ہین اس حرکت کے سوا ایک دوسری حرکت افلاک کو اور ہے جس کو حرکت ذاتی کہتے ہین - فلک آفتاب اپنا دورہ ایک سال مین

(نوٹ) ۱؎ از کتاب البدء والتاریخ قلمی - ۲؎ ذخیرہ اسکندریہ - ۳؎ انسائیکلوپیڈیا -

ختم کرتا ہے اور اسی طرح سب ستارے اور افلاک کچھ تو خود کام کرتے ہین کچھ اوپر کے افلاک کی تاثیرات سے۔

باعتبار ہیئت اجتماعی ستارون کے فلک ثوابت کے بارہ حصے ہوگئے ہین جن کو بلحاظ اُنکی صورت فاصلہ کے بارہ برجون کے نام سے موسوم کیا ہے اور جن کے نام حسب ذیل ہین۔

۱ حمل ۲ ثور ۳ جوزا ۴ سرطان ۵ اسد ۶ سنبلہ ۷ میزان ۸ عقرب ۹ قوس ۱۰ جدی ۱۱ دلو ۱۲ حوت۔

اور ہر بُرج تیس ۳۰ حصون پر تقسیم ہوا ہے ہر ایک حصہ کو درجہ کہتے ہین اور ہر درجہ کے ساٹھہ ۶۰ حصے ہین جن کو دقیقہ کہتے ہین اور ہر دقیقہ کے بھی ساٹھہ حصے ہین جن کو ثانیہ کہتے ہین۔

ستارون کی دو قسمین ہین ثوابت و سیارہ ثوابت کا کوئی شمار نہین ہے اور اگر ہے تو وہ جناب باری کے علم مین ہے انسانی کوششون سے صرف اسقدر بذریعہ رصد کے دریافت ہوا ہے کہ ایک ہزار پانچسو ثوابت ہین اور سات سیّارہ جن کی تفصیل مع اون کے مزاجون اور محل سکونت کے یہ ہے۔

۱۔ زحل ساتوین آسمان پر طبیعت مین سرد ہے اور چال سُست۔ — — — — — جدی دلو۔

۲۔ مشتری چھٹے آسمان پر طبیعت مین معتدل۔ — — — — — — — قوس حوت

۳۔ مریخ پانچوین آسمان پر طبیعت مین گرم۔ — — — — — — — حمل عقرب

۴۔ شمس چوتھے آسمان پر طبیعت مین گرم۔ — — — — — — — اسد

۵۔ زہرہ تیسرے آسمان پر طبیعت مین مرطوب۔ — — — — — — ثور۔ میزان

۶۔ عطارد دوسرے آسمان پر طبیعت مین گرم و سرد۔ — — — — — جوزا۔ سنبلہ

۷۔ قمر آسمان اول پر (جسے آسمان دنیا کہتے ہین) طبیعت مین سرد اور چال مین نہایت تیز۔ سرطان شمس (آفتاب) کا دورہ ایک سال مین تمام ہوتا ہے اور وہ ہر مہینہ مین ایک برج طے کرتا ہے اور اوس کے سفر کا سلسلہ اس طور پر ہے کہ اول مہینہ مین حمل۔ دوسرے مین ثور۔ تیسرے مین جوزا۔ چوتھے مہینہ مین سرطان۔ پانچوین مین اسد۔ چھٹے مین سنبلہ۔ ساتوین مین میزان۔ آٹھوین مین عقرب۔ نوین مین قوس۔ دسوین مین جدی۔ گیارھوین مین دلو بارھوین مین حوت۔

اور ان دوازدہ بروج کی تقسیم اٹھائیس حصّون پر ہے جن مین قمر کا دورہ ہوتا ہے اور جو منازل قمری کہلاتے ہین اون کے نام یہ ہین۔

شرطان۔ بطین۔ ثریّا۔ دبران۔ ہقعہ۔ ہنعہ۔ ذراع۔ نثرہ۔ طرف۔ جبہہ۔ زبرہ۔ صرفہ عوا۔ سماک۔ غفر۔ زبانی۔ اکلیل۔ قلب۔ شولہ۔ نعائم۔ بلدہ۔ سعد الذابح۔ سعد بلع سعد السعود۔ سعد الاخبیہ۔ فرع الاول۔ فرع الثانی۔ بطن الحوت۔

ان دوازدہ بروج مین تین ناری کہلاتے ہین یعنی حمل اسد قوس۔ اور تین ہائی یعنی جوزا میزان دلو۔ اور تین بادی یعنی سرطان عقرب حوت۔ اور تین خاکی یعنی ثور سنبلہ جدی۔

اور انہین بروج مین آفتاب ماہتاب کی گردش سے دن رات پیدا ہوتے ہین اور مہینہ اور سال۔

اجرام فلکی کی صورت جسم اور جو کچھہ اونکے اندر ہے قدیم تحقیقات کے موافق

اہل اسلام کے نزدیک یہ ستارے آسمانون سے مثل قندیل کے معلق ہین اونکے طول و عرض

کی نسبت صرف اس قدر دریافت ہوا ہے کہ آفتاب و ماہتاب طول و عرض مین برابر ہین۔
ابو حذیفہ کہتے ہین کہ آفتاب و ماہتاب کا طول و عرض ۱۸ لاکھہ کوس کا ہے۔
ضحاک کے نزدیک آفتاب کا طول دو لاکھہ نو ہزار کوس کا ہے اور آفتاب ماہتاب سے
بڑا ہے اور باقی ستارے ۳۴۴ کوس کا طول و عرض رکھتے ہین۔
عکرمہ۔ کہتے ہین کہ آفتاب کی وسعت دنیا کے برابر ہے اور اوسکا ثلث قمر کی وسعت ہے
ان سے پہلے کے محققین کی رائین ان سے بہت مختلف ہین یونان کے نامور نجومی و حکیم
اپنے مختلف خیالات ان ستارون کی نسبت کچھہ اور ظاہر کرتے ہین۔
افلوطرخس کہتا ہے کہ آفتاب کا قطر زمین کے برابر ہے اور دائرہ ۲۹ حصہ بڑا ہے۔
بعضے کہتے ہین کہ بمقدار ۹ قدم سوار کے زیادہ ہے بعضے کہتے ہین کہ آفتاب اوسی قدر
بڑا ہے جسقدر ہمکو نظر آتا ہے اور اکثر کے نزدیک $\frac{3}{8}$ ۱۶۶ حصہ زمین سے بڑا ہے۔
اس قسم کے اختلافات ہین جو زمانہ قدیم کے مشہور و معروف محققین کی تحقیقات مین پائے
جاتے ہین۔
جسم آفتاب کے بارے مین ارسطو کہتا ہے کہ علاوہ چار عنصر آب و خاک باد و آتش کے آفتاب کا
جسم ایک پانچوین عنصر سے بنا ہے اور ایسا ہی جرم فلک ہے۔
افلاطون کہتا ہے کہ آفتاب کا جسم اصل جوہر آتشی سے بنا ہے۔
رواقین کہتے ہین کہ آفتاب دراصل ایک جوہر عقلی ہے جو سطح بحر سے بلند ہوتا ہے۔
بعض حکما کہتے ہین کہ آفتاب کا جسم مثل آبگینہ کے ہے جو عالم علوی کی آگ کا عکس حاصل کرتا ہے

اور وہی روشنی دنیا تک پہونچتی ہے۔

بعض کہتے ہین کہ دراصل جوہر شمس ایک مادہ ہے مثل حرارت کے جو آگ کو روشن کرتا ہے۔

اسی قسم کے اختلافات قدیم محققین کے اون خیالات مین دیکھے جاتے ہین جو شکل آفتاب کے بارہ مین ظاہر کیے گئے ہین۔ رواقیین کے نزدیک آفتاب اور تمام ستارے شکل مین کروی ہین بعضے آفتاب کی شکل کو شیر سے مشابہ بتاتے ہین بعضے کہتے ہین کہ آفتاب ایک کشتی ہے جس مین پھل اور پھول بھرے ہوے ہین اور وہ سطح بحر پہ تیز چل رہی ہے۔

آتش پرستون کے نزدیک بھی آفتاب مثل کشتی کے ہے جس مین آگ روشن ہے۔

قمر

بعض حکماے یونان کہتے ہین کہ جوہر قمر ایک روشن بجلی ہے۔ افلاطون کہتا ہے کہ قمر کی ترکیب مین اصل جوہر آتشی سے کام لیا گیا ہے اسی وجہ سے وہ روشن معلوم ہوتا ہے۔

اخیر زمانہ کے یونانی اہل ہیئت ماہتاب کو مثل آئینہ کے بتاتے ہین جو آفتاب سے عکس حاصل کرتا ہے اور اسی طرح اور ستارے بھی۔

بقیہ پانچ ستارے

اسی طرح کے اختلافات ان ستارون کے بارہ مین بھی ہین ان کی جسامت کی نسبت بعض کہتے ہین کہ سب باہمدیگر برابر ہین بعض کے نزدیک آفتاب سے چھوٹے ہین بعضون کے نزدیک زمین سے بڑے ہین اور بعضون کے نزدیک چھوٹے منجمین کے نزدیک چھوٹے سے چھوٹا ستارہ زمین سے ۱۶ حصہ بڑا ہے اور بڑے سے بڑا ۱۰۴ حصہ اور سکی تفصیل اسطور پر ہے کہ آفتاب زمین سے

۶۰ درجہ بڑا ہے زحل $۹۹\frac{۱}{۲}$ مشتری $۱۰\frac{۳}{۴}$ مریخ ۵۵ درجہ زہرہ ۴۴ درجہ عطارد ۲۲ درجہ اور قمر $۳۹\frac{۱}{۲}$ درجہ۔

ارسطو کہتا ہے کہ تمام اجرام فلکی ذی روح ہین اور شکلون مین مختلف۔

اور حکماے یونان اس بارے مین اختلاف بہی کرتے ہین اور اتفاق بہی۔ خلاصہ یہہ کہ آفتاب یا دیگر اجرام فلکی کے بارے مین جسقدر اختلافات بیان کیے گیے ہین اوس سے بہت زیادہ اختلافات ہین جو اون کی حالتون کے تغیرات کے بارے مین ہے مثلاً طلوع وغروب وکسوف اور شہاب ثاقب وغیرہ کی ماہیتون مین اس لیے بخیال طوالت اونکی تفصیل قلم انداز کی جاتی ہے اور اصل مقصد کی طرف رجوع کی جاتی ہے۔

اس بات سے انکار نہین کیجا سکتی کہ عالم علوی کا اثر عالم سفلی پر بہت کچہہ ہے۔ دنیا کے موجودات۔ حیوان انسان معدنیات نباتات وغیرہ برابر اجرام فلکی سے اثر پذیر ہین۔

نباتات کی پیداوار کا بڑا سبب آفتاب وماہتاب کا مختلف اثر ہے۔ انسان وحیوان کے مزاجی تغیرات کا اصلی سبب آفتاب کا اثر ہے۔

معدنیات مین سونا زمین کے اجساد سے ہے اور دیر تک باقی رہتا ہے اسلیئے کہ نقصان پیدا کرنیوالی اشیا کا نفوذ اوس مین بہت کم اور بہت دیر مین ہوتا ہے کیونکہ سونے مین ثقل بہت زیادہ ہے اسی وجہہ سے وہ باعتبار اپنی ہمجنس معدنیات کے مرکز عالم کا زاید مستحق ہے اور آفتاب کے ساتہہ مخصوص ہے اور یہی وجہہ ہے کہ وہ آفتاب کا ہمرنگ ہے۔

لیکن چاندی جب اوس کے ساتہہ ملائی جاتی ہے تو وہ سونے سے برابر پیوستگی قبول کرلیتی

ہے اس لیئے کہ دونون کو باہم مخلوط ہوجانے سے کسی قسم کا نقصان نہین پہونچتا لہذا چاندی قمر کے ساتھہ مخصوص اور شرافت کی مستحق ہوئی۔

اور چونکہ انسان تمام جنس حیوان مین افضل واشرف ہے اور حیوان تمام اجسام مرکبہ پر شرف رکھتا ہے اس واسطے حیوان مناسب انسان کے ہوا یہی وجہہ ہے کہ انسان اوس کو دوست رکھتا ہے اور اسی واسطے جو چیزین قدیم یونانی تجربات کے موافق حیوان کے بدن اوس کے اخلاط اوسکی رطوبات اور اوس کے اعضا سے بنائی جاتی ہن وہ افضل ادویہ اور پر تاثیر ہموم عظیم النفع ہوتی ہین اور مرکبات اجسام مین بہت قوی اثر کرنے والی نکلتی ہین جبکہ حکما اوسکو لائق تدبیرون سے تیار کرتے ہین۔ اس مسئلہ کو سمجھکر دوسری تاثیرات پر اسی طرح قیاس کرلو۔

اجرام فلکی کی تاثیرات کا مفصل بیان مین اسوقت ارسطو کی ایک بسیط اور دلچسپ تقریر سے نقل کرتا ہون جو میرے مدعا کے ثبوت مین بہت کچھہ مدد کرسکتا ہے۔

وہ عالم علوی اور عالم سفلی بلکہ ایسے متصل ہوگئے ہین کہ گویا دونون ایک ہین اس لیئے کہ ہوا ہر جسم کے ظاہر اور بعض کے ظاہر و باطن سے ملی ہوتی ہے اور وہی ہوا آسمانون سے متصل ہے اس لیئے کہ خلا نہین جو دونون کے درمیان موجود ہو۔

اسی طرح نیچے کے آسمانون کو اوپر کے آسمانون کے ساتھہ تا فلک الافلاک اتصال ہے۔

جب سب اجسام ارضی عالم افلاک کے ساتھہ متصل ہین جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو سفلی کا علوی سے اثر پذیر ہونا کچھہ تعجب کی بات نہین خصوصاً ہوا شعاع کواکب سے (جو مع اپنے

قوی کے اقسام ارضیہ تک پہونچنے والی ہین) خالی نہین۔

وہی مع تمام امور کے اپنی غایات تک منتہی ہوتے ہین جنکی مبادی کے وقت شکل آسمان کی اوس شکل کے ساتھہ متفق ہوتی ہے جو فاصل اشکال فاصلہ ہے اور جسکو مسدس یا مثلث کہتے ہین

جب دو ستارے بارہ برجون مین سے کسی برج مین ہوتے ہین تو اون ستارونکے درمیان اون بروج کے فاصلہ کے اعتبار سے مختلف قسم کی شکلین پیدا ہوتی ہین اون کو اشکال فاصلہ کہتے ہین پس فاصل اشکال فاصلہ مسدس اور مثلث ہین اور باعتبار اور اشکال کے یہہ دونون افضل ہین۔

مسدس اس وجہہ سے افضل ہے کہ جس شکل کا ضلع قطر کے طول و قوت مین مشارک ہو وہ مسدس ہے۔

دوسرے یہہ کہ اعداد تامہ کا اول مرتبہ چھہ ہے۔

اور مثلث اسی وجہہ سے اشرف ہے کہ جہات امتداد کے تین ہین یعنی مسافات طول و عرض و عمق۔ دوسرے اس وجہہ سے کہ اوس کے زاویہ بہی تین ہین اور چونکہ مثلث کے زاویے برابر دو قائمون کے ہوتے ہین اور اوسکے تمام انواع مع اختلاف اوسکے زاویون کے دائرہ قبول کرسکتے ہین اور وہ تمام اشکال کے لیئے بالطبع گویا ٹکسال ہے کیونکہ تمام شکلین مثلثات کی طرف منقسم ہوسکتی ہین جیسا کہ اعداد عدد واحد کی طرف منقسم ہوتے ہین جب یہہ دونون شکلین اس تعریف سے مشرف ہوئین تو آسمان کی شکل کواکب کے ساتھہ ان دونون کے مثل جب ہوگی تب علامت سعادت کی تصور ہوگی۔

سلامت سعدین سے مراد دو سعید ستارون کا باہم ملنا ہے اور سلامت نحسین سے غرض دو منحوس ستارون کا قران ہے -

سبع سیارہ مین پانچ ستارے یعنی مشتری زہرہ عطارد قمر شمس مسعود ہین اور دو یعنی زحل و مریخ منحوس سمجھے جاتے ہین -

جب شمس و قمر ایک جگہہ پر ملتے ہین تو قران السعدین کہتے ہین اور اسی طرح مشتری و زھرہ کا قران بھی قران السعدین کہا جاتا ہے اور زحل و مریخ کی یکجائی کا نام قران النحسین ہے اور ساتھ عطارد چونکہ طبیعت مین معتدل ہے اس لیے سعید ستارے سے ملکر قران السعدین پیدا کرتا ہے اور منحوس کے ساتھہ قران النحسین -

نیر اعظم یعنی آفتاب - سبع سیارے مین یہ سب سے بڑا ستارہ ہے اس کی تاثیرات اس عالم مین کثرت سے دیکھی جاتی ہین - اہل نجوم کے نزدیک آفتاب کی تاثیرات سے بچنا نہایت دشوار ہے کیونکہ وہ ستارون مین عظیم القدرت ہے اور اوس کا اثر عام علوی مین اس طرح پر ہے کہ زحل و مریخ و مشتری جب آفتاب سے قریب ثلث دائرہ کے فاصلہ پر ہوتے ہین تو اوس کی تدویر فلک کے دونون نطاقون کی بلندی سے نطاق ادنی کی طرف جھکتی ہے اور وہ لوٹتا ہوا معلوم ہوتا ہے اسی سے اوس کے آثار ضعیف ہو جاتے ہین لیکن زہرہ عطارد و قمر یہ ستارے آفتاب کے ساتھہ عجب وابستگی کے ساتھہ ہین کہ کبھی زیادہ دور نہین جاتے مثلاً زہرہ آفتاب سے اپنے انتہائی بعد کی حالت مین ثمن فلک کے فاصلہ پر ہوتا ہے - یا عطارد نصف سبع دائرہ سے زائد دور نہین ہوتا ہے -

جب آفتاب اور ان ستارون کے درمیان مندرجہ بالا فاصلہ ہوتا ہے تو دروہ ستارہ آفتاب کے سامنے ہوتا ہے تو آفتاب کی طرف رجعت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے ورنہ پیچھے کیطرف تیزی سے چلتا ہے یہان تک کہ آفتاب سے قریب ہو جائیگا اور اوس سے ملجائیگا اور احتراق پیدا کرے گا اوسکے بعد یا آفتاب کی طرف راجع ہوگا یا اسی توالی دائم پر مستقیم رہیگا پھر ہر ایک کی تدویر کا فلک آفتاب سے ہمیشہ مقارن ہوگا اور حرکت آفتاب کے ساتھہ بغیر کمی وبیشی کے حرکت کرے گا - یہ آفتاب کا اثر پانچ ستارون کے ساتھہ اظہر من الشمس ہے -

اسیطرح قمر مین بہی آفتاب کی تاثیر پائی جاتی ہے کیونکہ وہ جسقدر آفتاب سے قریب ہوتا ہے اوسی قدر اوسکی روشنی کم ہوتی ہے اور جسقدر دور ہوتا ہے اوسیقدر روشنی بڑہتی ہے -

آفتاب جب طلوع کرتا ہے تو سب ستارون کی روشنی اوس کے نور مین چھپ جاتی ہے یہانتک کہ وہ نظر بہی نہین آتے اور اسکی وجہہ یہی ہے کہ آفتاب کی روشنی تمام عالم علوی مین پہیل جاتی ہے اور وہ سب ستارون پر یہ اثر رکہتی ہے کہ نظر سے غائب ہو جاتے ہین -

آفتاب کی تاثیرات عالم سفلی یا اس دنیا پر بکثرت ہین - عالم کے تمام تغیرات کا اصلی سبب یہی آفتاب کی مختلف تاثیرات ہین مثلاً ادنی اثر آفتاب کا یہہ ہے کہ جب کسی مقام کی طرف آفتاب زیادہ قریب ہوکر احتراق آتشی پیدا کرتا ہے تو وہان شدت گرمی کے باعث حیوانات نہین پیدا ہوتے اور یہ بات جنوبی میدان مین دیکھی جاتی ہے -

وہ مقامات جہان آفتاب زیادہ گرمی پیدا کرتا ہے وہان کے باشندے سیاہ رنگ

ہوتے ہین اسوجہہ سے کہ اسی گرمی کی شدت سے اونکے چمڑے اور مواد جل جاتے ہین۔

اور جس مقام پر آفتاب کا اثر اس طرح نہین ہے یا کم ہے وہان اس کے خلاف دیکھا جاتا ہے

مثلاً اقلیم اول کے لوگ کم سیاہ ہوتے ہین۔ اسی طرح اقلیم ثانی کے لوگ گندمی رنگ ہوتے ہین۔

اور اقلیم سوم وچہارم جہان کے باشندے مزاج مین معتدل ہوتے ہین اس لیئے کہ اونکی

فضای آسمانی اور اونپر آفتاب کی گرمی اعتدال کے ساتھہ ہے اور آفتاب وہانسے زیادہ

بلند ہوتا ہے۔

اور چونکہ اوس کا بعد زمین سے زیادہ ہے اس لیئے اقلیم چہارم فاضل شخصون۔ پاکیزہ

صورتون اور عقلمندون وحکیمون کا مخزن ہے۔

اقلیم پنجم مین تاثیر آفتاب کی اعتدال سے کم ہے اس لیئے وہان سردی زیادہ ہوتی ہے

اور برف جمی رہتی ہے اور وہان کے باشندون کی طبیعتین پختگی مین اقلیم چہارم والونسے کم ہین۔

اقلیم ششم وہفتم کے باشندے مثل امرد لڑکون کے بے ریش وبرودت ہوتے ہین اور اونپر

برودت ورطوبت کے غلبے سے یہ اثر ہوتا ہے کہ اون کی آنکھین بلّی کی طرح ہوتی ہین اور اونکے

بال سیاہ اور گول ہوتے ہین۔ اور مزاج مین اعتدال بہت کم ہوتا ہے کیونکہ آفتاب جب جنوبی

برجون مین ہوتا ہے تو اون سے بہت دور ہوجاتا ہے اور اوس کا اثر اوس کے قریب بہت کم

ہوتا ہے اور جب شمالی برجون مین قریب آتا ہے تب بہی اونکی سمت راس سے دور ہوتا ہے

اس لیئے آفتاب کا اثر جو تعدیل ہوا مین قابل اعتماد ہوتا ہے اون کے قریب نہین پہونچتا ہے

اور اسی وجہہ سے اون کے مزاج بہی زمہریری جاڑون مین بدلتے ہین۔

پس معلوم ہوا کہ انسانی مزاجون شکلون وغیرہ کا اختلاف آفتاب کے باعث سے ہوتا ہے البتہ اخلاقی اختلاف تو یہ ادن کے مزاجون کے باعث ہے۔

مثلاً تاثیر اوہام۔ عالی ہمتی اور خودکشی جو ہندوستان مین ہے کہین نہین۔ خودنمائی حمیت جو دوسری اقلیم مین ہے وہ اور اقلیمون مین نہین ہے

اسی طرح تحمل۔ قلت رعونت باشندگان اقلیم ششم مین زائد ہے۔ ذکا۔ صحت ادراک اور اعتدال اخلاق اقلیم چہارم کا حصّہ ہے۔

نباتات پر جو اثر آفتاب کا ہے وہ بھی بخوبی ظاہر ہے بلکہ نباتات کی پیدایش کا خاص سبب آفتاب کا اثر ہے۔

بعض نباتات کا بعض ممالک مین پیدا ہونا اور بعض مین نہونا اسکا بھی اصلی سبب ملکون اور زمینون پر آفتاب و ماہتاب کا مختلف اثر ہے۔ جیسے چھوہارا ہمیشہ گرم زمینون (ریگستانون) مین پایا جاتا ہے اور سرد ملکون مین نہین ہوتا۔ اسی طرح اترج۔ لیمو اور کیلہ سرد ملکون مین نہین پیدا ہوتا ہے افادہ ہندیہ (خوشبودوایئن) اقلیم اول کے سوا کہین نہین ہوتی ہین۔ جنوبی ملکونمین جو خط استوا کے دوسری طرف ہین جو درخت۔ میوہ۔ اور گھاس اوگتی ہے وہ شمالی ملکون مین نہین نظر آتی۔

اور یہ سب امور صرف آفتاب کے طلوع و غروب۔ صعود و ہبوط کے باعث سے ہین۔

آفتاب کی مختلف تاثیرات انہین باتون تک محدود نہین بلکہ زمینون۔ دریاؤن۔ ہواؤن اور معدنیات مین اختلافات کثیرہ کا باعث ہوتا ہے۔ فصلون کی تبدیلی۔ زمین کے بخارات سے

ابر کا پیدا ہونا یہ سب آفتاب کے سبب سے ہے۔

انسانی حالتین۔موت۔زندگی بہی آفتاب کے اثر سے تبدیل ہوتی ہین۔

حیوانات باختلاف گرمی و سردی ملکون کے مختلف ہوا کرتے ہین اسکا بہی خاص سبب آفتاب ہے۔

فیل و فعلم ایک جانور مثل ہاتہی کے چین مین ہوتا ہے۔ہرن۔کرگدن ہندوستان مین ہوتے ہین مشکی ہرن اون مقامات مین ہوتا ہے جو حرارت مین ہندوستان سے کم ہین۔

ہاتہی جنوبی ملکون مین مثل سوڈان وغیرہ کے۔یہان کا ہاتہی بہت موٹے جسم کا ہوتا ہے اور بڑی عمر پاتا ہے۔

جبکہ یہ تمام تاثیرات آفتاب کی دیکہی جاتی ہین تو کیا وجہہ ہے کہ آفتاب ایک فاعل عظیم القدرت اور قاہر القوت نہ تصور کیا جائے۔

رہین تاثیرات قمر تو وہ دریا کے مد و جزر مین دیکہلو یا علم ہیئیت کے روح افزا تجربون سے سبق حاصل کرو۔ادنی مشاہدہ ماہتاب کے اثر کا نباتات پر یہ ہے کہ کدو کہیرا ککڑی اور خربزہ قمر کی زیادتی اور نمو کے موافق بڑہتے ہین خصوصاً وسط ماہ مین جب قمر کی روشنی کامل ہوتی ہے اوسوقت راتون کو یہ چیزین ایسی افزایش سے بڑہتی ہین کہ ایک شب کا اثر بادی النظر مین معلوم ہوسکتا ہے

انسانی مزاجون کے تغیرات مین بہی قمر کا بہت بڑا اثر شامل ہے مثلاً بحرانات ہین کہ اونکی حالتون کا اختلاف اونہین دنون مین ہوتا ہے جن دنون مین قمر اون اجزاے انسانی (اعضا) کی طرف ناظر ہوتا ہے جن سے مرض کی ابتدا ہوئی ہے اور جسقدر انقلاب یوماً فیوماً قمر کی روشنی

ین ہوتا رہتا ہے اوسی قدر ایام بحران کے بھی متفاوت ہوتے رہتے ہین۔

الغرض تاثیرات قمر کے نشانات اس دنیا پر بکثرت ہین جو بخیال طوالت اور غیر ضروری جانکر قلم انداز کر دیے گئے ان دلائل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ سبع سیارے ہین یہ دو ستارے اس عالم پر زیادہ اثر ڈالتے ہین اور ان کی تاثیرات بدیہی ہین زیادہ دلائل کی حاجت نہین ہے

بقیہ پانچ ستارے اون کی تاثیرات اس قسم کی ہین جن سے بچ سکنا ضرور ممکن ہے اور اونکے آثار ہم کو ایسے مفید یا ایسے مضرت رسان نہین ہین جن سے حفاظت دشوار ہو۔

مختصراً صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اوس سے ہر ایک کے اثر کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔

تاثیرات زہرہ سے ایک اثر یہ ہے کہ جسوقت زہرہ حوت مین اور قمر اپنے تسدیس پر ثور مین یا قمر حوت اور سرطان مین یا مقارن زہرہ کے بعضے برجون سے ہو اور علاوہ اس کے زحل و مریخ مین سے کوئی ان دونون کی طرف ناظر نہو اور کوئی شخص ایسے مبارک وقت مین نکاح کرے تو یہ ازدواج نہایت مسعود ہوگا میان۔ بی بی مین اس درجہ محبت و اتفاق ہوگا کہ دیکھنے والے تعجب کرین گے۔

اور اگر اس کے خلاف ایسے وقت مین نکاح کیا جائے کہ جب زہرہ کو حمل یا عقرب کے اول مین احتراق ہو یا مریخ زہرہ کے مقابل یا تربیع مین ہو اور مشتری اوس سے ساقط ہو تو وہ تعلق سخت منحوس ہوگا اور مرد و عورت کے درمیان ایسا بغض و نفاق واقع ہوگا کہ بہت سے نقصانات پیدا ہو جاینگے۔

اسی طرح برابر دیکھا گیا ہے کہ جب قمر کی قوت بڑہتی ہے تب قواے طبعی
مین بہی قوت زیادہ ہوتی ہے اور جب قمر کی قوت زوال پر ہوتی ہے اوس وقت
قواے طبعی مین بہی ضعف آجاتا ہے اِس کے کلیہ کو اگر مشاہدہ کرنا ہو تو ہر
شخص دیکہہ سکتا ہے کہ جب قمر برج ثور مین زہرہ کے نزدیک ہو اوسوقت
نورے کو بدن پر لگاوے تو بال زائل نہون گے حالانکہ ہمیشہ عادتاً وہ اِسی طرح
نورے کا استعمال کرتا رہتا ہو۔

یا جس شخص نے ایسے وقت مین مسہل کا استعمال کیا تو اوس کو دست کم آینگے اگر معمولاً
اوس کو ایک مسہل سے بیس اجابتین ہوتی ہین تو اوسوقت سات سے زائد نہون گی کیونکہ قواے
طبعی بوجہہ قوت قمر کے کامل ہوتی ہے اِس لیئے کہ قمر کو شرف اور زہرہ سے قرب ہوتا ہے۔
چونکہ ادویہ مسہلہ کا اثر یہ ہے کہ وہ اخلاط کو خارج کرین لیکن ایسے وقت مین اخلاط کا نکلنا مشکل
ہے کیونکہ قواے طبعی کا کمال مادّے کے نضج اور دفعیہ کو روکتا ہے لہٰذا اجابت کم ہوتی ہے

یہی اثر اوسوقت بہی ہے جب مشتری سرطان مین اور قمر اوس کے نزدیک ہو۔

اِسی طرح اگر کوئی شخص کسی درخت یا تخم کو اوسوقت نصب کرے جب قمر جدی یا دلو یا عقرب
مین زحل کے نزدیک ہو یا زحل کے قریب کسی منحوس مقام پر اور زہرہ کو اوسوقت پوری قوت
نہو تو نہ اوس خوشبودار درخت مین خوشبو ہو گی اور نہ نصب کرنیوالے کی غرض حاصل ہو گی۔

اور اسکے خلاف اثر ستارون کا اوسوقت دیکھو جب زہرہ میزان مین ہو اور قمر اتصال مقبول
کے ساتھہ اوس سے متصل ہو۔

یہ مثالین اون تاثیرات کی ہین جو صرف اونہین ستارون کے لئے مخصوص ہین جنکی نسبت ایسے اثر بیان کیے جاتے ہین پس وہ مطلب بخوبی ثابت ہو گیا جسکو ثابت کرنا ہمارا مقصود تہا۔

الحاصل اجرام فلکی کی تاثیرات سے انکار کرنا قادر مطلق کی قدرت کاملہ مین سخت دہبہ لگانا ہے۔

وہ خدا جسکی یکتائی اور پاک قدرت کے آثار بیشمار اِس عالم مین پائے جاتے ہین اور جس کا کوئی فعل ہرگز بے نتیجہ نہین خیال کیا جا سکتا اوس نے اِن بلند آسمانون اور اِن روشن ستارونکو محض بے ضرورت نہین پیدا کیا ہے۔ ستارے صرف آسمان کی زیبایش کے لیئے نہین ہین بلکہ وہ رات کی تاریکی مین اپنی سُنہری روشنی یا غروب کے وقت اپنی ہلکی اور ٹہنڈی شعاعونسے دور و دراز کے مسافرون۔ خواب غفلت مین سونے والون۔ عیش طلب نوجوانون۔ اور شب زندہ دار عابدون کو ایک معتبر گہڑی کا کام دینے کے سوا اون کی روحانیت نظام عالم کے قیام اور انسانی کامون مین مدد دینے کے لیئے ایک معتدبہ ذریعہ ہین۔

ستارون کے مختلف آثار ہمپر ہر وقت ظاہر ہوتے رہتے ہین اگر ہم کو نیچر کی مبارک صنعتون اور پاک کاریگریون سے فائدہ اوٹھانیکا شوق ہو تو بہت سے سربستہ راز ہمپر ہر وقت منکشف ہوتے ہین اور اگر لوگون کی عقلین اِس ادراک و تمیز سے عاجز ہین تو ع چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔

اگلے نامور حکما جن کا مثل زمانہ مین پھر پیدا نہین ہوا اون کے خیالات و تجربات کی نسبت کون کہہ سکتا ہے کہ مہمل ہین وہی جو بدیہیات سے انکار کرے اور دن کو رات رات کو دن بتائے آخر اہل یونان کے کمالات کا جزو اعظم یہی تہا کہ مختلف علوم کے سیکہنے مین ستارونکی روحانیت سے

مدد لیتے تھے اور اِس ذریعے سے وہ تمام علوم مین مسلم الثبوت استاد مانے جاتے تھے۔
دنیاوی اہم معاملات مین یہی ایک علم تھا جس سے مدد لیجاتی تھی اور کامیابیان حاصل کی جاتی تہین۔
سکندر جو روے زمین کا شہنشاہ تھا اوس کا زمانہ اِس علم کے فاضلون اور قابلون کے لیے مشہور رہے اوس کے دربار مین بڑے بڑے نجومی اور حکما بڑے بڑے عہدون پر مقرر تھے اوسکا مبارک عہد جو ارسطو کے ایسے نامور اور دانشمند وزیر کے ساتھہ گذرا ہے دنیا کی تاریخ مین ملک گیری اور علوم کی ترقی کے لیئے معروف و مشہور ہے۔
ارسطو جو آجتک اپنا اعلی و افضل فلسفہ ہم کو تعلیم دے رہا ہے ایک موقع پر جب سکندر نے ایران پر فوج کشی کا عزم کیا ہے اوس نے نہایت کار آمد صلاح سکندر کو دی تھی جو ایک مختصر کتاب ہے مین اوس کی چند سطرین مناسب مقام جانکر نقل کرتا ہون جسکی نسبت خود سکندر کہتا ہے کہ میری کامیابی کا اصلی ذریعہ ارسطو کی راے خصوصاً مندرجہ ذیل صلاح ہوئی ہے۔
"اے بادشاہ تجھہ کو لازم ہے کہ نجوم سے مدد حاصل کرنے کا عمل کر کیونکہ بغیر امداد نجوم کے کوئی کام درست نہین ہوتا ہے اِس واسطے کہ نجوم تدبیر دنیا کے اصل مدّبر ہین اور انہین سے یہ عالم قائم ہے۔
ایران پر عطارد کی سلطنت ہے۔ اوس کے لیئے مدّبر زہرہ ہے اور اوسکی طرف ناظر مشتری او اوس کا مخالف زحل اور بیماری و تکالیف مین مبتلا کرنے والا وہان کے حیوانات و نباتات وغیرہ کو مریخ ہے اور اوس کا دفع کرنیوالا آفتاب اور

اوس کی دولت کا بچانیوالا قمر ہے۔

پس فارس پر اِن سات ستارون سے ہر ایک کو وہان کی دولت اور تمام اشیا مین تاثیر کرنیکی بادشاہت ہے۔

عطارد فارس پر تیزی - خونریزی - قلم اور کتابت کا فیض پہونچاتا ہے۔

زہرہ آسایش اور کہانے پینے کی تدبیر کرتی ہے۔

مشتری فہم وعلم کی نظر سے اوس کی طرف ناظر ہے۔

زحل وہان کے باشندون کا مخالف ہے۔

مریخ اون کے مزاجون کو بیماری مین مبتلا کرتا ہے۔

آفتاب اِن بلاؤن کو جو مریخ پہونچاتا ہے دفع کر دیتا ہے۔

قمر اون کی دولت اور ملک کو قائم رکہتا ہے۔

اے بادشاہ - تو زحل اور اوس کی روحانیت کی تدبیر کر اِس طریقہ سے تو ایران پر غالب ہوگا۔،،

الغرض نہ صرف ایک ارسطو بلکہ صدہا حکما کے اقوال اِس امر کے ثبوت مین دیکہے جاتے ہین کہ اجرام فلکی کی تاثیرات دنیا پر بکثرت ہین۔

اِن تاثیرات سے انکار کرنا یا اِن کو محض توہمات جانکر فضول تصور کرنا یہ ہماری کوتہ اندیشی ہے۔ اور اِن حکما کے خیالات - اقوال - اور تجربات کو لغو سمجہنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ علم نجوم جسنے گذشتہ صدیون مین بہت کچہہ عروج پایا جس سے بڑے بڑے حکما نے اپنے

مقاصدین کامیابیان حاصل کین محض غلط کیونکر ہوسکتا ہے۔

اگلے واقعات اور حکایتین جن سے اس علم کی صداقت اور مفید نتائج کا پتہ چلتا ہے مصنوعی اور بے اصل کس طرح ہوسکتے ہین۔

وہ خیالات جو صدہا سال پیشتر ارسطو۔ بقراط۔ سقراط۔ اور افلاطون کے دماغون مین جاگزین تھے آج ہمارے دماغ اون سے خالی ہین کاش اگر وہی خیالات ہمارے دماغون مین ہوتے تو ہمارا دماغی پیداوار ان سے کم قیمت نہین ہوسکتا تھا۔

شعرا جو قدیم زمانے سے شب وصل کی تنگی۔ شب فراق کی درازی۔ زمانہ کے مصائب عشاق کی بیکسی۔ بے بسی۔ اضطراب۔ اضطرار۔ مدہوشی۔ بیخودی۔ اور معشوق کے نازوانداز معشوقانہ کو فلک کی گردش اور اپنی تقدیر کی برگشتگی سے منسوب کرتے آئے ہین اون سے اونکی شاعری مہمل اور فضول جان لی گئی حالانکہ یہ امور آخر صدیون مین ایران اور اُردو شاعری کا مذاق تصور کرلیے گیے ورنہ غور کیا جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ اس مذاق کی بنیاد یونان کے ہمس اور ہومر وغیرہ شاعرون نے ڈالی جو کمال معتقد علم نجوم کے تھے۔

اولاً اس قسم کے مضامین اون قابل قدر شعرا کی زبان سے ادا ہوے جو مختلف علوم مین کامل ہونے کے سوا علم نجوم مین اعلی قابلیت رکھتے تھے مگر ایرانی شاعرون نے جو ان باتونکو مذاق سخن سمجھے ہوئے تھے ڈفالیون کی طرح بے تال وسر گانے لگے اونہون نے اپنی شاعری کی آرایش وزیبایش تصور کرکے ہر بونگ مچادی اور اس قدر شور وغل مچایا کہ آسمان کو سر پر اوٹھالیا۔ انہین کی دیکھا دیکھی ہمارے ہندوستانی شعرا بھی آنکھین بند کرکے ساتھ ہولیے۔

ایران کو ایسی شاعری اوسوقت سے سوجھی جب سکندر اعظم نے ایران کو فتح کیا یا بعد کو
جو تعلقات یونان اور ایران کے درمیان ہوے انہین اوقات مین ان لوگون کی تقلید کی
اور ان مضامین کو اہل یونان کی شاعری تصور کر کے اپنے کلام کا حسن ہی جان لیا کہ جہانتک
ہوسکے فلک کے جور وظلم کی شکایت کرو۔

الغرض یونان بڑے بڑے علما وحکما ونجومیون کا سب سے پہلا گھر تہا۔ نجوم کا آفتاب
اس سرزمین مین کمال تیزی اور روشنی سے چمکا اور ساری دنیا اسی آفتاب سے منور ہوئی۔
اب یہ وہ وقت ہے کہ علم نجوم خاک مین مل گیا اوسکی جانب سے لوگون کو اعتقاد اوٹہہ گیا
چند ٹوٹے پہوٹے نجومی معمولی اصول نجوم لے بہاگے ہین اور اناپ شناپ پیشین گوئیون سے
نافہمون اور جاہلون کا دل خوش کر دینا اپنا ذریعہ معاش سمجہنے لگے ہین ان کے سوا اگر تلاش
کیا جائے تو ہندوستان مین ایک بہی نجومی نہ دکہائی دیگا۔

ہان صرف وہ چند جوتشی برہمن جو پرانے مندرون یا قدیم تیرتھ گاہون مین پڑے ہوے
گوشہ عافیت مین اپنی زندگی بسر کر رہے ہین اس وجہہ سے گویا اونکا عدم و وجود یکسان ہوگیا ہے
جنتری علم نجوم کے نتائج مین ایک بہت بڑا مفید نتیجہ خیال کیا جاسکتا ہے اوقات کے تفصیلی
حالات سیارون کے مقامات مہینون اور سنون کے ٹہیک ٹہیک حالات دریافت کرنیکا ایک
کارآمد ذریعہ ہے۔

جس قسم کے فوائد آج ہم کو جنتری سے حاصل ہین وہ علم نجوم کی صداقت کا کافی ثبوت ہوسکتے ہین
نظام شمسی نتائج قمری وغیرہ یہ علم نجوم کا پہلا سبق ہے۔ اگر صرف انہین دو ستارونکی تاثیرات

پر غور کیا جائے اور اوسکی تفصیل دریافت کیجائے تو بہت بڑا وقت اوسکی واقفیت کے لیئے درکار ہے - لیکن جسقدر نتائج ہمارے خیال مین ہین اور جن کو ہم صرف سُن سنا کر جان لیتے ہین اگر اونہین باتون کی طرف غور کیا جائے تو اوس کے فوائد بیشمار معلوم ہون گے -

یہ امر کہ ستارون کی مختلف تاثیرات کا روکنا البتہ دشوار ہے مگر ناممکن نہین -

فرض کرو کہ کسی سال کسی ملک مین قحط پڑنیوالا ہے تو جو شخص علم نجوم سے واقفیت رکھتا ہے وہ اس قدر محافظت اپنی بہر حال کرسکتا ہے کہ اوس بلا سے بچنے کیواسطے غلہ یکجا کرے یا کسی دریا کی طغیانی سے قوی احتمال ہے کہ کوئی شہر ڈوب جائیگا تو اس واقفیت سے وہ اپنے کو ہلاکت سے بچا سکتا ہے اس طرح پر کہ وہان کی سکونت چھوڑ دے -

یہ ادنی مثالین ہین جو بیان کی گیئن اگر زیادہ واقفیت کی ضرورت ہو تو اس علم کی کتابین دیکھو گو اسلامی کتب خانون مین کم ایسا سرمایہ دستیاب ہو سکتا ہے جو پورے طور پر حصول مقصد مین معاون ہو لیکن اسقدر فائدہ ضرور ممکن ہے کہ مصائب و مشکلات سے تحفظ کی تدبیرین کیجا سکین -

الغرض اس مین کوئی شک و شبہ باقی نرہا کہ علم نجوم بالضرور سچا علم ہے اور اجرام فلکی کی سعادت و نحوست یقینی ہے -

خلاصہ یہ کہ ہم کو لازم ہے کہ اپنی دنیاوی اہم ضرورتون مین ستارون کی گردش کو دیکھین اور کامیابی کیواسطے اچھی ساعت اور مفید تدبیرون کا خیال کرین تاکہ ناکامی کی دردناک ٹھوکر سے صدمہ نہ اوٹھانا پڑے - یہ غرض نہین کہ ہر کام مین پنڈتون اور نجومیون سے اوقات

دریافت کرتے رہین اور تمامتر اونہین احکام کے پابند ہو جائین جو کسی نجومی کی زبان سے
سنین یا یہہ کہ ہم خود نجومی نہین بلکہ اسقدر واقفیت حاصل کرنا ضروری تصور کرین کہ اپنی کامیابیون
مین ستارون کی روحانیت سے مدد لین اور منجملہ اور تدابیر کے ایک اعلی درجے کی تدبیر حصول
مقصد مین اس کو بھی جانین بلکہ کامیابی کا اصل الاصول خیال کرین -

شریف الدین

بقیہ مراسم شادی مسلمانان آگرہ

بیان رسوم متعلق برات

منہدی کی صبح یعنی ساچق کے تیسرے روز کو **برات** کہتے ہین - اس تاریخ مین کوئی خاص رسم ادا نہین کی جاتی سوائے اسکے کہ گیارہ بجے کے قریب نوشہ کے گھر سے بطور بہوڑا دلہن کے گھر کے کل مہمانون کے لیئے ایک دو دیگ کہانے کی آتی ہین ان مہمانون سے جو کچہہ کہانا بچ رہتا ہے وہ کنبہ مین تقسیم کر دیا جاتا ہے - بعض ناواقف اور جاہل یا مطلب کے جاہل دعوت ولیمہ بہی اسی روز کر دیتے ہین حالانکہ اوسکے کرنے کا حکم بعد نکاح ہو جانے کے ہے - قبل نکاح دعوت کرنے سے اون کا یہ فائدہ ہے کہ اسدن کی میہمانداری سے بچ رہتے ہین اور ایک یہ بہی فائدہ ہے کہ دعوت کے انتظار کی وجہ سے میہمان عقد کے بعد نہین ٹھہرتے جن کی میہمان نوازی کے بار سے یہ بچ جاتے ہین -

بہوڑا

دعوت ولیمہ

اس روز شام سے نوشہ کے مکان پر رقص و سرود کی محفل ترتیب دیجاتی ہے جسمین شرکت کے لیئے کل احباب کو بلایا جاتا ہے - شہر کے عمدہ عمدہ طائفون کا ناچ ہوتا ہے - نقال محفل کی زینت کو دوبالا کر دیتے ہین - یہہ بزم نشاط شام سے صبح تک برابر اسی حالت سے قائم رہتی ہے آدہی رات کے قریب دلہن والون کی طرف سے نوشہ کے لیئے ایک لباس جس کو برات کا جوڑا کہتے ہین آتا ہے - جسوقت یہ جوڑا دلہن والون کے گھر کشتی مین رکہا جاتا ہے اوسوقت اوس کشتی کو کہولکر مراسنون کے آگے رکہکر ٹونے گولے جاتے

محفل

برات کا جوڑا

ہین - جب وہ گا چکتی ہین تو پھر کشتی کو ڈہانک دیا جاتا ہے اور اوٹہاکر حجام کو دیدیجاتی ہے تاکہ وہ
اوس کو نوشہ کے گھر لیجاوے - جوڑے کی ہمراہی ہین دلہن کے بہائی بہنوئی وغیرہ رشتہ دار
بہی جاتے ہین - اِس جوڑے ہین ایک نہایت مکلف آراستہ زرق برق الخالق ایک سفید
جالی یا کسی اور اچھے کپڑے کا کرتا - ایک سُرخ رنگ کی پگڑی یا مندیل - ٹپکا کمر سے باندہنے کا
جس ہین کہ سُرخ پٹھے کی گوٹ لگی ہوتی ہے - نہانے کے لیئے ایک لنگی اور کہیسہ - ایک
جوڑا زردوزی کام کے ہندوستانی وضع کے جوتے کا - ایک تاش کا رومال - پھولون کا زیور
جس ہین طرہ اور بدہی بہی ہوتی ہے - اور ایک بہت نیچا سہرا سر سے قریب قریب پاون تک
پھولون کا جس کو بہاری سہرا کہتے ہین سر سے باندہنے کا شامل ہوتا ہے - ان سب چیزونپر
کہیلین اور بتاسے پڑے ہوتے ہین - اِس جوڑے کی کشتی کو محفل ہین لاکر رکہا جاتا ہے
اور کل حاضرین مجلس اوس کا ملاحظہ کرتے ہین بعدہ وہان سے اوٹہاکر گھر مین بہجوادیجاتی ہے
دلہن کے جو رشتہ دار جوڑے کے ہمراہ آتے ہین تھوڑی ہی دیر ٹھہر کر پہر واپس چلے جاتے ہین

بیب رسم

ایک رسم اِس موقع پر اور قابل ذکر ہے - کہ جب برات کا جوڑا دلہن کے گھر سے روانہ ہو چکتا
ہے تو دلہن کا باپ اپنی لڑکی کے ہاتھہ ہین چانولون کی بنی ہوئی پینڈیان اور کچہہ روپئے رکہتا
ہے اور یہہ الفاظ کہتا ہے کہ "اے لڑکی آج ہین تیرے فرض سے ادا ہوا" اسی طرح اور رشتہ دار
بہی اوس کے دودہ پینے کے لیئے کچہہ نقدی علی قدر حیثیت دیتے ہین اِس رسم کے وقت
اوسکو اوس کوٹھری کی دہلیز پر جس ہین کہ وہ مائیون بیٹھتی ہے بٹھایا جاتا ہے - پھر دلہن
کو رات ہی ہین سواسنین نہلاتی ہین جب نہلا چکتی ہین تو گھونگٹ کاڑہکر بغیر کسی کا منہہ دکہائے

ہوئے اوسی کوٹھری مین اوسکو لیجا کر بٹھا دیتی ہین - نوشہ کے گھر مین آجانے کے وقت تک اوس کو کسی کی صورت دیکھنے کا حکم نہین ہوتا -

نوشہ کو جوڑا پہنانا

ادہر نوشہ کے گھر برات کا جوڑا پہونچنے کے بعد نوشہ کو نہلانے کے لیے مع حجام اور چند قریب کے رشتہ دارون کے بلایا جاتا ہے جب حجّام نہلا چکتا ہے تو دُلہن کے گھر کی آئی ہوئی لنگی اوڑہا کر اوس کو ایک پلنگ پر سفید چادر بچہا کر بٹہاتے ہین - سوا اسی اوسی جگہہ اوسکو جوڑا پہناتے ہین - بہنوئی یا پھوپھا کے ذمّے سہرا بندی کی خدمت ہوتی ہے جسکا صلہ نوشہ کا باپ بقدر اپنی حیثیت کے اوس کو دیتا ہے - جب نوشہ کی آراستگی ہوچکتی ہے تو اوسکو باہر محفل مین لاکر بٹہا دیتے ہین اگر دولہا کمسن ہوتا ہے تو اوس کو فرط محبّت سے گود مین اوٹھا کر گھر سے باہر لیجاتے ہین - اوس وقت محفل مین جسقدر طوائفین موجود ہوتی ہین وہ سب باہم ملکر نوشہ کا سہرا گاتی ہین -

برات کا روانہ ہونا

قریب چار بجے صبح کے دُلہن کے گھر برات جانے کی طیاری ہوتی ہے - نوشہ کے مُنہہ پر محفل مین جانے سے پہلے ایک بہت نیچی معجہ* ڈالی جاتی ہے جو کہ نکاح کیوقت تک اوس کے مُنہہ پر پڑی رہتی ہے - نوشہ کو گھوڑے پر سوار کیا جاتا ہے اور کل حاضرین مجلس معیت مین ہوتے ہین - تاشے باجے اور آتش بازی بھی ہوتی ہے - طوائفونکو ڈولی یا کسی اور سواری مین علیحدہ روانہ کر دیا جاتا ہے - ایک خوان چھوہارون کا جو عقد ہونے کے بعد تقسیم کیے جاتے ہین ہوتا ہے ایک خوان مین دُلہن کے لیے پھولون کا زیور اور بیسے ہار وغیرہ جو شربت پلانے کے بعد مردون اور عورتونمین تقسیم کیے جاتے ہین ہوتے ہین مگر دونکو محفل مین لیجا کر

* عوام الناس کے محاورے مین مختصر مشہور ہے - ۱۲

بٹھایا جاتا ہے مگر نوشہ کے گھوڑے کو دلہن کے مکان کے دروازے پر کھڑا کرتے ہین۔اور دُلہن کے نہانیکا پانی جو کہ اتبک محفوظ رکھا تھا گھوڑے کے نیچے ڈالا جاتا ہے اور اُبلے ہوے چانولون کی بنی ہوئی گیند سواسنین آکر نوشہ اور اوس کے گھوڑے کو مارتی ہین۔بعض خاندانون مین خاص دُلہن کے ہاتھ سے اس گیند کو پہکوایا جاتا ہے۔

اس کے بعد نوشہ کو اوتار کر مکان کے اندر لایا جاتا ہے۔اوسوقت اوس کے سر پر اوسکی بہن جو پہلے سے آجاتی ہے اپنے سُرخ دوپٹے کا آنچل ڈالے رہتی ہے۔جس چوکی پر دلہن کو نہلایا گیا تہا اوسی پر نوشہ کو لاکر کھڑا کیا جاتا ہے۔مراسن اس وقت حضرت کے گلوے مبارک مین ایک کلاوہ ڈالکر ڈواتی ہے۔یعنی ٹونے گاتی ہے اور کہتی ہے کہ دیکہین کون اب آکر دولہا کو چہٹاتا ہے۔اسی حالت مین دُلہن کی طرف کی عورتین نوشہ کے کان کی لو مین سوہاگہ لگاتی ہین اور پس پشت ہینگ سلگاکر سونگھاتی ہین۔نوشہ کی سواسن مراسن کو کچہہ دیکر کلاوہ علٰحدہ کراتی ہے۔جب یہان سے اس طرح رہائی ہوئی تو نوشہ کو دُلہن کی کوٹھری کے دروازے پر لایا جاتا ہے اور وہین دُلہن کو بھی لاکر بٹھایا جاتا ہے۔درمیان مین ایک سُرخ رنگ کا دوپٹہ بطور پردہ روک کردیتی ہین۔دُلہن کے ہاتھون پر شکر رکھی جاتی ہے جس مین کہ تلی کے بیج بہی ملادیے جاتے ہین۔ہاتھون کو دوپٹے سے باہر نکالکر نوشہ سے اوس شکر کو چٹوایا جاتا ہے۔اور جو سہرا کہ نوشہ باندھے ہوتا ہے اوس کی ایک لڑی دُلہن کو دکھاتی ہین۔وہ دیکھتی ہے اور اوسی وقت سے وہ قید مرقومہ بالا دور ہوجاتی ہے اور اوس کو ہر چیز کی طرف نظر ڈالنے کا اختیار ہوتا ہے۔ان رسمون کے ختم ہونے کے بعد نوشہ

لی گیند

بانا اور
ں مین آنا

محفل مین جاتا ہے جہان کہ ناچ رنگ ہونے لگتا ہے۔

نکاح

تھوڑی دیر کے بعد قاضی کو نکاح کے لیئے بلاتے ہین اور رقص و سرود بند کرا دیتے ہین۔ نوشہ کے منہہ پر سے سہرے کو اوٹہا دیتے ہین ہاتہہ مین اگر کنگنا ہوتا ہے تو اوسکو علحدہ کر لیتے ہین اور جو پائجامہ خلاف شریعت کعبین سے نیچے تک ہوتا ہے تو اوس کو اوپر چڑہا دیتے ہین۔ احکام شریعت مبین کے مطابق گواہ شاہد مقرر کرنے کے بعد خطبہ نکاح قاضی پڑہتا ہے۔ اور حسب دستور نکاح عمل مین آتا ہے۔ اسوقت نوشہ کے آگے ایک کٹورے مین شربت جس مین کہ دلہن کے پہننے کی نتھہ پڑی ہوتی ہے رکہا ہوتا ہے یہ شربت اونہین بتاسون کا ہوتا ہے جو کہیلون کے ساتھہ نوشہ کے گھر سے آتے ہین۔ آدہا شربت نوشہ پی لیتا ہے اور آدہا گھر مین دلہن کے پلانے کے لیئے لایا جاتا ہے۔ نکاح کا دلہن سے اقبال کراتے ہین مگر وہ اوسکا کچہہ جواب بوجہہ شرم و حیا نہین دیتی مگر الخاموشی نیم رضا پر عمل کر کے اوس کو شربت پلا دیا جاتا ہے اور نتھہ اوس کی ناک مین پہنا دی جاتی ہے کیونکہ بغیر اسکے پہنائے ہوئے

نتھہ

کوئی نکاح عورتون کے قانون مین جائز تصور نہین کیا جاتا ہے۔ نکاح ہو چکنے کے بعد مجلس مین چھوہارے یا شیرینی تقسیم کر دی جاتی ہے اور اعلان کے لیئے تاشے بجوا دیے جاتے ہین۔

شربت

تھوڑے عرصے کے بعد شربت پلانا شروع کیا جاتا ہے۔ مہمانون کے گلے مین ہار ڈالے جاتے ہین اور عطر و پان سے اون کی خاطر کی جاتی ہے۔ شربت پینے کے بعد ہر شخص بطور شربت پلائی طشت مین کچہہ نقدی ڈالتا ہے جسکا بار نوشہ والون پر ہوتا ہے مگر وہ سب رقم جمع کر کے دلہن والون کو دیدیتے ہین مردون اور عورتون مین شربت ہو چکنے کے بعد کہانا کہلایا جاتا ہے

دعوت

سب سے پہلے ایک بہت آراستہ چوبہ نوشہ کے آگے رکھا جاتا ہے ۔علاوہ اقربا و اعزا دعو
کے شہر کے تمام فاقہ مست بفکر جو ایسی دعوتون کی فکر ہی مین لگے رہتے ہین آکر جمع ہو جاتے
ہین اور بیچارے غریب دُلہن کے باپ یا وارث کی طبلی اوڑا دیتے ہین ۔چندین شکل برائے
اکل کی ضرب المثل اوس وقت پوری پوری صحیح ہوتی ہے ۔جب کھانا کھایا جا چکتا ہے تو
ناچ ورنگ کے شوقین مجلس مین بیٹھ کر گانا سنتے ہین ۔اور ادہر عورتون مین مراسنین اپنا
راگ بلند کرتی ہین ۔

بیان جلوے اور آرسی مصحف کی رسم کا

قریب چار بجے شام کے نوشہ کو جلوے کے لیئے گھر مین طلب کیا جاتا ہے ۔یہ اوسی طرح
اپنی بہن کے دوپٹے کا آنچل سر پر ڈالے ہوئے گھر مین جاتا ہے وہان زمین پر ایک سفید
چادر بچھا کر اور پس پشت گاؤ تکیہ لگا کر بٹھایا جاتا ہے ۔اوس جگہ حضرت کے آگے ایک پتھر کا
چکلہ اور بٹّا رکھدیا جاتا ہے نوشہ کی سات سواسنین اوسی سوہاگ پوڑہ کو جو کہ ساچق مین نوشہ
کی طرف سے گیا تھا کھولتی ہین اور اوس کے اندر کی چیزون کو نکال کر چکلے پر رکھکر پسواتی
ہین ۔۔ وہ تبرکاً اپنے ہاتھ سے بٹّے کو ہلا دیتا ہے اور وہ ہی سواسنین اوس کو پیس دیتی ہین ۔
اس لفظ کو عورتون کی اصطلاح مین سروس* پیسنا کہتے ہین ۔ایک کٹورے مین شربت گھول کر
اور سُرخ نگینہ کی انگوٹھی اوس مین ڈالکر مراسنین اپنے سامنے رکھہ لیتی ہین ۔اور سروس
پیسنے کیوقت نوشہ کی سالیان اوس کی آنکھون مین سرمہ لگاتی ہین اور جو اُبٹنا کہ دُلہن کے
ملا جا چکا ہے اوس کو یکجا جمع کر کے آٹھہ چراغ اور شیر کی صورت جس مین کوڑیان لگی ہوتی ہین

سا نپیسنا

* یعنی سروخ ۱۲ ۔۔

پہناتی ہین۔ چراغون کو روشن کرکے اور اوس صورت کو چھاج مین رکھکر نوشہ کے سامنے لاتی ہین اور اوس سے اوس تمثال کیطرف اشارہ کرکے کہواتی ہین کہ "مین بھیڑ اور یہ شیر"۔ نوشہ کی ماں اس چھاج مین کچہہ نقدی ڈالکر واپس کردیتی ہے۔ اس کے بعد اوسی چوکی پر جسپر دُلہن نہاتی ہے نوشہ کو بٹھاتی ہین اور اوس چوکی کے پاس وہی پلنگ جو جہیز مین دیا جاویگا دلہن کے سواسی آکر سرہانہ شمال کی جانب کرکے بچھاتے ہین۔ اس پلنگ کو آراستہ کرنے کی خدمت دُلہن کی

پلنگ بچھانا

بہن یا بہاوج کے ذمے ہوتی ہے بعض جگہہ پلنگ بچھوائی بھی کچہہ دی جاتی ہے۔ اس پلنگ پر لاکر دُلہن کو بٹھاتی ہین اور نوشہ اور عروس کے بیچ مین ایک سُرخ دوپٹہ بطور پردہ کے حائل کردیا جاتا ہے۔ نوشہ کو کھیلین بتاسے دیے جاتے ہین اور مراسن اوس سے ڈہائی مین پیہ طلب کرتی ہے وہ دیدیتا ہے وہ یہ لیکر پلنگ پر بیٹھنے کی اجازت نوشہ سے طلب کرتی ہے اور بیٹھکر پھولون کا زیور دُلہن کو پہناتی ہے۔ اس کے بعد یہہ ہی مراسن سورۂ اخلاص وغیرہ پڑہ پڑہ کر دولہ کیطرف کھیلین بتاسے پھینکتی ہے اور نوشہ دُلہن کی طرف پھینکتا ہے اور بیچ کا پردہ اب الگ کردیا جاتا ہے۔ اور دولہ کو بھی پلنگ پر بٹھایا جاتا ہے مگر اس طریقے سے کہ سرہانے کی طرف دُلہن ہوتی ہے اور پائینتی کی طرف نوشہ۔ دُلہن کا رُخ مشرق کی طرف اور دولہ کا مُنہہ شمال کی جانب ہوتا ہے۔ مراسن دُلہن کے دونون شانون پر اور دونون کہنیون پر بتاسے رکہتی ہے اون کو نوشہ اپنے منہہ سے اوٹھاتا ہے پھر مراسن دو بتاسے دُلہن کے سر پر

نباتین چُنیا

رکہتی ہے اور نوشہ سے کہواتی ہے کہ "ہا ہا بیوی بتاسا" اگرچہ وہ بشرطیکہ نیا پہنس کر گھبرا نجاوے یہ الفاظ نہین کہتا ہے مگر اوس کا اشارہ کرنا ہی کافی سمجھا جاتا ہے اور بتاسے اوس کو دیدیے

جاتے ہین - دو بتاسے دلہن کے پاون کی اونگلیون پر رکھکر نوشہ کے ہاتھہ کی اونگلیون سے توڑوائے جاتے ہین - چنانچہ ان آٹھہ بتاسون کو دُلہن کے مختلف عضوہاے جسم پر رکھنے کو نو باتین چناّ عورتین اپنے محاورے مین کہتی ہین - اس رسم کے بعد نوشہ کی کمر کا پٹکا کھول کر دُلہن کے سر پر بطور پگڑی کے مراسن باندہ دیتی ہے اور دُلہن کے سر کو ہلاتی ہے پھر اوتار کر دولہ کو دیدیتی ہے بعدہ ایک دو منٹ تک دُلہن کی پشت پر نوشہ کا ہاتھہ رکھوائے رہتی ہے

آرسی مصحف — پھر آرسی مصحف کی رسم ہوتی ہے - جو رضائی یا غلاف جہیز مین دیا جاتا ہے اوس کو نوشہ اور دلہن کے اوپر ڈال دیتی ہین دونون کے درمیان مین آئینہ اور قرآن مجید رکھدیا جاتا ہے - اوس وقت نوشہ دُلہن کے داہنے ہاتھہ کی اونگلی مین ایک سُرخ نگ کی انگوٹھی پہناتا اور منھہ مین بیڑا دیتا ہے - تبرکاً سورۂ اخلاص بہی پڑہ لی جاتی ہے - پھر جو سب سے زیادہ آسودہ اور خوش قسمت سواسن ہوتی ہے وہ رضائی کے اندر نوشہ کو سب سے اول اپنا منھہ دکھاتی ہے اور رضائی الگ کرلیجاتی ہے نوشہ باہر چلا جاتا ہے اور دلہن کو پھر کوٹھری مین اوٹھا کر لیجایا جاتا ہے -

جہیز — ان سب کے بعد وداع کی طیاریان شروع ہو جاتی ہین - جہیز باہر نکالا جاتا ہے اور اوسکی ایک فہرست طیار کرکے نوشہ کے باپ کو دیدیجاتی ہے - جہیز کے پلنگ پر دُلہن کا پُر تکلف دوپٹہ جو اوس کے برات کے جوڑے مین ساچق کے روز آتا ہے آرایش کے لیئے ڈالدیتے ہین -

وداع — اس وقت دلہن کے پاس جاکر سب عورتین اوس سے گلے ملکر روتی ہین اور دُلہن خود بہی خوب چیخین مار مار کر روتی ہے - یہ ہو چکنے کے بعد نوشہ کو گھر مین پھر بلوایا جاتا ہے اور چوکی پر

کھڑا کر کے دودھ پلایا جاتا ہے - آدہا دودہ نوشہ پی لیتا ہے باقی کا آدہا بچا ہوا دُلہن کو پلاتی ہین - وہ ہی نقد روپیے جو شربت پلائی کے دولہ والے دلہن والون کو دیدیتے ہین اسوقت دلہن والے کچہہ اپنی طرف سے اور ملاکر نوشہ کے ہاتہہ پر بطور سلامی کے رکھدیتے ہین - دلہن کا بہائی ایک سہرا ودعگی کا نوشہ کے سر پر باندہتا ہے اور نوشہ کے سلام کرنے پر ایک روپیہ یا کچہہ زیادہ اوس کے ہاتہہ پر رکھدیتا ہے پھر دُلہن کے اور عزیز علی قدر حیثیت کچہہ نقدی نوشہ کو دیتے ہین - یہہ سہرا اسقدر نیچا ہوتا ہے کہ پاؤن تک اوس کی لڑیان پہونچ جاتی ہین - اِس رسم کے ختم ہونے پر نوشہ دُلہن کو اپنی گود مین اوٹہاتا ہے اگر وہ کسی وجہہ سے معذور ہووے تو اوسکا کوئی عزیز قریب کے رشتے کا اوس کو اوٹہاکر پالکی مین لاکر بٹہا دیتا ہے دُلہن کے ہمراہ پالکی مین نوشہ کی بہنین بہی بیٹھہ جاتی ہین جنکی تعداد دو سے لیکر چار تک ہوتی ہے دُلہن کے دوپٹے کے چارون کونون کو اِس طرح باندہتے ہین کہ ایک کونے مین پان کے بیڑے کی دوسرے مین ایک اکبرآبادی پیسے کی تیسرے مین تھوڑے چانولون کی اور چوتھے مین ہلدی کی ایک گرہ کی گانٹہہ ہوتی ہے - پالکی کے اوپر بطور صدقہ کسی قدر چانول کچہہ گُڑ اور تھوڑے پیسے رکھدیتے ہین جسکے مستحق نوشہ کے گھر پالکی اوترنے کے وقت کہار ہوتے ہین -

جب سب رسوم پوری ہوچکتی ہین تو نوشہ گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہے تاشے باجے بجنے شروع ہوجاتے ہین - جلوس اِس ترتیب سے بازار مین ہوکر نکلتا ہے - کہ اول تاشے باجے اور دیگر نمایش کی چیزین پھر نوشہ اور اوس کے ہمراہی - اوس کے بعد دُلہن کی پالکی - پھر جہیز کا

برات کی رخصت

پلنگ اور دوسری چیزین متعلق جہیز کے ہوتی ہین سب سے اخیر مین کچھہ دیگین کھانے کی ہوتی ہین
جوکہ دلہن والے نوشہ کے میہمانون کے شام کے کہانیکے لیئے بہیجتے ہین - بازارین سب
لوگون کو نوشہ برابر سلام کرتا ہوا جاتا ہے اور صدقہ بہی برابر جاری رہتا ہے - جب جلوس
مکان پر پہونچتا ہے تو تاشا باجا بند ہو جاتا ہے اور پالکی لاکر نوشہ کے گھر کے دروازے پر
رکھی جاتی ہے - اسوقت نوشہ کا کوئی رشتہ دار دُلہن کے پانون دودہ سے دہوتا ہے اور پھر
دولہ یا کوئی اور قریب کا رشتہ دار گود مین اوٹھا کر دُلہن کو لاتا ہے راستے مین دُلہن کی بہن
یعنی سواسن اپنا دوپٹہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہے اور کہتی ہے کہ ”جبتک میرا نیگ نہ ملے گا
اوسوقت تک مین دُلہن کو اندر گھر مین جانے ندونگی“ - جب نوشہ بقدر اپنی حیثیت کے اوس کو کچھہ
دیدیتا ہے جب وہ اوس کو اندر جانے دیتی ہے - دُلہن کو اوسی جہیز کے پلنگ پر لیجا کر
بٹھایا جاتا ہے - اس عرصے مین کل سمدہنین دُلہن کے گھر سے واپس آجاتی ہین -

نے سے

جب سونے کا وقت قریب ہوتا ہے تو نوشہ اور عروس کو کہیر کھلائی جاتی ہے - جو کہ خاص
نوشہ ہی کے گھر مین پکتی ہے - دولہ اور دُلہن آمنے سامنے بٹھائے جاتے ہین سات مرتبہ
نوشہ اپنے ہاتھہ سے دُلہن کو کھلاتا ہے اور اسی طرح سات مرتبہ دُلہن کی ہتیلی پر کہیر رکھکر دولہ
کو چٹوائی جاتی ہے - اس رسم کے ہو چکنے کے بعد خلوت ہو جاتی ہے -

بیان رسوم متعلق چوتھی وچالاوغیرہ

دوسری صبح کو دُلہن کے بہائی یعنی سواسی اپنی بہن کے لیئے مالیدہ - شیرینی - اور

مالیدہ وسٹورا کا

پھولون کا زیور لیکر اپنے بہنوئی کے گھر آتے ہین - تھوڑی دیر کے بعد ایک سفید چادر بچھا کر دولہ دُلہن کو پھر آمنے سامنے بٹھاتے ہین - جب دلہن کو پھولون کا زیور پہنایا جا چکتا ہے تو نوشہ اوس کو اپنے ہاتھہ سے مالیدہ کے سات لقمے کھلاتا ہے - اسی طرح سات لقمے دلہن کے ہاتھہ پر رکھکر نوشہ کو کھلائے جاتے ہین - پھر ایسے ہی بعض جگہہ علاوہ مالیدہ کے سٹورا بھی کھلایا جاتا ہے - یہ سٹورا یعنی حلوائے مرغن ہمیشہ شب زفاف کے دوسرے دن دونون دولہ اور دُلہن کو کھلایا جاتا ہے - اگر شادی نابالغی مین ہووے یا کسی اور وجہہ سے چند عرصہ تک نوشہ کو خلوت کا موقع نہ ملے تو جس رات کو ایسا اتفاق ہوگا اوسی کے دوسرے دن یہہ سٹورا کھلایا اور کنبے مین تقسیم کیا جائے گا - اس رسم کے ہوچکنے کے بعد نوشہ کھڑا ہو جاتا ہے اور دُلہن کو اوسکے بہائی اپنے ہمراہ لیجاتے ہین - اس سے قبل اسی روز نوشہ کے باپ یا اور قریب کے رشتہ دارون کی طرف سے دُلہن کے مُنہہ دیکہنے یا اس نام سے موسوم کرکے دُلہن کو نقدی یا زیور دیدیا جاتا ہے - جو جلیبیان کہ دُلہن کے بہائی اپنے ساتھہ لاتے ہین انکو ایک سوے کے رومال مین باندہ کر دُلہن کو دیدیتی ہین - شام کے وقت نوشہ کو چوتھی کی

چوتھی

رسم ادا کرنے کے لیئے بلایا جاتا ہے - اس رسم پر بعض لوگ نوشہ اور اوس کے رشتہ دار مرد و زن کی بڑی دہوم سے میہمانداری کرتے ہین - بعض غریب صرف نوشہ ہی کو بلا لیتے ہین جسکے ہمراہ ایک سواسن اور دو تین گھر کے لڑکون کا ہونا ضرور ہوتا ہے - شیرنی - پھولون کے زیور اور فصل کی ترکاریون خصوصاً گگڑیون اور بیگنیون کے علاوہ پھولون کی بنی ہوئی چار گیندین اور چار چھڑیان بھی نوشہ اپنے ہمراہ لیجاتا ہے - بعد نماز مغرب زمین پر نوشہ اور دُلہن دونون کو

مقابل مین بٹھا کر اول دُلہن کو پھولون کا زیور پہنایا جاتا ہے - اوس کے بعد ایک طباق مین
کھیر پکا کر جسکو سنکورے کہتے ہین دونون کے درمیان مین رکھی جاتی ہے - اول نوشہ اپنے ہاتھہ
سے مقررہ قاعدے کے موافق دُلہن کو سات لقمے اس کھیر کے کھلاتا ہے پھر دُلہن کی ہتھیلی
پر رکھکر نوشہ کو بہی سات مرتبہ دُلہن کے ہاتھہ کی ہتھیلی پر سے کھیر چٹوائی جاتی ہے - جو کچھہ کہ
بچ رہتی ہے وہ اوسی جگہہ سے سوا سیون اور سوا سنون کو تقسیم کر دیجاتی ہے - جب طباق
خالی ہو جاتا ہے تو دونون دولہ اور دُلہن کے ہاتھہ اوسی طباق مین دُہلائے جاتے ہین - پھر
چار کچے پیسے یعنی اکبر آبادی پیسے کچھہ پان اور وہ کل چیزین جو کہ دُلہن کے دوپٹے کو نوئین
وداع کے وقت اوس کے گھر سے باندہ دی گئی تہین اس طباق مین کھولکر ڈالدی جاتی ہین
اگر ہاتھون مین کنگنا بندھا ہوتا ہے تو اوس کو بہی اسی طباق مین کھول کر ڈالدیتی ہین - ان
سب چیزون کے دو برابر حصّے کیے جاتے ہین - آدہا دُلہن کے دونون ملے ہوئے ہاتھون پہ
رکھتے ہین اور دوسرا آدہا نوشہ کے ہاتھون پر - تھوڑی دیر ہاتھون پر رکھنے کے بعد دونون
پھر اوسی طباق مین ان چیزون کو ڈالدیتے ہین - جسمین کہ پھر ان کو ملا کر آدہا آدہا کر کے موجودہ
عورات اون دونون کے ہاتھون پر رکھدیتی ہین - وہ ان چیزون کو پھر طباق مین ڈالدیتے
ہین غرضکہ سات مرتبہ یہی عمل کیا جاتا ہے - اسکے بعد طباق کو درمیان سے اوٹھا لیا جاتا ہے
پھر ترکاری لائی جاتی ہے - سات قسم کی ترکاری نوشہ کے آگے اور سات قسم کی دُلہن
کے آگے رکھی جاتی ہے - نوشہ اور دُلہن دونون کے ہاتھون مین پھولون کی چھڑیان
دیدیجاتی ہین - نوشہ اپنے ہاتھہ سے دُلہن کے دونون شانونکو اوس چھڑی سے چھوتا ہے -

چوتھی کی کھیر

چوتھی کھیلنا

اور دُلہن کی سواسنین دُلہن کی طرف سے نوشہ کو اوسی کے ہاتھہ سے چہوا دیتی ہین - جب دونون آپس مین اِن چہڑیون اور ترکاریون سے کہیل چکتے ہین تو پھر سواسنین آپس مین خوب چوتہی کہیلتی ہین - اِس کے بعد نوشہ اپنے ہاتھہ سے دُلہن کے سر کی چوٹی کہول دیتا ہے - اور سواسنین اوسکو اوٹہا کر اندر آراستہ کرنے کے لیئے لیجاتی ہین - اسکے بعد نوشہ اور مہمانون کو کہانا کہلایا جاتا ہے - جب کہانے سے فارغ ہو چکتے ہین تو سب مع دُلہن کے گھر واپس آجاتے ہین

چوتھی کی رخصت

نوشہ کے ہمراہ دُلہن کے گھر سے پہیکے پکّے ہوے چانولون کا چوبہ - اور دُلہن کے ساتھہ گرڑ - چانول - کچہہ نقدی اور ایک نہایت نفیس پہننے کا جوڑا بہیجا جاتا ہے - پس اِس طرح سے چوتہی کی رسم بہی ختم ہو جاتی ہے -

چالے

اسکے بعد چالے شروع ہوتے ہین - دو - چار اور آٹہہ روز کا ایک چالا متصور ہوتا ہے - تعداد چالون کی کل چار ہوتی ہے - ایک دو تو خود ہی ماں باپ اپنے گھر مین اور اپنے خرچ سے کرتے ہین اور دو تین قریب کے رشتہ دار کر دیتے ہین - جن کو زیادہ مقدرت ہوتی ہے وہ مہمانداری کرتے ہین ورنہ صرف دولہ اور دُلہن ہی کے بلا لینے پر اکتفا کرتے ہین - نوشہ کچہہ شیرینی اپنے ہمراہ لیجاتا ہے - اور دُلہن ہر چالے پر وہی سوسے کے رومال مین بندہی ہوئی جلیبیان لیجاتی ہے جنکو کہ واپسی کے وقت وہ پھر ساتھہ لے آتی ہے - جب نوشہ اور اوسکے ہمراہیان کہانے وغیرہ سے فارغ ہو چکتے ہین تو مع دُلہن کے گھر واپس آجاتے ہین - واپسی کے وقت اوسکی طرف سے جس نے کہ چالا کیا تہا دولہ کو مٹہائی وغیرہ کا چوبہ اور دُلہن کو ایک پہننے کے لیئے جوڑا کچہہ نقدی اور گرڑ چانول دیے جاتے ہین - اِس اناج کو جسین

کہ اکثر چنے کی دال بھی شامل ہوتی ہے اور اوس نقدی کو جو دُلہن کے میکے یا میکے والونکی طرف سے دُلہن کی سسرال مین آتی ہے **سیدا** کہتے ہین - یہ سیدا دُلہن کے میکے سے چند سال تک ہر تیوہار پر ہمیشہ آتا رہتا ہے - عید کے سیدے مین بجاے چانول چنے کی دال یا آٹے کے زیادہ تر سویون کا رواج ہے - اگر شوہر کے کنبے مین کسی جگہہ یہ دُلہن اول مرتبہ شادی یا غمی کسی رسم مین جاویگی تو اوس گھر والے پر یہ امر لازمی ہوگا کہ وہ اسکے لیے جوڑا یا صرف دوپٹہ اور کسی قدر شیرینی کا چوبہ بناکر ضرور بھیجے - اگر بیاہی ہوئی بیٹی کو میکے والے اپنے یہان بلاوینگے تو اون کو بھی سیدا اور دوپٹہ دینا ضرور ہووے گا

دُلہن کے آنے جانے پر ایام و شہور کا لحاظ

شادی ہونے کے ایک برس کے بعد تک دُلہن کے میکے اور سسرال مین آنے جانیکے لیئے مہینون اور دنون کا بہت بڑا خیال کیا جاتا ہے - محرم - صفر (تیرہ تیزی) اور شعبان (میرانجی) کے آدھے آدھے مہینے دُلہن کو اپنے میکے مین یعنی ماں ہی کے گھر پر صرف کرنے ہوتے ہین - اسی طرح محرم شب برات اور ہولی دیوالی وغیرہ تیوہار میکے ہی مین کرنے ہوتے ہین - رمضان شریف کے پورے مہینے تک میکے مین رہنا ضروریات سے ہے - اور کل عرصے مین نوشہ کو بھی بُلانا نحس سمجھا جاتا ہے - دُلہن کو عید الضحی یعنی بقرعید کا تیوہار آدھے روز اپنے گھر پر اور آدھے روز سُسرال مین کرنا ہوتا ہے - اسلیئے وہ اوس دن دوپہر کے وقت سسرال مین آجاتی ہے - دُلہن کے لیے عورتون کے قانون کے منشا کے مطابق یہ بھی ضرور ہے کہ وہ

ماہ ربیع الثانی اور شوال کی رویت ہلال اپنی سسرال ہی مین کرے - اسلیئے اوسکو بالکل آخر رمضان اور آخر ربیع الاول کی ۲۷ یا ۲۸ تاریخ کو اپنی سسرال مین آجانا ہوتا ہے - ان سب قواعد آمد و رفت کا لحاظ صرف ایک برس تک رہتا ہے پھر کوئی روک ٹوک کسی قسم کی آنے جانے مین نہین رہتی ہے - علاوہ ان قواعد آمد و رفت کے کچھہ عرصے تک نئی دُلہن کے تکلفات اور قواعد نشست و برخاست بہی حد درجہ عجیب و غریب ہوتے ہین - جسوقت سے کہ وہ وداع کے روز اپنی سسرال کی زمین پر قدم رکہتی ہے اوسیوقت سے وہ ایک ایسا لمبا گھونگٹ کہ جسکی چوٹی اوسکے پاؤن تک پہونچ جاتی ہے کاڑھکر یعنی اوڑہکر ایسا سر نیچا کرکے مٹہتی ہے کہ سر اور پاؤن مین شاید ایک بالشت کا فاصلہ بہی مشکل سے رہتا ہو - برس دو برس تک ہر وقت اپنی سسرال والون کے سامنے یہ گھونگھٹ کاڑہے رہنا ضروریات سے ہے - اگرچہ امتداد زمانہ کے ساتھہ اسکی لمبائی مین بہی فرق آجاتا ہے کہانے مین اسقدر تکلف ہوتا ہے کہ الامان - اپنے ہاتھہ سے تو یہ غریب معصوم دُلہن بالکل کہانا جانتی ہی نہین - دوسری عورتون کو اس بیچاری کو کہلانا ہوتا ہے پھر اوسمین بہی یہہ کیفیت ہوتی ہے کہ جب نوالہ مُنہہ مین دیا جاتا ہے تو کبہی ناک مین جاتا ہے کبہی نتھہ مین اٹکتا ہے کبہی آنکھون اور گالون اور ماتھے کو بگاڑتا ہے - غرضکہ عجیب دلگی ہوتی ہے - بڑی دقتون سے کہین خدا خدا کرکے ان بہو صاحب کے منہہ مین دو تین لقمے کہانے کے جاتے ہین - کہانے پینے نہانے اور دوسری حاجات ضروریہ سے فراغت حاصل کرنے مین اسقدر شرم کرنے اور اپنی جان پر ایسی سخت مصیبت اوٹہانے کیوجہہ سے اکثر یہ کمبخت جاہل اور نادان عورتین

گھونگھٹ

بیمار ہو کر مفت مین تکلیف اوٹھاتی ہین۔ ان بدنصیبون کے لیئے کچھہ عرصے تک سسرال بالکل مثل قیدخانے کے ہوتی ہے۔ اکثر خاندانون مین ایک یہ رسم بھی جاری ہے کہ جب کبھی دُلہن اپنے میکے سے سسرال کو آوے تو وہ اپنی مان یا عزیزونسے پہلے ملکر خوب رولیوے تب سواری یا ڈولی مین بیٹھے۔ ہر عورت کو اپنے شوہر سے دو تین سال تک عموماً کسی قسم کی بات اور لوگونکے سامنے کرنا نہایت زبون اور سخت بیحیائی مین داخل ہے۔ اگر کوئی عورت ان قواعد پر عمل نہین کرتی ہے تو وہ عورتونکے نزدیک بہت بڑی بیحیا اور بےشرم سمجھی جاتی ہے۔

شادی کے متعلق جسقدر رسوم کا حال کہ مجھکو اپنے ذاتی تجربہ اور تحقیق دقیق سے معلوم ہو سکا ہے اوسکو قریب قریب مین نے اپنے نزدیک نہایت شرح وبسط سے لکھدیا ہے و حتی القدور کسی ضروری رسم کو فروگذاشت نہین کیا تاہم عورتونکے غیر منضبط اور غیر محدود قوانین ہونیکی وجہہ سے مین بالکل اس امر کا دعویٰ نہین کرسکتا ہون کہ یہ میرا مضمون پورا اور مکمل ہے اب بھی اسقدر رسومات لکھنے سے رہ گئی ہین کہ جنکے لکھنے مین کئی اجزا سیاہ ہو جاتے مگر مین نے اونکو غیر ضروری سمجھکر اور نیز طوالت کے خیال سے اسجگہہ بیان نہین کیا ہے مگر یہ خوب یاد رہے کہ جو لوگ مفلسی کیوجہ سے شادیونمین فضول خرچی اور دہوم دہام نہین کرسکتے ہین وہ لوگ اگرچہ عقد شرعی کے نام سے اس ضروری کام کو سرانجام دے لیتے ہین۔ مگر سوا بازاری دہوم دہام زینت اور جلوس اور رقص و سرود تماشے باجے کے اونکے گہرونمین ان کل رسوم پر پورا پورا عملدرآمد ہوتا ہے یہ رسوم قریب قریب اس شہر کے کل مسلمان خاندانونمین علی العموم رائج ہین۔ اگرچہ بعض بعض تعلیم یافتہ اور متدین اشخاص انکے انسداد مین بہت کچھہ کوشش کر رہے ہین اور مین یہہ کہنے سے خوش ہون کہ وہ اس ضروری کام مین کسیقدر کامیاب بھی ہوے ہین۔ راقم ابوالقاسم محمد باسط علیخان
ساکن محلہ حکیمان شہر آگرہ

تذکرۃ المشاہیر

(سلسلہ کے لیئے نمبر ۶ - جلد ۶ ملاحظہ ہو)

بقیہ ذکر پامپی مینس

مجمع اراکین ثلثہ کے سبب سے جو **پامپی** نے اپنے لشکریون سے وعدہ کیا تہا اون کو زمین دیکر پورا کیا۔ **سینٹر** کے ساتھہ زیادہ ارتباط بڑہانے کے خاطر **پامپی** نے اوسکی بیٹی سے شادی کر لی اور جبتک وہ جیتی رہی دوستی برقرار رہی۔

اس تمام زمانے مین **سینٹر** وحشیان **گال** کے مطیع کرنے مین لگا رہا اور **پامپی رُوم** مین مقننین کی مجلس مین باہم رنجش ڈالتا رہا تاکہ وہ لوگ فساد پڑنے پر اوسکو اوس کے فرو کرنیکے واسطے طلب کرین۔ اور جیسا اوس نے منصوبہ کیا تہا وہ امرا کا سردار اور طرفدار بنایا گیا اور **سینٹر** سے بالکل تعلقات ٹوٹ گیے کیونکہ اوسکی جورو بھی یعنی سیزر کی بیٹی مر چکی تھی اور **کریسس** بہی مر گیا تہا۔

اوسکے خود مختار بنجانیکی متواتر کوششون کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیزر سے جہگڑا پیدا ہوگیا اور اسکو شکست ہوئی اوسکے بعد یہ مصر کو بھاگ گیا اور وہانکے بادشاہ کے وزیرون کے اشارے سے ۲۹ ستمبر کو ۴۸ برس پہلے مسیح سے مارا گیا جنکو آخرکار سیزر نے اوسکے خون کے انتقام مین قتل کروادیا۔

(سسرو مارکس ٹلیس ۱۰۶ - ۴۳ قبل مسیح)

یہ شخص **اپرینیم** کے مقام پر ۳ جنوری کو ۱۰۶ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا اور **رومیون**

مین نہایت ممتاز وکیل اور مدبر سلطنت ہوا ہے ابتداے عمر مین یونانی اور رومی استادون سے
اون تمام علوم کی عمدہ طرح سے تعلیم پائی تہی کہ جس سے آدمی فصیح اور بلیغ ہوجاتا ہے اور
وزارت کے عہدے کے واسطے جن سے جلا اور صیقل ہوتی ہے - اگرچہ اوسکے جوہر ذاتی
مین ایسا مادّہ نہ تہا کہ کسی چیز کو وہ ایجاد کرسکے اور نئی نکالے مگر اوسمین یہ عجیب کمال تہا کہ جن
باتون کو وہ سیکہہ لیتا اور جان جاتا تہا اون کو اس طرح ترتیب دیتا اور اپنے اپنے مناسب
مقامات پر رکہتا تہا کہ وہ نہایت دلچسپ ہوجاتی تہین اور جو سنتا اون کو مان جاتا اور دل سے
قائل ہوجاتا چونکہ اوسمین یہ قابلیت نہ تہی کہ فوجی اور ملکی معاملات مین پیشوا اور رہادی بنے
اس سبب سے وہ ایک سب سے بڑی دعویدار سلطنت **پاپی** کا رفیق بن گیا اور
اپنی عمر بہر ملکی کام کرتا رہا مگر بڑی ایمانداری اور راستبازی کے ساتہہ اور جتنے کام تہے
اون سب مین حب وطن کی بو آتی تہی اوسکی دلی خواہش یہ تہی کہ ملکی مجرمونکی شفاعت کرے
اوسکا یہ کام بہت ہی کم تہا کسی پر الزام لگانے مین پیشقدمی کرے چنانچہ اوسوقت کے
مناسب بہی یہی کارروائی تہی تاہم اوسکو سب سے پہلے کامیابی اوس مواخذہ مین
ہوئی جو اوسنے **ورس** پر ۷۰ برس پہلے مسیح سے لگایا تہا اس مقدمہ مین وہ اہل سسلی
کا وکیل تہا ۶۸ مین وہ پریٹیر وزیر اعظم مقرر ہوا اور اوسی سال مین اوسنے نہایت عمدہ
اسپیچ قانون منیلا پر دی جسکا یہ اثر ہوا کہ **پاپی** کو بے انتہا اختیارات مل گئے اور
متہریدیتس کے مقابلے مین اوسکو فوج کی سپہ سالاری دی گئی ۳۷ سمہ وا اوسکے
بعد کونسل اوسی وقت مقرر ہوگیا جبکہ **کیٹیلائن** شرکت کونسل سے الگ کردیا گیا چونکہ

کیٹیلائن کی سازشون کا اوسنے مقابلہ کیا اور نہایت کوشش اور جانفشانی سے اوسنے
آخر کار اوسکو شکست دی اسوجہہ سے ۶۳ برس قبل مسیح کے اوسکو ایک بہت بڑا خطاب
ابوالمملکت کا دیا گیا۔ چونکہ بعض لوگ اوس سے حسد کرنے لگے تھے اور لوگون سے اوسنے
اپنی ان محنتون کی ناشکر گذاری بھی سُنی اسپر وہ کونسل سے خود علحٰدہ ہوگیا۔ اس حسد
ورشک کا باعث دونون پامپی اور سیزر رہتے اور اوسوقت تک یہ اوسکے درپے
رہے جبتک کہ اوسنے استعفا نہ دیا لیکن استعفا دینے کے بعد اونہون نے اوسکے دشمنون کو
اور زیادہ اوسکے ساتھہ دشمنی کرنے کو نہ چھوڑا۔ اوس کے خود بخود استعفا دینے سے سسرو
کی ہمت کی کمزوری ظاہر ہوگئی اور اس سے زیادہ اوسوقت پر اور بھی سُبکی معلوم ہوتی
ہے جبکہ وہ پھر بلایا گیا اور اوسنے اوسپر بڑی خوشی وخورمی کی۔ لیکن اوسکے بعد گو اوسنے
حب الوطنی ہمیشہ کی مگر اراکین ثلثہ کا خلاف نہ کیا اور سیزر مصر کو چلا گیا تو اوس نے
ملکی معاملات سے تعلق بالکل ترک کر دیا سیزر کے قتل کی سازش مین وہ شریک نہ تھا۔
بلکہ اوسنے اکٹے ویس کی بہت بڑی طرفداری کی جبکہ اوسکا چچا مر گیا تھا اور مارک انٹنی
پر اوسکی طرفداری مین بڑا حملہ کیا اور خوب خوب اسپیچین کہین جو ابتک فلیپک یعنی اعتراضات
ملامت انگیز کے نام سے مشہور ہین سسرو ایسے زمانے مین تھا جب کہ حب الوطنی
کی کوشش اور طرفداری اوسکے کرنیوالے کے لیئے نہایت خطرناک ہوتی تھی وہ اس باب
مین اگرچہ بڑی احتیاط کرتا تھا مگر ملک کے فوائد سے ہرگز چشم پوشی نہین کرتا تھا اور جب موقع
ہوتا تو کبھی منہہ بند نہین کرتا تھا وہ شہری ہونے کی حیثیت سے بہت اچھا شہری تھا حب الوطنی

مین اپنے وطن کا سچا خیرخواہ تہا انسان ہونیکی حالت سے نہایت رقیق القلب تہا اوسکی
اخلاقی اور ذہنی عظمت اوسی زمانے مین نہ تہی بلکہ وہ اوسکی خوبی اور عمدگی آجتک دکہائی
دیتی ہے جو اوسکے بیشمار بیانات اور تحریرات مین موجود ہے انٹنی کے اشارے سے
۴۳ برس قبل مسیح کے مارا گیا۔

سیزر کیٹس جولیس (۱۰۰-۴۴ قبل مسیح)

۱۲ جولائی کو سو برس پہلے مسیح سے یہ قدیم زمانے کا سب سے بڑا آدمی پیدا ہوا جبکہ
قوم کے لیے ایک بڑا نازک وقت تہا تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ خداتعالی نے اس شخص کو ایسی
بڑی ذہنی قوت اسیواسطے دی ہے کہ ضرورت کے وقت کام آوے اور ہر ایک بات کو
پورا کرسکے روم کو اوسوقت ایسے آدمی کی بڑی ضرورت تہی کیونکہ اگرچہ اوسکی فوج زبردست
تہی مگر اوسکے شہری سردار عیش و عشرت مین نہایت مصروف ہوگئے تہے جو اوسکی سخت
کمزوری کا باعث تہا اور بڑے اختلال کی حالت ہو رہی تھی کہ سیزر دنیا مین آیا اور ایک
بہت بڑا عالیشان دل و دماغ لایا جسقدر بڑے آدمی دنیا مین گذرے ہین اون سب سے
زیادہ اوسکا مزاج مستقل تہا جو بات اوسکے سامنے آتی اور اوسمین اوسکی ضرورت ہوتی وہ
یقیناً اوسپر غالب ہوجاتا تہا۔ وہ بہت بڑا بے نظیر عالم تہا جو کتابین اوسنے لیٹن مین لکھی ہین
اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے اوس زبان کی صفائی اور پاکیزگی کو کمال پر
پہونچا دیا ہے اور عبارت ایسی سادہ ہے کہ کوئی مصنف اوس سے سبقت نہین لے گیا۔

سسرو ہی فقط ایک رومی ہوا ہے جو اوسکی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ کرتا تھا۔ جو دنیا
کی تاریخ مین بڑے بڑے جنرل گذرے ہین اون سے اگر مقابلہ کیا جائے تو اوسکی فوجی
تدبیرات کہین بڑھکر ہین کیونکہ اوسنے اوسوقت کی معلوم دنیا کو ہی فتح نہین کیا بلکہ تعریف
تو یہ ہے کہ بہت کم فوج سے فتح کیا کیونکہ رومی متفق اوسکے ساتھہ اس امر مین ضد کرتے
تھے اور اوسکی مشہور و معروف جنرل پامپی اور کاٹو سے بھی اوسکی جد و جہد رہتی تھی۔
ہم یہان سیزر کی تعلیم کا اس لیے بیان نہین کرتے جسکے سبب سے وہ ایک بڑا
مدبر سلطنت نہایت عمدہ سپہ سالار متقن مورخ ریاضی دان اور ماہر فن تعمیرات ہوا بلکہ ہم راستبازی
سے اور خوب یقین کے ساتھہ برخلاف روایت ہای مشہورہ کے کہتے ہین کہ انہین باتونکے
سبب سے وہ نہایت ہی اچھا سر بلند رئیس اور کفایت شعار ہوا ہے اور اپنے وطن اور
اہل وطن کا ایسا بڑا دوست تھا کہ اپنے ملک کی دوستی اوسکی اپنی ذات کی محبت سے
بڑھ گئی تھی اور مدبر سلطنت ایسا تھا کہ اوسکے کامون پر اگر اسوقت غور کرین تو معلوم ہوتا ہے
کہ نہایت ہی ملکی مصلحتون پر مبنی تھے اور ایسے تھے کہ اون سے نہ صرف روم کو فائدہ تھا
بلکہ ممالک مفتوحہ کے واسطے بھی نہایت مفید ہوتے تھے۔ فرانس اور انگلستان
کی تہذیب کی بنیاد اوسکے ہاتھون سے پڑی ہے اور آج اوسکے عمدہ کامون کے اچھے
اثر دکھائی دے رہے ہین اس فیاض مزاج عالیشان دانشمند شخص کا اپنے ملک اور نیز
تمام دنیا پر وہ بڑا احسان ہے کہ روم کو اختلال کیوقت مین جمہوری حالت سے نکالکر جبکہ
اندرونی خرابیون سے اوسپر تباہی آنیوالی تھی سلطنت شخصی کر دیا جسکے سبب سے اوسکی کمزوری

رفع ہوگئی اور ہر طرح کی تقویت اوسکو بہم پہونچی اور اس طرح سے پانچسو برس تک اوس
قوم کو دنیا مین تہذیب کا تخم بونیکے واسطے قائم رکہا جبکہ اوسنے روم پر پورا اختیار حاصل کیا
تو وہ اسلیئے نہ تہا کہ خود اوسکی بڑائی ہو بلکہ اسوجہ سے تہا کہ روم کی حکومت اچہی ہوجاوے
اوسنے مقننون کی تعداد بڑہادی تاکہ تمام ملک سے ہر قوم کے لوگ اوسمین شریک ہون۔
عدالتونکی اصلاح کی اور یہ قرار دیا کہ غریب لوگون کو بہی غلہ دیا جائے غلامون سے کہیتی کا
کام موقوف کرایا اور خانہ جنگیون مین بڑے بڑے اچہے کام کیے اور فریقین مین باہم صلح
کرادی اسنے علوم و فنون پہیلائے اور اپنے زمانہ کی عیاشی کو کم کیا اور کارتہج اور
کارتہہ کی تعمیرات جاری کین تاکہ غریب لوگ بہوکے نہ مرین اوسنے ۴۶ برس قبل مسیح
کے تقویم کی اصلاح کی اور نوے ۹۰ دن اوسی سال مین زیادہ کیے جسکا اصلاح یافتہ سن
گریگوری سیزدہم تک نہ بدلا یعنی سولہ سو برس تک قائم رہا۔ اوسنے قانون مین وہ
فقرات زیادہ کیے جس سے پامپی کو قزاقان بحری کے استیصال کرنیکے اختیارات
حاصل ہوے اور متہریڈیٹیس کی جنگ کا خاتمہ ہوا۔ اوسنے اپنے رقیبون پامپی
اور کریسس سے کبہی حسد نہین کیا البتہ جب پامپی کا حوصلہ حد سے بڑہا اور مجمع مقنن
نے اوسکی حمایت کی تو اوسنے اپنی حفاظت کی اوسنے گال۔ اندلس۔ پانٹس اور افریقہ
کو فتح کیا اور کلیوپاٹرا اور اوسکے بہائی کو مصر کے تخت پر بٹہایا۔ اوسنے لوگونکی عنایت سے
بڑے بڑے عہدے پائے یہان تک کہ ۶۳ برس قبل مسیح کے وہ سب سے بڑا مذہبی شخص
بہی مانا گیا اور ان سب عہدون مین اوسنے نہایت دانش اور انتظام کی خوبی دکہائی اور ایسی

کوشش کی کہ اوسکے ملک کی عزت اور حرمت برقرار رہے - اوسکے سب فوجی کام ۱۶ سال سے لیکر ۴۴ سال قبل مسیح تک کے درمیان مین ہوے - اوسکو ہمیشہ کیواسطے شہنشاہ کا خطاب ملا اور سکہ پر اوسکی تصویر بنائی گئی - اوسنے نہایت عمدہ عمارت سے شہر کو سجایا اور جابجا لعبت بنائے اور اپنی موت سے کچھہ روز پہلے اوسنے تجویز کی تھی کہ بڑی بڑی تعمیرات حفظ صحت کی غرض سے تعمیر کرائے تجارت اور روم کی تعلیم کو ترقی دے - وہ اپنے نفس پر اچھی طرح قادر تہا اور بہت بڑا بلند حوصلہ مگر اپنی ذاتی خواہشون کو عام لوگون کی ترقی مین کبھی دخل ندیتا تہا پوپ نے اوسکے اوصاف کا خلاصہ کیا ہے جسکا مطلب اس ایک اُردو شعر مین ظاہر ہوتا ہے -

کہان ہو ہر بشر مین ایسی ندرت	جہان اور نفس پر رکھتا تھا قدرت

یعنی جیسے وہ دنیا کا بادشاہ تہا اسیطرح سے وہ اپنے نفس کا بادشاہ تہا ایسے لوگ دنیا مین بہت کم ہوتے ہین ایک بدمعاشون کے گروہ کی تحریک سے ۵ تاریخ کو ۴۴ برس پہلے مسیح سے دو متعصب شخصون نے جنکا کام بادخوانی تہا اوسکو مار ڈالا جن سے بادخوانی کے بجاے یہہ یادگار رہگیا کہ اونہون نے ایسے شخص کو قتل کیا جو روم مین نہایت لائق اور بڑا شریف آدمی تہا اور جسکے برابر ان لوگون مین کوئی نہین ہوا - قاتلون کو اوسکے قتل سے کچھہ فائدہ نہوا سیزر اعظم کے وارث نے اپنے چچا کی مرضی کو پورا کیا اور روم کا اول شاہنشاہ بنا جسکا لقب اگسٹس تہا -

ہیروڈ اعظم (۷۲ سے ۴ برس قبل مسیح)

یہ شخص اسکیلن مین تقریباً ۷۲ برس قبل مسیح سے پیدا ہوا اور انٹنی پیٹر کا بیٹا تہا۔ بیشک نہایت جفاکش اور سفارت کے مقاصد سے آگاہ تہا لیکن اسکے ساتہہ بہت بڑا لالچی بہی تہا اور لالچ کے مقام پر کیسے ہی وحشیانہ اور ظالمانہ کام ہون کرنے سے نہین چوکتا تہا چنانچہ اوسنے اپنے بیٹون کو مار ڈالا اور اپنی جورو کو قتل کیا جسکا نام مارٹین تہا یہ بی بی نہایت خوبصورت تہی اور ایک بہت بڑی مذہبی گرو ہرکینیس کی دختر تہی حالانکہ یہہ کمبخت خود بہی اوسکو بہت ہی پیار کرتا تہا۔

اس شخص کو مزاجدانی مین کمال تہا اور وقت کے مناسب ایسا بن جاتا تہا کہ جس سے اوسکی باتون کا بڑا عمدہ اثر ہوتا تہا اسنے ۴ ہی خاصیت کے سبب سے رومی جنرلونکی اپنے اپنے وقت پر ایسی مدارات کی کہ کیسیس انٹنی اور کیٹویس اس سے راضی ہوئے اور بڑی کٹکے ملک یہودیہ کی اوسکو سلطنت مل گئی وہان پر اسنے بیت المقدس کی نہایت عمدہ طور پر دوبارہ تعمیر کرائی اور سلطنت کے بڑے بڑے شہرون مین معبد تماشا گاہین اور نہرین بنوائین جس سے یہودی لوگ اوسکے طرفدار ہو گئے۔ یہہ اپنے خاندان کا پہلا بادشاہ ہوا اور اگر پیا کا دادا تہا جس کو سینٹ پال نے عیسائی کرہی لیا تہا۔ اوسنے کریا کو پہر بنایا اور سیباسٹی نام رکہا اور اسٹرٹیو کے مینار کے چہوٹے سے قصبے کو ایک بہت بڑا بندرگاہ کرایا جسکا نام اوس نے سیزریا رکہا تہا۔ ۴ برس پہلے مسیح سے مرا اور اپنا نام جہان مین ایسا بدچہوڑ گیا جسکے معنی

آجکل ظالم اور بیرحم کے ہو گئے ہین۔

ورجل پبلیس ورجلبیس مارو۔(۷۰-۱۹ قبل مسیح)

ورجل لیٹن زبان کا بہت بڑا شاعر موضع انڈس مین قریب منیٹوا کے ملک گال مین پیدا ہوا تہا۔ اگرچہ یہ شاعر مزاج تہا لیکن اسمین بہت بڑا شک ہے کہ دنیا کی تاریخ مین یہ کوئی ممتاز اور نمود کا شخص ہوتا اگر یہ اوس زمانے مین نہوتا جسمین کہ پیدا ہوا تہا اور اون دو ناموروں سے امداد نہ ملی ہوتی جنھون نے کہ روم کی سلطنت کو بنایا اور قائم کیا اور جنکے سبب سے اوس زمانے کی تمام ذہنی قابلیتین سانچے مین ڈہالی گیئن۔

روم کی تاریخ کے ہی سبب سے ورجل کا یہان ذکر کیا جاتا ہے جولیس سیزر نے اپنی عالمانہ تحریکات سے جو چنگاری دہکائی تہی اوسکو آگسٹس نے پنکہا جہلکر روشن کیا اور خوب بہڑکایا یعنی اوسنے بڑی فیاضی کے ساتہہ اہل علم و ہنر کی قدردانی کی اور اوسکی قدردانی اور اوسکے وزیر میسیناس کی نوازش کا سبب ہے کہ جس سے ورجل نے لیٹن زبان کو وسعت دی اور خوبصورت کر دیا اور اپنے زمانے اور فطرت کا حال اوسمین لکہا جس سے نہ صرف ہمکو اوس سے دلچسپی ہے بلکہ جو علما ہم سے آگے ہوئے یا ہم سے بعد آوین گے اون کیواسطے بہی بڑی دلچسپی کی چیز تہی اور ہے ہومر اور ورجل یونان اور روم کے جو بڑے بڑے شعرا گذرے ہین اونکی لیاقت کی نسبت نکتہ چینیون کی کچہہ ہی رائین ہون لیکن ایک بات مین یعنی کونسا اپنی قوم کے لیئے نہایت مفید تہا یا یہ کہو کہ اس سبب سے دنیا کے واسطے اچہا تہا

سبکی ایک ہی راے ہے۔ اگر ہومر نہوتا تو بھی یونانی زبان ہمارے ملاحظہ کے واسطے اپنی کمال کی حالت مین ہی پہونچتی۔ لیکن اگر ورجل نہوتا تو لیٹن زبان کی خوبیان ہم کو دیکھنا نصیب نہوتین اور نہ اوسکے زمانے کے آدمیون کے حالات ہم کو معلوم ہوتے۔ اوسکی تعریف کرنیکے واسطے یہ کافی ہے کہ اگسٹس کے زمانے سے لیکر آجکے دن تک اوسکی کتابین ہمارے درس و تدریس مین داخل ہین۔ اوسنے زراعتی بیان مین جو نظم لکھی ہے نہایت ہی عمدہ ہے۔ جسمین اوسنے درختان ثمردار اراضی مزروعہ مخال کی مکھیون گھوڑون اور عام مویشی کا اس دلچسپی کے ساتھہ اور مفید طور پر بیان کیا ہے کہ وہ نہ صرف کاشتکارون کے واسطے ہی مفید ہے بلکہ ہر ایک اہل علم کو اوسکے دیکھنے سے لذت آتی ہے۔ اوسکی ایک اور مثنوی ہے جسمین چوپانی اور گلہ بانی کا بیان ہے اس نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دل کے حالات کو خوب سمجھتا تھا انسان سے اوسکو بڑی ہمدردی تھی اور اوسکے بیان مین ایک تعجب انگیز زور بھرا ہوا ہے اور زبان لیٹن مین اوسکو کامل دستگاہ ہے۔ ستمبر کے مہینے مین ۱۹ برس پہلے مسیح سے مرا لیکن اسوقت مین یعنی مرتے وقت وہ جس کتاب کو ناممکل سمجھتا تھا وہ سب سے بڑی کتاب ہے۔ اور نہایت دلپسند اور مرغوب الطبع ہے نہ اس سبب سے کہ اوسمین ذاتی خوبیان ہین بلکہ اسوجہ سے کہ اوسمین قومی حالات کا بیان ہے اور اوسمین مشہور و معروف لیٹن نسل کے بانی کی تاریخ لکھی گئی ہے اور اوسکے اقبال اور کامون کا ذکر کیا گیا ہے اور رومیونکے حالات لکھکر اوسمین یہ پیشین گوئی کی گئی ہے کہ اگسٹس بادشاہ کی تمام روے زمین پر ہمیشہ کو سلطنت رہے گی۔

میسیناس کیٹس سلنیٹس (۷۰ سے ۸ قبل مسیح)

یہ شخص تقریباً ۷۰ برس پہلے مسیح سے پیدا ہوا اور ہمکو یقین ہوتا ہے کہ جسوقت اکیٹویس نے نمود حاصل کرنا شروع کی اوسیوقت سے یہ بھی اوسکے متعلقین مین شامل ہوگیا اور عمر بھر اوسکا دوست رہا اور جو کام اور خدمت اوسکی اگریپا نے میدان جنگ مین کیے وہ اوسنے صلح کیوقت مین کیے ہین میسیناس فی الحقیقت سلطنت کے لیئے ایک اول درجے کا سفیر یا ایلچی تھا اور اسیکا سبب ہے کہ انٹنی کے بعد اگسٹس نہایت رحیم مزاج اور فیاض ہوگیا تھا جو کام بلا فوج کشی کے ہونے ممکن نہ تھے اون تمام امورات اور مشکلات کو یہی میسیناس اگسٹس کے عہد مین طے کیا کرتا تھا اور جب بادشاہ باہر کوہین جاتا تو روم مین یہی اوسکے بعد انتظام سلطنت کیا کرتا قدیم زمانے کے علم و ادب کا وہ ایک بہت بڑا مشہور و معروف مربی تھا اور اوسکی سرپرستی صرف اس سبب سے نہ تھی کہ وہ علم ادب کا دل سے بڑا شوقین تھا بلکہ اس سبب سے کہ اوسنے دیکھا تھا کہ بڑے بڑے شعرا کے سبب سے سلطنت کو تقویت اور قیام حاصل ہوتا ہے اور اگر کوئی نئی بات جاری کی جائے تو اوسکے ذریعے سے عام لوگ اوسکو پسند کرنے لگتے ہین۔ اوسکو ملکی معاملات مین کامل دستگاہ تھی اور اسیکے ساتھہ وہ اہل وطن کا حامی بھی تھا یہان تک کہ وہ جب عورتون کے ساتھہ عیش و عشرت مین مصروف ہوتا تھا تو اوسوقت بھی وہ امورات سلطنت کو نہین بھولتا تھا۔ اوسکو اپنے خاندانی مورثون کی بہت بڑی دولت ملی تھی اور اس سبب سے اوسکو علم و ہنر کے ساتھہ اپنا شوق پورا کرنیکے واسطے

کافی دسترس تھے اوسکا عالیشان مکان ابھی تک اسکوٹیلا ٹن پہاڑ پر باقی ہے یہی جگہہ ہے
کہ جہان ورجل اور ہاریس بیٹھکر اپنا وقت گذارتے تھے جنہون نے میسیناس کا نام
دنیا سے غیر فانی کر دیا ہے۔ اوسکا نام ہمیشہ قائم رہیگا جو ہر گھر مین اسوقت تک مشہور ہے جسکے
معنی سخاوت و فاداری اور مروت کے ہو گئے ہین میسیناس ۸ برس قبل مسیح کے مرا۔

کلیوپاٹرا (۶۹-۳۰ قبل مسیح)

یہہ عورت اس سبب سے مشہور رہے کہ اسکے زمانے مین جو نہایت بڑے آدمی تھے
اون سے اسکو کمال تعلق تہا جسکے سبب سے روم کے کامون مین اسکا بہت بڑا اثر ہوا
ہے مصر مین ۶۹ برس قبل مسیح کے پیدا ہوئی تھی اور ۳۰ برس پہلے مری خاندان ٹالومی کی
یہ سب سے آخر ملکہ تھی اسی پر وہ خاندان ختم ہو گیا۔ کلیوپاٹرا کی شہرت اوسکی خوبصورتی اور
حسن و جمال کے سبب سے تھی وہ آدمی کو ذرا مین فریفتہ کر لیتی تھی اوسکا یہ کمال جسقدر اوسکے بیعدیل
حُسن و جمال پر موقوف تہا اسیقدر اوسکی علمی اور ذہنی لیاقت پر بھی منحصر تہا کہتے ہین کہ وہ سات
زبانون مین کامل مہارت رکھتی تھی ۵۰ برس قبل مسیح کے اوسکے بہائی اور محافظین نے اوسکو
حکومت سے برطرف کر دیا تو وہ ملک شام کو چلی گئی اور یہ ارادہ کیا کہ کچھہ فوج جمع کر کے اپنا
ملک واپس لے مگر جب اوسنے دیکھا کہ سیزر پامپی کا تعاقب کرتا ہوا افریقہ مین آگیا
ہے تو کلیوپاٹرا نے اوس سے نامہ و پیام کرنا شروع کیا اور سیزر کو اپنے اوپر فریفتہ کر لیا
یہان تک کہ سیزر نے اوسکو امداد دی اور تخت سلطنت پر اوسکے چھوٹے بہائی کے ساتھہ

اوسکو بٹھادیا جسکے ساتھہ مصری دستور کے بموجب کلیوپاٹرا نے اپنا نکاح کرلیا تھا لیکن جب
سیزر افریقیہ سے واپس جانے لگا تو یہ بھی اوسکے ساتھہ روم کو چلی گئی اور اوسی جگہہ رہی
پر جب لوگون نے سیزر کو قتل کرڈالا تو فوراً مصر کو لوٹ گئی۔ اوسنے اگسٹس کی تخت نشینی
مین مدد دی لیکن یہ اوسکے لیئے بڑی خرابی کا باعث ہوئی کیونکہ جب انٹنی مصر کو گیا تو کلیوپاٹرا
نے اوسکی بی بی اگٹی ویا سے اوسکا دل پہیر دیا اور اپنے اوپر اوسکو فریفتہ کرلیا مگر جب اکٹیویس
اور انٹنی سے لڑائی ہوئی اور انٹنی کو مقام اکٹیم پر ۳۱ برس قبل مسیح کے کامل شکست
ہوئی تو چونکہ وہ لڑائی کیوقت بھاگ گیا تھا اور اس ذلت کے سبب سے وہ اپنا جینا پسند
نکرتا تھا اپنے آپ خودکشی کرکے مرگیا کلیوپاٹرا نے جب دیکھا کہ وہ اکٹیویس کو اپنے
قابو مین نہ لاسکی اور اب وہ قید ہوکر روم کو جائے گی اس بے عزتی کے سبب سے اوسنے
ایک زہردار سانپ سے اپنی تئین کٹوالیا اور مرگئی۔

ہاریس (۶۵-۸ قبل مسیح)

ورجل کے بعد لیٹن زبان کے شعرا مین یہ ہی سب سے بڑہکر مانا جاتا ہے وینوشیا
صوبہ اطالیہ مین ۶۵ برس قبل مسیح کے پیدا ہوا تھا اس شخص کا وجود زمانہ اگسٹس کی طرز
رفتار کا نتیجہ تھا اگر روم کا کوئی اور زمانہ ہوتا تو ہاریس سے شاعر کو کوئی بھی نہ پوچھتا اوسوقت
کی حالت اس ایسے شخص کے وجود کے لیئے نہایت موافق تہین اور زمانہ اشارہ کررہا تھا کہ اس
طرز مین یہ خیالات ظاہر کیے جائین۔

ایسے آدمی کا بیٹا جو پہلے غلام تہا اور سلطنت کے قیام سے پیشتر غالباً خود بہی غلام رہچکا تہا کب ہوسکتا تہا کہ اپنے خیالات کو اگر اوسکے دل مین کچہہ آتے تو علانیہ ظاہر کردیتا اور پہر سلامت رہتا ہان البتہ اوسوقت یہ ہوسکتا تہا کہ کوئی اوسکا دوست اوسکی سرپرستی کرتا جسکو اس بات کا شوق ہوتا کہ روم کے لوگون کی اخلاقی اور ذہنی ترقی کرے - ہارس کی قسمت اچہی تہی کہ اوس زمانے مین جبکہ روم مین اختلال پڑ رہا تہا تو اوسکے باپ کی آمدنی اچہی ہوگئی اور اس سبب سے روم اور یونان مین اوسکو اچہی تعلیم حاصل کرنیکا موقع ملا اور خزانے مین اوسکو ایک جگہہ مل گئی - اس موقع پر اوسنے اپنی پہلی نظم لکہی اور لوگون مین اوسکی شہرت ہوئی یہانتک کہ ورجل تک اوسکی خبر پہونچی اوسکو وہ ایسی پسند آئی کہ اوسنے میسیناس سے اوسکی سفارش کی جسکی سرپرستی مین وہ خود نہایت عیش وعشرت اور امن چین سے اپنی زندگی بسر کرتا تہا اور دیہات مین اپنے کام کے شغل مین شادمانی کر رہا تہا - ہاریس اپنے زمانیکے خیالی مضامین مین ہی دست قدرت نرکہتا تہا بلکہ وہ بشری طبائع کے میلان کا بہی عالم تہا اور انسانون کے باہمی تعلقات کو خوب پہچانتا تہا جن سے اوسکی تحریرات مین جان پڑگئی اور جس سے اوسکا تمیز اور ہجوگوئی کا کمال معلوم ہوتا ہے اور نیز تجربہ کاری امورات دنیوی کی ظاہر ہوتی ہے اور یہی سبب ہے کہ آجکل کی تہذیب مین بہی اوسکی قدر وقیمت بڑہتی جاتی ہے اوسکی غزلین لیٹن زبان کی شاعری کی نہایت عمدہ نمونے مین اوسکی ہجویات اور رسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا عمدہ آدمی تہا رسائل کی ایک عجیب نئی وضع ہے جس سے فلسفہ کی بوٹپکتی ہے اور لیٹن زبان کا کمال ظاہر ہوتا ہے کوئی شاعر زمانہ سلف یا حال کا اپنی

عادات واطوار کو ایسی صفائی سے نہین بیان کرسکتا ہی کہ جیسے اوسنے بیان کیے ہین اور اپنے زمانے کے ہر درجے کے لوگون کا ایسا حلیہ لکھا ہے کہ کیا کوئی لکھ سکتا ہے۔ اور اوسکی مشہور تحریرات جسمین اوسکے رسائل بھی شامل ہین ایسی ہین کہ جن سے خود اوسکی بہت عمدہ تاریخ ہمکو میسر آتی ہے۔

اگسٹس (۶۳ برس قبل سے ۱۴ء تک)

یہ پہلا شاہنشاہ روم کا ۲۳ ستمبر کو ۶۳ برس اول مسیح سے پیدا ہوا۔ اسکے باپ کا نام کیٹس اکیٹویس اور ماں کا نام اٹیا اسکی ماں جولیس سیزر کی بھانجی تھی۔ اوس کی ابتدائی تعلیم اوسکے بڑے ماموںکی زیر نگرانی ہوئی تھی جسنے اکیٹویس کو اٹھارہ برس کی عمر مین ماسٹر آف ہارس مقرر کرکے ایپرکم کے لشکر مین فوجی تعلیم حاصل کرنیکے کے لیئے بھیجدیا تھا۔ سپاہی اوس فوج کے اکیٹویس سے نہایت مانوس ہوگیے اور جب جولیس اوسکا ماموں مارا گیا تو اونہون نے درخواست کی کہ وہ اوسکو ہر طرح کی امداد دینے اور روم کو چلنے کے واسطے طیار ہین لیکن اس دانشمند لڑکے نے اونکو وہین چھوڑا اور آپ تنہا روم کو چلا گیا لیکن روم مین پہونچکر اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکا ماموں اسیکو اپنا وارث قرار دیکر مرا ہے اور ۱۹ برس کی عمر مین اوسکو جولین نسل کے اقبال و دولت کی ترقی دینے کا کام حوالے کر گیا ہے اکیٹویس کے رشتہ دارون نے منع کیا تھا کہ اس کام سے وہ الگ رہے مگر اوسنے نہ مانا اور ماموںکی وصیت کو بخوف دل سے تسلیم کرلیا۔ مارک انٹنی نے جسنے پہلے ہی سے سیزر

کے مال و متاع پر قبضہ کر لیا تہا کہ تخت اکیٹویس کی وراثت سے انکار کر دیا اور اوسکے
دعوون کو ہرگز نہ مانا - لیکن اس نوجوان نے اپنی لیاقت کے جوہر دکہائے اور کوشش کر کے
پریٹر یعنی وزارت کا عہدہ حاصل کیا اور اوس فوج کی سپہ سالاری کی حکومت پائی جسنے
اسکو امداد دینے کی درخواست کی تہی انٹنی سے جب میوٹنا کے مقام پر لڑائی ہوئی تو دونون
کونسل مارے گئے اور انٹنی شکست کہا کر بہاگا - اسوقت اکیٹویس ہی فقط مجمع مدبران پر
حاکم تہا اور وہ فوج جو اوسکی طرفدار تہی چاہتی تہی کہ یہ کونسل مقرر ہو - اس سبب سے یہ
کونسل مقرر کیا گیا بعد ازان اکیٹویس بظاہر انٹنی کے مقابلے کے واسطے چلا مگر درحقیقت
وہ چاہتا تہا کہ انٹنی اور لیپیڈس سے اتفاق ہو جایے کیونکہ وہ جانتا تہا کہ مجمع مدبران کا
اعتبار نہین سلطنت کو استحکام اوسیوقت ہوگا کہ اراکین ثلثہ دوبارہ مقرر ہون - چنانچہ
اکیٹویس اور انٹنی دونون متفق ہو گئے اور ملکر بروٹس کو جو ریپبلکن فوج کا افسر
ہو گیا تہا مقام فلیپسٹی پر کامل شکست دی اور ۴۲ برس قبل مسیح کے دوسرا مجمع اراکین
ثلثہ مقرر ہو گیا - اور اس اتفاق بڑہانیکی غرض سے انٹنی نے اکیٹویا سے جو اکیٹویس
کی بہن تہی شادی کر لی - یہ اتفاق صرف ۳۷ برس قبل مسیح تک رہا کیونکہ جب انٹنی
کلیوپاٹرا پر عاشق ہو گیا اور اکیٹویا کو اپنے پاس سے روم کو بہیجدیا اور خود مشرقی
ممالک مین رہکر ایسے کام کیے جن سے روم پر بڑی بدنامی آئی تو اکیٹویس سے پوری
دشمنی ہو گئی مگر اس زمانے مین اکیٹویس اٹلی مین اپنی حکومت جما رہا تہا اور چاہتا تہا کہ
کامل غلبہ اسکو حاصل ہو جایے - اوسنے سینرس کے قتل کا انتقام لیا اور مجمع مدبران

مین سے پورانے لوگون کو نکالکر نئے آدمی ایسے بھرتی کیے کہ اپنے ہاتھہ مین درحقیقت
ساری طاقت آگئی گو بظاہر خود مختار نہ تہا انٹنی کے کامون سے جو اوسنے مصر مین کیے
تہے مجمع مدبران کو سخت نفرت ہوگئی تہی اسلیے اونہون نے کلیو پاٹرا کے مقابلے
مین لڑائی کا اشتہار دیا اور اکیٹویس جواب تیسری بار موسم بہار مین ۳۱ برس قبل مسیح
کے کونسل مقرر ہوا تہا اوس فوج کا افسر مقرر ہوا جو اوسکے مقابلے کے واسطے روانہ ہوئی
جسنے جاکر کلیو پاٹرا اور انٹنی دونونکی فوجون کو جہازی لڑائی اکیٹیم پر شکست دی۔
انٹنی اسکے بعد خودکشی کرکے مرگیا اور اکیٹویس ہی اکیلا روم کا مالک رہگیا اور ۲۹ برس
قبل مسیح کے وہ اطالیہ کو واپس آیا اور روم مین پہونچکر جو بے قیاس دولت وہ مشرق کی
لوٹ سے لایا تہا اپنے ملک والون اور سپاہیون مین تقسیم کرائی جسکے سبب سے سب کے
دلون مین اوسکی پوری پوری جگہہ ہوگئی ۲۷ برس قبل مسیح کے مجمع مدبران نے اوسکو
اگسٹس کا خطاب دیا ۲۳ برس پہلے تمام عمر کے لیئے ٹریبیون مقرر کیا گیا اور ۱۲
برس پیشتر پانٹیفکس میگیمس یعنی امام الائمہ کا درجہ ملا اسطرح سے اوسکو ہر طرح کے
عہدے اور مراتب ملنے سے سب قسم کی طاقت اوسکے ہاتھہ مین آگئی اور یہ کچہہ اوسنے
زبردستی نہین لی بلکہ لوگون نے اوسکو خوشی سے دی۔ اوسنے بڑی دانشمندی کی اور
جمہوری سلطنت کا سا طریق رکہا باقاعدہ مجمعون مین کونسل مقرر کیے جاتے تہے اور ہر ایک
کام کے واسطے وہ ہی پہلا دستور برتا جاتا تہا گو درحقیقت سب کچہہ اوسی کے اشارے
سے ہوتا تہا اوسکو امپریٹر یعنی شاہنشاہ کا خطاب تمام عمر کے لیے مل گیا تہا مگر وہ ہر دس

سال کے بعد اوسکو تازہ کرایا کرتا تہا اس عرصے مین لوگونکے خیالات رفتہ رفتہ بدل گیے
اور اونہون نے یہ فیصلہ کیا کہ اختیار حکومت ایک شخص کے ہاتہہ مین ہونا چاہیئے اور وہ
ایک شخص سیلیزر اعظم کا وارث ہو سیلیزر نے یہ راستہ اوسکے لیے کھول دیا تہا لیکن
اکیٹویس نے عجیب وغریب لیاقت اپنی مطلب برآری مین ظاہر کی اور مدبران تجربہ کار
سے جو اوسکو اپنے کام مین لانا چاہتے تہے بڑہ گیا اور اونہین سے اپنا مقصد پورا کرالیا۔ یہانتک
کہ اوسنے کامل اختیار حاصل کرلیا اور اوسوقت تک کہ اوسکو اختیار ملے کسی طرح کی نرمی
نہ کی مگر جب حکومت مل گئی تو جو لوگ اوسکے برخلاف سازش کرتے تہے اونپر حد سے زیادہ
سختی نکرتا تہا آخر اپنی عمر کے آخری تیس برس مین بغیر روک ٹوک وہ سلطنت کو ترقی دیتا رہا
اوسنے روم کی شان وشوکت کمال کو پہونچادی شہر نہایت ہی آراستہ تہا ملک کو دشمن کے
حملون سے محفوظ کرنیکے واسطے ہر طرح مضبوطی کی تہی لوگ ہر طرح خوش خرم تہے زندگی
بڑی آسایش سے گذرتی تہی علم وہنر کو ہر طرح ترقی ہو رہی تہی اور تہذیب روز بروز بڑہتی
جاتی تہی۔

اوسنے اپنے ماموں کے منصوبون کو بہت کچہہ پورا کیا اور اپنے زمانے کے عالیدماغ
لوگون کو ایسی ترغیب دی کہ جسکے ذریعے سے ہم اوس زمانے کی دنیا کو آج بخوبی دیکہہ رہے
ہین اگسٹس مقام نولا مین ۲۹ اگست ۱۴ سنہ عیسوی کو مرگیا۔

اگریپا (۶۳-۱۲ قبل مسیح)

یہہ شخص ۶۳ برس قبل مسیح کے پیدا ہوا۔ اگسٹس کا یہ بڑا بہاری دوست تہا اسنے

اوسکو فوجی اور ملکی دونون طرح کے معاملات مین جسقدر مدد دی ہے کسی دوسرے نے
نہین دی یہ اگسٹس کا داماد تہا اور اوسکی جولیا بیٹی سے اسنے شادی کی تھی۔ اس نے
لوکرائن جہیل کو اور نس جہیل کے ساتہہ ملاکر ایک نہر سمندر تک کھود دی تھی
جسکے سبب سے اسکو ایک جہازی بیڑا بنانے اور ملاحون کی تعلیم کرنے مین بہت آسانی
ہوگئی اور سکسٹس پامپی کے جہازی بیڑے سے مقابلے کے لیے بخوبی طیار ہوگیا جسنے بحر
روم مین خوب طاقت حاصل کرلی تھی۔ اس طرح سے جہازی لڑائی مین مقام ملا اور نا لوکس
مین اوسنے پامپی کو شکست دیکر اگسٹس کو بحر روم کا مالک کردیا۔ اوس روز سے لیکر
جولیس سیزر مارا گیا اوسوقت تک کہ اکٹیویس کو کامل طاقت ملی اور خطاب امپیرر
کا حاصل ہوا یہ تمام امورات مین اوسکا رفیق اور مشیر تدبیر رہا اور بہت کچہ کامیابی اسی کی
نیک تدابیر کا نتیجہ ہے۔ داروغہ تعمیرات کی حیثیت سے جبکہ ۳۳ برس قبل مسیح اسکا تقرر ہوا
شہر روم مین اسنے بڑی ترقی کی نہرونکی مرمت کی اور جدید نہرین تعمیر کرائین میلا صاف
کرنیکے واسطے نالیان بنائین اور اونکی صفائی کیواسطے ایک نیا طریق نکالا یعنی کئی نہرون کا پانی
ملاکر ایک ساتہہ دوڑا دیا تاکہ اچہی طرح وہ صاف ہو جائین۔ جب ۲۷ برس قبل مسیح کے
یہ تیسری مرتبہ کونسل مقرر ہوا تو اسنے اگسٹس کے کامل اختیار حکومت کے حاصل کرنیکی
یادگار مین ایک جدید عمارت پانتہین کے نام سے بنائی جبپر کہ اوسکا نام آجتک کندہ ہے
جب یہ سیریا کا حاکم مقرر ہوا تو یہودی لوگ اس سے نہایت خوش ہوئے اور اوس نے
اوسی زمانے مین وہان ایک شہر بسایا جسکا نام بیروت ہے۔ بعد سیزر اعظم کے یہ سب

بڑا فوجی افسر روم کا خیال کیا جاتا ہے - یہ کمپینیا مین ۱۲ سال قبل مسیح کے مرگیا -

یہوی (۵۹ برس قبل مسیح سے ۱۰ برس بعد مسیح تک)

یہ مشہور و معروف رومی مورخ شمالی اطالیہ کے ایک شہر کا باشندہ تہا جسکو آج کل پدوا کہتے ہین - اسکی عمر کا بڑا حصہ روم مین گذرا جہان کہ اوسنے وہ کتاب لکہی جس سے اوسکا نام ہوگیا یعنی روم کی ابتدا سے لیکر ۹ برس قبل مسیح تک کا تمام حال اوسنے لکہدیا ہے اوسنے اس کتاب کا نام سالانہ تاریخ رکہا تہا جسکی ۱۴۲ جلدین یا باب تہے لیکن اونمین سے اب صرف ۳۵ توخوب مشہور ہین اور ۱۰۰ کی جلدون کے خلاصے ملتے ہین -

یہ خلاصے اچہی طرح سے کیے گیے ہین اگرچہ یہ نہین معلوم کہ کسنے کیے ہین اس کتاب کے الفاظ کی نشست عبارت کی خوبی اور مضمون کی چستی ایسی ہے کہ یہوی کو پہونچنا مشکل ہے اور یہی باتین اوس زمانے کی خوبی تہین ایک مخلوق ایسے مصنف کے دیکہنے کیواسطے دور دور سے سفر کرکے ایا کرتی تہی جو اس طرح پر اون کے قوم کی فخریہ تحریرین لکہا کرتا تہا وہ باتین جو آجکل ایک مورخ کے لیے ضروری سمجہی جاتی ہین کہ ہر ایک بات کو صحت کے ساتہہ لکہنا چاہیئے وہ اس کتاب مین نہین ہین لیکن بہرحال اوس زمانیکے حالات معلوم کرنیکے لیے بحیثیت مجموعی نہایت عمدہ اور معتبر ذریعہ تحقیقات کا ہے اوسکو پڑہنے سے بڑی لذت آتی ہے اور قریب قریب دنیا بہر مین لیٹن زبان کی درسی کتابون مین داخل ہے جو کتابین یا باب اوس کی کتاب کے اب متداول ہین اون مین روم کی ابتدا سے ۱۶۷ برس قبل سنہ عیسوی تک کا

بیان درج ہے درمیان کے ۷۵ سال ۹۴ سے لیکر ۱۹ تک کا بیان اوسمین نہین ہے
یہوی نے اپنے ہی وطن مین ۱۰۰ عیسوی مین انتقال کیا۔

وسپاسین (۹ء سے ۷۹ء تک)

یہ شخص ری ایٹ کے قریب صوبہ اطالیہ مین پیدا ہوا۔ اسکا باپ ایک ادنی درجے کا آدمی تھا لیکن اسکی مان ایک رومی رکن سینیٹ کی بہن تھی۔ وسپاسین نے تھریس کے مقام پر فوجی ٹریبیون[۱] ہونیکی عزت حاصل کی اور اوسکے بعد کریٹ اور سیبرین[۲] مین وہ مالگذاری کا اول حاکم عہد حکومت کالیگولا مین مقرر ہوا اوسکے پیچھے برطانیہ پر ۴۳ء مین پریٹر مقرر ہو کر حملہ کیا اور افریقیہ مین نائب کونسل کی حیثیت سے جاکر اور بھی زیادہ سپاہیانہ نام آوری حاصل کی ۶۶ء مین شاہنشاہ نیرو نے ملک یہودیہ مین اوسکو جنگ کے واسطے بھیجا جہان کہ اوسنے دو سال کے اندر ہی تمام ملک یہودیہ کو تابع کر لیا جولائی ۶۹ء مین وہ شاہنشاہ روم کا مقرر ہوا اور ۷۰ء مین وہ اپنے ملک کو واپس آیا اور اپنے بیٹے ٹٹس کو جروشلم کے محاصرے پر چھوڑ آیا وسپاسین نے یہان آکر شہر اور سلطنت کے کامونکی اصلاح کرنا شروع کی اور سینیٹ یعنی مجمع مدبران سے بہ نہایت نرمی اور ملائمت کام لیا۔ اور صرف قانون کے ذریعے سے ہی

---

[۱] ممبر سینیٹ کو کہتے ہین سینیٹ وہ مجلس ہے جہان بزرگان ملک و قوم جمع ہو کر قوانین اور آئین مرتب کرین۔

[۲] سلا نمبر ۳ کا نوٹ دیکھو۔

رومیون کے اخلاق کی درستی نہ کی اور اونکو پہلی نیک باتونکی طرف مائل نہ کیا بلکہ خود
ایسے کام کیے کہ سب لوگون کے لیئے ایک مثال قائم ہوگئی اور قانون کی بہ نسبت
اس بات کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ وہ علم وہنر کا بڑا مربی تہا اوسنے مجلس وزرا کے لیئے
ایک نہایت عمدہ مکان بنایا معبد صلح کی نہایت نفیس عمارت تعمیر کرائی اور کاپا ٹیم
کی تعمیر شروع کی۔ اور خانہ جنگیون کے نشانات مٹانیکے لیئے بڑی سخت کوشش کی اور
ہر صیغے مین خواہ ملکی ہو یا فوجی ضروری تبدیلی اور ترقی کی۔ اوسنے ایسے ایسے کام کیے کہ
جس سے لوگون کو اوسکی دانشمندی پر تعجب ہوتا تہا جب وہ ۷۹ء مین مرا تو روم کی
حالت نہایت عمدہ تہی۔

پلاٹنی (۲۳ء سے ۷۹ء تک)

پلاٹنی کلان اطالیہ شمال کے ایک شہر مین جسکو آجکل **کومو** کہتے ہین پیدا ہوا۔
علم کا اس شخص کو نہایت شوق تہا جب موقع ہوتا تو ہر ایک لمحہ اور لحظہ بہی تحصیل علم اور
تحقیقات جدید مین لگاتا اور کبہی خالی نہ بیٹہتا اور چونکہ وہ ایک عالی خاندان اور دولتمند
گھرانے مین پیدا ہوا تہا اسواسطے اوسکو اپنے شوق کے پورا کرنے مین نہایت آسانی
بہی تہی جسوقت کہ وہ مرا تو ۱۶۰ جلدین اپنے مسودات کی چہوڑ مرا جس سے اوسکی بہتیجی نے
ایک کتاب ہسٹوریا نیچرلس تصنیف کی اور صرف یہ ہی ایک کتاب اوسکی تصانیف
مین سے مشہور ہے۔ اوسکی ۲۷ کتابین یا جلدین ہین ۔ باقی آئندہ ۔

راقم
حسن

هو المستعان

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

خدا کے فضل وکرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور زبان کی کتابین اُردو - ہندی - فارسی - عربی نہایت خوشخط صحیح وعمدہ جلد ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین - عدالتون ومحکمہ بندوبست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت اور نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین کتب نسبت اور مطابع کے بہت خوشخط صاف وعمدہ چھاپی جاتی ہین کیفیت نرخ وغیرہ کی خط وکتابت سے معلوم ہو سکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی وافی ہین -

المشتہر

محمد قادر علی خان ولد احمد خان صوفی مرحوم مالک وہتمم مطبع مفید عام آگرہ

اطلاع بخدمت خریداران رسالہ حسن

رسالہ حسن جو ماہوار زیر نگرانی و سرپرستی عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر حیدر آباد دکن سے نکلتا ہے اس مہینے سے چند عالی درجہ قدر دانوں کی فرمایش سے مطبع مفید عام آگرہ سے جو چھاپنے کے فن مین مسلم اور نہایت پسندیدہ ہے شائع ہوتا ہے تاکہ اسکے اولوالعزم ناظرین کو خوبی مضامین کے ساتھ لوازم طبع کا بھی پورا لطف حاصل ہو جو حیدر آباد کے مطابع سے باوجود کوشش ممکن نہین ہوا۔ اس سے ہم کو اپنا حیدر آباد کا خاص مطبع بیکار کر دینا پڑا اور اخراجات کی توفیر ہوئی۔ ہم کو امید ہے کہ ہمارے اولوالعزم ناظرین بلحاظ کثرت و جدت اخراجات و قتراً اپنا زر بقایا ادا فرما کے ممنون کرین گے اور اس علمی پرچے کی درمے وقلمے مدد فرما کر اپنی قوم کو جسمین مختلف علوم و فنون کے اشاعت کی ہنوز بہت ضرورت ہے اس سے فائدہ اوٹھانیکا موقع دین گے۔ مطبع مفید عام آگرہ کو رسالہ کے دیگر تعلقات سے کوئی بحث نہین ہے اس لیے جملہ خط و کتابت و ترسیل زر حسب دستور سابق حیدر آباد مین نواب صاحب موصوف کے نام نامی سے ہونی چاہیے چندہ سالانہ سال تمام عـ۱۲ کم آمدنی والون سے لعـ۹ اجرت اشتہار فی مرتبہ فی صفحہ ایک روپیہ

الراقم۔ محمد یوسف منیجر رسالہ حسن حیدر آباد دکن

نمبر ۱۱   جلد

حسن

بابت ماہ نومبر ۱۸۹۳ء

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

۱۸۹۳ء

عربون کی گذشتہ تجارت

تاریخ تجارت مین روم کبیر کی تباہی سے بڑھکر مغربی ایشیا پر عربون کی فتح کا زمانہ بھی ایک بڑے معرکے کا زمانہ شمار ہوتا ہے۔ ہر قوم کا اطلاق اُس وقت سے ہونے لگا کہ جبکہ ان لوگون سے نے دائرہ اسلام مین اگر قدم رکھا اور رفتہ رفتہ مذہبی جوش سے بیتاب ہوکر وہ از سندھ تا پائرنیز فتح و نصرت کا ڈنکا بجاتے چلے گیے مین اور تجارت و صنعت کو خدا و رسول کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھکر اُنھون نے فروغ دیا ہے۔
اگلی تاریخین عربون کی تجارت کے حیرت افزا حالات سے بھری پڑی ہین۔ وہ مدین ہی کے تاجرون کا قافلہ تھا کہ جسنے مصر کو جاتے ہوے راستے مین حضرت یوسف علیہ السلام کو اُنکے نامہربان اور سنگدل بھائیون سے خرید کیا تھا اہل یہود نے جس وقت مدین پر غارتگری کی ہے تو اُنکے ہاتھ وہان کے تاجرونکے مال و اسباب مین سے بیشمار زر و جواہر سونے کے عمدہ عمدہ زیورات اور اُونٹون کی گردن مین ڈالنے کے طلائی حلقے آئے تھے۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہان کی تجارت کس قدر بڑھی ہوئی تھی۔ حضرت حزقیل کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ فنشیا سے عدم یا عدومیا کا تجارتی تعلق اس درجہ بڑھا ہوا

تھا کہ یہان سے نیلم۔ زمرد دوسرے قیمتی احجار۔ اور رگڑھی ہوئی چیزین ہاتھ سے مین بھیجکر وہان کی تجارتی جنس منگائی جاتی تھی۔

ملک عرب کے لٹیرے مصر کی سلطنت کو تاخت و تاراج کر کے کتنی ہی صدیون تک تھیبس پر مسلط اور قابض رہے ہین۔ شہر گراکہ جو خلیج عمان پر واقع ہے مدتون تک ہندوستان اور بابل کی تجارت کا ایک درمیانی واسطہ رہا ہے۔ زمانہ حال کے بعض مورخین کا خیال یہ بھی ہے کہ عافر اُسوقت ملک عرب ہی مین شامل تھا جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو وہان سے سونا چاندی صندل اور جواہرات بکثرت حاصل ہوتے تھے۔

زمانہ قدیم مین ہندوستان اور فنیشیا والون کے درمیان جو تجارتی اغراض سے آمدورفت ہوتی تھی وہ بذریعہ قافلہ جنگلون کی راہ سے ہوتی تھی۔

ہیرودوٹس ایک مشہور یونانی مورخ لکھتا ہے کہ صبر اور لوبان تو عرب کے سوا اور کہین دستیاب ہی نہوتا تھا۔ عربی تجارت کو جیسا فروغ اور عروج زمانہ وسطی مین ہوا ہے ایسا عروج اس سے پہلے اسکو کبھی نہین نصیب ہوا تھا۔

سلطنت فارس پر قابض و مسلط ہو جانیکے باعث بلحاظ تجارت ہندوستان کے بازارون پر بھی عربون کو پورا پورا اختیار حاصل ہو گیا تھا۔ اور اس سے بڑھ کر چین سے تو وہ بلا کسی درمیانی واسطے ہی کے تجارتی معاملے طے کرنیلگے تھے۔

عربون نے سواحل افریقیہ پر مصر سے رشتہ تجارت برقرار رکھنے کے لیے

جابجا تجارتی منڈیان قائم کر رکھی تھین - یہانتک کہ گویا بحیرہ روم کی بحری تجارت تمام وکمال عربون ہی کے ہاتھ مین تھی -

شیوع اسلام کے قبل عرب لوگ مکے کو مقدس جگہہ تو نہین خیال کرتے تھے مگر ام القری کی حیثیت سے انکے دلون مین اسکی عظمت ضرور تھی - تعلیم اسلام کے اثر سے جب انکو مکے کی حرمت اور اسکا تقدس معلوم ہوا تو اسوقت انکے دلون مین اسکی دوگنی عظمت اور وقعت قائم ہو گئی - اور قافلے کی پرانی راہون نے اب پھر از سر نو رواج حاصل کی - مدینہ - کوفہ - بصرہ - بورسفا - دمشق - بغداد - موصل اور مدین جو کہ دجلہ کے کنارے قدیم شہر سیلوشیا کے محاذی واقع ہے یہ سب چونکہ قافلون کے پڑاو اور روانگی کے مقامات تھے - اسلیے انکو شہرت اور نمو خوب حاصل ہوا - خصوصاً بغداد جو کہ دار الخلافت ہونیکے علاوہ قافلونکی گذرگاہونکے وسط مین بھی واقع تھا بلحاظ ترقی تجارت اسنے تو بابل کی گذشتہ عظمت و جبروت کو بالکل ہی بھلا دیا تھا -

عرب - روم - مصر - فارس اور افریقیہ کے مغربی سواحل کے مسافران حجاز جو بعزم حج آتے تھے وہ یہین سے گذر کر جاتے تھے - یہان انمین سے بہتیرون کے مقصد دینی کے ساتھہ دنیوی حاجتین بھی پوری ہو جاتی تھین - چنانچہ ایسا ہوتا تھا - کہ اکثر تو انمین سے محافظین قافلہ بنا کرہ لعض پیشہ ور حجاج - دولتمند مگر کم ہمت یا ضعیف لوگون کی طرف سے نیابتہً حج کرنے کی غرض سے اخراجات سفر

اور کچھہ حق خدمت کے طور پر دیکر روانہ کیے جاتے تھے -

عربون کا قدم جہان جاتا تھا وہان تجارت بھی اُنکے ہمرکاب ہوتی تھی جس کسی ملک یا صوبے کو وہ فتح کرتے تھے - اُس مین اُنکی طرف سے حاکم اور قاضی مقرر ہوتے - مدارس اور مسجدین تعمیر ہوتین - پختہ سڑکین بنتین اور سب چیزین خوش اسلوبی کے ساتھہ رکھی جاتی تھین -

مکے کے ہر ایک راستے مین جا بجا کنوئین - مسافرونکی شب باشی کے لیے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کاروانسرائین موجود تھین اور سڑکون پر فاصلہ بتلانے کے لیے نشانات نصب تھے -

موقع اور محل مناسب پر مسافرون کے لیے تازہ دم گھوڑون اور اونٹون کے اڈّے قائم تھے - یہ باتین ہین جو عربون کی حُسن انتظامی پر بڑے زور کے ساتھہ شہادت دیتی ہین -

سلطنت **عرب** کی وسعت اور اُسوقت کی وہانکی طرز حکومت سے جو کچھہ فائدے مترتب ہوے ہین وہ بھی کچھہ کم نہین ہین -

عربون کی تمام مقبوضات مین خواہ وہ **یورپ** اور **ایشیا** مین ہون یا **افریقہ** مین زبان عربی ہی رائج تھی - اور یہی مفتوحات اور مقبوضات **عرب** کی گویا عام زبان تھی اسی طرح پر اُنکی سوشیل یعنی اخلاقی اور ارتباطی حالت مین بہت کچھہ نمایان ترقی پیدا ہوئی -

شاہزادے اور مالدار و ذی مقدرت لوگونکے صاحبزادے تعلیم و تربیت کی غرض سے دارالعلوم بغداد کے مدارس مین بھیجے جاتے تھے۔ تجار لوگ تمام عرب مین بغیر تکلیف و زحمت کاروانسرائی سفر کرسکتے تھے۔ اور جہان جاتے تھے وہان اُنکی بڑی قدر و منزلت اور آؤبھگت ہوتی تھی۔ عربونکی تجارت اسقدر پُرزور ہاتھون مین تھی کہ حریف سلطنتون کے روکنے سے بھی نہین رُک سکتی تھی۔

عربون کا طرز معاشرت بھی اقوام یورپ کے مقابلے مین نہایت ممتاز تہا جس زمانے مین کہ تہذیب جرمن۔ فرانس اور برطانیہ کے خانقاہ نشین راہبون مین بھی صرف برائے نام ہی تھی۔ اور اُن ممالک کے باشندے علی العموم مفلسی اور وحشیانہ حالت مین زندگی بسر کرتے تھے۔ اُس وقت ممالک عرب بفضل خدا سے بلحاظ مال و دولت۔ علوم و فنون صناعی و دستکاری۔ اور عمارات عالی عروس سلطنت بنے ہوے تھے۔

چونکہ عربون کی شایستگی اور کمال اوج کا زمانہ یورپ والون کی بدتمیزی اور جہالت کے زمانے کے ساتھہ تہا اس لیے اُس وقت جو کچھہ اُنھون نے اپنی آنکھون سے دیکھا اُسکو تو وہ تمیز نہ کرسکے اور اب جو تاریخین اُنکے سامنے عربون کی گذشتہ تہذیب علوم و فنون۔ اور دولت و ثروت کا حال بیان کرتی ہین تو وہ اُسکو بطور فسانہ اور جھوٹے قصے کے سمجھتے ہین۔

حریف اگر سچے واقعے کو بھی نہ مانین تو بلا سے نمانین۔ اُنکے نماننے سے واقعہ

کی راستی اور وقعت مین کوئی فرق نہین آسکتا - خیر یہ جملہ معترضہ تو اُن یوروپین مؤرخون کا جواب تھا کہ جو عربون کے گذشتہ علوم و فنون - ترقی تہذیب الغرض اُنکے تمام کمالات کے منکر ہین - اب ہم اپنے اصل مطلب کی طرف رجوع ہوتے ہین -

عربون مین جو خلفاے وقت ہوتے تھے وہ عالمون اور اُنکے علوم کی بڑی قدر کرتے تھے چنانچہ اُنھین کے اشارے سے یونانی فلاسفرونکی تصنیفات عربی زبان مین ترجمہ ہوتین اور بڑے ذوق شوق سے پڑھی جاتی تھین - علم ہیئت - اور کیمیا کی کتابین خود عربی مین تدوین ہوکر **یورپ** کی دوسری بانون مین ترجمے کے ذریعے سے گئی ہین - طریق شمار اور خصوصًا جبر مقابلہ عربون ہی کے دماغ سے پیدا ہوکر یورپ والونکے نصاب تعلیم مین داخل ہوا ہے "**الجبرے**" کا "الف لام" چونکہ خود اُسکے عربی الاصل ہونے پر گواہی دیتا ہے اسلیے یورپ والون نے بھی اقرار کرلیا ورنہ اس قسم کے خصوص مین وہ دوسرون کے زیر بار احسان ہونے کو ذرا کم پسند کرتے ہین -

اسپین کو روما والون کی زیر حکومت رہ کر وہ رونق اور ترقی کبھی نصیب نہین ہوئی کہ جو مور یعنی عربون کے ظل عاطفت مین نصیب ہوئی ہے - چنانچہ عربون کے دور مین اسپین کی یہ حالت تھی کہ جہان دیکھو وہان آباد شہر - عالیشان عمارتین نظر آتی تھین - طریق آبپاشی کچھہ ایسا پُرفن اور پُر اثر تھا کہ زمین کے تختے مثل باغون کے گلزار اور رشک بوستان سبنے ہوے تھے -

عربی تاجرون کی جانب ازانہ سیر و سیاحت کی بدولت جغرافی معلومات

مین بھی بہت کچھہ ترقی ہوئی - تجار **عرب** کے قافلے اُدھر توتاتاری ملک
کو پاؤن مین روندتے ہوئے **سائبیریا** تک بڑہتے چلے گیے اور ادہر جب
قومی مین سرشار اور مذہب اسلام کے والہ وشیدا عربون کا ایک گروہ **ہندوستان**
مین آکر مقیم ہوا کہ جسکی تلقین اور دعوت سے بیسیون راجہ اور مہاراجہ مشرف باسلام ہوے
عربون کی تجارت جانب شرق اور بڑہی یہانتک کہ بڑہتے بڑہتے **چین** اور
مجمع جزائر الہند تک پہنچ گیے - جانب غرب عربی تاجرون کے قافلے پہنچنے
کا پتہ صرف **نائی گر** ہلیتا ہے - **افریقہ** کے شرقی سواحل پر عربی تجارت کی وسعت
میدا غشقار (میداگاسکر) تک معلوم ہوئی ہے - نتیجہ یہ ہوا کہ ترقی دولت کے
ساتھہ خلفا عیش وعشرت کے مہلک سمندر مین ڈوب گیے - اور اسیکا سیلاب اُنکی سلطنت
کو بہا کر لے گیا - عربی سلطنت کا تجارتی فروغ - وسعت اور کثرت دونون اعتبار سے
سلطنتہاے قدیم سے بدرجہا بڑہا ہوا تھا - مگر بات یہہ ہے کہ جتنی جلد اسمین ترقی
ہوئی تہی اُتنی ہی جلد اُسکو زوال بھی نصیب ہوا - عربون کی حکمت عملی تو یہ ہا کی ہے
کہ جہانتک ممکن ہوتا تہا تجارتی مقامات تعداد مین بڑہاے جاتے تھے - اور
اقوام قدیمہ کا دستور یہ تہا کہ وہ چند بڑے بڑے شہر جنکو دنیا کی تمام دولت وثروت
کو اُنھین مین جمع کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے - تجارت کی بدولت عربون مین جو
عام فارغ البالی اور خوشحالی پہیل گئی تھی اُسنے اُن کو فلاحت اور نیز صنعت وحرفت
کے دوسرے شعبون کی طرف مائل کیا - اور جب اُنکا وقت آیا تو اُنھون نے جنس تبادلے

کی طرف اُنکی عام توجہ کو مبذول کرادیا۔ دولتمند لوگ خوشنما اور پُر فضا باغون پر نازان
نظر آنے لگے۔ اور ادنی درجے کے لوگ سامان آرائشی بنانے اور مہیا کرنے مین
ذوق طبع ظاہر کرنے لگے۔ صنعت دستکاری مین ریشمی کپڑے سب سے زیادہ پوچھے
جاتے تھے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ **مستنصر باللہ** کے توشہ خانے مین
ایک ہزار ریشمی پردے موجود تھے کہ جنپر سونے کے تارون کا سوزنی کام کڑھا ہوا
تھا۔ یہ پردے کیا تھے گویا اچھے خاصے مرقعے تھے کہ جنپر شاہان سلف۔ خلفا
اور دارالخلافت کے نامور لوگون کی تصویرین مع اُنکے مشہور کارنامون کے کڑھی ہوئی
تھین اور جس خاندان مین سے جو خلیفہ اور بادشاہ ہوتا تھا اُسکا نام تصویر کے نیچے
سوزنکاری سے لکھا رہتا تھا آسمانی رنگ کی زمین کے قالینون پر تاریخی واقعات
کے علاوہ شہرون دریاؤن۔ سڑکون اور سمندرون کے نقشے بھی مختلف رنگ کے
ریشمی دھاگون اور سونے چاندی کے تارون سے کڑھے رہتے تھے۔ اس قسم کے
قالین نہایت قیمتی ہوتے تھے چنانچہ اسی قسم کے ایک قالین کی قیمت بائیس ہزار دینار
بیان کی گئی ہے۔

تجارت سے عربون کو ایک بڑا نفع یہ بھی پہنچا کہ انہین سفر اور سیر و سیاحت کا ذوق
پیدا ہو گیا۔ تاجر لوگ اپنے بیٹون کو قافلے کے ساتھہ دور دراز ممالک مین بھیجنا گویا
ایک جزو تعلیم سمجھتے تھے۔ علاوہ ازین جہان کہین علوم و فنون کے اساتذہ کامل
ہوتے تھے وہان عرب لوگ اپنی اولاد کو بطیب خاطر بھیجکر پیغمبر آخرالزمان کے ارشاد

اُطلبوا العلم ولو کان فی الصین[1]،، کو بسر و چشم بجا لاتے تھے - الغرض عربون نے اسطرح پر وہ تہذیب اور شایستگی حاصل کر لی تھی کہ جو اس سے قبل اُن مین نام کو بھی موجود نہین تھی -

دار الخلافہ **بغداد** کی دلکش خوبصورتی اور اُسکی شان و عظمت سلطنت **عرب** کے مختلف ممالک مین سے سیاحین اور مشتاقین کے گروہ کے گروہ اپنی طرف بکثرت کھینچتی رہتی تھی چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اُسکے مشتاق سیاحون کی سالانہ تعداد حجاج **مکہ** کی تعداد کی برابر ہوتی تھی -

صنعت و حرفت اور زراعت کی برکت سے خاص **عرب** مین بھی اس قسم کی تجارتی اشیا پیدا ہونے لگی تھین کہ جو ممالک غیر کی اشیا سے ہر طرح پر ممیز اور انوکھی ہوتی تھین - **عرب** بھر مین **یمن** فن پارچہ بافی مین یکتا تھا - مضافات **یمن** مین سے **صنعا** جو ایک مشہور قصبہ ہے اُسمین خرمے اور گندم کی پیداوار بکثرت ہوتی تھی - روغن بلسان **مکے** سے باہر ہوکر **فارس** اور **ہندوستان** مین جاتا اور وہان سے اُسکے معاوضے مین ہندوستانی اور ایرانی ساخت کے کپڑونکی کھیپ آتی تھی - کافی کہ جسکا نام عربوالون نے اُسکی خاصیت[2] کے لحاظ سے قہوہ[3] رکھا ہے یہہ بھی **عرب** کی خاص

---

[1] ترجمہ - طلب علم کی کوشش کرو اگرچہ وہ چین ہی مین کیون نہو ۱۲ [2] یونانی طبیبون نے اسکے خواص مین اسکو مشہر یعنی بیداری لانیوالی شے لکھا ہے ۱۲ [3] اس موقع پر مختلف ممالک مین قہوہ کے عام رواج پانیکا زمانہ بتلانا بھی خالی از دلچسپی نہوگا - قسطنطنیہ مین اول اول قہوہ خانہ قائم ہونیکی تاریخ سنہ ۱۵۵۴ء مارسیلز مین سنہ ۱۶۷۱ء - پیرس مین سنہ ۱۶۷۲ء - ہمبرگ اور نورمبرگ مین سنہ ۱۶۹۶ء - اور لندن مین سنہ ۱۶۵۲ء بیان کی گئی ہے - قہوہ کا پودا اول اول جاوا مین سنہ ۱۶۹۰ء - ایمسٹرڈم مین سنہ ۱۷۱۰ء سورینام مین سنہ ۱۸۱۸ء ہندوستان مین سنہ ۱۸۱۹ء کیو و مارٹینگ مین سنہ ۱۷۲۲ عیسوی اور جمیکا مین سنہ ۱۷۳۲ عیسوی مین لایا گیا تھا - ۱۲

پیداوار تہی ـ

بنظر دلچسپی معزز ناظرین ذیل مین ہم عرب کے چند نامی گرامی تجارتی مقامات کا ذکر کرتے ہین بغداد اور اوُسکے قرب وجوار کے مقامات نے تو جیسا کہ ہم اوپر بھی لکھہ چکے ہین بابل کی گذشتہ تجارتی وقعت اور رونق کو اپنی سرزمین پر گویا از سرِ نو ہی پیدا کیا تہا ـ

دمشق جو صوبہ شام کا صدر مقام اور دنیا کے نہایت قدیم شہرون مین سے ایک پُرانا شہر تسلیم کیا جاتا ہے وہ حجاج مکہ کی گذرگاہ پر واقع ہونے کے سبب سے ایک بڑا تجارتی مقام تہا ـ علاوہ ازین وہ فن لوہاری اور خصوصاً تلوار سازی مین ہمیشہ مشہور رہا کیا ہے ـ چنانچہ تلوارون پر جو وہان نقش و نگار ہوتے تھے اُسی کے اعتبار انگریزی زبان مین اُس قسم کی منقش تلوار کے ساتھہ لفظ ,, ڈمیسننگ ،، استعمال ہوتا ہے علی ہذا القیاس لفظ ,, ڈمیسک ،، جو انگریزی زبان مین مشجر اور جامدانی کے لیے مستعمل ہے وہ بھی شہر دمشق (ڈمیسک) کی مناسبت کے لحاظ سے بولا جاتا ہے ـ

ضلع ارمینیا اور بالخصوص ٹری بزانڈ کہ جو بحر اسود پر واقع ہے یہ دونون اپنے اعلیٰ رنگ کے منقش پردون کے باعث دور دور مشہور تھے ـ

طہران کہ جہان کو تاتار کے کاروان گذر کر جاتے تھے اُسکے بازارونمین اعلیٰ ترین فرنیچر یعنی اسباب آرائشی مکانات ـ سوت ـ کتان اور شتر کی پشم کے کپڑے اور نیز مختلف قسم کا سامان وافر ہمیشہ موجود رہتا تہا ـ

عربون کے عہد حکومت مین **فارس** کی اندرونی تجارت کی خاص منڈی **اصفہان** تہا جسکو کہ اُس وقت سلطنت **فارس** کے پایہ تخت بننے کی بھی عزت حاصل تھی۔ اس شہر مین کتان اور اون کے کپڑے نہایت ملائم اور نرم بُنے جاتے تھے۔ وہانکی کتان تو خیر مثل ریشم کے باریک ہوتی ہی تھی۔ مگر اُون بھی ایک خاص قسم کی بھیڑ سے لیجاتی تھی کہ جو اُسکے سرسبز و شاداب منون مین رکھکر پالی جاتی تھی۔

بحیرہ **آرل** اور **طبرستان** (کاسپین) کے درمیان کے نشیبی حصہ مین اُن تاجرون کا گروہ آباد تہا کہ جو **روس** اور **عرب** والون کے مابین تجارتی لین دین کیا کرتے تھے۔ عربون سے سوت۔ کتان۔ اور ریشم کی صنعکاری کی چیزین لیکر اُنکے معاوضے مین اُنکو سمبور۔ شہد۔ اور موم شمالی ایشیا کی پیداشدہ چیزین دیتے رہتے تھے۔ تاجر لوگ **خراسان** سے دریاے **والگا** کے دہانے تک اور وہان سے جانب شمال **کزن** اور جانب غرب دریاے **ڈان** تک پہنچتے تھے۔

ملک **نانی گر** سے اہل عرب سونا اور بردے لاتے تھے اور وہین اُن کو وہ جنگلی اور غیر مانوس جانور بھی بکثرت ملتے تھے کہ جنکے سدھانے اور تربیت دینے مین اُنکو اپنے ہنر و کمال دکھلانے کا موقع ملتا تھا۔

عربون اور چینیون کے باہم تعلقات ملکی کا ایک مضبوط رشتہ قائم ہوگیا تھا۔ چنانچہ **بغداد** سے **کنٹن** تک قافلون کی آمد و رفت کے لیے برابر تین راستے کھلے ہوے تھے جنمین سے دو راستے **تومنگولیا** اور اضلاع **تاتار** خود مختارین سے ہوکر جاتے

تھے اور تیسرا بلخ اور ختن کے مشہور تجارتی مقامات سے گذر کر بخارا کو طے کرتا ہوا جاتا تھا۔

ختن اُس زمانے مین ناف دنیا شمار ہونیکے علاوہ قسم قسم کی صنعکاری کے کارخانون اور مختلف علوم وفنون کی درسگاہون کے باعث بھی دور دور مشہور تھا۔ اور اُسکے قرب وجوار کا منظر نہایت ہی نظر فریب اور دلکش تھا۔

قافلہ تجار کی آمد و رفت کے لیے جو ایک راستہ خراسان سے افغانستان اور بخارا کو ہوتا ہوا ہندوستان کو گیا تھا اُسکے اثنائے راہ مین نیشاپور، مرو، ہرات اور بلخ یہ چارون بڑے بڑے اور مشہور ومعروف شہر بھی پڑتے تھے۔ مرو ریشم کی تجارت کا تو گویا مرکز ہی تھا مگر قطع نظر اسکے وہان سوتی کپڑے بھی بکثرت بنے جاتے تھے۔ ہرات مین قالین غالیچے۔ اور تلوارین نایاب بنتی تھین زعفران اور ہینگ بھی وہان بافراط پیدا ہوتی تھی۔ ایک نہایت عالیشان مسجد ہرات کی ایک پہاڑی کے وسط مین کھڑی اسلامی رعب وداب دکھلا رہی تھی۔ اور طرفہ ماجرا یہ کہ وہین ان کوہ اور قلہ کوہ پر جدا جدا عیسائیون کا کلیسا اور آتش پرستون کا آتشکدہ بھی بنا ہوا تھا۔

بلخ کو بلحاظ اسکی قدامت کے ام القریٰ کہتے تھے۔ اور اُسکے گرد نواح مین احجار قیمتی بکثرت پائے جاتے تھے اسکی مختلف راہون مین سے ایک راہ ملتان کے تجارتی قافلونکی آمد و رفت کے لیے بھی کھلی ہوئی تھی۔

یورپ مین عربون کی تجارت

سنہ ۱۲۱۱ء مین جسوقت اسپین کی عظیم الشان سلطنت نے عربونکی

طاقت و حکومت کے جوے کے نیچے کندہا دیا ہے - فاتح بھی مثل اپنے مفتوحین کے محض وحشی اور ناہموار تھے - مگر انکا مذہب اسلام کچھہ ایسا مصلح - اور تہذیب حاصل کرنے کے لیے عربونکی فطرتی استعداد اس غضب کی تھی کہ اُنکو مہذب اور ترقی یافتہ بنتے ذرا دیر نہین لگی -

جزیرہ نما اسپین کا کچھہ حصہ تو بزور شمشیر عربون کے قبضے مین آیا تھا اور باقی پر وہ اپنی حکمت عملیون سے بمصالحت تمام قابو یافتہ ہو گیے تھے -

بہادران عرب اسپین کا جو صوبہ فتح کرتے تھے وہ تمام و کمال اُنہین کی ملکیت تصور ہوتی تھی - الا جو ملک اُنکے پاس بصلح آتا تھا اُسکے باشندون کے حقوق ملکیت وہ ہر طرح پر محفوظ اور برقرار رکھتے تھے -

عیسائی مورخین کا فاتحین اسپین پر یہہ بہت بڑا اعتراض ہے کہ وہ اسپین کے اصلی باشندونکو براہ تعصب فوجی خدمتین نہین دیتے تھے - بلکہ ممالک شرقیہ ہی کی فوجین تمام اسپین مین پہیلی ہوئی تہین - چنانچہ قرطبہ مین خود خلیفہ کی خاص سپاہ تعینات رہتی تہی سویل مین امیسیا کے رسالے اور الجزیرہ و مدینہ سدونیا مین فلسطین کی پلٹنین چہاونی ڈالے پڑی تہین - غرناطہ مین شریف و نجیب عربی خاندان کے ہزارہا لوگون سے رسالے بھرتی کر کے رکھا گیا تھا -

عیسائی مورخ اگر اپنے گریبان مین مُنہ ڈالکر دیکہتے تو کبھی اُن کو اس قسم کے اعتراض کرنیکی جرأت نہوتی - کیونکہ خود اُنکی سلطنتین بھی قومی طرفداری کے خصوص سے مستثنی نظر

نہین آتین ہندوستان مین فوجی ملازمت کا جو حال ہے وہ خود بتلا رہا ہے کہ غریب مفتوحین کے مقابلے مین فاتح قوم کے ساتھہ کس درجہ طرفداری کا برتاؤ کیا جاتا ہے دیسی لوگ فوج مین بہرتی ضرور ہین۔ لیکن اُنکی ترقی اسقدر محدود ہے کہ اس بہرتی کیے جانے سے اُنکا نہ بہرتی کیا جانا اُنکے حق مین کہین بہتر ہوتا۔ یورپین کے لیے ترقی کا وسیع میدان کہلا پڑا ہے۔ افسری کی ادنی خدمت سے وہ کرنیلی۔ جرنیلی۔ حتی کہ کمانڈر انچیفی کے منصب جلیلہ اور اعلی خدمت پر بتدریج پہنچ سکتے ہین۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ متعصب مسیحی مورخ اپنے ہان مفتوحین کو فوج مین با اثر خدمتین نہ دینے کو مصلحت ملکی اور وہان تعصب مذہبی سے تعبیر کرتے ہین۔

عالی ہمت اور بلند حوصلہ عرب صرف اسپین ہی پر اکتفا کر کے نہین بیٹھے۔ بلکہ اُنکے منچلے بہادرون نے سلطنت فرانس کیطرف بھی قدم بڑہایا اور طورس تک پہنچے بھی مگر ناسازگاری بخت سے ایسا ہوا کہ ۷۳۲ء مین چارلس مارٹل کے مقابلے مین اُنکو شکست کھا کر وہان سے بے نیل مرام لوٹنا پڑا۔

کوہ پائرنیز کہ جو اسپین اور فرانس کے درمیان حد فاصل کے طور پر واقع ہے اُسنے بھی اپنی دشوار گذاری کے باعث عربون کو اپنے اوپر بااستقلال قبضہ نہین دیا اور اُسمین جو پہاڑی جرگون کے لوگ آباد تھے اُنھون نے بھی اقوام غیر کا مطیع فرمان بننا کبھی گوارا نہین کیا۔

بالآخر پندرہوین صدی مین سات سو سال کی باعظمت جلال حکومت کے بعد عربونکو

ہمیشہ کے لیے اسپین چھوڑکر نکلنا پڑا۔ ان سات صدیون کا تاریخی حال سلطنتہاے مشرقیہ کی صدہا صدیون کی برابر ہے۔ الغرض جو سلطنت ایک زمانے مین عقل و دانش اور جوانمردی و بہادری سے عربون کے ہاتھہ آئی تھی وہی اب انکی ناعاقبت اندیشی۔ بدعقلی اور بزدلی کے باعث اُنکے قبضے سے نکل گئی۔

عربون کی جفاکشی اور محنت پسند طبیعت کے ہاتھون اسپین کا چپہ چپہ رشک ارم بنا ہوا تھا۔ یہانتک کہ بنجر سے بنجر زمین کے قطعات بھی نہرون اور نالون کے آبیاری سے تختۂ گلزار بنے ہوے تھے۔

تجارت کے باعث مال و دولت مین دن دگنی اور رات چوگنی ترقی تھی۔ نصف صدی سے بھی کم مدت مین عربونکی ناشایستہ اور وحشی قوم تہذیب و شایستگی کے اعلیٰ رتبے کو پہنچ گئی تھی۔

اسپین ابتدا مین خلافت دمشق کے زیردست اور باجگزار ہوتے تھے خلافت دمشق کے تہ و بالا ہونے کے وقت ایک شخص عبدالرحمن نامی جو کہ خاندان شاہی مین سے تھا وہان سے نکل کر اسپین مین آیا اور یہان اُسنے اپنی خودمختار سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اسپین کو جب اسطرح خودمختاری نصیب ہوئی تو وہان کی وہ دولت و ثروت کہ جو وہان سے نکلکر بطور خراج دمشق کے خزانے مین داخل ہوتی تھی اب وہین رہنے لگی اور اس سے ترقی تہذیب مین گویا اور زیادہ مدد ملی۔

مؤرخین نے عبدالرحمن کے حال مین لکھا ہے کہ اُسکی سالانہ آمدنی حسب تفصیل

ذیل ہوتی تھی سونا دس ہزار اونس - چاندی دس ہزار رطل - خنجر دس ہزار - زرہ بکتر ایکہزار - خود ایکہزار - برچھیان ایکہزار -

عبدالرحمن ثالث کے وقت مین سلطنت اسپین کمال عروج پر تھی اور اُسکے عہد مین اسپین کی آمدنی بھی بہ نسبت دوسرے خلفا کے عہد کے بڑھی ہوئی تھی - چنانچہ بیان کرتے ہین کہ مالگزاری کا ساڑھے پانچ ملین روپیہ سال بسال آ جایا کرتا تھا - مگر کسی قسم کا فضول اور ناگوار ٹکس لگانے یا اور کسی طرح کی جور و تعدی کرنے کے بغیر وصول ہو جایا کرتا تھا -

عبدالرحمن ثالث کے وزیر اعظم نے ایک موقع پر اُسکے حضور مین جو نذرانہ پیش کیا تھا اُسکا حال مورخین نے بھی بیان کیا ہے - اُسکو دیکھکر اسپین مین عربون کے تمول کا اندازہ اچھی طرح ہو سکتا ہے -

مورخین نے اس نذرانہ کی فہرست حسب تفصیل ذیل دی ہے -

طلائے خالص ۴۰۰ رطل - چار لاکھہ بیس ہزار دینار کی مالیت کی چاندی کی سلاخین - مصبر ۴۰۰ رطل - عنبر ۵۰۰ اونس - کافور ۳۰۰ اونس - تاش بادلے کے تیس تھان - قسم علی کے پوستین دس - سیموری پوستین ایک سو - گھوڑونکی ریشمی اور کارچوبی جھولین چار - درجن ریشم ۴۰۰ رطل - ایرانی قالین تیس عدد - آٹھہ سو گھوڑون کا فولادی ساز و سامان - ایکہزار ڈھالین - ایک لاکھہ تیر - ایک سو پندرہ عربی گھوڑے - اور بیس خچرین مع قیمتی زیورات -

دولت و ثروت کے ساتھہ عقل و دانش اور علم و ہنر کا بھی تمام اسپین مین سکہ بیٹھا ہوا تھا - حق تو یون ہے کہ اسپین کے بیحد تمول نے مشرقی ٹیپ ٹاپ کو اپنے دل کے

ارمان نکال لینے کا خوب ہی موقع دیا تھا۔

چنانچہ **قصرۃ الحمرا** کی در و دیوار کے طلائی نقش و نگار اور رنگ برنگ کی گلکاریان پرحسرت نظارہ کے ساتھہ اب بھی اُسکے مٹے مٹے نشان ظاہر کر رہی ہین۔

خلفاے **اسپین** کو عمارات کا اس درجہ شوق تھا کہ اسپین کے ہر صوبے اور شہر مین عالی عالیشان متعدد مسجدین اور بیشمار سر بفلک قصر کھڑے نظر آتے تھے اور جو عمارت ہوتی تھی وہ اس شان و شکوہ اور صنعت کی ہوتی تھی کہ آج باوجود اسکے کہ اُس زمانے کی مشہور عمارتین ویرانے اور کھنڈر کی بھیانک اور مہیب صورت بنائے کھڑی ہین لیکن تاہم جس شخص کا اُدھر گذر ہوتا ہے وہ اُنکی عجیب و غریب صنّاعی پر عش عش کیے بغیر نہین رہتا۔

مسجد **قرطبہ** کہ جسکو **عبدالرحمن** اول نے تعمیر کرا کر اپنی عالی حوصلگی اور فراخ دلی کا ثبوت دیا تھا وہ چھہ سو فٹ لمبی اور دو سو پچاس فٹ چوڑی تھی۔ اُسکی چھت کو سنگ مرمر کے ایکہزار تراسوے ستون بلحاظ عظمت اپنے سرون پر لیے کھڑے تھے۔ مسجد کا اندرونی حصہ ستونون کی قطارون سے اونیس ۱۹ درجون مین تقسیم کیا گیا تھا۔ مسجد مین رات کے وقت سات آٹھہ ہزار گلاس اور قندیلین روشن ہوتے تھے جنمین روزانہ بیس ہزار رطل تیل جلتا تھا۔

قصرۃ الزہرہ کی عمارت مین اس مسجد سے بھی بڑھکر اعلیٰ درجے کی صنّاعی دکھلائی گئی تھی۔ باوجود تعجیل اور کوشش بلیغ کے اُسکی تعمیر مین پچیس سال کا عرصہ لگا تھا۔ اسکی لاگت کا تخمینہ ستائیس لاکھہ روپیہ کیا گیا ہے۔

مدینۃ الزہرہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ **قصرۃ الزہرہ** کے اردگرد بعد مین آباد

کیا گیا تھا۔

قرطبہ سلطنت **سپین** کے دار الخلافت ہونے کے علاوہ کارچوبی کے کام سونے اور چاندی کے زیورات کی ساخت اور وہین کے ایک خاص قسم کے چمڑے کے لحاظ سے بھی مشہور عام تھا۔

شہر **قرطبہ** کی وسعت اور رونق ظاہر کرنے کے لیے اسقدر لکھنا کافی ہے کہ اُس مین چھ سو مسجدین اور ایک ہزار حمام موجود تھے۔ صنعت و حرفت پیشہ والون کے دو لاکھ خاندان آباد تھے۔ اور ہر خاندان کی بود و باش علیحدہ علیحدہ تھی۔ ریشم بافی کے سولہ ہزار کارخانے قائم تھے اور صرف **سوئیل** مین ایک لاکھ تیس ہزار جولاہے بستے تھے آبادی کی گنجانی کی یہ کیفیت تھی کہ دریاے **گوئڈلکوئر** کے کنارون پر جو مواضعات آباد تھے اُن مین باہم ایک چوتھائی فرسنگ کا بھی فصل نتھا۔

وہان کے لوگونکی محنت اور جفاکشی کا یہ حال تھا کہ وہ ہر ایک کام اور ہر ایک پیشے کو نہایت سرگرمی اور بڑی تندہی سے انجام دیتے تھے **ہندوستان** کے مسلمانون کی طرح وہ کسی قسم کی محنت اور حرفہ کو باعث ذلت اور عار نہین سمجھتے تھے۔ اور نہ اہل **یونان** اور **روما** کی طرح محنت و مزدوری کو فعل غلامی خیال کرتے تھے۔

اہل عرب اپنے مفتوحین کے ساتھ اُس نرمی اور تلطف سے پیش آتے تھے کہ شاید کوئی فاتح اپنے مفتوح سے کبھی اُسطرح نہ پیش آیا ہوگا۔ وہ بات کے دھنی اور قول کے پکے ہوتے تھے۔

چاندی کی قدیم کانین کہ جو اسپین مین ازکار رفتہ سمجھکر ویسے ہی چھوڑدی گئی تہین عربونکی تدبیر وحکمت سے وہ پھر چاندی اُگلنے لگین اور دریافت امریکہ تک اسپین کے معادن سے برابر قیمتی فلزات نکلتے رہے۔ لعل وزمرد بیجا اور ملاگا سے نکالے جاتے تھے۔ مرجان اور موتی ساحل سمندر پر جمع کیے جاتے تھے۔

عرب لوگ ریشم اور اون کے رنگنے اور بننے اور بالخصوص معدنی کامون مین بہت مشہور تھے۔ اُنکی صنعت وحرفت کی دوسری پیدا کی ہوئی چیزین مثل ریشم خام۔ روغن شکر۔ سیماب۔ لوہے کے شہتیر۔ رنگ۔ عنبر۔ مقناطیس۔ سرمہ۔ بلور۔ گندھک۔ بول قسطنطنیہ کو بطور برآمد بکثرت بھیجی جاتی تہین۔ علاوہ ازین ملک کی اور دوسری مختلف پیداوار کی اس درجہ کثرت تھی کہ بہ نسبت درآمد کے وہان برآمد کی مقدار ہمیشہ بڑہی رہتی تھی۔ اور تبادلہ جنس کے لحاظ سے عرب ہی ہمیشہ نفع مین رہتے تھے۔

متواتر کامیابیون اور بیحد دولت وثروت نے قاعدۂ عام کے مطابق اُنکو ایسا بدمست کیا کہ وہ اپنے پاک مذہب اور سچے دین اسلام کے بھی پورے پورے پابند نہ رہے اور عیش وتعیش مین پڑکر بالکل سست وکاہل بن گیے۔ انکے دلون مین جوش اور ہاتھ پانون مین طاقت تو باقی رہی نہ تھی مگر پھر بھی طمع وحرص کے گدگدانے سے اُنسے نچلا نہین بیٹھا جاتا تھا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے ضعف اور ناتوانی کے زمانے مین پائرنیز کے جنگجو پہاڑی لوگون سے جا بھڑے اور بجاے اسکے کہ اُنسے پہاڑ کی دشوار گذار گھاٹیان خالی کراکر اُن پر خود قابض ومسلط ہوتے افسوس اور صد افسوس کہ

اُلٹا اُن کو ہی اسپین خالی کر دینا پڑا -

افریقیہ مین عربونکی تجارت

عربونکی فتح سے پہلے بربر اُنکی اصطلاح مین افریقیہ کے اُس حصہ ملک کو کہتے تھے کہ جو مصر سے لیکر بحر اطلانطک تک پھیلا ہوا تھا اور اسی کا کچھ حصہ زمانہ قدیم مین مارٹینیا کے نام سے بھی مشہور تھا -

عربون نے ممالک بربر کے دو ہزار میل رقبے پر بشمول مصر فتح حاصل کی اور خلیفہ دمشق بذریعہ وائسرائے یا نائب السلطنت اُسپر حکمران ہوا -

خلافت دمشق کا خاتمہ ہونے کے بعد بربری عربون کے دل مین بھی سلطنت اسپین کی طرح اپنی خودمختار سلطنت قائم کرنیکی ترغیب اور تحریص پیدا ہوئی - اور اسی بنا پر مصر مین خاندان بنی فاطمہ کی بزور خلافۃ قائم ہوگئی -

ٹونس سے جانب جنوب بارہ میل کے فاصلے پر شہر قیروان جو سنہ ۶۷ء مین تعمیر کیا گیا تھا ممالک بربر کا صدر مقام اور خلیفہ دمشق کے نائب السلطنت کا قیامگاہ تھا - گو اب یہ شہر چندان مشہور نہین مگر اُس زمانے مین اسکی شہرت اور عظمت کا یہ حال تھا کہ مرجع خلائق کے اعتبار سے گویا وہ بربری سلطنت کا مرکز بنا ہوا تھا کہ جس سے مشرق مغرب اور جنوب کو پر ابہر سڑکین چلی گئی تھین - شہر کے بیچون بیچ ایک نہایت عظیم الشان مسجد کھڑی اسلامی شان و شوکت ظاہر کر رہی تھی - اسکا طول (۲۵۰) اور عرض ۱۵۰ گز کے قریب تھا - اسکے گنبد کو کہ جو اعلیٰ درجے کے سنگ مرمر سے تراش کر بنایا گیا تھا اُسی قسم کے پتھر کے ۲۳ ستون اپنے سرون پر اُٹھائے کھڑے تھے

اور باقی حصہ مسجد کو معمولی پتھر کے ستون کہ جو شمار مین چار سو چودہ تھے سنبھالے ہوے تھے
اسی جگہہ سے شہر کے ساتون دروازون کو بڑی بڑی کشادہ اور فراخ سڑکین گئی
تھین کہ جنپر ہر وقت تجارتی مال کی آمد و رفت رہتی تھی - ان مین سے خصوصاً اُن دو
سڑکون پر کہ جو "باب طونس" اور "باب الفرج" کو جاتی تھین برابر دو میل تک بلا کسی
فرق و فصل کے دونون طرف نہایت عالیشان دکانین کھلی ہوئی تھین کہ جنمین تقریباً ہر
ایک اقلیم یہانتک کہ **یورپ** اور **چین** کیسے دور و دراز ممالک کی چیزین بھی بکثرت
موجود رہتی تھین -

قیروان کے قرب و جوار مین اور بھی بہت سے پُر رونق شہر آباد تھے کہ جن کو
اپنی تجارتی منڈیون اور سنگ مرمر کی عمدہ اور نفیس عمارتین پر بہت بڑا فخر اور ناز تھا -
ذیل مین ہم **افریقیہ** کے چند ایسے شہرون کا حال لکھتے ہین کہ جو تجارت اور اسباب
تجارت کے لحاظ سے شہرت پائے ہوے تھے -

بکاڈا ہی صرف ایک ایسا شہر تھا کہ جسکو شراب خرما بننے کی شہرت حاصل تھی -
حوالی **کسک** مین قلعون کی شمار دو سو تک پہنچتی تھی -

صبرہ کہ جو غلہ کی تجارت کا خاص مقام تھا وہ پایۂ تخت **قیروان** سے بذریعہ
ایک طول طویل دیوار کے ملحق کردیا گیا تھا اور اُسکے آس پاس بہت سے ایسے بندرگاہ
موجود تھے کہ جو بحری تجارت اور صنعت و حرفت کے لحاظ سے یکسان مشہور تھے -
صوصہ مین زربفت اور بادلے کے تھان اس صفائی اور صناعی سے طیار ہوتے

تھے کہ لوگ انکو بلحاظ انکی نزاکت اور صفائی کے "ریح منسوج" یعنی "بنی ہوئی ہوا" سے تعبیر کرتے تھے۔

مہادیہ اور **سفاکس** مین سفید توت بکثرت پیدا ہوتے تھے اور ریشم کے کیڑے بھی بافراط پایے جاتے تھے۔

طرابلس مین بسبب ایک میدان شور کے قریب واقع ہونیکے نمک کی بہت کثرت تھی۔ بندرگاہون مین بحری اور کاروانی دونون تجارتون کا سلسلہ قائم تہا۔ بحری تجارت کا تعلق بالخصوص جزیرہ **سسلی** اور **اسپین** کے ساتھ تہا۔ اور کاروانی تجارت کے لحاظ سے تمام بندرگاہین پایۂ تخت **قیروان** سے بذریعہ سڑکونکے وابستہ تہین ممالک **مارٹینیا** کہ جنمین اب **مراکو فیض** اور مغربی **الجیریا** شامل ہین **عرب** اور **اسپین** کے لوگون کو اپنی طرف گویا مقناطیسی قوت سے کھینچتے رہتے تھے چنانچہ انہین نو وارد لوگونکی مجموعی کوشش کا نتیجہ تہا کہ آٹھوین صدی مین شہر **فیض** کی بنیاد پڑی۔ شدہ شدہ **فیض** نے صنعت اور دستکاری خاص کر فیض کلاہ کے بنانے مین کہ جو زیادہ تر رومی کلاہ کے نام سے مشہور اور اب تک ترکون اور **ہندوستان** کے مہذب لوگون کے سرون پر نظر آتی ہین۔ بڑا نام پیدا کیا۔ کپڑے بافی اور رنگ سازی کے ہشیار کارخانون کے علاوہ وہان ریشم اور زردوزی کے کارخانے اور صابون کی بھٹیان بھی بکثرت موجود تہین۔ اُسکے سرسبز و شاداب تختہ جات زمین مین غلہ۔ کھجور۔ انگور۔ اور زیتون کی پیداوار بافراط ہوتی تہین۔ بھیڑ بکریون۔ گھوڑون

گدہون اور اونٹون کے غول کے غول ہرے بھرے مرغزارون مین چرتے چراتے اور کلیلین کرتے ہوئے نظر آتے تھے - معدنی پیداوار مین لوہا - تانبا - سُرمہ اُس ملک کی خاص چیزین تہین - **مکہ** سے اس ملک کی تجارت بذریعہ کاروان اور **لوانٹ** **سسلی** اور **اسپین** مین جہازون کے ذریعے سے ہوتی تھی - وسط **افریقہ** یعنی **سوڈان** اور **حبش** مین یہان کے تاجرونکی آمد و رفت بغرض حصول پر - بردہ - سونا - اور ہاتی دانت برابر جاری رہتی تہی اور **سگل میسا** ان چیزونکی تجارت کا خاص دساور تہا -

سگل میسا کہ جو علاوہ دساور گاہ ہونیکے صنعت و دستکاری کے اعتبار سے بھی ایک بڑا مشہور شہر تہا وہان سے شرقاً و غرباً ہمیشہ **مصر** اور **نائی گر** کو قافلے جاتے رہتے تہے - اس مقام کی تجارت اسقدر بڑہی ہوئی تھی کہ عربون نے مال تجارت کی درآمد اور برآمد کی سہولت کے لیے پہاڑ کاٹ کر بیالیس میل لمبی ایک سڑک نکالی تہی -

ممالک **مارٹینیا** کی گذشتہ اور موجودہ حالت مین بلحاظ سرسبزی و شادابی بہت بڑا فرق ہے - جہان اب خشک اور بنجر زمین کے قطعات پڑے نظر آتے ہین وہان اُس زمانے مین سرسبز و شاداب اور لہلہاتے ہوئے باغات - آباد مواضعات - بیشمار عظیم الشان قلعے - اور جابجا آبپاشی کے لیے نہرین اور نالے موجود تھے - اس بنا پر اسکی اگلی اور موجودہ حالت دیکھہ کر دل مین خودبخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا درا صل **نیچر** کی مہربانی اور فیاضی بہ نسبت پہلے کے اب کچھہ کم ہے کہ جسکے باعث اس

سرزمین کو یہہ روز بد دیکھنے نصیب ہوے جو اس گیے گذرے زمانے مین بھی اسکی زرخیزی کا یہ حال ہے کہ جس جگہہ آبپاشی وغیرہ کا اچھا بندوبست کیا جاتا ہے اُس جگہہ گویا گذشتہ سرسبزی اور شادابی کا نمونہ نظر کے سامنے پھر جاتا ہے۔

عربون کے زیر حکومت رہ کر مصر مین بھی بلحاظ اُسکی تجارتی وقعت اور شان کے بہت کچھہ ترقی ہوئی ہے۔

سایئن کاروانی تجارت کے لحاظ سے ایک مشہور رساوری مقام تھا۔

ٹینس اور **ڈمیٹا** یہ دونون مقام صنعت و حرفت کے اعتبار سے یکسان مشہور تھے۔

مشرق کو جسقدر قافلے جاتے تھے اُن سب کو پایۂ تخت **فوسٹاٹ** سے ہوکر گذرنا پڑتا تھا اور یہہ انتظام اس نظر سے کیا گیا تھا تاکہ پایۂ تخت کی تجارت مین ترقی اور رونق ہو آخرکار یہ غرض پوری ہوئی اور شہر **فوسٹاٹ** مشرقی دولت و ثروت اور شان و شوکت کا مرکز بنکر رہا۔ لیکن افسوس اور صد ہزار افسوس کہ سنہ ۱۱۶۰ء مین اُسکی تمام ثروت اور شوکت آتش زدگی کے ہاتھون خاک مین مل گئی۔

سسلی اور نیز دیگر ممالک مین عربونکی تجارت

سسلی کے اُس خوشنما اور پُر فضا جزیرے پر کہ جسکے جاڑے اور گرمیون مین جدا جدا موسم بہار اور گلابی جاڑون کا لطف تھا۔ عربون کا قبضہ سنہ ۸۳۲ء سے لیکر سنہ ۱۰۹۰ء تک رہا ہے۔ وہان عربونکی بود و باش اگرچہ فاتحانہ حیثیت سے تھی مگر مفتوحین کے ساتھہ اُنکا برتاو بالکل بے تکلفانہ اور ہمسرانہ

تھا۔ عربون کی توجہ اور کوشش سے مصر کی روئی نیشکر اور فارس کی طبا شیر بھی وہان بکثرت پیدا ہونے لگی تھی غلہ خصوصاً گیہون کی پیداوار کے لحاظ سے تو سسلی دنیاے قدیم کا کھتہ ہی کہلایا جاتا تھا۔ انگور۔ زیتون۔ اور نیز دوسری قسم کے بہت سے میوے بھی وہان بکثرت پیدا ہوتے تھے۔ اُسکے معادن سے مختلف قسم کی معدنی چیزین بھی بافراط نکالی جاتی تہین۔ سسلی کے کشیدون اور تاش بادلون کی تو یہانتک قدر تھی کہ شہنشاہان جرمن کی تاج پوشی کے موقع پر جرمنی مین انکی اکثر مانگ رہتی تھی۔

عربونکی تجارت کے متعلق ابتک جسقدر باتین دریافت ہوئی ہین اُنسے عربونکی اعلی تہذیب اور شرافت نسل کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔

اُنکے تجارتی قوانین کفایت شعاری کے اصول کے گو کیسے ہی خلاف کیون نہو تے تھے مگر ساتھہ ہی اسکے وہ انسانی ہمدردی سے ذرا تجاوز نہین کرتے تھے۔ اشیاے مایحتاج کی قیمت کی شرح اُنکے ہان اکثر غربا اور کم استطاعت لوگونکی حیثیت کے موافق مقرر کی جاتی تھی۔ تاکہ اُنکی ضرورتین اٹکی نہ رہین۔

اُنھون نے جہازون پر مقدار معین سے زیادہ مال و اسباب بار کرنیکی اسلیے سخت ممانعت کر رکھی تھی کہ کہین طامع اور لالچی تجار اپنے منافع کے لالچ مین جہازون پر اسقدر اسباب نہ لادیجائین کہ جسکے باعث جہاز کے ٹوٹنے اور اُسکے آدمیون کے ضائع ہونیکا خطرہ درپیش آے۔

عربون کی بحری تجارت اسمین شک نہین کہ بہت ہی بڑہی ہوئی تھی مگر پھر بھی اُنکی کاروائی

تجارت کے مقابلے مین وہ کسی شمار مین نہین آسکتی۔

سمندر کی راہ سے سفر کرنے مین اگرچہ اُس طاقت اور قوت کی زیادہ تر ضرورت تھی کہ جس سے اُنکے بزرگون نے اُنکو پہلے سے بے نیاز کر کے نہین رکھا تھا مگر تاہم فن جہازرانی کی تھوڑی سی واقفیت پر بھی اُنہون نے اپنے جان و مال سے بیخطر ہوکر بحری تجارت کو جسقدر وسعت اور ترقی دی تھی آج وہ بھی ہمارے لیے کچھہ کم حیرت انگیز اور خالی از عبرت نہین ہے۔

مشرق مین عربی تاجرون کا ایک گروہ **بصرے** سے چل کر **مسقط** پہنچا وہان اُسکو ایک طرف تو **ہندوستان** اور دوسری طرف **افریقہ** کے جنوبی اور شرقی سواحل نظر آئے اُس گروہ کے لوگ تجارت کی غرض سے ان دونون ممالک مین پھیل گیے۔ چنانچہ **افریقہ** کے مشرقی سواحل پر جسقدر مقامات ہین وہ تقریباً کل کے کل عربی الاصل یعنی اُنہین لوگون کے آباد کیے ہوے ہین۔

افریقہ کے اندرونی حصے کے باشندے سونا شتر مرغ اور مور کے پر۔ ہرن کی کھالین۔ ہاتی دانت۔ عنبر۔ کچھوے کے خول۔ ان مقامات پر لاکر فروخت کیا کرتے تھے۔

ہندوستان مین بھی اس قسم کے مقامات اول اول ساحل **ملابار** پر آباد کیے گیے تھے۔ اور یہین سے عربونکی تجارت جزائر **مالدیو**۔ **نکوبار**۔ **سراندیپ** اور **سماترا** کیسے دور و دراز ممالک مین پہنچی تھی۔

چین مین مسلمانان عرب کی جماعت اول ول ۸۷۸ء مین ہیچی اور بڑی گرمجوشی کے ساتھہ اُسکا استقبال کیا گیا - اور تجارتی کوٹھیان کھولنے کی اُسکو اجازت دی گئی - عربی تاجر ٹکیس وغیرہ کی زحمتون سے مستثنیٰ کیے گیے - اور اُنکے باہمی مقدمات اور منازعات کے فیصل کرنے کا حق بھی اُنہین کے حاکمون اور قاضیون کو دیا گیا - عربون کے اس قسم کے چندہی جہاز تھے کہ جنکو چین کے دور ودراز اور پرخطر سمندرون مین جانے کی جرائت ہوئی تھی -

واسکوڈیگاما نے جسوقت کیپ آف گڈہوپ کی راہ دریافت کرکے ہندوستان کی تجارت پرتگالیون کے ہاتھہ مین دی اُس وقت گویا عربون کو پرتگال اور ہندوستان والون کے درمیان ایجنٹ یا گماشتہ بنکر اپنی گذشتہ تجارتی شہرت اور عظمت از سرنو حاصل کرنیکا موقع ہاتھہ آیا - بحری سفرون مین عربون کا دستور تہا کہ وہ تیرنیوالی لکڑی کا ایک ٹکڑا اپنے ساتھہ رکھا کرتے تھے کہ جسمین ایک سوئی (سوزن) لگی رہتی تھی کہ جو ہرصورت اور ہر حالتمین سمت شمال کو بتلاتی چلیتی تھی - اس آلہ کا رواج چین مین ابتک جاری ہے اور یورپ کے جہازران جو قطب نما استعمال کرتے ہین وہ بھی گویا اُسکی ایک شائستہ اور مہذب صورت ہے -

اس مضمون سے ہماری یہ غرض اصلا نہین ہے کہ اپنے بزرگونکی فارغ البالی اور دولت وثروت کو ہم اپنے لیے مایۂ فخر اور ناز قرار دین بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسلمان جو تجارت کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اس سے اُنکے دلونمین تجارت کی وقعت وعظمت اور ترغیب وتحریص پیدا ہو -

فاعتبروا یا اولی الابصار - خاکسار مجیب احمد تمنائی

بودھ کے زندگی کے مختصر حالات

اودہ کے جنوب اور نیپال کے پہاڑون کے دامن مین Kapilavastu
کاپلاوستو ایک سلطنت تھی جسکی دار السلطنت کا بھی نام کاپلاوستو تھا۔ اس شہر مین مسیح سے
ساڑھے پانسو سال پہلے بودہ پیدا ہوا تھا اُسکا باپ یعنی کاپلاوستو کا راجہ ساکیا
Sakya کے خاندان اور گوتم کی ذات سے تھا۔ اُسکی مان کا نام مایا دیوی
Mayadevi تھا جو راجہ سپرابدہا Suprabuddha کی بیٹی تھی۔
اور اس بات کے کہنے کی چندان ضرورت نہین کہ یہ عورت ایسی ہی خوبصورت اور حسین تھی
جیسا کہ وہ طاقتور اور منصف تھا۔ اس لیے بودہ نسل کے لحاظ سے چھتری تھا
اپنے خاندان سے ساکیا اور اپنی ذات سے گوتم کا نام اُس نے پایا۔ جس سے
گوتم کی معزز نسل سے ایک قسم کا روحانی رشتہ ظاہر ہوتا ہے۔ بودہ یعنی شایستہ
کا نام اُسنے اپنی زندگی کے آخری حصے مین اختیار کیا۔ اور سدہارتہا siddhartha
یعنی جسکے اغراض و مقاصد پورے ہو جا چکے ہین یہ نام بھی غالبًا اُسی زمانے مین رکھا گیا
ہے۔ اگرچہ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ اُسکے لڑکپن ہی مین اُس کو اس نام سے پکارا جاتا تھا
اُسکی پیدایش کے ایک ہفتہ بعد اُسکی مان فوت ہو گئی اور اسکے باپ نے اُس کو اپنی
سالی کے سپرد کر دیا۔ جو کہ اُسکی مان کی زندگی ہی مین اُسکے باپ کی بی بی تھی۔ یہ بچہ

نہایت خوبصورت اور بہت ہی قابل لڑکا نکلا - اور جسقدر اُسکے معلم اُسکو سکہا سکتے تہے اُس سے زیادہ وہ سیکہہ لیتا تہا اسکو کہیل کود کی طرف بالکل رجحان نہ تہا اور ہمیشہ اس سے انکار کیا کرتا تہا - اور اس درجہ خوشی اسکو کبھی نہین ہوتی تھی جیسی کہ اُس وقت جب کہ وہ تنہا ہوتا تہا - اور جنگل کی قدرتی چیزون کے نظارے کو دیکہکر اپنے خیالات مین محو رہتا تہا - جب اُسکے باپ نے اُسکو ان حالات مین پایا تو اسنے خیال کیا کہ یہ لڑکا بالکل ہاتھ سے نکل گیا اور ضائع ہوا - اُسکو اس خواہ مخواہ کی فکر مین گرفتار ہونے اور سودائی بننے سے روکنے کے لیے اسنے یہ تجویز کی کہ فی الفور اسکا بیاہ کردے -

جب حسن رسیدہ وزیر سلطنت نے راجہ کی اس تجویز کا ذکر آیندہ وارث تاج و تخت سے کیا تو اسنے غور و فکر کرنیکے لیے سات روز کی مہلت مانگی - اور آخر کار اسبات کا یقین کر کے کہ شادی بیاہ بھی میرے دل کے اطمینان اور تسلی مین مخل نہین ہوسکتے اُسنے وزیر کو اجازت دی کہ شاہزادی کی تلاش کرے - وزیر نے خوبصورت گوپا کو جو ڈنڈاپی کی بیٹی تھی منتخب کیا - اگرچہ اُسکے باپ نے پہلے پہل اپنی بیٹی کو ایک ایسے نوجوان شاہزادے کے ساتھ بیاہنے سے انکار کیا جو اُسکے سامنے بیان کیا گیا تہا کہ مردانہ اور بہادرانہ کامون سے بالکل حس نہین رکھتا - مگر جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ وہ ہتھیارون کے کرتب اور زیر دلی کی طاقت مین اپنے تمام رقیبون سے بہت بڑہا ہوا ہے تو وہ خوشی سے اس معاملے پر راضی ہو گیا - اُنکی شادی نہایت ہی مسرت انگیز ثابت ہوئی لیکن شاہزادہ اب بھی ویسا ہی تہا جیسا کہ پہلے تہا - زندگی اور موت کے مسئلے مین محو رہتا تہا اور ہمیشہ تخیلات مین غرق تہا - وہ کہا

کرتا تھا ''دنیا مین کوئی چیز پایدار اور اصلی نہین ہے - زندگی ایک اس چنگاری کی سی
ہے جو لکڑی کی رگڑ سے پیدا ہوئی ہو - وہ چمک پڑتی ہے اور پھر بجھ جاتی ہے ہمین
یہ نہین معلوم وہ آتی کہان سے اور جاتی کہان ہے - زندگی بربط کی آواز کی مثل ہے
اور ایک عقلمند آدمی بیکار پوچھتا ہے کہ وہ کہان سے آتی اور کدھر جاتی ہے - کوئی اعلی
عقل ضرور ہونی چاہیئے جس سے ہم اطمینان اور آرام حاصل کرین - اگر مین اُسے حاصل
کر لون تو مین انسان تک روشنی لا سکتا ہون - اگر مین خود آزاد ہو جاؤن تو دنیا کو نجات
دے سکتا ہون'' بادشاہ نے اس نوجوان شاہزادے کا یہ غمناک طرز زندگی معلوم
کر کے ہر ایک طرح کی کوشش کی کہ اسکو ان تمثیلات سے ہٹائے اور اس فکر سے
باز رکھے مگر یہ تمام کوششین بیکار ہوئین - تین بہت ہی معمولی واقعات جو ہر شخص کو پیش
آتے ہین - بودہ کی زندگی کے لیے بے انتہا ضروری اور اہم ثابت ہوے -

ایک روز بودہ بڑی شان و شوکت کے ساتھہ سیر کے واسطے اپنے ایک باغ مین جاتے
ہوے شہر کے مشرقی دروازے سے گذرا - اُسنے راستے پر ایک ضعیف پیر مرد کو دیکھا
جسکے ہاتھہ پانون کمزور ہو گیے تھے - جوانی کی تمام طاقت اور زور بڑھاپے کی کمزوری اور
لاغری سے تبدیل ہو گیا تھا - رگ اور پٹھے اُسکے جسم پر صاف دکھائی دیتے تھے - ہڈیون
پر گوشت مشکل سے باقی تھا - تمام جسم کی کھال جو جوانی کے گوشت سے کھنچی رہتی ہے
اُسکی بوڑھی ہڈیون پر ڈھیلے غلاف کی طرح باقی تھی جس مین برابر سے جھریان پڑی ہوئی
تھین - اُسکے دانت زندگی کے صدمات کی تاب نہ لا کر اُسکا ساتھہ چھوڑ گیے تھے - ہونٹ

جو جوانی کے عالم مین مُنہہ کی زینت ہوتے ہین بیٹھہ گیے تھے اور وہ کھوکھلی آواز بھی
مشکل سے نکال سکتا تھا۔ اسکی کمر اوپر کے دھڑ کی جھونک کو نہ سنبھال سکنے کے باعث
جھک گیئی تھی۔ اور وہ اپنی چھڑی کے سہارے پر کھڑا تہا۔ اُسکے ہاتھہ پانون کانپ
رہے تھے۔ شاہزادے نے گاڑیبان سے پوچھا "یہ کون شخص ہے جو لاغر اور
کمزور ہے۔ اسکا گوشت سوکھہ گیا ہے اور خون خشک ہوگیا ہے اسکی رگین اور پٹھے
اسکی کھال تانے ہوے ہین اور ہڈیون پر گوشت کا نام نہین ہے۔ اسکا سر سفید ہو گیا
ہے دانت گر گیے ہین۔ اسکا تمام جسم ضایع ہو گیا ہے۔ اپنی چھڑی کے سہارے پر
بھی وہ مشکل سے چل سکتا ہے اور قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہے۔ کیا یہ کوئی چیز اس کے
خاندان کے ساتھہ مخصوص ہے یا تمام نوع انسان کی یہ عام قسمت ہے؟"

"حضور" گاڑی بان نے جواب دیا "اس آدمی پر بڑھاپا سوار ہے اسکے حواس سست
ہو گیے ہین۔ تکالیف نے اسکی طاقت ضایع کر دی ہے۔ اسکے ہاتھہ پانون کام سے
رہ گیے ہین اور اب اسکا جسم ہڈیون کے ایک ڈھانچ سے زیادہ کچھہ بھی نہین ہے جسپر جھائی
ہوئی کھال کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ اور اب اسکے رشتہ دار اور عزیز اس سے نفرت کرتے
ہین۔ کوئی شخص اسکی مدد نہین کرتا اور لوگون نے اسکو جنگل کے ایک خشک اور مُرجھاے
ہوے درخت کی طرح چھوڑ دیا ہے لیکن یہ معاملہ اسکے خاندان کے ساتھہ مخصوص نہین ہے
ہر ایک مخلوق کا یہی مآل ہے کہ جوانی کو بڑھاپا شکست دیدیتا ہے۔ آپ کے باپ۔
آپ کی ماں۔ آپ کے تمام رشتہ دار اور تمام دوست احباب اسی حالت مین آنیوالے ہین۔

تمام مخلوقات کا یہ مقررہ خاتمہ اور انجام ہے"۔

"ہائے"، شاہزادے نے جواب دیا "وہ کیا لوگ ایسے جاہل ہین ایسے دل کے کمزور اور بیوقوف ہین کہ جوانی پر فخر و ناز کرتے ہین جس سے اُنکی آنکھون پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور جس باعث سے کہ وہ بڑھاپے کو نہین دیکھہ سکتے جو اُنکی تاک لگائے ہوے بیٹھا ہے۔ مین تو اس سے باز آیا۔ گاڑیبان! گاڑی کو فوراً پلٹاؤ۔ مین جو بڑہاپے کا شکار ہون مجھے خوشی اور مسرت سے کیا سروکار ہے"، یہ کہکر شاہزادہ شہر مین واپس چلا آیا اور باغ کو نہ گیا۔

ایک اور دفعہ شاہزادہ جنوبی دروازے سے سوار ہو کر گذرا اس دفعہ اُسنے ایک شخص کو سڑک پر دیکھا جو بیماری مین مبتلا تھا۔ بخار سے اُسکا تمام جسم جھُلسا ہوا تھا۔ اُسکا بدن بالکل کھُل گیا تھا۔ تمام جسم پر گرد چڑھی ہوئی تھی نہ اسکا کوئی یار تھا نہ مددگار نہ گھر نہ بار۔ کمزوری سے اُسکی یہ نوبت پہونچ گئی کہ سانس لینا بھی اُسے دشوار تھا۔ اپنا سایہ دیکھہ کر وہ آپ ڈرتا تھا اور موت کے نزدیک ہونیکا خیال اور بھی اُسکا خون خشک کیے دیتا تھا۔ گاڑیبان سے شاہزادے نے اِسکے حالات پوچھے اور اپنے حسب توقع جواب پاکر اُسنے کہا "افسوس! تندرستی کچھہ نہین ہے مگر خواب کا ایک کھیل۔ اور تکالیف کا خوف اس ہولناک صورت مین ظاہر ہوتا ہے۔ وہ کون سا عقلمند اور دانا ہے جو اپنا حال جیسا کہ وہ ہے بخوبی معلوم کرنیکے بعد بھی کبھی خوشی اور مسرت کا خیال کرسکیگا؟" شاہزادے نے اپنی گاڑی پھر والی اور شہر مین واپس آگیا۔

تیسری دفعہ شاہزادہ مغربی دروازے سے سیر کے لیے گذرا۔ اب کی دفعہ اُسنے سڑک پر ایک مردہ دیکھا۔ جو کپڑے سے لپٹا ہوا ایک ٹکٹی پر رکھا ہوا تھا۔ اُسکے احباب اور گرد کھڑے رو رہے تھے۔ ہچکیاں بندھی ہوئی تھین۔ اپنے بال نوچے ڈالتے تھے۔ اپنے سرون پر خاک ڈال رہے تھے اپنی چھاتی کوٹ رہے تھے اور فرط غم و الم مین وحشیانہ چیخین مار رہے تھے۔ شاہزادے نے پھر اپنے گاڑی بان کو اس اندوہناک نظارے کی طرف متوجہ کرکے کہا اور اوہ! افسوس اس جوانی پر جسکو بڑھاپا ایک روز ضائع کردیگا!۔ افسوس تندرستی پر جو اسقدر بیماریون سے ضائع ہوجانیوالی ہے! اور افسوس اس زندگی پر جہان کہ آدمی کو اسقدر تھوڑے عرصے رہنا ہے!۔ کاش بڑھاپا نہوتا۔ کوئی بیماری نہوتی۔ اور موت نہوتی کاش یہ ہمیشہ کے لیے قیدی بنا لیے جاسکتے! پھر اپنے ارادے کو پہلی دفعہ ظاہر کرکے نوجوان شاہزادے نے کہا "دو آؤ ہم واپس ہو چلین۔ مجھے غور اور فکر کرنا ہے کہ ان تمام بلاؤن سے نجات پانے کی تکمیل کسی طرح ہوسکتی ہے"۔

ایک آخری واقعے نے اسکے تامل اور جھجک کا خاتمہ کردیا۔ سیر کرنے کے لیے جاتے ہوئے وہ ایک دفعہ شمالی دروازے سے گذرا۔ یہان اُسنے ایک فقیر کو دیکھا جو ظاہرا طور پر سنجیدہ اور خاموش معلوم ہوتا تھا۔ اُسکی آنکھین نیچے کو جھکی ہوئی تھین اپنی مذہبی پوشاک غالباً کفنی پہنے ہوئے تھا جس سے معلوم تھا کہ شوکت اور شان کی کچھ ہوا اسکو لگی ہے۔ ورنہ اسکی بھی ضرورت اُسے نہوتی۔ اور ایک کشکول گدائی اُسکے ہاتھ مین تھا۔

شاہزادے نے پوچھا ؛ یہ کون آدمی ہے ؟

گاڑیبان نے جواب دیا "حضور" یہ اُن آدمیون سے ہے جسکو بھیکیشا (گداگر) کہتے ہین - تمام قسم کی خوشی اور مسرتین اور تمام خواہشین اسنے چھوڑدی ہین - اور ایک سخت قسم کی زندگی بسر کرتا ہے - وہ اپنے آپ کو فتح حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہے - اور اپنی خواہشون اور جذبات انسانی کو اپنے قابو مین لانا چاہتا ہے - دنیا سے اپنا دہیان اُسنے الگ کرلیا ہے اور خدا کا ایک جان نثار ہوگیا ہے - اسکو غصہ نہین - حسد نہین کسی سے عداوت نہین - صرف خیرات مانگتا پھرتا ہے - اور خوشی سے کوئی آدمی اُسے دے دیتا ہے اُس سے اپنا پیٹ پالتا ہے اور اپنے مالک کے دہیان مین لگا رہتا ہے دنیا کے لوگون سے یہ کچھ سروکار نہین رکھتا"۔

شاہزادے نے جواب دیا کہ یہ خوب کہا - یہ معقول ہے - دانا اور عاقل جان نثار خدا کی زندگی کی ہمیشہ تعریف کرتے رہتے ہین - یہی میری پشت و پناہ ہوگی - اور لوگون کے لیے بھی یہ ہمکو اصلی زندگی اصل مسرت اور دوامی بقا کی طرف رہنمائی کریگی -

ان الفاظ کے ساتھہ شاہزادے نے اپنی گاڑی پھیر دلی اور شہر کو واپس آگیا - اسنے اپنے باپ اور بی بی کو اس ارادے سے آگاہ کیا کہ مین دنیا ترک کردینا چاہتا ہون اور اپنے باپ کے محل سے ایک رات کو جب کہ تمام محافظ اور نگہبان جو اسکی حفاظت کے لیے مقرر کیے گیے تھے سو گیئے نکل کھڑا ہوا - رات بھر وہ چلتا رہا جب صبح ہوئی تو اپنا گھوڑا اور زیورات اپنے سائیس کو دے کر اُسے کاپلا وستو کی طرف واپس بھیج دیا

لالیتاوستر Lalitavistara کا مصنف لکھتا ہے وہ جس جگہہ سے کہ اُسکا گاڑیبان واپس پھرا تھا وہان پر ایک یادگار ابتک قائم ہے Hiaun-Thsang ہیون تہسانگ وہی یادگار تھی جو ایک بڑے جنگل کے کنارے Kusinagar سڑک کوسی نگر پر واقع ہے - یہ شہر اب تباہ ہوگیا ہے جو گورکہپور کے مشرقی جنوبی مشرق کی طرف اُسکے چالیس میل کے فاصلے پر واقع تہا -

بودھ پہلے ویسالی Vaisali کے پاس گیا اور اس مشہور و معروف برہمن کا شاگرد بنا - جسکے گرد تین سو شاگرد جمع تہے - جو کچھہ کہ یہ عالم برہمن سکہا سکتا تہا وہ حاصل کرکے بودھ محروم و نا امید وہان سے چلا - نجات کا راستہ جسکی اسکو تلاش تھی اُسے نہین ملا تہا - راج گڑھی Rajagari مین وہ ایک اور برہمن کے پاس پونہچا یہ شہر مگدہا (Magadha یا بہار کا دارالسلطنۃ تہا اس برہمن کے سات سو شاگرد تھے یہان بہی اُسنے نجات اور بخشش کے وسائل کی تلاش اور جستجو کی - آخرکار اسکو بھی اُسنے چہوڑا - لیکن اس دفعہ پانچ اور طالب علم جو اسکے ہم جماعت تہے اسکے ساتہہ ہوے - اور چہہ برس تک ایک گانون اُرولوا Uravilva کے قریب تنہائی مین زندگی بسر کی - اور دنیا مین ایک مصلح اور رفارمر کے طور پر ظاہر ہونے سے پیشتر اپنے آپ کو نہایت سخت تکالیف اور عذاب کا مطیع رکہا - تاہم اس زمانے کے خاتمے پر وہ اس اعتقاد اور یقین پر پونہچا کہ رہبانیت اور ترک دنیا دل کو تسلی اور اطمینان دینے اور نجات کے راستے کے لیے طیار کرنے سے بہت دور ہے اور صداقت کی راہ مین ایک کنوان ہے جسمین

لوگ ٹھوکرین کہاکے گرتے ہین اور ایک جال ہے جسمین لوگ گرفتار ہوجاتے ہین اور منزل مقصود تک نہین پہونچنے پاتے ۔ اُسنے اپنے یہ عمل چھوڑ دیے اور اس طرز زندگی سے یکدم سے دست بردار ہوا جسپر اُسکے ساتھیون نے جو اُسکے شاگرد اور چیلے بن گیے تھے ناراض ہوکر اُسکا ساتھ چھوڑ دیا اور اُسکو گمراہ اور دین سے برگشتہ سمجھنے لگے ۔ جب تنہا رہ گیا تو اُسنے خود اپنا طریقہ ایجاد اور پیدا کرنا شروع کیا ۔ اُسکو یہ معلوم ہوچکا تھا کہ نہ تو برہمنون کے اصول مذہب اور نہ انکی زندگی کی تکالیف اور سختیان انسان کی نجات پوری کرنے کے لیے کوئی فائدہ پہونچا سکتی ہین اور نہ بڑھاپے ۔ بیماری اور موت کے خوف سے بچا سکتی ہین ۔ ایک لمبے عرصے کے غور و فکر اور وجد کی حالت کے خیالات و تفکرات کے بعد آخرالامر اُسنے قیاس کیا کہ مین سچے علم پر پہونچ گیا ہون جو اُن تمام تغیرات کے اسباب ظاہر کردیتا ہے جسکی تمام مخلوقات کی زندگی تابع اور مطیع ہے ۔ اور اُن تغیرات کے ڈر سے انسان پر جو خوف طاری ہوتا ہے اُسکو دور کردیتا ہے ۔ کہ وہ اس علم پر پونہچا ہے تب اُسنے بودہ یا شایستہ و مہذب کے خطاب کا دعوی کیا ۔ ہم ٹھیک طور پر کہہ سکتے ہین کہ اُسوقت اور لمحہ مین لاکھون کرورون نوع انسان کی قسمت مین ایک لغزش اور ڈگمگاہٹ پیدا ہوگیی تھی اب بودہ کو یہ تامل ہوا کہ آیا مین اپنے اس علم کو اپنے ہی تک کہون یا دنیا مین عام طور پر اسکے پھیلانے کی کوشش کرون اور روشنی مین لاؤن ۔ نوع انسان کی تکالیف کے ساتھ جو ہمدردی کا خیال اُسکو پیدا ہوچکا تھا آخر کو اُسنے غلبہ پایا اور آخرکار یہ نوجوان شاہزادہ اُس عالمگیر مذہب کا بانی ہوا جو دو ہزار سالون سے زیادہ گذر جانے پر ابتک پینتالیس کرور

پچاس لاکھ نوع انسان سے تسلیم اور پیروی کیا جاتا ہے۔
جس مذہب کی اُسنے بنیاد رکھی وہ نوع انسان کے ساتھ بہت ہمدردی رکھنے کے
اصول پر مبنی تھا اُسکے بڑے اصول یہ تھے کہ دنیا خواب و خیال ہے اور زندگی خواہ اس
جہان مین ہو یا دوسرے جہان مین بہرحال ایک وبال ہے۔ انسان کو یہان کی بلکہ بہشت
کی خوشیون پر بھی نظر نہ رکھنی چاہیے کیونکہ اس بھینساوے مین آواگون سے نجات نہین
ملتی۔ غرض بڑی بات اُنکے نزدیک یہ تھی کہ انسان مرنے جینے سے چھوٹ جاوے اور
ایسا عالم استغنا اُسکو حاصل ہو کہ نہ رنج کا رنج رہے اور نہ خوشی کی خوشی۔ اس حالت کو اُن
کی اصطلاح مین **نروان** کہتے تھے جو بغیر سچ بولنے اور نہایت استیازی اختیار کرنے
دنیاوی لذات اور خواہشات سے بے پروائی کرنے سخت اور پرتکلیف طرز زندگی اختیار
کرنے اور سب سے بڑھکر بغیر خیرات یا **متری** کرنیکے حاصل نہین ہو سکتا۔
اس نئے مصلح اور رفارمر کی آیندہ تواریخ بہت ہی سیدھی سادی ہے۔ وہ بنارس
کو چلا جو ہر ایک زمانے مین ہندوستان مین بہت بڑا دار العلم رہا ہے اور سب سے پہلے
اسکے مذہب پر ایمان لانیوالے وہی پانچ طالب علم اُسکے ساتھی تھے جنھون نے
اُسکو اُس وقت چھوڑ دیا تھا جبکہ اُسنے براہمنون کی رسوم کا جوا اپنے کندھے سے اُتار ڈالا
تھا اور ان رسمیات کی قید سے وہ آزاد بن گیا تھا اور بہت سے لوگون نے اُن طالب العلمو
کی پیروی کی اور اُسکا مذہب اختیار کیا۔ مگر چونکہ **لالیتا وستار** Lalitavistara
بودہ کے بنارس پہونچنے پر ختم ہو جاتی ہے اس سے ہم بودہ مذہب کی نیز ترقی اور

اشاعت کے زیادہ مفصل اور درست حالات نہین بتا سکتے Buddhist Canon
بدھسٹ کینن مین جو کہین کہین مختصر حالات منتشر طور پر ملتے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ
مگدھا بمبسرا Bimbisara کے راجہ نے اسکو اپنی دارالسلطنت راج گرہی
مین مدعو کیا تہا بہت سے اُسکے لکچرونکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کالنٹک کی خانقاہ
مین دیے گیے تہے جو عمارت کہ خود بادشاہ یا کسی اور دولتمند آدمی نے اُسکو رہنے
کے لیے نذر کے طور پر دی تہی ۔ اور اور لکچرونکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ولچرپیک
Vulturepeak پر دیے گیے ہین جو اُن پانچ پہاڑیون مین سے تہی جو اس
قدیم دارالسلطنت کے اردگرد واقع تہین ۔

اُسکے نو مریدون مین سے تین شخص ساری پترا[1] ۔ کاٹیاینا[2] اور موودگلیاینا[3]

Sariputra Katyaayana Mandgalyana—

جو بہت مشہور و معروف ہین جس زمانے مین وہ مگدھا مین مقیم تہا اُسکے شریک اور ساتھی
ہو گیے یہان بودھ عرصے سے بادشاہ مگدھا کی دوستی اور مہربانی مین رہتا تہا ۔ کچھ دنون
بعد اس بادشاہ کو اُسکے بیٹے جاتسترو Jatasatru نے مار ڈالا اور تب بودھ
کی نسبت ہم سُنتے ہین کہ وہ کچھ عرصے کے لیے سراوستی Saravasti پر جو گنگا کی
شمال مین ہے قیام پذیر رہا ۔ اس مقام پر ایک دولتمند سوداگر نے جسکا نام اناتھاپنڈاڈا
Anathapendada تہا اُسکے اور اُسکے مریدون کے رہنے کے لیے ایک
عظیم الشان عمارت نذرانہ کے طور پر پیش کی تہی ۔ بودھ کے بہت سے لکچر یا سرمن

سراوستی پر دسیے گیے تھے یہ مقام سلطنت کُسالا کا دارالخلافت تہا۔ اور کُسالا کے
بادشاہ پراسنا جیت Prace nagit نے بھی اُسکا مذہب اور اصول اختیار کیے۔ یہ بیان کیا گیا
ہے کہ بارہ برس کی غیر حاضری کے بعد بودھ نے اپنے باپ کی ملاقات کاپلا وستو مین کی۔
اس موقع پر اُسنے بہت سے معجزے یا کرتب دکھا یے اور تمام ساکیا قوم کو اپنے مذہب مین لایا
خود اُسکی بی بی اُسکی پیرو ہوگئی۔ اور اپنی چچی کے ساتھ اُسنے بودھ مذہب کی عورات نو مریدنی کی
پہلی مثال ہندوستان مین دکھائی۔ بودہ کی آخری زندگی کے پورے حالات پہر ہمکو معلوم ہوتے
ہین۔ اب اُسکی عمر اسّی برس کی ہوگئی تہی جب وہ پھر راجگرہی مین پہونچا جہان بادشاہ
اجاتسترو جو کہ پہلے بودھ کا دشمن اور اپنے باپ کا قاتل تہا اُسنے اپنی اس خطا اور جرم کا عام
طور پر اقبال کیا اور بودہ کے مقلدین مین شریک ہوا۔ جب وہ یہان سے واپس چلا تو اُسکے ساتھ
بہت سے اُسکے مقلدین تھے اور جب گنگا کو عبور کرنے کو تہا تو ایک مربع پتھر پر کھڑا ہوا اور
راج گرہی کی طرف اپنی آنکھین پھیر کر اُسنے پورے وجد کی حالت مین کہا "یہ آخری موقع ہے
کہ مین اس شہر کو دیکھتا ہون،، اُسنے اس طرح سے ویسالی کو بھی دیکھا اور وہان سے
رخصت ہوکر وہ تقریبًا کوسی نگر پہونچ گیا تہا جبکہ اُسکی زندگی کی طاقت اُسکو جواب دینے لگی وہ
ایک جنگل مین ٹھہر گیا اور جبکہ ایک سال کے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تہا اُسکی روح نے
اس جسم عنصری کو چھوڑ دیا یا جیسا کہ ایک بودہ مذہب والا کہیگا وہ نروان مین داخل ہوا۔

راقم خاکسار محمد حشمت اللہ خان

ابو نصر فاریابی

ابو نصر فاریابی ایک بہت بڑا حکیم اور اعلیٰ درجے کا ذکی تہا اُسکی تصنیفین منطق اور موسیقی اور بیشتر علوم مین سارے جہان مین مشہور ہین ۔ اور وہ مسلمان فلاسفر مین اعلیٰ درجے کا فلسفی تہا کہ اسلامی فلسفیون مین کوئی اُسکے مرتبے کو نہ پہونچیگا یہانتک کہ بوعلی سینا سائین فلاسفر اُسکی تحریرون سے تخریج کرتا ہے ۔

اور اپنی تصنیفون مین اُسکے ذہنیات سے ناقل ہے ۔ ابو نصر ایک شخص ترکی تہا فاریاب کا رہنے والا ۔ کہ ماوراالنہر بلاد ترک مین ایک مشہور مقام ہے ۔ اپنے شہر فاریاب سے علوم کی تحصیل کے شوق مین نکلا ۔

اور سیر و سفر کرتا ہوا شہر بغداد مین پہنچا ۔ کہ جو دجلے کے کنارے ایشیا مین عباسیونکا دار الخلافت ایک مقام مشہور ہے ۔ ابو نصر ترکی زبان کی سوا بہت سی زبانین جانتا تہا لیکن عربی زبان سے ناآشنا تہا ۔ کہ بغداد مین پہونچکر عربی زبان سیکہی ۔

اور عربی زبان سیکہنے مین اعلیٰ درجے کا کمال پیدا کیا بعد اُسکے حکمی علوم کی تحصیل شروع کی ۔ اور جب بغداد مین پہنچا تو ابی بشر ابن یونس ایک مشہور حکیم سے ارسطو کی کتاب منطق مین تحصیل شروع کی ۔

نوٹ ایڈیٹر ۔ مین بہت عرصے سے ارادہ رکہتا تہا کہ اس حکیم کی سوانح عمری مکمل رسالہ حسن مین طبع ہو یہ مختصر مضمون ہے اگر کوئی صاحب مفصل مضمون بہیجینگے تو نہایت ممنونی کے ساتہہ چہاپ دیا جاویگا ۔

اور ابی بشر ابن یونس سا ییی فلسفے علوم مین ایشیا مین بلند آوازہ اور مشہور تہا۔ کہ اُسکے درس کی مجلسون مین سیکڑون طالبعلم فراہم ہوا کرتے تہے اور وہ ارسطو کی کتاب منطق مین درس دیتا تہا اور اپنے تلامذہ پر اُسکی شرح نہایت واضح بیان سے تقریر کرتا تہا۔

غرض اُس وقت منطق کے مہارت مین کوئی اوسکا نظیر نتھا۔ اور اپنی تقریرون مین مضامین علوم مین نہایت عمدہ بیان سے اور خوبی کے ساتھہ املا کیا کرتا تہا۔ یہانتک کہ بعضے دانشمندون نے کہا ہے۔ کہ ابو نصر فاریابی نے ایسے اعلی درجے کے معانی کی تفہیم آسان لفظون مین اور اُسکی روش اپنے اُستاد ابی بشر سے سیکہی ہے۔ سو پہلے ہی فن منطق کو ابو نصر نے اسی حکیم سے حاصل کیا۔

اور اُسکے بعد بغداد سے شہر خراسان مین آیا۔ اور وہان ابی حنا ابن عیلان ایک نصرانی حکیم سے نیز منطق کا درس لیا۔ اور پھر بغداد مین پلٹ آیا۔

اور وہان سارے فلسفی علوم مین تکمیل کی اور ارسطو کی ساری کتابون پر حاوی ہو گیا اور معانی کے استخراج مین ارسطو کی تحریرون مین بہت بڑا ماہر۔ یہانتک کہ ارسطو کی کتاب النفس دیکہی گئی۔ کہ اُسمین ابو نصر فاریابی کے خط سے تحریر تہا کہ مین نے اس کتاب کو دو سو مرتبہ پڑہا ہے اور مشہور ہے کہ سماع طبیعی ارسطو کی چالیس بار پڑہی اور کہتا تہا کہ با دیتمہ پہر مین اُسکے دیکہنے کا محتاج ہون۔ اور ابو نصر سے منقول ہے کہ کسی نے اُس سے پوچہا کہ ان فلسفی علوم کو تو زیادہ جانتا ہے یا ارسطو اُسنے کہا کہ اگر مین ارسطو کے زمانے مین ہوتا تو مین اُسکے اعلی درجے کے شاگردون مین شمار کیا جاتا یہ مضمون ابن خلکان نے قرطبی سے طبقات حکما مین نقل کیا ہے۔

اور اُنہی سے حکایت نہ ہے کہ اسلامی فلسفی علما مین اُسکی تحقیق باریک اور دقیق مضامین کی شرح مین بہت بڑھ گئی تھی۔

اور اُسکی تعلیمات سے ہے کہ کلیات خمسہ کے استعمال کا طریقہ اور کس طرح شئے ہائی قیاس کی صورت ہر مادّے مین صرف کیجا ئیگی سو اسمین تحقیق اور توضیح ابو نصر نے انتہا درجے کو پہنچا دی ۔ اور بعد اُسکے بغداد سے دمشق مین آیا اور اُسکے بعد مصر مین بعد اُسکے پھر دمشق مین پلٹ گیا اور وہان سلطان سیف الدولہ بادشاہ مصر و شام نے اُسکی بڑی تکریم کی۔

اور چونکہ کمال کو بے نیازی لازم ہے زاہدانہ دنیا مین اپنی گذران کرتا تھا ۔

اور اسی لیے چار درم یومیہ سے زائد سلطان سیف الدولہ کی خدمت اُسنے گوارا نہ کی۔

اور بے تعلق محض گذران کرتا تھا نہ کہین مکان بنایا اور نہ کبھی مال و زر کے اکتساب کا قصد کیا اور سیر و سیاحت مین آب روان اور مجمع آب مین مقام کرتا تھا یا کسی پُر فضا باغ اور دلکش مقام مین اور وہین علوم مین کتابین تصنیف کرتا تھا۔

بیشتر تصنیفات اُسکی متفرق کاغذون پر ہین اور ترتیب وار مترتب اور مجلّد کمتر۔ اسی لیے اُسکی تصنیفات اکثر فصول اور تعلیقات ہین اور بیشتر ناتمام۔

(اب مین اُسکے حالات کا ایک عمدہ واقعہ اور حکایت پر تقریر کا اختتام کرتا ہون)

ابو نصر فارابی جب دمشق مین سیف الدولہ کے دربار مین آیا اُس وقت اُسکی وضع ترکی تھی اور سیف الدولہ کا دربار ہمیشہ عالمون اور دانشمندون کے قدوم سے معمور رہا کرتا تھا سو ابو نصر پہلے اُسکے دربار مین جا کھڑا ہوا ۔ سیف الدولہ نے حکم کیا کہ بیٹھے ابو نصر نے کہا کہ مین

اُس مقام پر بیٹھون جہان کہ کہڑا ہون یا تیرے مقام پر۔

سو حاضرین دربار کی صفین پہاڑتا ہوا سیف الدولہ کی مسند پر جا بیٹھا اور اُسکو مسند سے ہٹا دیا۔ سیف الدولہ کے چند غلام تہے۔ کہ وہ دربار مین سرہانے سیف الدولہ کے حاضر رہا کرتے تہے۔

اُن سے بادشاہ نے ایک زبان خاص مین کہ اُس زبان کو لوگ کمتر جانتے تہے کہا کہ اس بزرگ نے میرے ساتہہ دربار مین بے ادبی کا برتاو کیا مین اس سے چند باتین علمی پوچہتا ہون اگر یہ جواب نہ دیسکا تو تم بے تکلف اسکو دربار سے نکال دیجیو ابونصر نے اُسی زبان مین بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ ٹہر جا ہر چیز کا مدار انجام پر ہے بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا۔ سیف الدولہ نے ابونصر سے کہا کہ آیا تو یہ زبان جانتا ہے۔ ابونصر نے کہا کہ یہ زبان کیا۔ مین ستر زبانین جانتا ہون سو بادشاہ کے نزدیک اُسکی بڑی عظمت ظاہر ہوئی۔ بعد اُسکے اُس دربار مین ابونصر نے علماے حاضرین کے سامنے تقریر علوم شروع کی اور ہر فن مین ایسی عمدہ تقریر کی کہ سب سے اُسکا سخن بالا رہا۔ اور حاضرین دربار کی تقریرین سب پست ہوگئین اور سارے فلسفی عالمون نے اُسکے مقابلے مین سواے سکوت کے چارہ نہ دیکہا۔

اور یہ اُنکے سکوت کے بعد بہی بساط بزم مین کس آب و تاب کی تقریر سے موتی برساتا رہا کہ اُن لوگون نے جہولیان بہرنا شروع کین یعنی انجام کار اُن سارے فلاسفر مناظر عالمون نے اُسکی تقریر کو قلم دوات لیکر لکہنا شروع کیا۔ آخر کو بادشاہ نے اُن سب عالمون کو دربار

سے رخصت کیا۔ پھر ابو نصر سے خلوت اور دربار خاص مین ملاقات کی بادشاہ نے کہا
کہ کچھ دور شراب کا آپکو شوق ہے ابو نصر نے کہا نہین بادشاہ نے پھر کہا کہ آیا نغمہ سرود
سے آپکو مذاق ہے کہا ہان سو بادشاہ نے بڑے بڑے موسیقی دان گانے بجانیوالون
کو خلوت مین بلایا اور نغمہ سرود شروع ہوا لیکن ابو نصر نے سبکی خطائین موسیقی کے قواعد سے
ظاہر کین۔ اور سب کا نقصان موسیقی کے علم مین ظاہر کر دیا بعد اسکے بادشاہ نے
کہا کہ آپ اس صنعت کو عملاً بھی جانتے ہین ابو نصر نے کہا ہان۔

بعد اسکے اسنے ایک تھیلی نکالی جسمین چند لکڑیان تھین ان لکڑیون کو اس تھیلی سے
اور ترکیب دیکے جیسے بجانا شروع کیا۔ سارے دربار خاص کے لوگ بے اختیار ہانسنے
لگے اور بعد اسکے ان لکڑیونکی ترکیب کو دوسری ترکیب سے بدل کر پھر جو بجانا شروع کیا ساری
مجلس کے لوگ بے اختیار رونے لگے پھر تیسری ترکیب سے انکو بجانا شروع کیا کہ بادشاہ
اور سارے رفیق خلوت خاص کے بے اختیار سو گیے۔ یہانتک کہ دربان بادشاہی دولت
کو بھی نیند آگئی۔ سو ابو نصر اسی حالت مین بادشاہ اور رفیقون کو چھوڑ کے دربار سے نکل گیا۔
مشہور ہے کہ باجا جسکا نام قانون ہے اسی نے بنایا ہے۔ اور پہلے اسی نے
اس باجے کو ترکیب دی ہے۔

خلاصہ یہ ہے۔ کہ سنہ ۳۳۹ھ مین اس عالم سے گذر گیا اور اپنے علوم کا نمونہ نتیجہ مدینہ فاضلہ
اور سیاست مدینہ اور اسکے مانند بہت سی تحریرین اپنے اعقاب مین یادگار چھوڑ گیا فقط۔

خاکسار کونین محمد احسان الدین از کاکوری لکھنؤ وادہ

سالانہ رپورٹ انجمن لاہور دہلی

تذکرۃ المشاہیر

(سلسلہ کے لیے نمبر ۱ جلد ۶ ملاحظہ ہو)

بقیہ ذکر پلائنی

اور ایک قسم کی سائیکلو پیڈیا یا مخزن العلوم ہے - اگرچہ آج کل کے لحاظ سے وہ اہل علم کے لیے تو کچھہ کام کی کتاب نہین ہے مگر تاریخ کی حیثیت سے اوسمین بہت باتین ایسی ہین جو اور کہین کسی کتاب مین نہین ملتین وہ ایک عجیب و غریب شخص تہا نہ صرف اس سبب سے کہ اوسنے ایک ایسا بڑا ذخیرۂ معلومات جمع کیا جسکو اگر برابر ساری عمر کام کرتے تو اوسط درجے کے تین آدمی جمع کرتے بلکہ اس سبب سے کہ اسی کے ساتہہ ہمیشہ وہ سرکاری کام بہی کیا کرتا اور جنگ و جدل مین مصروف رہتا تہا اگست سنہ ۷۹ء مین جب وہ مرا ہے تو وہ روم کے ایک جہازی بیڑے کا سپہ سالار تہا اور اپنی تحقیقاتون کے اشتیاق مین کوہ ویسوویس کے پاس ایسے وقت چلا گیا جبکہ وہان آتش فشانی ہو رہی تہی اسی آتش فشانی مین ہرکولینیم اور پامپی تباہ ہوے تہے -

وہ تمام باتین جانتا تہا جو اوسکے وقت مین معلوم ہو سکتی تہین جب اوسکی تحریرات کو پڑہو تو آدمی کے خیالات مین ایک جرأت اور آزادمنشی پیدا ہوتی ہے جو اصل اصول فلسفہ کا ہے -

اگریکولا (سنہ ۳۷ء سے سنہ ۹۳ء تک)

یہ شخص بمقام فورم جولائی ملک گال مین ۱۳ جون سنہ ۳۷ء کو پیدا ہوا - اچہا تعلیم یافتہ

تہا - اور سنہ ۶۱ء مین جب ۲۳ سال کا تہا تو برطانیہ کی فوج مین کام کرتا تہا سنہ ۶۳ء مین وہ ملک **ایشیا** مین حاکم مالگزاری مقرر کیا گیا اور دیانتداری کی وجہ سے بڑی نیکنامی حاصل کی بعد ازان سنہ ۷۳ء مین **وسپین** نے اپنے عہد حکومت مین **اکولٹنا** کا امیر اور گورنر مقرر کر دیا سنہ ۷۷ء مین کونسل ہوکر برطانیہ اوسکے سپرد ہوا جہان اوسنے سات سال تک نہایت دانشمندی کے ساتھہ ملکداری کی اور تمام ملک کو سوا‌ے **ہائی لینڈ** کے تابع کر لیا اور جابجا قلعجات بنایے تا کہ نیچے کے رہنے والون کو اپنے شمالی باشندون سے امن رہے - ایک جہازون کا بیڑا ساحل کی تحقیقات مین روانہ کیا جسنے آکر خبر دی کہ یہ ملک برطانیہ جزیرہ ہے اور اُسکے چارون طرف پانی ہے اور لوگون کو اوسنے تحریص و ترغیب دی کہ رومیون کے طرز و اطوار اور زبان کو سیکہین معبد اور حمام بنایے ہر ایک درجے کے لوگون کے ساتھہ انصاف سے پیش آتا تہا اور جہان تک کہ لوگون کو اچہا معلوم ہوا روم کی تہذیب وہانکے باشندون مین پہیلائی - اوسکا طریق ایسا مرغوب تہا اور اُسکی جابجا ایسی تعریف ہورہی تہی کہ شاہنشاہ **ڈامشن** کو رشک و حسد پیدا ہوگیا اور اُسکو برطانیہ سے واپس بُلا لیا چنانچہ وہ اسی جگہہ ۲۳ اگست سنہ ۹۳ء کو مر گیا اور تمام روم کے لوگون کے دلون مین اپنی عزت چہوڑ گیا -

جوونیل (سنہ ۴۲ء سے سنہ ۱۲۵ء تک)

جوونیل مقام **اکوئنم** مین قریب سنہ ۴۲ء کے پیدا ہوا - اسکے مان باپ اوسط درجے کے لوگون مین اچہے عزت دار تہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انکو اتنی استطاعت تہی کہ وہ اپنے

خیالات اور افعال مین خود مختار تہا - اُسکے ایام جوانی زبان آوری اور سخنوری مین گذرے
اور اس سبب سے اُسکو اداے مطلب مین کمال ہو گیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ کچہری مین وکالت
کرنے لگا اور وکالت نہایت کامیابی کے ساتہہ چلتی تہی جوونیل کے ہجویات جنکے سبب
سے اُسکی شہرت ہے ضرور ہے کہ اوسنے اپنی آخری عمر مین لکہی ہون جبکہ شاہنشاہ ڈامیٹن
کے مرنیکے بعد ٹراجن حکمرانی کر رہا تہا کیونکہ یہ ممکن نہین ہے کہ ڈامیٹن سے بدنام کے
ہوتے ہوے اوسکے زمانے کی بدمستیون اور عیاشیون کا حال ایسی ہجو آمیز تقریرین لکہی اور
اور پہر سلامت رہ سکی - جیساکہ وہ انسان کی اصلی سیرت کا خاکہ اوتارتا ہے ایسا کوئی دوسرا
نظر نہین آتا - اُس زمانے کی تمدنی حالت اُسنے اچہی طرح سے دریافت کی اور نہایت انصاف
کے ساتہہ اپنی پُرزور قلم سے ایسی تصویر کہینچی ہے کہ جس سے اُسوقت کی اندرونی حالت مخلوق
کے چال چلن یا دانش جو پہلی صدی عیسوی مین رومیونکی تہی صاف صاف نظر آتی ہے اور
بہت سی باتین جو اُسکے ہمعصر ٹیسیٹس مؤرخ نے چہوڑدی ہین اوسمین موجود ہین -

بہت سے لوگ کہتے ہین کہ جوونیل کی ہجویات ہاریس سے بڑہکر ہین لیکن چونکہ
وہ زیادہ کہیل اور تماشے کے طور پر لکہی گئی ہین اور شہوت پرستی کے بیانات سے مملو ہین
اور بُری ہجو ہے جن سے اُسوقت کی تمدنی حالت معلوم ہوتی ہے اسواسطے کثرت راے
یہی ہے کہ پہلے قدیمی شاعر کو ہی فوقیت ہے جوونیل کی تحریرات کو لوگ بہت پڑہتے
ہین اور نہایت تعریف و توصیف کرتے ہین نہ صرف اس سبب سے کہ ہم اُسکے ذریعے
سے اُسکے زمانے کی تمدنی حالت دریافت کرتے ہین بلکہ اس سبب سے کہ وہ ایسی تصویر

کھینچتا ہے کہ اُس مین گویا جان ڈالنا باقی رہ جاتا ہے اور بیان ایسا شیرین ہے کہ جس
سے ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے زبان **لیٹن** کے فصحا مین سے یہ سب سے آخری
شخص ہے۔ **جو ڈینل** کے مرنے کی تحقیق تاریخ تو معلوم نہین تو بھی اتنا جانتے ہین
کہ وہ سنہ ۱۲۵ء مین ملک مصر مین تھا جہان کہ وہ شاہنشاہ **ہیڈرین** کے حکم سے اس
بنا پر جلاوطن کر دیا گیا کہ اُسنے ایک نقال **پیرس** کی ہجو لکھی تھی اور جس سے بادشاہ
کو یہ شبہہ ہوا تھا کہ اُسنے اُسکے کسی دوست کی درحقیقت ہجو لکھی ہے۔

پلوٹارک (سنہ ۵۰ء سے سنہ ۱۲۰ء تک)

یہ شخص بڑا نامور یونانی اور سوانح عمری لکھنے والا قریب قریب سنہ ۵۰ء کے پیدا ہوا
ہے اسکا وطن شہر **چیرونیا** ملک **بے اوٹیا** مین ہے ابتدائی حالت تو اسکی مجھکو
معلوم نہین لیکن اُسکی تہیلی سرکاری کارروائیون اور تحریرات فلسفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے نہایت
عمدہ اوستادون سے تعلیم پائی تھی اور ذی رائے ہونے مین مشہور تھا اسکی ایک ہی
عمدہ کتاب مماثل سوانح عمری سے نے اوسکا نام آج کے دن تک گھر گھر مشہور کر دیا۔
اُسپر اُسنے ایسی سخت محنت کی ہے کہ نہایت تعجب آتا ہے اُسکی انشا مین جادو بھرا ہے
اُسکے انتخاب کی دانشمندی اور پھر سچا بیان ایسا ہے کہ جس سے ایک معجزہ دکھائی دیتا ہے
اُس مین مشاہیر یونان و روم کے تاریخی بیان اس طرز سے لکھا ہے کہ جسکو صرف وہی
شخص لکھہ سکتا ہے جو نہایت ایماندار اور خیالات مین صاف عقلمند کامل اور نہایت
ذی تمیز ہو اسکی عبارت ایسی صاف اور دلچسپ ہے کہ آج کل اُس سے زیادہ قدیمی کتابون

مین سے کسی کتاب کو لوگ نہین پڑہتے وہ اپنے طرز مین بیمثال ہے - اُس مین تیئیس یونانی
اور تیئیس رومیون کی سوانح عمری لکھی ہے اور ایک یونانی کا ایک رومی سے مقابلہ کیا ہے
اور بتایا ہے کہ کسکا چال چلن دوسرے کے مقابلے مین کیسا ہے - **پلیوٹارک**
نے اپنے وطن مین سنہ ۱۳۱ع مین وفات پائی -

ٹیسیٹس (سنہ ۵۵ع سے سنہ ۱۲۰ع تک)

اسکی ولادت سنہ ۵۵ع مین فرض کی جاتی ہے کیونکہ اُسکے شروع عمر کا حال مطلق
معلوم نہین - **ویسپیسن** بادشاہ کے یہان سنہ ۷۹ع مین جاکر ملازم ہوا اور سنہ ۱۱۷ع
تک برابر وہان **ٹراجن** کی وفات تک نوکری سرکاری کرتا رہا - **اگریکولا** کی بہن سے
سنہ ۷۸ع مین اسنے شادی کی اور سنہ ۸۸ع مین **پریٹر** یا وزیر مقرر ہوا اور سنہ ۹۷ع مین کونسل
کے عہدے پر سرفرازی پائی چونکہ ہم ٹیسیٹس کا مفصل حال نہین جانتے اسلیے جو کچھ ہمکو
معلوم ہے وہ وہی ہے جو اسکی کتاب پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے جس کو دیکھنے سے
کہہ سکتے ہین کہ اسکو فرصت بہت ہتی تہی اُسکی تمام تحریرات مین خوب جانچکر انتخاب کیا گیا
ہے جو الفاظ اُسمین لکھے گیے ہین وہ ایسے غور سے لکھے ہین کہ جو معنی اُسنے مقصود ہین
وہی اُنسے نکلتے ہین مگر چونکہ عبارت کو نہایت مختصر اور دقیق کر دیا ہے کہ بہت غور سے
مطلب سمجھہ مین آتا ہے اس سبب سے پڑہنے والون کو اُس سے دلچسپی نہین ہوتی -
تاریخی بیانات مین اکثر بادشاہون کے ہی کام لکھے گیے ہین اُس وقت کے تمام لوگون
کے حالات اور دستورات کم ہین - اس سبب سے اگرچہ اُس زمانے کے حکام کے وہ

نہایت سچی تاریخ ہے مگر نہ تو آج کل اور نہ پہلے کبھی وہ عام پسند ہوئی ہے مشہور کتابین ٹیسیٹس کی یہ ہین سوانح عمری اگریکولا پانچ کتابین تاریخ کی جس مین سنہ ۶۸ء سے لیکر سنہ ۹۶ء تک کا ذکر ہے۔ سالانہ تاریخ جس مین سنہ ۱۴ء تک روم کی تاریخ ہے تاریخ جرمن جس مین جرمن قوم کی عادات مذہب اور ملکی دستورات کا بیان ہے۔ لوگون کے نزدیک ٹیسیٹس روم کے مورخین مین سب سے زیادہ لائق شمار کیا جاتا ہے اور اپنے زمانے کے سب سے عمدہ آدمیون مین تھا۔

بطلیموس (دوسری صدی ع)

بطلیموس سب سے پہلا ہیئت دان ہوا ہے جسکی تحریرات محفوظ رہی ہین اس وجہ سے اُسکی کتابین نہایت ہی مفید اور قدر و عزت کے لائق ہین۔ اُسکے ذاتی حالات اُسکی تحریرات کی حالت سے کچھہ معلوم ہوتے ہین۔ وہ یونانی نسل سے تھا اور شہر اسکندریہ واقع ملک مصر مین پیدا ہوا تھا جہان اُسکی جوانی کی عمر بسر ہوئی تھی۔ اسکی ولادت و وفات کا حال کچھہ بھی معلوم نہین لیکن اُسنے جو تحقیقاتین لکھی ہین اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس علم کی تجسس مین سنہ ۱۳۰ء سے سنہ ۱۶۰ء تک لگا رہا۔ بطلیموس کی سب سے بڑی کتاب المیجسٹ کہلاتی ہے یہ لفظ عربی زبان کے ال حرف تعریف اور میجسٹ یونانی لفظ سے مرکب ہے میجسٹ کے معنی ہین اعظم۔ اس کتاب مین ہپرکس باشندہ نسیا واقع ملک بتھنیا صوبہ ایشیا کوچک کو بانی علم ہیئت تسلیم کیا ہے۔ اور اُسکی تحقیقاتون کی تفصیل لکھی ہے۔ ہپرکس کا حال ہمکو سوائے اسکے اور کچھہ معلوم نہین

بو بطلیموس نے لکھا ہے اور اُسکے تمام کامون کو تسلیم کیا ہے جنمین بعض یہ ہین
طریق الشمس کا قائم کرنا حرکات شمس و قمر کے بڑے بڑے اصول نکالنا اوقات و مقامات
طلوع و غروب شمس و قمر کے ٹہیک ٹہیک لکہنا اور ایک ہزار اسّی ثوابت کا موقع ایک فہرست
مین طیار کرنا چونکہ اُس زمانے مین آلات ریاضی اچھے اور صحیح نہ تھے اس سبب سے
ہپرکس اور بطلیموس دونون غلطیون مین پڑ گئے اگر آلات ہوتے تو جو غلطیان اُنہون
نے کی ہین وہ نہ کرتے۔ ہپرکس نے جو جو تحقیقاتین کی تہین بطلیموس نے اُنمین
سے ہر ایک مین ترقی کی اور جگہون اور اوقات کو ٹہیک کیا اور ایسا طریق نکال دیا کہ جو
اُس زمانے سے نظام بطلیموسی کے نام سے مشہور ہے۔ اگر اُسمین کیسی ہی عمدگی یا خرابی
ہو مگر وہ بطلیموس کے مرنے کے بعد سے لیکر چودہ سو برس تک برابر دنیا کے لوگون
مین متداول رہا جب کوپرنکس پیدا ہوا تو دوسرا نظام مانا گیا اگرچہ بطلیموس حرکات
اجرام سماوی مین خیال اِپی سکلیکل سے اپنے تئین بچا نہ سکا تاہم اُسنے ایسی بڑی بڑی تحقیقاتین
کی ہین کہ جنسے علم ہیئت کی ترقی مین بڑی مدد ملی ہے چنانچہ اوسنے قمر کی اُس تجاوز مداری کو
دریافت کیا جو کشش آفتاب سے ہوا کرتا ہے بطلیموس نے جو جو تحقیقاتین چاند
سیارات اور ثوابت کی صحیح تصور کین اُنکو اس بنا پر بیان کیا ہے کہ ہماری دنیا عالم کا مرکز ہے
جسکے گرداگرد تمام اجسام گہومتے ہین حرکات مداری مین چاند اور سیارات کا مرکز ایک ہی ہے
جنکو وہ اِپی سائکل کے مسئلے کے بموجب قیاس کرتا تہا ان غلطیون کا سبب صرف یہی

لہ اِپی سائکل اُس دائرے کو کہتے ہین جسکا مرکز کسی دوسرے دائرے کے محیط پر ہو بطلیموس کا قیاس تہا کہ سیارات کی مداری گردش اسطرح ہے

تہا کہ اُس زمانے مین ایسے وسائل مہیا نہ تہے کہ جن سے اوقات مختلفہ مین شمس و قمر کے فاصلے دریافت کیے جاتے بطلیموس کا خیال اُن واقعات نفس الامری کے علم کا فطرتی نتیجہ تہا جو اسوقت تک دلائل سے ثابت ہو سکتا تہا - اُسنے جو بڑا کام ہمارے لیے چہوڑا ہے وہ یہ ہے کہ اُسکے زمانے مین یا اُس سے پہلے جو خسوف کسوف ہوے یا جو مواقع ثوابت اور سیارات کے اُسنے دیکھے یا سُنے اُنکو قلمبند کر دیا - بطلیموس کی دوسری کتابون مین سے بڑی چیز اُسکا جغرافیہ ہے جو پندرہوین صدی ع تک صحیح مانا جاتا تہا اس جغرافیے مین شہرون کے مقامات بتایے گیے تہے اور نیز اُنکے طول اور عرض بلدان بہی لکہے تہے -

ناموران زمانہ وسطیٰ

جنکے

اثر سے زمانہ نے رنگ پلٹا ہے

الارک اول (۳۷۶ع سے ۴۱۰ع تک)

الارک اول ۳۷۶ع مین پیدا ہوا - وزیگاتہ[1] قوم کے لوگون مین سے چونکہ اُسکا خاندان سب سے زبردست تہا اور وہ خود بہی لائق تہا اس سبب سے وہ مغربی گاتہ کا بادشاہ ہو گیا سب سے اول اُسکو اسوقت سے شہرت حاصل ہوئی جبکہ وہ ۳۹۴ع مین قوم گاتہ کی امدادی فوج کا سردار ہو کر **تہودوسیس** شاہنشاہ روم کے ساتہہ مین تہا جب **تہودوسیس** مرگیا تو اوسنے روم کی مشرقی سلطنت پر حملہ کیا اور یونان کے

---

[1] وزیگاتہ قوم گاتہ یعنی قدیمی جرمنیون کا وہ طریق ہے جو پچہم سمت مین رہتے تہے اور آخرکار جنوبی مملکت فرانس اور اندلس مین آباد ہو گیے

وسط تک چلا گیا اور یونان والون کو مجبور کر کے جرمانہ فوج کشی لیا اور قسطنطنیہ کو اپنے رعب داب سے ہلا دیا لیکن جب **اسٹلکو** نے **الریا** تک بھگا دیا جو فوج لیکر مغربی رومی سلطنت سے اسپر حملہ آور ہوا تھا تو شاہنشاہ سلطنت شرقی **آرکاڈیس** نے اُسکے حوصلے کی روک کیواسطے اُسکو اُس صوبہ کا جہان وہ تھا حاکم مقرر کر دیا۔ چند روز تک تو بیشک وہ اپنی جگہہ پر چپ رہا لیکن سنہ ۴۰۲ء مین **الارک** نے **اطالیہ** پر حملہ کیا اور **اسٹلکو** سے شکست کھا کر پھر **الریا** کو واپس چلا آیا۔ مگر وہ پھر سنہ ۴۱۰ء مین **روم** پر حملہ کر کے گیا اور تمام ملک **اطالیہ** کو فتح کر کے روم کو قبضے مین لایا مگر اوسی سال مقام **کوسینزا** ملک **سسلی** مین مر گیا اور اس سبب سے غیر مہذب فتحیابیون سے **روم** کو چند روز کے واسطے نجات ملی لیکن اوسنے وہ کام شروع کر دیا تھا جسکو اُسکی اولاد نے پورا کر لیا یعنی **روم** کی سلطنت کو نیست و نابود کر دیا۔

تھیوڈورک اعظم (سنہ ۴۵۵ء سے سنہ ۵۲۶ء تک)

تھیوڈورک سنہ ۴۵۵ء مین پیدا ہوا اور وہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد سنہ ۴۷۵ء مین **اسٹریا وگاتھہ**[1] کا بادشاہ ہو گیا تھا جب شاہنشاہ شرقی **زینو** نے دیکھا کہ **تھیوڈورک** کی طاقت بڑھتی جاتی ہے تو اوسنے ایسا اُسپر اثر ڈالا کہ وہ **آڈواسیر** کے مغلوب کرنے کی طرف متوجہ ہو گیا اس **آڈواسیر** نے **روم** کی سلطنت پر ناجائز قبضہ کر لیا تھا **تھیوڈورک** نے تین بڑی لڑائیون مین و میون کو متواتر شکست دی اور جا کر **راونیا** پر محاصرہ ڈال دیا جہان کہ **آڈواسیر** سنہ ۴۸۹ء مین پسپا ہو گیا تھا تین

[1] اسٹروگاتھہ مشرقی گاتھہ کو کہتے ہین۔

سال کے محاصرے کے بعد باہم یہ عہد و پیمان ہوا کہ دونو بشرکت ملک اطالیہ مین حکومت
کرین لیکن بہت جلد وہ قتل کیا گیا اور تہیوڈورک مغرب کا بالکل خود مختار بادشاہ
ہوگیا - ۳۳ برس تک اوسنے اطالیہ مین ایسی خوبی سے بادشاہت کی کہ وہان کے
باشندے اُس سے بہت خوش رہے اس امن چین کے زمانے مین ملک اطالیہ مین
خوب رونق ہوگئی تھی اور اپنے گاتھہ کی قوم کے شاہنشاہ کی دانشمندی انصاف اور
لیاقت کے سب قائل تھے - تہیوڈورک تقریباً ۵۲۶ء مین مرگیا - کہتے ہین کہ
اُسکو جلدی سے موت اس وجہ سے آگئی کہ اُسنے ناحق اپنے دو وزیرون کو قتل کروا دیا
تھا - تہیوڈورک کے عہد سے قدیمی رومیون کی سلطنت جاتی رہی اور سلطنت
اطالیہ کی بنیاد پڑی -

جسٹینین اول (۴۸۳ء سے ۵۶۵ء تک)

اسکا پہلا نام اوپروڈا تھا مقام ڈارڈینا ضلع الیریکم مین ۱۱ مئی ۴۸۳ء کو پیدا
ہوا اگرچہ جسٹینین اول شاہنشاہ شرقی کا بہانجا تھا مگر یہہ غیر مہذب النسل کا آدمی تھا -
اُسکے ماموں نے اُسکو متبنّٰی کرلیا تھا اور شہر قسطنطنیہ مین رکھکر عمدہ تعلیم دلوائی
تھی ۵۲۷ء مین اُسکے ماموں نے اُسکو شریک کرلیا اور جب وہ مرگیا تو یہی بالاستقلال خود
بادشاہ ہوگیا جب وہ تخت نشین ہوا اُس وقت سے لیکر اُسکے مرنے تک اُسکی قوم ہمیشہ اندرونی
یا بیرونی لڑائیون مین مصروف رہی اور اس درمیان مین اُسکے لائق سپہسالارون خصوصًا
بلیساریس نے بہت سی فتوحات حاصل کین اور آخرکار قوم گاتھہ کو مغلوب کرکے

تمام ملک اطالیہ کو سلطنت شاہنشاہ شرقی کی حکومت مین ملالیا مگر سلطنت فی الحقیقت اُس وقت کی نسبت کمزور تہی جبکہ **جسٹینن** تخت حکومت پر بیٹہا تہا کیونکہ لڑائیون کے سبب سے ملک ویران ہوگیا تہا اور فضول خرچیون کے باعث ملک مین کنگالی چہاگئی تہی اور کثرت محصولات کے سبب سے لوگ یہان تک تنگ ہوگیے تہے کہ بغاوت پر آمادہ تہے یقیناً اس شاہنشاہ کی فضول خرچیان بہت کچہہ امورات رفاہ عام مین ہوئی تہین۔ اُسنے سڑکون اور ستون کی درستی کی تہی تاکہ مراسلت اور میل جول مین ترقی ہو اور نہرین پل بندرگاہ تعمیر کیے تہے **قسطنطنیہ** کو آراستہ کیا تہا مملکت کے تمام حصون مین قلعجات بنایے تہے مگر لوگون کو اس سے بہی بڑہکر اور ضرورتین تہین اور **جسٹینن** کو آخرکار مجبوراً خرچ مین تخفیف کرنا پڑی اور اُسنے وہ دفاتر توڑ دیے جنکی ضرورت نہ رہی تہی اور بیشتر کے دستور کے بموجب اُن لوگون کی خاطر سے چلے آتے تہے جو اُمرا لوگ اُسمین ملازم تہے۔ دو عمارتین **جسٹینن** کے زمانے کی ابہی تک اچہی طرح موجود ہین ایک **سینٹ سوفیہ** کا گرجا اور دوسرا **سینٹ سرجیس** اور **بیکیس** کا گرجا۔ **جسٹینن** بڑا محنتی شخص تہا اور جب اُسکے ایام حکومت کے آثار اور نتایج پر غور کرو تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑا لائق شخص تہا لیکن اسی کے ساتہہ یہ بہی سچ ہے کہ اُسکا چال چلن ایسا تہا کہ جو بڑے آدمیون کے مناسب نہین ہے۔ ہم یہان اسکی سوانح عمری پر توجہ نہین کرسکتے تاہم وہ باتین کہ جنسے اسکی تعریف ابتک ہو رہی ہے لکہتے ہین اسکی ذاتی خوبیان اُسکے قوانین انتظام کی درستی اور سب سے بڑہکر رومی قانون کا جمع کرنا جو اُسنے **ٹریبیوٹن** اور اُسکے ساتہیون سے

اکہٹے کرائے تہے ایسی چیزین ہین کہ جن کے باعث سے اُسکو روم کے مشرقی بادشاہون مین سے سب سے بڑا ماننا پڑتا ہے - جن کتابون کے سبب سے **جسٹینین** کا دنیا پر بڑا احسان ہے وہ یہہ ہین **کاڈیکس ڈائیجسٹ انسٹیٹیوشنس** اور **ناویلی** - **کاڈیکس** رومی شاہی فرامین کا مجموعہ ہے جو تالیف کے وقت بہت بیکار آمد تہے جن سے حشو اور زوائد اور منسوخات نکالکر یہ کتاب طیار کی گئی تہی - اس کتاب کی دس جلدین تہین اور چودہ مہینے کی محنت مین **ٹریبونین** نے دس آدمیون کی امداد سے بنائی تہی جسکے بنانے کے واسطے یہ لوگ مقرر ہوے تہے - **ڈائیجسٹ** جو قانونی کتاب ہونے کی حیثیت سے ایک بے نظیر کتاب ہے انتالیس قدیمی ماہران قانون و آئین کی کتب سے منتخب کر کے پچاس جلدون مین مرتب کی گئی تہی جس مین سے ایک ثلث کے قریب **ایڈاڈ کیٹم** اور **لبری ایڈ سیبریم** کتابون سے انتخاب کیا گیا ہے جو **ڈامیٹس الپین** ایک مشہور و معروف رومی وکیل کی تصنیفات سے ہین - ان کتابون کے طیار کرنے کے واسطے بنانیوالون کو یہ حکم تہا کہ انتخاب مین وہ باتین لین جو ہمیشہ کے واسطے مفید ہون اور فقرات و عبارت کو اس جگہہ بدلدین جہان معانی کی صفائی کی ضرورت ہو اور مضامین مکرر اور مناقضات کو نکال ڈالین - انتخاب کے ساتہہ اصل مصنف اور کتاب کا نام لکہا ہوا ہے جسکے سبب سے ہمکو فقط یہ کتاب ہی نہین ملی ہے بلکہ قانون کی تاریخ دستیاب ہوگئی ہے - اسی کتاب کے بناتے وقت **ٹریبونین** اور دو اَور جامعین نے ایک رومی قانون کا مختصر رسالہ

مرتب کیا جسکا نام انسٹیٹیوشنس یا جسٹینین کا انسٹیٹیوٹ ہے یہ کتاب
مدارس مین پڑہائی جاتی تہی - اس کتاب کی ترتیب گیٹس کی مشہور شرح انسٹیٹیوٹم
کے طرز پر تہی ناویلی جسٹینین کے اُن فرامین کا مجموعہ ہی جو وقتاً فوقتاً اُسنے غیر سرکاری
طور پر جاری کیے تہے - یہہ بادشاہ ۱۴ نومبر ۵۶۵ء مین مرگیا -

بیڈی یا بیڈا ایڈم (۶۷۲ء سے ۷۳۵ء تک)

یہ شخص مقام منگو رماتہہ ضلع ڈرہم ملک انگلستان مین تقریباً ۶۷۲ء مین پیدا
ہوا اس کا خطاب بزرگ تہا - انگریزون مین یہ سب سے پہلا مورخ ہوا ہے اور اپنے
زمانے مین سب سے بڑا عالم تہا - ابتدائے تعلیم اُسنے خانقاہ سینٹ پال و پیٹر
مین حاصل کی تہی لیکن وہ بہت جلد اپنے آپ علیحدہ لکھنے پڑہنے لگا جسکے باعث سے
آخرکار وہ دنیا بہر مین مشہور ہوا - اُسنے قریباً چالیس کے رسائل لکہے جسمین اُن تمام
باتون کا ذکر ہے جو اُسوقت بحث و مباحثہ یا لوگون کے پڑہنے لکھنے مین مروج تہین
لیکن اوسکی سب سے عمدہ کتاب انگریزی قوم کی کلیسیا کی تاریخ ہے جسکے ذریعے سے
بہت کچہہ اور صحیح حالات ہمکو انگلستان کی تاریخ کے ۷۳۱ء تک کے ملتے ہین وہ لیٹن
زبان مین لکہی گئی تہی اور جرمنی مین سب سے پہلے چہپی تہی بادشاہ الفریڈ نے
اُسکا ترجمہ اینگلو سیکشن زبان مین کیا ہے دنیا کی عمر یا نون کا تاریخی حساب اپنی کتاب
مین اُسنے دای اوینشین شمارہ بموجب قائم کیا ہے جو زمانہ وسطی مین مورخین کے
لیے ایک قاعدہ ہو گیا تہا بیڈی کی تعلیم کی قدر و عزت تمام یورپ مین مانی جاتی تہی

یہان تک کہ پوپ بھی اُس سے مشورہ لیا کرتا تھا وہ سنہ ۷۳۵ع مین مرا اور خانقاہ چاہ رو مین دفن کیا گیا۔

شارلیمین یا چارلس اول (سنہ ۷۴۲ع سے سنہ ۸۱۴ع تک)

یہ شخص پپین بادشاہ قوم فرینگ[۵۷] اور چارلس مارٹل کا پوتا تھا جسنے بادشاہت **فرانس** کی قائم کی ہے اور جسکے سبب سے اس ملک کا نام اُس وقت سے **فرانس** ہوگیا ہے **شارلیمین** ۲ اپریل سنہ ۷۴۲ع کو پیدا ہوا سنہ ۷۷۱ع مین جب اُسکا بھائی **کارلومن** مرگیا تو یہہ گال اور مغربی جرمن کا بادشاہ ہوگیا۔ مگر چونکہ صاحب حوصلہ تھا اور پوپ نے بھی ترغیب دی اس وجہ سے اسنے **لومباردی** صوبۂ اطالیہ پر فوج کشی کی اور آخر کار مطیع کر کے **لومباردی** کا بادشاہ ہوگیا اُسکے بعد **سکسین** قوم سے لڑائی شروع کر دی جنھون نے بڑے سخت مقابلے کے ساتھہ ۳۰ سال تک اُس سے جنگ کی ان **سکسین** لوگون کا سردار اس وقت مین **وڈی کینڈ** تھا۔ الغرض یہ لوگ بھی اُسکی شمشیر کشور کشا کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور تابع ہو گیے۔ اُسکے بعد وہ تمام ملک اطالیہ کا بادشاہ ہوگیا اور شمالی اندلس کو بھی لیا اور جرمن کے شمال تک اُسکی عملداری پہونچ گئی فقط باقی آئندہ۔

راقم
حسن

---

۵۷ فرینگ جرمن کی ایک قوم تھی جو فرانس مین آباد ہو گئی تھی اور جسکے سبب سے اُس ملک کا نام فرانک اور آخر کو فرانس ہو گیا یہی لفظ ہے کہ جسکو فرنگ اور فرنگی کے لہجہ سے باشندگان فرنگ یا انگلستان کو ہندوستان مین بولا کرتے ہین۔

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

خداکے فضل وکرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور زبان کی کتابین اردو - ہندی - فارسی - عربی نہایت خوشخط صحیح وعمدہ ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین - عدالتون ومحکمۂ بندوبست اور جنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بہی چھپتے ہین یہ نامی مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے اداکررہا ہے اور اسکی شہرت اور نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین بنسبت اور مطابع کے کتابین بہت خوشخط صاف وعمدہ چہاپی جاتی ہین کیفیت نرخ وغیرہ کی خط وکتابت سے معلوم ہوسکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چہپی ہوئی کتابین کافی ووافی ہین -

المشتہر

محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم مالک ومہتمم مطبع مفید عام آگرہ

مہتمم مرقع عالم کی مقبول تصنیفات

"**عبرت**" یعنی جان اور ہنوریا کا وہی اچھوتا ناول جو سنہ ۹۰ و ۹۱ء مین مرقع عالم کی ساتھ شائع ہوا اور جسمین شادی نکرنیکے نقصانات بہت عمدہ پیرایہ مین دکھایے گیے ہین ضرور دیکھیے عاشقانہ رنگ مین ایسا علمی مذاق اور کہین آپ ندیکھینگے ضرور دیکھیے حصہ اول ۱۲؍ حصہ دوم ۱۲؍

"**جعفر وعباسہ**"، دنیا کی بیوفائی - زمانہ کے انقلابات - حسرت - رنج - غم - بس

دل بگڑ کر رہجائیگا - بالکل طبیعت کے بیچین کر دینے والے سامان - یا ناول کے پیرایہ مین
قوم کو ایک نیک صلاح اسمین عورتونکی بے پردگی کے نقصانات نہایت کامیابی کے ساتھہ دکھائے
گیے ہین قیمت عہ ،، **مسیحاے عالم** ،، حفظ صحت کی مستند کتاب جسمین اُن چھہ
چیزون سے محققانہ بحث کی گئی ہے جنپر زندگی کا بالکل مدار ہے قیمت ۸ر علاوہ محصول
درخواست خریداری نقد یا باجازت ویلوپی ایبل بنام حکیم محمد علی خانصاحب اڈیٹر ،، مرقع عالم ،،
ہردوئی بھیجنا چاہیے - فقط

اشتہار

فیروزالدین کی بینظیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچی دوائیان
محبوب خیری یعنی ،، فیروز نرداین بلڈ ٹانک ،، انسان کی صحت مسلمہ ورشرطیہ دوائی جسکو
ہندوستان بھر نے مفید مانا ہے اس دوائی نے میڈیکل افسران - حکما اور عام پبلک سے
بڑی تصدیق حاصل کی ہے کہ جسمانی کمزوری - ضعف اعضاے رئیسہ ضعف معدہ ضعف
دماغ - لقوہ - آدھہ رنگ وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانیکے لیے اور خصوصیت
کے ساتھہ بلا مبالغہ بینظیر اثر کے ساتھہ جوانی کی غلط کاریون اور بے احتیاطیون کے نقص
دور کرنیمین بینظیر ہین - بکس ۸ ہم گولی عہ **جوہر عشبہ** یعنی تریاق برای فسادات خون درد کہنہ -
خارش پھوڑا پھنسی وغیرہ شیشی کلان عہ خرد عہ **فیروز بام** اکسیر برای دمہ - کھانسی تر و خشک
نزلہ و زکام آواز کا بیٹھہ جانا شیشی خرد ۱۲ر کلان عہ **تپ تلی** کا علاج اکسیر ہے - گولیان
۱۲ر عرق عہ ہزارون مایوس بفیض خداوند تعالی کے فضل سے صحت یاب ہوے ہین پھوڑے

عرصہ کے مریض کیلیے یہ گولیان کافی ہین پرانے مریض کے لیے دونون چاہئین۔ **جوتھیا تپ** جادو بہر اعرق مشہور ہے

ایک شیشی سے چھہ مریض صحت پاتے ہین شیشی ۱۲ **حب بواسیر** بادی ہو یا خونی اکسیر ہے فی بکس ۸ **فیروز سرب**

اسکے استعمال سے عادات افیون و چانڈو وغیرہ بغیر تکلیف چھوٹ جاتی ہے نہ اسمین زہر ہے نہ نشہ ہے۔ صرف بوٹی سے طیار کیا ہے

شیشی ۸ **بادی گارڈ** دوائی ہیضہ و بدہضمی شیشی ۸ **دیکھو تازہ شہادت**۔ جناب ڈاکٹر چیتن شاہ صاحب

رائے بہادر سول سرجن میڈیکل افسر ضلع جھنگ ۱۸۹۲ء ۸ اکتوبر۔ آپکا جوہر عشبہ چند مریضون مین آزمایا گیا عمدہ مصفی خون نکلا

ہے **جناب** ڈاکٹر مہتہ دونی چند صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۲ء آپکی حبوب خیری تجربہ کیگئین

ازبس مفید ہین **گورنمنٹ** عالیہ انگلشیہ کا یورپین فوجی اعلی سے اعلی عہدہ دار۔ جناب میجر بلیک صاحب بہادر ۱۱ نومبر ۱۸۹۲ء مقام لہوری

(ترجمہ خط انگریزی) براہ مہربانی بوتل کلان فیروزبام و یلوپی اپل بھیدیجیے درحقیقت تمہارا فیروزبام دمہ کھانسی کیلیے نہایت مفید

ہے جناب مفتی دوست محمد خانصاحب از مقام چوہر کانہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۱ نومبر ۹۲ سنہ کو تحریر فرماتے ہین جناب کی

خوش معاملگی اور راستبازی کی مین جہانتک تعریف کرون صحیح اور درست ہے آپکی راستبازی سے ہزارہا بندگان خدا فیضیاب ہوتے

ہین جنمین سے ایک ادنی یہ شکرگزار بھی ہے مین نے آپکی حبوب خیری وغیرہ کا ضرورتا مختلف وقتونمین استعمال کیا۔ یہ ایسی سریع التاثیر

اور بینظیر ثابت ہوئین کہ بیان نہین کرسکتا مین نے اپنی تمام عمر مین ایسی کوئی دوا نافع نہین پائی مجھے کلی فائدہ ہوگیا۔

المشتہر (فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر (پنجاب)

ہندوستان مین پیدا شدہ مرضون کا علاج

(مندرجہ ذیل ادویہ اقسام سے امتحانًا منگا کر دیکھو)

شربت مقوی اعصاب۔ سریع الاثر قابل اعتماد صلبی طاقت کیلیے جو کثرت فواحشات و مسکرات و کثرت محنت سے ضعف دماغ

معدہ و جگر درد سر دکمر قبض تاریکی چشم وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنیوالے ہون دور کرکے مثانہ و مادہ انسانی کو درست کرتا ہے

قیمت فی شیشی للعہ **روغن خارجا** لگانیسے ان عوارض کو جو سوء استعمال و خلاف قدرت عامل ہونیسے اپنے ہاتھون قوا

خراب کرچکے ہون فی تولہ للعہ **ہیر آئل** ولربا خوشبو کے علاوہ بالون کو سفید ہونیسے روکتا ہے نزلہ زکام ریزش عطسہ جنکو

ادنی ادنی باتون سے ہوجاتا ہے آواز بھاری ہوجانا کھانسی وغیرہ کو دور کرتا ہے ضعف دماغ و بصر کو پیدا نہین ہونے دیتا شیشی ۸

جلد ۱ نمبر ۱۲

حسن

بابت ماہ دسمبر ۱۸۹۳ء

تبصرہ دربیان ابطال غلامی

از تالیف جناب غلام الثقلین صاحب
طالب علم مدرسۃ العلوم علیگڑھ -

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام قادر علیخان صوفی کی چھپا
سنہ ۱۸۹۴ عیسوی

تبصرہ

(۱) ابطال غلامی المسمی بہ تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام۔ مع ایک آرٹکل کی کہ غلامی فطرت انسانی کے برخلاف ہے مصنفہ عالیجناب آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر۔ (مفید عام آگرہ ۱۸۹۳ء)

(۲) غلامی (سپرٹ آف اسلام یعنی منشاے اسلام کا باب ۱۴) مصنفہ آنریبل جسٹس مولوی سید امیر علی۔ (ڈبلیو۔ ایچ لندن)

(۳) باب غلامی اور غلامون کی تجارت (ازکتاب دسٹڈیزان محمدنزم یا مطالعہ معاملات اسلامی) مصنفہ ریورنڈ جان جی یول سابق مشنری کلکتہ (کیشنل اورنٹیل کمپنی۔ لندن ۱۸۹۲ء)

(۴) محمد اینڈ محمدنزم۔ (حصہ غلامی) مصنفہ مسٹر بوسورتھ اسمتھ اسسٹنٹ ماسٹر ہیرو سکول سابق فیلو ٹرنٹی کالج اکسفورڈ۔ (لندن۔ جان مرے ۱۸۸۹ء)

کوئی رسم دنیا مین غلامی سے زیادہ دیرینہ اور بزرگ نہین ہے جہانتک تاریخ سے پتا چلتا ہے دنیا کی ہر قوم مین کم و بیش اسکا رواج رہا ہے۔ اس صدی کے آغاز اور پچھلی صدی کے اخیر حصے مین اس رسم کے موقوف کرنیکے لیے کوششین کی گئین اور ان مین بہت کچھہ کامیابی بھی ہوئی۔ مگر اسوقت تک غلامی دنیا کے ایک بہت بڑے

اور عظیم الشان حصے مین رائج ہے -

ہمارا ارادہ ہے کہ اس مضمون مین نہایت اختصار کے ساتھہ اس مسئلے سے بحث کرین اور اسی کے ضمن مین اُن کتابون پر پہلے ایک نظر ڈالین جو حال مین غلامی کی بابت شائع ہوئی ہین -

سب سے زیادہ بسط کے ساتھہ اس مضمون پر اُس کتاب مین بحث ہوئی ہے جو حال ہی مین اُردو مین شائع ہوئی ہے - ہماری زبان مین مسئلہ رقیت پر یہ پہلی ہی کتاب ہے - جو کئی برس ہوے **تہذیب الاخلاق** کے پرچون مین شائع ہوئی تھی - اسکے بعد آجتک ہمارے ملک کے کسی آدمی نے کوئی کتاب یا رسالہ نہین لکھا - الغرض یہ کتاب اُردو مین بلکہ تمام **ایشیا** مین اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے اسلیے مناسب ہوگا اگر اسپر تفصیل کے ساتھہ رائے لکھی جاے

یہ کتاب **ابطال غلامی** آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خانصاحب کی تصنیف سے ہے - اسکا دوسرا نام **تبریۃ الاسلام عن شینۃ الامۃ والغلام** ہے یعنی اسمین اسلام کو لونڈی غلام کی بُرائی اور بدنامی سے بری کیا ہے - اس بحث سے پہلے سترہ صفحے کا ایک فصیح اور عالمانہ آرٹکل ہے جسمین یہ دکھایا گیا ہے کہ غلامی خود فطرت انسانی کے خلاف ہے - غلامی کی مختصر تاریخ بھی کسی قدر اس مضمون مین آگئی ہے - جس مین اون لوگون کا ذکر ہے جنہون نے حال ہی مین **انگلستان** اور **یورپ** سے اس رسم کا استیصال کیا ہے اور وہ مختلف مدارج بیان کیے ہین جن سے رفتہ رفتہ غلامی کا وجود **امریکہ** اور **یورپ** کی زمین سے حرف غلط کیطرح مٹ گیا -

انگلستان اور یوروپ سے جس طرح غلامی بعض ذی ہمت آدمیون کی کوشش سے موقوف ہوئی - پھر غیر ملکون سے اسکی تجارت کرنا جرم قرار دیا گیا - پھر ہر ملک کے آدمیون کو جہانتک ممکن ہوا بجبر غلامی سے روکا گیا - اسکے بعد سمندر مین جہان کہین جہاز پر غلام سوار ہون انکے آزاد کرنے کا حکم اول انگلستان نے اور پھر اقوام یوروپ نے اپنے جہازون کو دیا ان سب چیزون کا ذکر ایک دلچسپ فسانہ ہے اور جسطرح پچھلی چار صدیون مین یوروپ و امریکہ مین غلامون کی تجارت کے پھیلنے کا حال پڑھکر افسوس ہوتا ہے اسیطرح اسکے استیصال کے تذکرے سے خوشی حاصل ہوتی ہے -

سرسید نے اس پرزور مضمون مین اس بحث کو مختصر طریقہ سے بیان کیا ہے - مگر جو کچھ اسمین بیان ہوا ہے وہ بھی ہمارے ملک کے ناواقف آدمیون کو متحیر کرنے اور جوش دلانے کے لیے کافی ہے -

جس وقت سرسید نے تہذیب الاخلاق مین یہ مضمون لکھا تھا اس وقت سے اسکے طبع ثانی تک بہت سے واقعات پیش آئے ہین پہلے لوگ ولبر فورٹ ہورڈ کلارکسن زیکرے مکالے کے نام تک سے واقف نہ تھے - اب انگریزی لٹریچر کے مطالعہ کرنیوالون کے علاوہ اور لوگ بھی اس قصہ سے کچھہ کچھہ واقف ہوگیے ہین - کیونکہ اس دس پندرہ برس مین چند کتابون کا ترجمہ ہوا ہے جنمین اُن لوگونکی محنت جانفشانی اور استقلال کا بھی ذکر ہے جنھون نے غلامی کا استیصال اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا تھا - یہ حال زیادہ تر مسٹر سمائلز کی کتابون مین بیان ہوا ہے جن مین سے سیلف ہیلپ (اپنی مدد آپ کرنا) اور خصلت کیرکٹر

کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ مسٹر کولیم (جنہون نے چند سال سے اسلام کی تلقین لورپول مین شروع کی ہے) نے بھی اپنی کتاب فیتی ٹکس اینڈ فینٹزم مین غلامی کی موقوفی کی دلچسپ تاریخ کو عمدہ طرح سے بیان کیا ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ بھی خبطی اور اُنکے خبط'' کے نام سے اُردو مین ہو گیا ہے۔ ہمکو ان سب مترجمون کا مشکور رہنا چاہیے اور ان سے بھی زیادہ ملک کے اُن قدر دانون کا جو باوجود استطاعت نہ ان ترجمون کو خریدتے ہین اور نہ ایسی اصلی تصانیف کو جیسے ابطال غلامی ہے۔

علاوہ ان کتابون کی اشاعت کے خود غلامی کے متعلق بہت سے واقعات ہو چکے ہین۔ پرتگال نے اپنی آبادیون مین غلامی کی قطعی ممانعت نہین کی تھی۔ اب اس نے بھی اسکو قطعاً بند کر دیا ہے۔ انگریزون نے سلطان زنجبار کو اپنی حمایت مین لے لیا ہے اور اُسکی قلمرو مین قانوناً تو غلامی یک لخت بند ہو گئی ہے اور عملاً بھی بند ہو جاے تو کچھہ تعجب نہین۔

انٹی سلیوری ایسوسی ایشن یعنی انجمن مخالف غلامی ابتک موجود ہے اگرچہ مقتضاے طبیعت کے موافق اسمین وہ جوش و خروش باقی نہین جو پہلے تھا۔ کیونکہ اسکا کام بہت کچھہ ختم ہو چکا ہے تاہم تین سال کے قریب ہوے برسلز پایہ تخت بلجیم مین ایک کانفرنس اسی مسئلۂ غلامی کے طی کرنے کے لیے ۱۸۹۰ء مین ہوئی تھی جس مین سترہ بڑی سلطنتون کے وکلا (ڈیلیگیٹ) شامل تھے۔ مگر ابھی تک اسکا کوئی معتدبہ نتیجہ ظہور مین نہین آیا۔

بہر حال سرسید کے مضمون کا یہ حصہ نہایت مفید ہے غلامی کی موقوفی کا دلچسپ حال

ہماری زبان مین اس سے پہلے کسی نے نہین لکھا- اور نہ کسی نے یہ بیان کیا ہے کیا دنیا کی قدیم قومون مین غلامی کس طرح رائج تھی اور مختلف ملکون کے خیالات اور قوانین غلامی کی نسبت کیا تھے -

غلامی فطرت انسانی کے برخلاف ہے

یہ مضمون ہے جو عالی دماغ مصنف نے خاص اپنی طاقت سے لکھا ہے اور جس مین انکا سچا جوش اور اصلی ہمدردی پائی جاتی ہے وہ کہتے ہین -

"ہم دیکھتے ہین کہ انسان ایک ایسی ہستی بنایا گیا ہے جسکی فطرت مین آزادی اور خود مختاری رکھی گئی ہے - وہ ذی عقل وذی شعور ہے - اسکو تمام قوای ظاہری اور باطنی دیے گیے ہین....... اسکی فطرت ایسی ہے کہ اپنے لیے آپ تمام چیزین مہیا کرنے کی حاجتمند ہے یہ تمام چیزین اسبات پر دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی ہے کہ یہ پتلا آپ اپنا مالک رہے" -

اسکے بعد وہ کہتے ہین کہ "صانع نے جو قوی انسان کو دیے ہین ان سے اسکی مرضی یہ معلوم ہوتی ہے کہ تمام قوای انسان مین اسطرح پر شگفتہ اور شاداب ہین کہ اعتدال سے خارج نہ ہونے پائین - اور انسان کی ذاتی محنت اسی کے لیے سودمند ہو" -

اب ظاہر ہے کہ غلامی کی حالت مین نہ یہ قوی تروتازہ رہ سکتے ہین اور نہ اسکی محنت سے اسکو خود کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے -

پھر اسی صفحے مین مصنف نے بیان کیا ہے کہ انسان مین ایک ایسی چیز ہے جسکو

روح کہتے ہین اور جس سے زیادہ شریف کوئی چیز نہین ہوسکتی - پہر وہ پوچہتے ہین کہ یہ روح - یہ امر رب[1] کسی کی ملکیت ہوسکتی ہے - حاشا و کلّا - پس صاف عیان ہے کہ غلامی اُس قادر مطلق کی مرضی اور قانون قدرت کے برخلاف ہے -

آج کل ایسے آدمی بہت موجود ہین جنکو تعجب ہوگا کہ اس سید سے سادے قول کی تائید مین بہی کسی دلیل کی حاجت ہے -

اس اصول کو بہت کم لوگ سمجھتے ہین -

اور جنکو حیرت ہوگی کہ اس مسلمہ مسئلہ کے ثبوت مین سر سید نے اسقدر جوش کے ساتہہ مضمون تحریر کیا ہے - مگر وہ لوگ اس امر سے محض ناواقف ہین کہ جو باتین انکو بدیہی نظر آتی ہین اور جنکے لیے دلیل کی حاجت نہین - وہی باتین اگر اور آدمیون کے سامنے بیان کیجائین تو وہ اُنکو تعجب اور حیرت سے سُنین گے - جن لوگون کی تعلیم و تربیت ایک خاص طور سے واقع ہوئی ہے اور جو ایک ایسے زمانے اور نسل مین پیدا ہوے ہین جب کہ بعض خیالات لوگون کے دلون سے بالکل نکل گیے ہین انکو غلامی بیشک ایک ظاہری ظلم نظر آتی ہے - مگر ایک صدی سے کم ہوا کہ دنیا کے جو ملک نہایت مہذب سمجھے جاتے تہے ان مین بہی لوگون کی بڑی جماعت غلامی کو نہ صرف جائز بلکہ ایک فطرتی اور اسلیے ضروری چیز سمجہتے تہے - انگلستان مین اول اول جب غلامی کے خلاف کوششین ہوئین تو خود جارج سوم بادشاہ انگلستان

(۱) قرآن شریف مین ایک آیت ان سوالون کے جواب مین نازل ہوئی جو لوگ بار بار آنحضرت سے پوچہا کرتے تہے - وہ پوچہتے تہے کہ روح کیا ہے اسکے جواب مین حکم ہوا قل الرّوح من امر ربی و ما اوتیتم من علمہ الا قلیلاً کہدے کہ روح میرے خدا کا حکم ہے اور تم کو اسکا علم بہت کم دیا گیا ہے - اسی آیت کی طرف مصنف کا اشارہ ہے

جو ملکہ معظمہ کا دادا تھا (اور جو ۱۷۶۰ء سے ۱۸۲۰ تک تخت سلطنت پر رہا) غلامی کا سب سے بڑا حامی تھا - اور اُن لوگون سے سخت ناراض تھا جو اسکی موقوفی کی کوشش کرتے تھے - بیچارہ بادشاہ ہی نہین جو بہت پرہیز گار اور مذہبی مشہور تھا بلکہ پارلیمنٹ برطانیہ اسکی موقوفی کو ایک خیال محال اور جنون سمجھتے تھے - اٹھارہوین صدی کے آخر دس پندرہ برس مین ولیم ولبر فورٹ نے غلامی کے خلاف ہمیشہ رزلیوشن پیش کیا - اور ہمیشہ ولیم پٹ نے جو بڑا زبردست اور مشہور وزیر اعظم تھا اور جسکی وزارت کے طرفدار پارلیمنٹ کے ممبرون کی ایک کثیر تعداد تھی اس رزلیوشن کی تائید نہایت زور شور اور فصاحت سے کی - اور پٹ کا حریف چارلس جیمس فاکس نے جو لبرل یعنی آزاد فرقہ کا سرگروہ تھا اور جسکی فصاحت و بلاغت تاریخ انگلستان مین ہمیشہ یادگار رہیگی اسکی تائید کی - مگر ہر سال اس تحریک کو بری طرح سے شکست دی جاتی تھی -

اُس زمانے کو چھوڑ کر آخر وقت یعنی ۱۸۳۳ء مین جبکہ کل عملداری برطانیہ مین غلامی یکقلم موقوف کی گئی اُس وقت سلطنت برطانیہ کے موجودہ وزیر اعظم مسٹر گلیڈسٹن جو اس زمانے مین ایک نوجوان ممبر تھے انکی پہلی تقریر پارلیمنٹ مین غلامی کی تائید مین تھی - اب ۱۸۹۳ء مین مسٹر گلیڈسٹن دنیا کے بہت بڑے رحمدل اور محب انسان لوگون مین شمار ہوتے ہین اور انگلستان کا فرقہ احرار (لبرل) تو قریباً انکی پرستش کرتا ہے - اس ساٹھہ برس مین ایک شخص کے خیالات مین جو انقلاب واقع ہوا ہے اُس سے ہم زمانے کی رفتار اور خیالات کی تبدیلی کا کسی قدر اندازہ کر سکتے ہین - ایک شخص ۱۸۳۳ء مین اور یہی شخص

۱۸۹۳ء مین اسقدر مختلف چیز نہین ہے جسقدر ایشیا کے اور ہندوستان کے
اکثر ناتعلیم یافتہ مسلمان اور یورپ کے بعض محب انسان - (فلنتھراپیسٹ) مختلف ہین -
پس اگر مسلمانون کو آگاہ کرنیکے لیے یہ بات جتائی جاے کہ غلامی سے فطرت
انسانی محض اباکرتی ہے تو چندان تعجب کی بات نہین - خاص ایک زمانے مین اور ایک
قوم بلکہ ایک گھر مین انسان اور انسان مین ایسا فرق کہ انکو ایک نوع مین شمار کرنا بھی دشوار معلوم
ہوتا ہے - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا -

غلامی کے کیا معنی ہین جب ہم یہ کہتے ہین کہ غلامی فطرت انسانی کے خلاف ہے تو سب
سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ غلامی کی اصل حقیقت کیا ہے اور انسانی طبیعت سے
وہ کس قدر دور ہے - چند اصول ہین جنکو ہر شخص تسلیم کریگا (اور جنکو سرسید نے
بھی بیان کیا ہے) -

۱ - انسان کے قوی اسلیے پیدا ہوے ہین کہ وہ اُنسے کام لے - ورنہ انکا
پیدا کرنا فضول تھا -

۲ - انسان اپنے کامون کا آپ جوابدہ ہے اور اُس سے یہ سوال ہوگا کہ تو نے
کیا کام کیا ہے -

ان دونون باتون کے جمع کرنے سے نتیجہ صاف نکل آتا ہے - جب کام کرنا آدمی
کو ضرور ہے (کیونکہ اسی کے لیے وہ پیدا ہوا ہے[1]) اور اُن دونون کامونکی جوابدہی

(۱) خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا
(خدا نے) موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ آزمائے کہ کسکا کام سب سے اچھا ہے -

بھی اسی پر ہے تو وہ اُسی کے کام ہونے چاہئین - کیونکہ انسان کے کام کے معنی یہی ہین کہ وہ خود اپنے ارادے اور مرضی سے کام کرے اور کامون کے نتایج پر غور کرے - ورنہ تعریف و الزام - عذاب و ثواب کوئی چیز اسکے ذمہ نہین ہو سکتی - اگر آدمی ایک کل یا ایک غیر ذی عقل حیوان کے مانند ہو تو انسانیت یعنی شخصیت یا اپنے عزم سے کام کرنا اور اُن کامون مین خود غور و فکر کرنا ایک بے معنی چیز رہ جاتی ہے - پس جب انسان خود جوابدہ ہو تو اوس کو مختار بھی ہونا چاہیے -

لیکن جب کوئی آدمی ایسا ہو کہ دوسرا شخص ہر وقت اسکے فعل کے روکنے پر قادر ہو - جو کام اس سے چاہے کرا لے اور جس سے چاہے منع کرے اسوقت اُس آدمی مین اور ایک کل مین کچھ فرق نہ رہیگا اور شخصیت اُس سے ساقط ہو جائیگی -

اس لیے لازم ہے کہ آدمی کی روح اور ارادہ کرنے کی طاقت آزاد رہے - یہ ایک صاف بات ہے اور دنیا مین یہی ہم پاتے ہین - جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ آزاد پیدا ہوتا ہے - اور آزاد ہی اسکو ہونا چاہیے - اس امر مین کوئی اختلاف نہ کریگا کہ پیدایش کے وقت بلکہ بچپن مین بھی کسی بچہ کو دوسرے شخص کی ملکیت کا خیال پیدا نہین ہوتا وہ بالکل آزاد ہوتا ہے جسطرح ہوا آزاد ہے اسکے خیالات اور روح کو کوئی چیز پابند نہین کر سکتی - غرض یہ امر مسلم ہے کہ بچہ آزاد پیدا ہوتا ہے -

عقل اور آزادی

دوسری بات جو ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ عقل آدمی کو اس لیے دی گئی ہے کہ وہ اپنی طاقتون پر اور جذبات پر ایک مناسب اختیار رکھے اور کام کرنے کی

جو قوت اس مین موجود ہے اُس کو ٹھیک طور پر استعمال کرے - اس لیے عقل گو ظاہر اُس آزادی کی روک ہے جو آدمی کے ساتھ پیدا ہوتی ہے - مگر حقیقت مین یہ اُس آزادی کی تکمیل ہے - اگر عقل نہوتی اور طاقت دی جاتی - تو یہ انسانی طاقت اندھی آزادی کی مدد سے یا تو انسان کو بالکل فنا کر دیتی یا انسان وحشی حیوانون اور درندون کی حد سے کبھی نہ بڑھتے -

شریعت اور عقل ہم لوگ جو مذہب کے پابند ہین صرف عقل کو ہی دنیا کے اس حیرت انگیز کارخانے کے انتظام کے لیے جسکو انسانی جماعت کہتے ہین کافی نہین سمجھتے اور خیال کرتے ہین کہ اگر کوئی اَور چیز نہو تو انسان کی پیچیدہ اور نہایت دقیق بناوٹ کو اعتدال سے رکھنا بسا اوقات عقل کی طاقت سے بہی باہر ہے - اور خود عقل آدمی کی کمینہ خواہشون اور نامناسب جذبات اور ناجائز خود غرضی کے تابع ہوجاتی ہے، اس لیے عقل کی تکمیل کے لیے شریعت کی ضرورت ہے -

شریعت عقل کو نہ روکتی ہے اور نہ اُس کی مخالفت کرتی ہے - بلکہ عقل کے احاطہ سے جو باتین باہر ہین اُنسے آگاہ کرتی ہے اور عقل کو ہدایت کرتی ہے کہ انسان کے کامون کو ایک خاص حد تک قابو مین رکھے اور عقل سے ایسا کام نہ لے جو بُرا اور معیوب ہو -

عقل تو کامون کے نتایج بتاتی ہے اور شریعت انکے اصول - یہ دونون متفق ہوکر انسانی جماعت کی بہبودی چاہتے ہین -

عقل وشریعت اور حیوانی آزادی اب یہ بات ظاہر ہے کہ عقل اور شریعت دونون سے حیوانی آزادی مین خلل واقع ہوتا ہے۔ آدمی بے سمجھے کوئی کام نہین کرسکتا جو ابدی کا خیال ہمیشہ اسکو لگا رہتا ہے۔ نڈر ہوکر کام کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ایسی آزادی جو بغیر عقل کے ہو اُس مجنون کی سی آزادی ہے جو پاگل خانہ سے بھاگ جاتا ہے اور جو شخص اُسکے سامنے آئے اُسپر پتھر برساتا ہے یا اُس دیوانے کتے اور غضبناک خونی کی آزادی ہے جو ہر شخص کو ہلاک کردیتا ہے جو اُسکو راستے مین آملے۔ یہ آزادی نہین بلکہ بدترین قید اور غلامی ہے۔

رہی وہ آزادی جو شریعت اور اخلاقی اصول کے بغیر ہو اُسکی مثال اُس آزادی کی ہے جو ایک من چلے لٹیرے یا مکار جواری یا بے ایمان عامل اور حاکم کو حاصل ہوتی ہے۔ یا اور کسی خود غرض شخص کو۔ جو انسانون کی جماعت کو اپنی چالاکی کا کھیل سمجھتا ہے اور اپنے فائدے کے لیے دوسرونکی سختی اور مصیبت کا خیال نہین کرتا۔

جو آزادی انسان کے لیے ضروری ہے اُسکے بغیر اسکو خدا کی تصویر ہونیکا لقب حاصل نہین ہوسکتا۔ پس شخصی آزادی کو چھین لینا قتل وغارت سے زیادہ نہین تو اُسکے برابر ضرور ہے۔

سلطنت اور آزادی کسی قدر آزادی حکومت بھی چھین لیتی ہے اور ایک حد تک یہ بھی اُس بے انتہا آزادی کی ایک بڑی مگر ضروری تخفیف ہے جو قدرتی طور پر ہر انسان کو حاصل ہے۔ وحشی قومون مین لوگ الگ الگ رہتے ہن۔ جب اُن مین کچھہ کچھہ

عقل و تمیز آ جاتی ہے تو وہ اکٹھے ہو کر رہنے لگتے ہین۔ آپس مین تعلقات روز بروز بڑہتے جاتے ہین انکے اس تمدن سے اور ہر شخص کی محنت اور کمائی سے نیے نیے حقوق اور نیے نیے فرائض پیدا ہوتے جاتے ہین۔ تمدن کے لیے ضرور ہے کہ آدمی اپنے جذبات اور قوت پر ایک حد تک قابو رکہین۔ مہذب ملکون نے جس آزادی کو جائز رکہا ہے اور جس سے زیادہ آزادی کسی شخص بلکہ کسی بادشاہ کو بہی ملنی چاہیے۔ وہ آزادی ہے جس سے دوسرونکی آزادی مین خلل نہ پڑے۔ اب ظاہر ہے کہ بردہ فروش اور غلام خریدنے والے غیر کی آزادی مین رخنہ ڈالتے ہین۔ اس لیے قانوناً اور شرعاً انکا روکنا ضروری ہے۔

آزادی کی تعریف بعض حکما نے آزادی یعنی اپنی مرضی کے موافق کام کرنے کی ایک نہایت عمدہ حد بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہین۔

تیری آزادی وہان تک جائز ہے جہانتک وہ دوسرے کی آزادی سے نہ ٹکرا نیے۔ ہر شخص کو آزادی ہونی چاہیے کہ وہ دنیا مین ترقی کر سکے اپنی دنیوی اور دینی اصلاح کر سکے اپنے خیالات کو ظاہر کر سکے اور اپنے واسطے محنت کر سکے اور اپنی محنت کے پہل سے خود ہی فائدہ اٹہا سکے۔ لوگون کے ساتہہ اور اپنون کے ساتہہ بہلائی کر سکے اپنے وقت کو اپنی مرضی کے موافق کامون مین صرف کر سکے۔

بس سلطنت یا حکومت ملک یا قوم کے طاقتور آدمیون کا صرف یہ کام ہے کہ لوگون کو اس آزادی سے فائدہ اُٹہانے دین اور انکو ایک دوسرے کی صحیح آزادی مین

مخل ہونے سے روکین اگر اس صحیح آزادی مین وہ خود مخل ہون تو فلسفہ اور اخلاق کی
رُو سے اُن مین اور قزاقون مین زیادہ فرق نہین ہے -

جس وقت آدمی تمدن اختیار کرتے ہین تو دوسرون کو ستانے کی آزادی سے
وہ دست بردار ہوتے ہین اور کچھہ لوگون کو یہ اختیار دیدیتے ہین کہ جب ہم ایک دوسرے
کی آزادی مین خلل ڈالین توہمکو روکین اور سزا دین اگر حاکم جسکو یہ اختیار ہوتا ہے اور
جسکو معاوضہ دیا جاتا ہے لوگون کی جائز آزادی کو روکے اور جسقدر ردیا ئد سوسائٹی
کے قیام کے لیے ضروری ہے اُس سے عمداً تجاوز کرے تو خود حکومت کو سزا دینے
اور اُس سے بازپرس کرنے کا کوئی نہ کوئی قاعدہ ضرور ہوتا ہے - جن جماعتون مین
زیادہ تہذیب نہین پہیلی اور تمدن نے ترقی نہین کی وہان خرابی کا ایک مہیب علاج بغاوت
ہوتا ہے غرض جن ملکون مین رعایا کی جائز آزادی کو روکا جاتا ہے یا افراد کی شخصی آزادی
کو ملا اوجہہ چہین لیتے ہین (مثلاً غلام بناتے ہین) وہ ملک اصول تمدن سمجھنے والون کی
راے کے موافق سرسبز نہین ہوسکتے اور مستقل ترقی ان مین ممکن نہین -

غلامی جائز آزادی کی نفی کا نام ہے

کام کرنے یا نہ کرنے کی اور اپنی عقل اور ارادے کو کام مین لانے
کی جو آزادی بچ رہتی ہے اور جس مین شریعت و سلطنت دخل نہین
دیسکتی اُسکو کسی شخص سے لے لینے کا نام غلامی ہے - جائز آزادی ایک بڑا حصہ تو عموماً
مطلق العنان سلطنتین یا جابر حکام یا جاہل عمال یا ناسمجھہ مذہبی پیروہت یا ملا یا بے علم سوسائٹی
یا بے سمجھہ عوام الناس - انسان سے چہین لیتے ہین - ایسی حالتون مین جائز آزادی یعنی

اصلی آزادی کی جگہہ اکثر آدمیون کو ناجائز آزادی یعنی جبر اور جرم کی اجازت ہو جاتی ہے مگر باوجود
اس تعدی کے افراد انسانی کو ہر سوسائٹی مین بہت کچہہ آزادی حاصل ہوتی ہے - اور انکو
اپنی حالت سنوارنے - اپنے دل کو خوش کرنے - لوگون سے برابری کے درجے
سے ملنے - اپنی خواہش اور طاقت کو عقل کے موافق کام مین لانے کے بہت سے
مواقع ملتے ہین - لیکن بعض آدمیون سے یہ بقیہ آزادی جسکو انسانیت باقی حصہ سمجہنا چاہیے
لیکر انکو محض حیوان کی برابر کر دیا جاتا ہے - اب سوال یہ ہے کہ آیا قوٰی نے انسانی کی
شگفتگی کے لیے اور انسان کی عظمت قائم رکہنے کے لیے جسقدر ارادہ کی طاقت اور
فیصلہ کی قوت ضرور ہے وہ غلامون مین مل سکتی ہے؟

ہر شخص اسکا فیصلہ خود کر سکتا ہے -

انسان مین آزادی کی طبیعی خواہش ہے

اخوان الصفا کے رسائل مین ایک رسالہ ہے جسمین انسانون اور حیوانون
کا مناظرہ نہایت لطیف اور دلچسپ طریقے سے بیان کیا ہے
اور جس مین ایک ڑبی دلیل جو انسان اپنی برتری اور حریت پر لایے ہین وہ یہ ہے کہ انسان
کی ساخت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آزاد ہے کیونکہ برخلاف اور حیوانون کے وہ سیدہے
کہڑے ہوتے ہین اور کسی مخلوق کے سامنے نہین جہکتے - فارسی شعرا اور انکی تقلید سے
اُردو کے شاعر بہی سرو سہی کو آزاد باندہتے ہین - صرف اس لیے کہ سیدہا ہونے مین وہ
انسان سے مشابہ ہے اس سے بہی یہ پایا جاتا ہے کہ آزادی ایک ایسی صفت جو انسان کے
ساتہہ مخصوص اور اس مین ہر وقت نمایان ہے - اسکو انسان ہمیشہ اپنا حق سمجہتا ہے

یہانتک کہ مطلق آزاد رہنا اور آدمی کا اپنے کامون مین دوسرے کا محتاج نہونا بھی ایک ایسی صفت ہے جسکی خواہش دنیا کے اعلی آدمیون سے نے کی ہے ۔ وہ دنیاوی علاقون سے علیحدہ ہوسنے کے خواہشمند رہتے ہین لیکن ایک حالت ایسی بھی ہے جہان تعلقات دنیاوی سے توکیا بے نیازی حاصل ہو آدمی کو خود اپنے اوپر قدرت نہین ہوتی ۔

حافظ (علیہ الرحمتہ) نے اس مضمون کونہایت لطافت سے بیان کیا ہے ۔

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود	زہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد ست

یعنی جو شخص دنیا کے سب تعلقات سے آزاد ہے جسکو انکی راے مین اور تمام شعراکی راے مین کامل آزادی ہے وہ اُسیر اسقدر گرویدہ ہین اور کامل آزادی کو ایسا بے بہا جوہر سمجھتے ہین کہ خود اپنی آزادی گنوا کر اسکی طبیعت کے غلام ہونے کو تیار ہین ۔

سر سید اپنی کتاب کے دیباچے مین کہتے ہین ۔

وہ مالکیت جو ایک قدرتی شے ہے وہ غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہے کیونکہ وہ کسی چیز کے یہانتک خود اپنے مالک نہین ہوتے اور یہ حالت ادنی سے ادنی جانور سے بھی جسکو خدا نے پیدا کیا ہے نہایت کمینہ اور بدتر حالت ہے ،،۔

لیکن یہ خیال ہوسکتا ہے کہ گو غلامون کی حالت اور باقی حیوانون سے بدتر ہو مگر جو حیوان انسان کے محکوم ہین وہ بھی تو آخر کار غلام ہین ۔ اُن حیوانون سے انسان کی حالت بدتر نہین ہوسکتی + مگر یہ غلطی ہے ۔ گھوڑے مین ۔ بیل مین ۔ اونٹ مین ۔ گدہے مین ۔ آزاد ہونے کی خواہش تو اولاً ایسی ہی زبردست ہوتی ہے جسقدر انسان کی ۔ مگر جو کام

ان سے لیا جاتا ہے وہ ظاہرا انکی فطرت کے خلاف نہین ہے - انسان بہی حیوانون
کی طرح غلام بنایا جاتا ہے اور یہان تک ان مین کچہہ فرق نہین مگر انسان غلامی کی حالت
مین اپنے مرتبہ سے بالکل گر جاتا ہے کیونکہ عبدیت اسکی فطرت کے محض خلاف ہے -
یہی اعتراض جو (اُس پاکیزہ کتاب اخوان الصفا مین) حیوانون کے وکیل نے
جنات کے بادشاہ کے سامنے نوع انسان پر کیا ہے - وہ کہتا ہے کہ ای بادشاہ
یہ انسان صرف ہم مظلومون ہی کو اپنا قیدی نہین بناتے بلکہ یہ خود آپس مین ایسا ہی سلوک
کرتے ہین - عرب عجم پر حملہ کر کے انکو لونڈی غلام بنا لیتے ہین - عجم عرب کو - ترک
چینیون کو اور چینی ترکون کو - ہندی سندہیون کو - سندہی ہندیون کو انکی بیدردی
آپس مین بہی ایسی ہی ہے جیسی ہمارے ساتہہ -

آزادی کی خواہش قریبًا معدوم ہو سکتی ہی

یہ سچ ہے کہ انسان کے سینے مین آزادی کا جو شعلہ جلتا رہتا ہے
ممکن ہے کہ ظلم سہتے سہتے اپنے ارادون اور طاقتون کو بیکار
رکہتے رکہتے اپنے ذاتی خیالات اور جذبات کو دباتے دباتے - اسکی آگ بالکل سرد
ہو جاے اور زمانے کی درازی انکو اپنی حالت بالکل بہلا دیوے - جہالت و مجبوری
کی حالت جب ایک زمانے تک قائم رہتی ہے تو کل مظلوم قومون اور جماعتون کی یہی
حالت ہو جاتی ہے - اور جن لوگون نے انکی یہ حالت کی ہے وہ اس حالت کو اپنے
گناہون کے لیے عذر کی طرح پیش کرتے ہین - حالانکہ اس سے زیادہ ظلم اور گناہ
نہین ہو سکتا کہ آدمیون کے جسم کے ساتہہ اسکی روح کو بہی بیکار اور ذلیل کر دین بیشک

بعض جگہہ جیسا مین عنقریب بیان کرونگا غلامونکی ایسی حالت ہوگئی ہے کہ انکو آزادی کا خیال بہی نرہا مگر غلامی کے خلاف شاید اس سے کوئی دلیل قطعی نہین ہوسکتی۔

ایسی حالت کو شاعر اُس بلبل کی حالت سے تعبیر کرتے ہین جسکو قفس مین رہتے رہتے اپنا وطن فراموش ہوگیا ہو۔ اور چونکہ اسکو آزادی کی نہ امید ہے نہ تمنا اسلیے صیاد اگر قفس کا دروازہ بہی کہول دے تو وہ نکلنے کی کوشش نہین کرتی(۱)۔

جب یہ حالت ہوجایے تو اسکا علاج نہایت مشکل ہے۔ مگر انسانی قوی سست اور بیکار ہوجاتے ہین بالکل مُردہ نہین ہوتے تعلیم سے۔ تربیت سے۔ مہربانی سے رفتہ رفتہ ان مین پہر شگفتگی آسکتی ہے۔ یورپ کے لوگون نے افریقہ کے باشندونکو غلام بناکر چند صدیونمین انکی ایسی حالت کردی ہے کہ سالہا سال کے بعد ان مظلومون مین انسانی وقار اور برتری پیدا ہوگی۔ ابتک مغربی افریقہ مین جو جمہوری سلطنتین آزادشدہ غلامون کی قائم ہوئی ہین ان مین اپنے اوپر بہروسہ کرنے اور اپنی آپ مدد کرنیکی عادت پیدا نہین ہوئی مگر آزادی کی وجہ سے وہ ذلت سے رفتہ رفتہ نکلتے جاتے ہین۔ باوجود انتہا درجہ کی پستی۔ جہالت اور ذلت کے انسان مین کچہہ نکچہہ مادہ ایسا باقی رہتا ہے کہ اگر عرصہ تک اسکو ترقی دی جایے تو وہ انسان آزاد قومون کے قریب قریب پہونچ سکتا ہے(۲)۔

(۱) اس کیفیت کو مولانا حالی نے شکوہ ہند مین مسلمانون کی بابت اسطرح بیان کیا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ شعر غلامونکی حالت کسقدر مناسب ہین ۔ گو یقین ہے رفتہ رفتہ یاد ایام سلف ✦ دل سے چہوڑیگی مٹا کر گردش دوران بہول جائینگے کہ تہے کن ڈالیون کے ہم ثمر ✦ ٹوٹ کر آپہے کہان اسے اور رہنگے آکر کہان۔

(۲) امریکہ کے ایک نیگرو (حبشی) نے جو اپنے تئین خالص افریقی خون کا بتاتے ہین ایک اعلی درجے کی کتاب حال

محض عبدیت انسانی طبیعت کے خلاف نہین

اس بحث سے یہ لازم نہین آتا کہ اطاعت مطلق ہر صورت مین انسانی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ اگر عبد یعنی بندہ ہونے کو انسانی غلامی کے معنون سے علٰحدہ کرکے مخلوق کے معمولی معنون مین لیا جاے تو ہر انسان اپنے خدا کا مخلوق - مملوک اور غلام ہے مگر خداے تعالے نے اپنی ملک کو ایسی آزادی اور اسقدر عظمت دی ہے کہ اسکے بندہ ہونیکا بوجہ اسکو گران معلوم نہین ہوتا - اور خالق و مخلوق مین اسقدر فرق ہے کہ اسکے بندہ ہونے سے مظلومی اور ذلت کا وہم بھی نہین ہوسکتا بلکہ خدا کے بندہ ہونے سے سر سید نے ایک بالکل جائز نتیجہ نکالا ہے کہ انسان اور کسی کا بندہ (غلام) نہین ہوسکتا - وکلکم عبید اللّٰہ وکل نساءکم اماء اللّٰہ (تم سب خدا کے غلام ہو اور تمہاری عورتین خدا کی لونڈیان ہین) ایک ایسا اصول ہے جس سے مسلمانون ہی پر نہین بلکہ کل مذاہب پر یہ حجت لاسکتے ہین کہ انکو حق نہین کہ اپنے ہمجنس بندون کو اپنا بندہ بنائین - جبکہ خدا کے سامنے وہ سب برابر ہین سب سے زیادہ افسوس کی بات برابر کا غلام اور مجبوری سے غلام ہونا ہے ایک اطاعت وہ ہے جو ایک آزاد دل دوسرے آزاد دل کی پاک عقیدت اور خالص محبت سے کرتا ہے - اور اسکے ہر حکم کو غلامون سے بھی زیادہ اطاعت کے ساتھ قبول کرتا ہے اس تعلق مین کسی کی کسر شان نہین ہوتی بلکہ دونون کی عزت ہے - اسی معنی مین جناب امیر ع

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶

مین انگریزی مین طبع کرائی ہے اسکا نام ہے اسلام اینڈ کرسچینٹی اینڈ نیگرو ریس یعنی اسلام عیسائیت اور حبشی قوم اس پر زور کتاب کے مصنف کا نام ڈاکٹر بلائنڈن ال ال ڈی ہے اور وہ کسی جزیرہ مین امریکہ کی طرف سے سفیر ہین

نے فرمایا ہے " انا عبدٌ من عبیدِ محمدٍ " میں محمد کے غلاموں میں سے ایک غلام حقیر ہوں۔ مگر ایسی غلامی اعلیٰ درجے کی حریت ہے۔

ہمسر کی غلامی حقیر

لیکن ایک وہ حالت ہے جب ایک انسان دوسرے انسان پر ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس سے بیشک دونوں کی عزت میں فرق آتا ہے کیونکہ ایک تو وہ چیز مانگتا ہے جو نہ اسنے پیدا کی ہے نہ وہ پیدا کر سکتا ہے اور نہ اسکو کسی طرح پر اسپر قابض ہونے یا اُسکے مانگنے کا حق ہے۔ اس میں مالک کی ذلت ہے۔ مملوک اپنے سر کو دوسرے کے سامنے جھکاتا ہے۔ اپنے برابر اور ہمسر کی ملکیت ہوکر اسکی خدمت کرتا ہے۔ گویا دنیا میں اسکو ایک دوسرے خدا کی اطاعت کرنی پڑتی ہے۔ اس اطاعت میں اور خالق کی اطاعت میں بسا اوقات مخالفت ہوجاتی ہے[1]

اس سے بڑھکر کوئی ذلت کی نہیں شان یہاں
کہ ہو ہمجنس کی ہمجنس کے قبضے میں عنان

ایک گلے میں کوئی بھیڑ ہو اور کوئی شبان
نسل آدم کی کوئی ڈھور ہو کوئی انسان

ناتوان ٹھہرے کوئی کوئی تنومند بنے
ایک نوکر[2] بنے اور ایک خداوند بنے

ایک ہی تخم سے پیلو بھی ہو شمشاد بھی ہو
ایک ہی اصل سے خسرو بھی ہو فرہاد بھی ہو

ایک ہی ڈار میں آہو بھی ہو صیاد بھی ہو
ایک ہی نسل سے بندہ بھی ہو آزاد بھی ہو

(۱) مولانا حالی نے اپنے ایک مسدس میں خدمت کی ہجو کی ہے اسمیں جو تصویر انھوں نے کھینچی ہے اگر نوکری کے لیے وہ صحیح ہے تو غلامی کے لیے ہزار چند موزوں ہے۔ (۲) یہاں نوکر کی جگہہ " غلام " کا لفظ سمجھنا چاہیے۔

ایک ہی سبزۂ جو تازہ بھی ہو خشک بھی ہو
ایک ہی قطرۂ خون ریم بھی ہو مشک بھی ہو

پھر آگے چلکر آزادی کی تصویر کھینچی ہے -

حکم سے کوئی نہین انکا ٹلانے والا
جبر سے کوئی نہین انکا دبانے والا
بیٹھ جائین تو نہین کوئی اٹھانے والا
سو رہین جب تو نہین کوئی جگانے والا

اُٹھ کے چل دین تو نہین روک لینے والا کوئی
اُلٹے پھر جائین جو ہو ٹوک لینے والا کوئی

خادم اور غلام جو اعتراض غلامی پر کیے جاتے ہین - بعض آدمی وہی اعتراض نوکری پر کرتے ہین - اُس مین دوسرے سے خیال پست ہونیکا ہمیشہ موجود رہتا ہے - اسمین بھی شک نہین کہ بعض خدمت مثلاً جاہل اور بدمزاج آقا کی نوکری - یا بادشاہون اور اُمرا کی مصاحبت اور اُنکا قرب بہت بڑی مصیبت ہے اور عموماً معیشت کے ذرائع مین نوکری سب سے بدتر اور کمین ذریعہ ہے - مگر خدمت اور غلامی مین اصولاً اور فروعاً بہت فرق ہے -

اول فروعی فرق درجہ کا ہے - جو ذلت اور تکلیف خدمت مین ایک درجہ ہوتی ہے غلامی مین اُس سے بدرجہا زیادہ ہوتی ہے - دوسرا فرق لوگون کی نگاہ مین عزت اور وقعت کا ہے - تیسرے یہ کہ خدمت دنیا کے کام چلانے کے لیے ضروری ہے - اسکے بغیر چارہ نہین - غلامی غیر ضروری ہی نہین بلکہ سراسر مضر ہے - اس بات کی شاہد اُن قومون اور ملکونکی حالت ہے جنہین غلامی نے عام لوگون کو جانورونکی مانند ذلیل کر دیا ہے -

اہل ملک مین سے ہمت اور چستی رفتہ رفتہ سب ضائع ہو گئی ہے ۔ نہ صرف غلامون بلکہ عام آدمیون سے بہی آزادی اور حریت کے خیالات زائل ہو گیے ہین ۔ بہر حال غلامی دنیا کے کام چلانے کے لیے ضروری نہین ہے ۔ اگرچہ قدیم حکما کی اور امریکہ کے مالکان غلام کی راے اسکے خلاف تہی ۔

دوسرا ۔ اصول کا فرق ہے ۔ خدمت آپس مین ایک معاہدہ ہین جسمین فریقین خوب سمجہ کر اور جانچ کر اپنے لیے شرطین مقرر کر لیتے ہین ۔ اسمین خادم اور مخدوم کی حالت اس لحاظ سے برابر ہے کہ خادم ایک مقررہ کام کرنے کا وعدہ کرتا ہے جسکی عوض مین مخدوم یہ اقرار کرتا ہے کہ جسطرح ہوسکیگا وہ مقررہ اُجرت اُسکو دیگا یہ اُجرت بہی ایک خدمت ہے جو مخدوم اپنے نوکر کی کرتا ہے ۔ مگر جسمانی خدمت کی جگہہ وہ دوسرے طریقے سے ایسے سامان مہیا کرتا ہے جس سے خادم کو آرام ملے اور وہ اپنا گذارا کر سکے ۔

جس زمانے مین غلامی کے خلاف نہایت جوش تہا اور امریکہ مین جنوبی اور شمالی یونائیٹڈ سٹیٹس کی عظیم الشان جنگ غلامی کی بابت ہو رہی تہی تو طامس کارلائل نے (جس سے زیادہ زبردست مصنف اور حکیم اُنیسوین صدی مین شاید یورپ مین کوئی نہین گذرا) اختبار مین ایک مضمون لکہا اور اُن انجمنون کی تضحیک کی جو غلامی کے خلاف غل مچاتی تہین ۔ اُس کی یہ راے تہی کہ جو لوگ خود کوئی کام نہین کر سکتے اور غلامی مین رہتے ہین یہی حالت اُنکے لیے سب سے بہتر ہے البتہ بیجا سختی اُنکے ساتہہ نکرنی چاہیے ۔ کارلائل کا سوال یہہ تہا لوگ کچہہ عرصہ کے لیے اپنے تئین اُجرت پر دیتے ہین پس ساری عمر کے لیے

کیون نہین؟ - اسکا جواب ظاہر ہے - مزدور ایک دن - یا ایکماہ - یا ایک سال یا زیادہ کے لیے خدمت اختیار کرتا ہے مگر غلام خدمت اختیار نہین کرتا اور اپنی مرضی کے موافق اسکو چھوڑ نہین سکتا - بلکہ مجبور رہتا ہے - ایک آزاد مزدور اور ایک غلام کی حالتین محنت کے لحاظ سے ظاہراً کچہ فرق نہو - مگر حقیقت مین انکی حالت بالکل مختلف ہے - ترقی کا امکان جس سے آدمی انسان ہوتا ہے ایک کو ہوتا ہے اور دوسرے کو نہین ہوتا - غلام مزدور سے کہہ سکتا ہے -

" لکِنَّ شَتَّانَ مَا بَیْنَنَا - وَشَتَّانَ مَا بَیْنَ خَمْرٍ وَخَلٍّ " غلامونکی اصل شکایت کو سر سید اپنی کتاب کے دیباچے مین اسطرح بیان کرتے ہین -

" غلامونکی خرابی انکی جسمانی حالت سے اسقدر تعلق نہین رکھتی بلکہ وہ خرابی زیادہ تر روح سے علاقہ رکھتی ہے - انسان کی روح جہانتک خراب و برباد ہوسکتی ہے - غلامی اسکے خراب و برباد کرنے کو کافی ہے غلام کو اس بات کا مطلق خیال نہین آتا کہ مین کیا ہون اور مجھے کیا ہونا چاہیے - مجھہ مین کیا کیا قوتین ہین اور انکو کسطرح اور کس درجہ تک ترقی دینی چاہیے " -

تبرئۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام

اسلام کی بریت لونڈی اور غلام کی برائی سے

سر سید کی کتاب ابطال غلامی کا دوسرا حصہ وہ ہے جسمین انہون نے اس بات کو

ثابت کیا ہے کہ آنحضرت نے غلامی کو بالکل منع کر دیا تھا یعنی یہ حکم دیا تھا کہ آیندہ لونڈی و غلام نہ بنایے جائین ۔ سب سے زیادہ قابل غور حصہ اس کتاب کا یہی ہے ۔ اس دعوے کو ثابت کرنے سے پہلے انہون نے قطعی طور سے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اس رسم مین جو قبایح آج کل بعض وحشی ممالک مین پایے اور جو طریقے غلام بنانے کے مسلمانون مین کبھی جاری رہے ہین وہ سب قبل اسلام زمانۂ جہالت مین موجود تھے یعنی یہ رویہ بجنسہ زمانۂ جہالت کی نشانی ہے ۔

مگر غلامی کے متعلق بہت سی رسمین زمانہ جہالت کی ایسی ہین جنسے فقہا صاف صاف انکار کرتے ہین ۔ مثلاً اُس زمانے مین یہ رسم تھی کہ مفلس لوگ اپنے تئین یا اپنی اولاد کو بیچڈالتے تھے ۔ چھوٹے چھوٹے بچے دوسرے ملک سے چُرا کر لے آتے تھے ۔ بعض لوگون کو زبردستی ڈاکے سے پکڑ لیتے تھے انکے علاوہ اور بہت سے طریقے تھے جنکو تمام فقہا بالاتفاق ناجائز بتاتے ہین ۔ مگر تعجب یہ ہے کہ باوجود شرعی ممانعت کے مسلمانون کے بہت سے ملکون مین یہ دستور جاری ہین اور وہان جو مرد و عورت ان ذریعون سے حاصل ہوتے ہین انکے ساتھہ لونڈی غلامون کا سا سلوک کیا جاتا ہے ۔ ہمارے ملک مین اب بھی بہت سے آدمی ایسے موجود ہونگے جنکو یاد ہوگا کہ قحط کے زمانے مین بچون کے مان باپ ایک روٹی یا آدہ سیر آٹے کے عوض مین اپنا لخت جگر انکے ہاتھہ فروخت کر دیتے تھے ۔ یا یون کہنا چاہیے کہ مفلسی اور فاقہ کشی کی حالت مین انہون نے اپنے صغیر سن بچون کو پرورش کے لیے کسی رحمدل کے حوالہ کر دیا ۔ اکثر انکی نگرانی اور پرورش عمدہ طرح پر ہوتی تھی ۔

مگر ایسے بے پالک کو لونڈی یا غلام کے مکروہ نام سے پکارا جاتا تھا حالانکہ وہ ہر طرح سے آزاد تھے ۔ علاوہ اِسکے مسلمانون کے آزاد اور خود مختار ملکون مین لونڈی غلام بنانے کے بہت سے طریقے اب بھی اختیار کیے جاتے ہین جنکو کوئی عالم بھی جائز قرار نہین دے سکتا ۔ مگر سرسید کا منشا یہ ہے کہ غلامی کے جو طرق علماے اسلام جائز مانتے ہین وہ بھی حقیقت مین ثابت نہین ہوتے ۔

غلامی ایک بار ہی موقوف نہین ہوئی

اول انھون نے یہ دکھایا ہے کہ جسطرح غلامی قبل اسلام چلی آتی تھی ۔ ابتداے اسلام مین اسیطرح رہی ۔ مگر رفتہ رفتہ اسکی نسبت احکام نازل ہوتے رہے اور تنگی کی گئی ۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جو رسم خواہ وہ بری ہو یا اچھی ہزارہا سال سے کسی قوم یا فرقے مین چلی آتی ہے ۔ ایکدفعہ ہی ان لوگون کو اُس سے باز نہین کہہ سکتے جو مدت مدید سے اُسکے عادی ہون ۔ شراب کی ممانعت جوے کی ممانعت جمع بین الاختین کی ممانعت ۔ زکوٰۃ ۔ صلوٰۃ ۔ حج کے احکام ۔ یہ سب رفتہ رفتہ اور موقع موقع پر نازل ہوتے رہے ہین ۔

غلامی بھی اسیطرح رائج تھی ۔ لوگون کے ہزارہا غلام تھے اور جایداد کی طرح وہ بھی مالک کا حق سمجھے جاتے تھے ۔ اسلیے جہان لونڈی اور غلام کے ساتھ خاص خاص موقع پر احسان کرنے کا حکم ہے ۔ یا جہان انکو حقارت سے دیکھنے کی ممانعت ہے یا انکے ساتھ معاشرت کے آداب بتاے ہین ۔ یا انکو آزاد کرنیکی تاکید ہے ۔ ان سب سے یہ سمجھ لینا کہ کلام مجید مین حکم آیا ہے کہ تم غلامی کو برقرار رکھو ایک صریح غلطی ہے ۔

کلام مجید مین غلامی کا ذکر

اس بات کو پوری طرح واضح کرنیکے لیے سرسید نے جہان کہین ایسی آیات کلام مجید مین آئی ہن جن مین لونڈی یا غلام کا نام یا ذکر ہے انکو نہایت محنت سے جمع کیا ہے انکا ترجمہ کیا ہے اور مشہور تفاسیر سے ان آیات کی تشریح کی ہے اور یہ دکہایا ہے کہ غلامی کی تائید یا تاکید کہین نہین ہے۔

اس قدر لفظ ہین جو لونڈی یا غلام کے لیے کلام مجید مین آیے ہین ما ملکت یمینك یا ما ملکت ایمانکم۔ جسکا مالک ہوا یا مالک ہوے تیرے ایٔن ہاتہ رقبه رقاب عبد امه فتیات(۱)

جہان جہان یہ لفظ آیے ہین اور انکے متعلق احکام بیان ہوے ہین وہان تمام کتاب مین ایک جگہہ مستقبل کا صیغہ استعمال نہین ہوا۔ بلکہ احکام یا تو حال کی نسبت ہین یا ماضی کی نسبت۔ کیونکہ صیغے سب ماضی بیان ہوے ہین۔ اور مستقبل مین غلام بنانے کا ذکر تک نہین ہے۔ اس سے کم از کم یہ تو ضرور لازم آتا ہے کہ اسلام کی مقدس کتاب نے آیندہ کے لیے غلام بنانا فرض نہین کیا کلام مجید کے ان مقامات کو جو شخص پڑہیگا اسکو ذرا بہی شک نہ رہیگا کہ آیندہ زمانے مین غلام بنانے یا غلام رکہنے کا حکم مطلق نہین ہے۔

(۱) لفظ غلام اور جاریہ کے اصل معنی لڑکا اور لڑکی کے ہین۔ ابتدا مین یہ لفظ کبہی موجودہ معنی مین مستعمل نہوتے تہے آنحضرت نے ہدایت کی تہی کہ اپنے بندہ کو عبد یا مملوک کی جگہہ لڑکا لڑکی کہو کیونکہ تمہارے عبد وہ ہرگز نہین ہین۔ لیکن ان الفاظ سے جو حقارت پائی جاتی تہی اور جسکو دور کرنیکے لیے ان نئے لفظونکو آپنے جاری کیا تہا وہی اب لونڈی (جاریہ) اور غلام مین پیدا ہوگئی ہے۔ یہ بہی اس امر کی مثال ہے کہ گو احکام پیغمبر کے الفاظ کی اطاعت تو لوگ کر لیتے ہین مگر رسول کے منشا پر وانکے معنی کی بالکل پروا نہین کرتے۔

بیشک اگر کہین اس قسم کا حکم ہو جس سے مسلمانون پر غلامی کو جاری کہنا فرض ہو جاوے تو یہ دعویٰ ہو سکتا ہے کہ اسلام نے غلامی کو جاری نہین کیا تو قوت ضرور نخشبی ہے۔ مگر کسی آیت مین ایسے حکم کا نشان بھی نہین۔ اسلیے اگر غلامی کو بالکل موقوف کر دیا جائے تو مطلق قرآن و حدیث کی مخالفت نہوگی بلکہ (جیسا آگے ثابت کیا جائیگا) خدا کے اور رسول کے احکام کی تائید ہوگی۔

فقہا کے نزدیک غلامی کا سبب غلبہ ہے۔

تیسرے باب مین مصنف نے علما کے اس قریبا متفقہ مسئلے پر بحث کی ہے کہ غلامی کا سبب قہر و غلبہ ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک آدمی یا ایک گروہ دوسرے آدمی یا دوسرے گروہ پر فتح پائے اور انکو دبا لے تو فاتح کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ مغلوب فرقے کو اپنا غلام بنا لے۔

"یہ مسئلہ کہ تمام انسان در اصل حر یعنی آزاد ہین علماے اسلام بھی تسلیم کرتے ہین اور قاعدہ کلیہ الحر معصوم بنفسہ کو تسلیم کرتے ہین اور اسی سبب سے ابتداً طاری ہونے رقیت کا کسی انسان پر بذریعہ بیع وہ قبول نہین کرتے۔ چنانچہ انکا قول ہے کہ اگر کوئی ذمی یا حربی دار الاسلام اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو بیچے تو وہ بیع جائز نہین ہے اور جو لوگ بیچے گیے ہین وہ لونڈی یا غلام نہین ہین۔ اگر علماے اسلام اس مسئلہ کو صحیح سمجھتے ہین کہ سب انسان حقیقت مین حر ہین اور کوئی شخص اپنی مرضی سے اس بے بہا نعمت یعنی آزادی سے محروم نہین کر سکتا تو وہ ایک بہت بڑے اور عمدہ اصول کو تسلیم کرتے ہین۔ اور ہر شخص جسکو نوع انسان سے محبت ہے یا جسکے دل مین اسلام کی وقعت ہے وہ اس بات کو سنکر خوش ہوگا کہ فقہا ایسے عمدہ اصول کو

تسلیم کرتے ہین جسکی قدر نہ یہودیون نے کی۔ نہ عیسائیون نے نہ حکماے قدیم نے
یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اپنے جوہر آزادی کو کوئی شخص فروخت کرنے پر آمادہ بھی ہو تو
خود اُسکی بیع شرع کی روسے ناروا ہے۔ (نہ کہ دوسرونکی)

لیکن اگر فقہا عموماً یہانتک اکتفا کرتے تو بعض آدمیون کا یہ الزام ان پر ہرگز صادق
نہ آتا کہ وہ سلاطین اور بادشاہون کے خوش کرنیکے واسطے مسائل بنا دیتے تھے۔ اور اب
بھی جس بات کو عوام الناس پسند کرتے ہین یا جو بات انکے محدود خیالات مین آتی ہے۔
اسکو وہ علما اپنی راے نہین گردانتے تھے بلکہ خدا و رسول کا حکم بنا دیتے ہین۔ بہت سے
بدظن آدمی ایسے اعتراض کرتے ہین لیکن یہ گمان محض غلط ہین کیونکہ فقہاے اسلام اپنی عقل
اور طاقت کے موافق اسلام کے اصول کو برقرار رکھنا چاہتے ہین۔ یہ ممکن ہے کہ جب
ان اصول کو وہ خاص مسائل پر منطبق کرنے مین انسے سخت غلطی ہو۔

غلبہ سے حق پیدا نہین ہوسکتا۔

لیکن سچ یہ ہے کہ اس مسئلے مین عام فقہا نے ایک خوفناک غلطی کی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ غلبہ سے ملک ثابت ہوتی ہے[1]

(۱) چار صورتون مین علماے کے نزدیک کافر لونڈی غلام بن سکتے ہین۔
۱۔ وہ مرد۔ عورت۔ اور بچے جو جہاد مین قید ہون۔ اور کافر ہون۔
۲۔ وہ مرد اور عورت اور بچے جنکو دار الحرب (کافرون کے ملک) سے مسلمان بزور پکڑ لین۔
۳۔ کافر بادشاہ کسی مسلمان کو کوئی لونڈی یا غلام بطور نذر یا ہدیہ یا جزیہ کے دیوے۔
۴۔ کوئی حربی دار الاسلام مین بغیر امان کے آئے اور پکڑا جاوے۔

حنفی علما کی یہ راے فتاوای قاضی خان ۔ حموی شرح اشباہ ۔ خزانۃ الروایات
ہدایہ درمختار ۔ درۃ المختار ۔ اور سراجیہ کی عبارتون سے ظاہر ہوتی ہے جنکو سرسید نے
نقل کیا ہے اور آخر مین ایک استفتی کی کچہہ عبارت لکھی ہے جس سے یہی بات ثابت ہوتی ہے،
بعض آدمیون نے یہ سوال کیا تہا کہ انسان کس چیز سے لونڈی غلام بنتا ہے اسکا جواب
بہت سے مشہور علماے ہند نے دیا ہے جنمین سے بعض ابتک زندہ ہین ۔ انکا جواب
نہایت دلچسپ ہے سرسید نے اسکا ایک فقرہ نقل کیا ہے جسکا لکھنا لطف سے
خالی نہوگا ۔

"سبب غلام اور کنیزک ہونے کی ابتدا غلبہ ہے حالاً و مالاً یعنی بالفعل و آیندہ
کو نہ غیر اسکا ۔ اور آدمی مین مال مباح فقط حربی ہے ۔" اور معنی غلبہ کے قابو پانا ہی
ایک چیز پر بالفعل و آیندہ کو بہی یعنی اسطرح پر اُسکی پناہ مین آیا کہ کوئی اُس سے چہٹا نہین سکتا
اور غالب حربی پر جو کوئی ہو مسلمان یا کافر یا ذمی یا حربی مالک اسکا ہو جاتا ہے ۔" فی الحقیقت
اس سے بڑی غلطی اور اس سے زیادہ کمزور استنباط مشکل سے کوئی جماعت کر سکتی ہے
سرسید نے ابطال غلامی مین اس مقام پر جو غصہ ظاہر کیا ہے وہ بالکل سمجہہ مین آتا ہے
اس کتاب کو پڑہکر بہت سے آدمیون کو بہت سی ناگوار باتین دیکہنی پڑینگی اور ناملائم سچ سُننی ہونگی
مگر جب ہم دیکہتے ہین کہ یہ کتاب پیغمبر اسلام کی حمایت مین لکہی گئی ہے اور جن اصول کی خلاف
مصنف نے ملائم الفاظ استعمال نہین کیے وہ اسقدر بے اصول ہین تو انکے غصے پر ہمکو
کچھ تعجب نہین ہوتا بلکہ اس سے انکا سچا جوش پایا جاتا ہے ۔ ایسی ہی باتین ہین جنسے

مخالفین مذہب اسلام پر یہ الزام لگاتے ہین کہ اس دین مین تلوار کے سوا کوئی دلیل نہین ہر چیز کا ثبوت اسمین غلبہ یعنی تلوار ہے ۔

اس اصول سے کیا نتائج نکلتے ہین ۔ اگر اس اصول کو تسلیم کر لیا جاے تو مذہب کی جڑ کٹ جاتی ہے اور تمدن کی بنا برباد ہوتی ہے اور اخلاق ایک خالی لفظ رہ جاتا ہے کیونکہ جب غلبہ انسان کی روح اور جسم کی ملکیت کی دلیل ہے تو کیا چیز باقی رہی جو غلبہ سے حاصل نہین ہو سکتی ۔ اس مقولے کے موافق اگر کافر بھی دوسرے کافرون پر غلبہ پائین تو انکو بھی یہ حق حاصل ہے کہ انکو غلام اور کنیزک بنا لین واذا غلب الترک علی الروم فسبوھم واخذوا اموالہم ملکوھا ۔ والان الاستیلا قد تحقق فی مال مباح وھو السبب ۔ جب کفار ترک روم پر غالب ہو جائین اور بندی مین پکڑ لین اور مال لے لین تو اسکے مالک ہو جاتے ہین کیونکہ استیلا یعنی غلبہ ثابت ہو گیا ۔(۱)

سرسید کا یہ کہنا کہ یہ اصول قرآن سے ثابت نہ حدیث سے کچھہ مبالغہ نہین ۔ اسپر یہ اور زیادہ کرنا چاہیے کہ عقل اور شریعت کے اصول مسلمہ اور اخلاق کے قواعد اس مسئلے کے خلاف ہین کہ غلبہ کے موجود ہونے سے حق ثابت ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ اس اصول کو ذرا وسعت دیجائی تو دنیا مین ملک یا جایداد بلکہ کوئی چیز قائم نہین رہتی ۔ انصاف اور عدل اخلاق اور نیکی، مذہب اور شریعت سب طاقت حیوانی کے مطیع ہو جاتے ہین اور اسلام کا بڑا اصول یعنی عدالت باطل ہو جاتا ہے اور حقوق العباد ایک بمعنی لفظ رہ جاتا ہے لیکن

(۱) ہدایہ شریف (ابطال غلامی) صفحہ ۶۱ ۔

اگر آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین زمین شق ہو جائے اور چاند و سورج ٹکرا جائین
تو بھی یہ اصول باطل نہین ہو سکتے جنپر اخلاق کی اور نیز شریعت اسلامی کی بنا ہے
کیونکہ ہمارے ہادی نے فرمایا ہے۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق (۱)
یہی خیال ہے جسکی وجہ سے افریقہ کے بردہ فروش وحشی حبشیون کو پکڑنیکے
لیے حلہ کرتے ہین اور اپنے شہرون مین لاکر انکو بیچ ڈالتے ہین (۲)۔

یہ اصول جنگ کا ہے

عرب کی اُس زمانہ کی خاص حالت سے اور تاریخ اسلام کی بعض مستثنیٰ
حالتون کو قاعدہ کلیہ قرار دینے سے اور عام غازیان اسلام کے دستور
سے جو یہ نتیجہ نکالا ہے کہ غلبہ سے مغلوب کی جان اور آزادی فتحمند کی ملک ہو جاتی ہے اسکو بلا شبہہ
اسلام اور اسکے اصول سے کچھہ تعلق نہین۔ یہ سب فن جنگ کے اصول ہین۔ ایک زمانے مین
سب لوگ لڑتے تھے اور جس چیز یا شخص پر آدمی قابو پاتی تھے وہ اسکو اپنا حق سمجھتے تھے۔ یورپ
اور امریکہ مین گو لونڈی غلام بنانا لڑائی مین موقوف ہو گیا ہے مگر جا بین جب آپس مین لڑتے
ہین یا افریقہ اور ایشیا کی کسی کمزور ریاست یا باشندون سے مہذب ملک کے آدمی جنگ کرتے
ہین تو بہت سی جبر و تعدی عمل مین آتی ہے سختی کرتے ہین مال ضائع کرتے ہین مکانون کو جلا دیتے
ہین۔ اسلام نے ان سب باتون کی ممانعت کی ہے اس اُنیسوین صدی مین بھی وہ ملک جو اپنے
تئین نہایت شایستہ سمجھتے ہین لڑائی کے موقع پر ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہین جیسے نیک

(۱) مین اپنی امت پر بھیجا گیا ہون تا کہ اخلاق کی خوبیون کو پورا کرون۔
(۲) لیکن خوشی کی بات ہے کہ علما نے مصر و قسطنطنیہ مین اس غلامی کے خلاف فتویٰ دیدیا ہے ضیاء الشرقین
نام ایک عربی رسالہ مین کسی مسلمان کا تمام مضمون بھی اسکے خلاف نکلا ہے۔

طبیعت کے اور سچے آدمی کانپ جاتے ہین۔ جو باتین صلح مین معیوب وہ جنگ مین ہنر ہین رشوت۔ جاسوسی۔ دروغگوئی سے جنگ مین بلکہ صلح مین بھی بیدریغ کام لیا جاتا ہے۔ غرض یہ ناشایستہ باتین جو لڑائی مین آدمیون سے سرزد ہوتی ہین انکو مذہب کے قواعد قرار دینا جرم نہین تو گناہ ضرور ہے۔ تلوار کے زور سے لوگون کو لونڈی غلام بنا لینا ایک ایسی رسم ہے جسکے خلاف علما کو متفق ہو کر فتویٰ دینا چاہیے۔

غلبہ سے کیا ثابت ہوتا ہے

غلبہ سے تو حقیقت مین یہ ثابت ہوتا ہے کہ قوی کو حق ہے کہ کمزور کے مال۔ جان۔ نفس و ناموس پر قبضہ کر لے۔ اور جب یہ قاعدہ عام ہوا تو اہل اسلام ہی کو حق نہین ہوگا کہ حربیون کے ساتھہ ایسا سلوک کرین بلکہ جب حربیون کا غلبہ متحقق ہوگا تو ظاہرا وہ بھی اسی اصول پر عمل کرینگے۔ الغرض انصاف سے دیکھا جاوے تو غلبہ سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس سے کچھہ بھی ثابت نہین ہوتا۔ تھرد غلبہ البتہ اس سے ثابت ہوتا ہے۔

قرآن مجید مین کوئی حکم نہین ہے کہ جہاد کے قیدیون کو لونڈی غلام بنالو۔

چوتھے باب مین مصنف نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ قرآن مجید اور حدیث صحیح مین کہین یہ حکم نہین کہ جہاد کے قیدیون کو لونڈی غلام بناؤ۔ اس دعوے کے ثبوت مین جہانتک کلام مجید کو تعلق ہے مصنف کو پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ البتہ احادیث کی نسبت یہ کہنا مشکل ہے کیونکہ اس مضمون کی کل احادیث کا حصر کرنا آسان کام نہین ہے مگر یہ بات ظاہر ہے کہ کسی صحیح حدیث مین قرآن کے خلاف حکم نہین ہو سکتا۔

اب صاف صاف تو قرآن شریف مین استرقاق یعنی لونڈی غلام بنانے کا کوئی حکم

نہین ہے - البتہ بمشکل اور بتکلف اُس سے اس قسم کے احکام استنباط کیے گیے ہین -

یہ ظاہر ہے کہ قرآن شریف مین جہان غلامون کا ذکر ہے وہان آیندہ کی غلامی کی بابت مطلق کوئی حکم نہین ہے مگر جگہہ جگہہ ان غلامون کا ذکر ہے جو پہلے سے لوگون کے پاس تہے - سرسید اسکے جواب مین کہتے ہین کہ اسلام نے اُس وقت تک اس رسم کو موقوف نہین کیا تہا - مگر بعد مین اسکی ممانعت قرآن شریف مین موجود ہے -

سورہ برات مین یہ حکم ہے کہ "جب لڑائی کے مہینے گذر جائین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ - اور انکو پکڑو - اور انکو گہیرو اور ہر جگہہ انکی گہات مین بیٹھو - پہر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکوٰۃ دین تو انکا رستہ چہوڑ دو - بیشک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے"

یہ آیت ایک خاص موقع پر نازل ہوئی تہی جبکہ کفار سے سخت جنگ تہی اس آیت سے غلامی کا کوئی حکم نہین نکلتا - مگر چونکہ بعض علما نے اسی آیت سے استرقاق کو ثابت کیا ہے اس لیے مصنف نے اسکے معنی کی تشریح تفسیر بیضاوی مدارک معالم التنزیل - تفسیر کشاف تفسیر کبیر اور تفسیر احمدی (ملا احمد جونپوری) سے لکہی ہے اور یہ دکہایا ہے کہ اس آیت کے الفاظ مین لونڈی غلام بنانے کا حکم نہ کہین ظاہر ہے نہ پوشیدہ -

قرآن شریف مین چند اور آیات ہین جنمین ملک یمین کی نسبت حکم ہے مگر ان سب آیتون مین وہ کہتے ہین کہ مستقبلہ کوئی حکم نہین - اسکے بعد مسلم اور بخاری وغیرہ سے غلامی کی تائید مین جو حدیثین بیان کی جاتی ہین انکا امتحان کیا ہے اور یہ دکہایا ہے کہ ان احادیث سے بہی یہ حکم کہین ثابت نہین ہوتا -

لیکن جو لوگ اسلام مین غلامی کو ثابت کرنا چاہتے ہین وہ خواہ عیسائی ہون یا مسلمان فقہا - اسکے لیے سب سے بڑی دلیل وہ خود آنحضرت کا فعل بیان کرتے ہین - لیکن سرسید کہتے ہین کہ آخر عہد رسالت مآب مین آیت حریت نازل ہوئی اور اسکے بعد آپ نے کوئی لونڈی غلام نہین بنایا -

لیکن اگر کوئی مسلمان آنحضرت کی مثال سے سند لاے یا کوئی غیر مذہب والا اعتراض کرے تو اسکے جواب مین خود پیغمبر اسلام کے احکام غلامی کی بابت موجود ہین - اسلام نے غلامونکی حالت درست کرنے کی جو کوشش کی ہے ہر سمجھدار آدمی کو اسکی مدح کرنی پڑتی ہے - غلامونکی بابت جو مسلّم احکام ہین وہ ابھی بیان کیے جائینگے - افسوس ہے کہ سرسید نے زیادہ تفصیل سے اس امر کو بیان نہین کیا کیونکہ وہ اسکو نہایت عمدگی سے بیان کرسکتے تھے - مگر انکا دعوی تو یہ ہے کہ اسلام نے مستقبلہ غلامی کو قطعی بند کر دیا البتہ مسلمان اسپر عمل کرنیسے قاصر رہے ہے -

آیت حریت	سرسید کا یہ دعوی کہ آیت قرآن شریف مین صاف صاف موجود ہے

جسمین قیدیان حرب کے لیے ایک قطعی اور آخری فیصلہ ہے - نہایت غور کے قابل ہے سورۂ محمد مین یہ آیت لڑائی کے مشرک قیدیونکی نسبت موجود ہے فَاِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً یعنی جب تم کافرون سے مقابل ہو تو انکی گردن مارو اور جبکہ تم انپر گھمسان کر چکو تو انکو قید کرلو اور پھر یا تو احسان کرکے چھوڑ دو یا فدیہ لیکر -

اسی آیت پر اس تمام کتاب کی بنا ہے اور سر سید کی اور علما کی بحث زیادہ تر اسی آیت پر محدود
ہونی چاہیے - کیونکہ لڑائی مین جب کافرون سے خوب مقابلہ ہو چکے اور وہ مغلوب ہو کر قید
ہو جائین تو دو حالتون مین سے ایک حالت مین انکے ساتھہ سلوک ہونا چاہیے - یا تو مَن
یعنی احسان کرنا - یا فدا - یعنی معاوضہ لینا - اور چونکہ احسان کرنا بہتر ہے اسلیے اسکا
بیان پہلے ہوا ہے - قرآن شریف مین الفاظ کی ایسی ترتیب اکثر ہوتی ہے کہین کم درجہ
کے بعد اعلی مدارج کا بیان ہوتا ہے اور کہین اسکے برعکس - غرض جو قیدی پکڑے جائین
تو سب سے اولی تو یہ ہے کہ انکو احسان کہہ کے چھوڑ دین - لیکن اگر کوئی شخص احسان کہکر
نہ چھوڑے اور اسکو معاوضہ مل سکے تو وہ اپنے قیدی کا فدیہ لے لے یہ حکم نہایت صاف
ہے اور امّا کا لفظ جسکی جگہہ ہمارے یہان یا تو کا لفظ ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان صورتون
مین ایک صورت پر عمل کرنیکے بغیر چارہ نہین -

یہ آخری زمانے کا حکم ہے

سر سید نے اس آیت کی بحث مین اول تفصیل کے ساتھہ یہ ثابت کیا
ہے کہ جب مکہ فتح ہو چکا تو یہ آیت اُتری - اس سے ثابت ہوتا ہے آخر عہد رسالت کا یہ
حکم ہے مختلف تفسیرون سے مصنف نے اسکی تائید کی ہے - ابن عباس رض سے روایت
ہے کہ جنگ بدر کے بہت مدت بعد جب اسلام کا غلبہ ہوا اور مسلمانون کو خوف نر ہا تو
یہ آیت اُتری -

دوسری بحث مصنف نے مسئلہ حصر پر کی ہے - اور مختلف تفاسیر سے یہ ثابت کیا ہے
کہ امّا جس قول پر آتا ہے ان مین سے ایک شق کا اختیار کرنا فرض ہے تیسری

بحث یہ ہے کہ فدا کے معنی کچھہ لیکر چھوڑ دینا ہے - یہ سب باتین ظاہر ہین اور اسمین
کوئی شخص اختلاف نہین کرسکتا - لیکن اس آیت کے صاف اور واضح ہونے ہی سے
علما کو بہت مشکلات پیش آئی ہین - اکثر علماے ہند کا یہ قول ہے کہ یہ آیت جنگ بدر
کے متعلق نازل ہوئی ہے ثابت نہین ہوتا کیونکہ بدر کے احکام بالکل مختلف تھے -
علما کی راے سر سید نے یہ لکھی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے مگر جبتک اسکا ناسخ
موجود نہو ایسے بڑے دعوے کے ماننے مین ہر شخص کو تامل ہوگا - اسبات کے
ظاہر کرنیکے لیے کہ آیا یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے علما کو اسکا ثبوت دینا چاہیے - مگر سر سید
نے ۴۶ صفحے تک (۶۲ - ۱۰۶) اس مسئلے پر جو بحث کی ہے اُس سے یہ ظاہر ہوتا ہی
کہ علما کی صرف راے ہے کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے - اسکا کوئی قطعی ثبوت بلکہ قیاس
غالب بہی نہین لیکن اگر یہ آیت جیسا معزز مصنف نے ثابت کیا ہے فتح مکہ کے بعد نازل
ہوئی تو اسکے منسوخ ہونیکا موقع بہت کم تہا اور نہ ظاہرا اسکی تنسیخ کی کوئی وجہ معلوم
ہوتی ہے -

یہ سچ ہے کہ خود ہمارا میلان اس طرف ہے کہ یہ آیت قطعی ہے اسلیے اس امر کے
فیصلہ کرنیکے لیے ایسے شخص کی ضرورت ہے جسکی راے پیشتر سے کسی جانب نہو -
مگر تفاسیر کی عبارت پڑہنے اور سر سید کا ثبوت دیکھنے سے قریب قریب یقین ہوجاتا ہے
کہ یہ آیت آخری ہے اور غلامی کی بابت اسکے بعد کوئی حکم نہین آیا - تھوڑا سا شبہہ جو باقی
رہتا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ آج تک علما اس آیت کی تاویلین کرتے رہے ہین اور

عملدرآمد بہت کم ہوا۔ مگر جو شبہہ باقی رہتا ہے اس نص کے مقابل اسکی کچھ حقیقت نہین
والظن لا یغنی من الحق شیئا[1]

چھٹے باب مین تفصیل کے ساتھ اس بات کو ثابت کیا ہے کہ آنحضرت نے اس آیت کے بعد لڑائیون مین لونڈی غلام مطلق نہین بناے اور جب بناے گیے تو انکو رہا کر دیا گیا۔ تمام غزوات اور دیگر لڑائیون کا جو کفار سے ہوئین علیحدہ علیحدہ حال لکھہ کر دکھایا ہے کہ ہر صورت مین اس آیت پر عمل ہوا۔

غلامی اور کفار عرب

ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ علما نے اس حکم کو کہ غلام نہ بناے جائین اور قیدی فدیہ لیکر چھوڑ دیے جائین تسلیم تو کیا مگر اسکو اسقدر تنگ کر دیا کہ اس سے بہت کم فائدہ ہوا انکا یہ خیال تہا کہ یہ آیت عرب کے لوگون کے لیے خاص ہے مگر آیت کے الفاظ اس دعوی کو صاف جھٹلاتے ہین۔ اِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مین کافرون سے لڑنے کا ذکر ہے مشرکین عرب کی کہین تخصیص نہین تاریخ سے بہی یہ بات ثابت نہین کہ آنحضرت کفار عرب کے کفار غیر عرب کی نسبت زیادہ انس رکھتے تھے۔ یا خدا کو مشرکین عرب کی رعایت زیادہ منظور تہی اسلام ایک ایسا مذہب ہے جسمین عرب اور عجم اور ہند مین کچھہ تمیز نہین ہر ملک اور قوم اور فرقہ کے آدمی اس مین داخل ہوتے تھے اور داخل ہوتے ہین کیونکہ اسکا ہادی کَافَّةً لِّلنَّاسِ[2] کے لیے آیا ہے بیشک عرب کو یہ فخر بیجا ہے کہ آنحضرت اس ملک مین پیدا ہوے اور اسلام کے ابتدائی آدمی اور مقدس نفوس وہین سے نکلے ہین

---

(۱) اور گمان سچ سے کچھہ بہی بے پروا نہین کرتا۔ (۲) سب آدمیون کے لیے۔

مگر ایک مخالف عرب کہہ سکتا ہے کہ آخر عرب ہی کے ہاتھہ سے آنحضرت اور انکے ساتھیون اور عزیزون پر طرح طرح کی سختیان اور ظلم ہوے اسلیے کسی حکم قرآنی کو اہل عرب کے لیے خاص کرنا جبکہ قرآن شریف مین اسبات کا کہین ذکر نہین ایک ایسا کام ہے جسکے لیے بہت سی غلط فہمی اور تہوڑی سی جرأت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس وقت اسلام کا بہت بڑا حصہ غیر عرب ہے اور ان کو اسبات پر گونہ فخر بہی ہے کیونکہ وہ کہتے ہین۔ ؎

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم	ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبیست

غلامی کی ممانعت کی تائید اُس روایت سے بہی ہوتی ہے جو امام جعفر الصادق (علیہ السلام) سے شیعون کی کتابون مین مروی ہے اور جسمین امام ہمام نے فرمایا ہے کہ آنحضرت کے اخیر زمانے مین ہمیشہ اسبات کا انتظار رہتا تہا کہ غلامون کو بالکل آزاد کرنیکے بارے مین کوئی وحی اُترنیوالی ہے اس قول سے سرسید کے اس دعوے کی تضعیف نہین ہوتی کہ مستقبلہ غلامی کے خلاف کلام مجید مین اب بہی حکم موجود ہے۔ کیونکہ غالبًا یہ حکم موجودہ غلامی کی بابت اُترنیوالا ہوگا۔

سرسید کا دعوی خلاف اجماع ہے۔

سرسید نے غلامی کی بابت یہ مضمون جمہور کے خلاف لکہا ہے اس لیے اگر جمہور اسکی مخالفت کرے تو کچہہ تعجب نہین۔ کیونکہ پہلے خود اُنہون نے ہی جمہور کی مخالفت کی ہے۔ وہ اس قول کو تسلیم نہین کرتے کہ اجماع علما کا حجت ہے۔ انہون نے اسپر یہ لطیفہ لکہا ہے کہ اگر اجماع حجت بہی ہو تو یہ بات سب مانتے ہین کہ دوسرا اجماع پہلے کو توڑ ڈالتا ہے۔ مخالفت راے کا شروع

کرنیوالا کوئی شخص ضرور ہونا چاہیے ۔ کیا عجب ہے کہ وہ شخص خود سرسید ہون ۔

خیر یہ تو علما کی بحث ہے کہ اجماع اور قیاس اجتہاد اور تقلید حجت ہی یا نہین ۔ مگر اس رسالے مین اسلام کے عقائد مسلمہ کے خلاف کوئی بات نہین اور نہ کوئی ایسا امر ہے جس سے اسلام کی ہتک ہوتی ہی ۔ مصنف نے قرآن سے ایک نیا مسئلہ اخذ کیا ہی اور جہانتک قیاس اور عقل سے نتیجہ نکال سکتے ہین سرسید کے اسی استنباط پر رفتہ رفتہ قریباً سب علما کا اجماع ہو جائیگا اور کیا عجب ہے کہ ایسا ہی واقع ہو جیسا انہون نے لکھا ہے یعنی پچھلا اجماع پہلے کو باطل کر دے ۔

دوسری بات اس مضمون مین قابل غور یہ ہے کہ عقائد اسلام مین سے کسی ضروری بلکہ غیر ضروری مسئلے کی بہی اسمین مخالفت نہین ہے اور نہ اس خاص مسئلے مین ابطال غلامی کی راے کو صحیح ماننے سے کسی شخص کو یہ شبہہ ہونا چاہیے کہ اور مسائل مین اسکا اعتقاد کمزور ہو جائیگا کیونکہ غلامی اسلام اور بانی اسلام کے منشا کے خصوصاً مخالف ہے اور نہ یہ اسلام کے اصول مین داخل ہے اور نہ فروع مین ۔ جن لوگون کو اس مسئلے مین مشکلین پیش آتی تہین انکو خاص کر سرسید کا مشکور ہونا چاہیے ۔ اور یقین ہی کہ جون جون زمانہ بڑہتا جائیگا اس راے کو استحکام ہوتا جائیگا کہ اسلام غلامی کے خلاف ہے ۔

ابطال غلامی مین کونسی بات نئی ہے

ابتک یہ خیال تہا کہ گو اسلام نے غلامی کو قطعاً نہین رد کا مگر اس قدر اصلاح اسمین ضرور کی ہے کہ غلامونکی حالت قابل رشک ہو گئی مگر تیرہوین صدی مین ایک شخص نے صاف صاف یہ دعوی کیا ہے کہ کلام مجید

مین غلامی کے برخلاف یہ حکم موجود ہے کہ آیندہ لونڈی غلام نہ بنایے جائین۔ اگروہ
اس حکم کو قرآن شریف اور تفاسیر سے ثابت کردین تو یہ ایسا کام ہے جس سے اعلیٰ تر
کام شاید ہی کوئی ہوسکتا ہے سرسید نے بہت سے کام کیے ہین بعض انمین سے
ایسے ہین جنسے اکثر لوگون مین سخت مخالفت پیدا ہوئی ہے۔ بعض ایسے ہین جنکے اکثر
لوگ ثناخوان ہین۔ بہت سے ایسے ہین جنکو سب آدمی متفق اللفظ ہوکر دنیا کے
عظیم الشان کام بتاتے ہین۔ ہماری اے مین غلامی کا رسالہ اور خصوصًا اسکا باب
پنجم سرسید کے بہت بڑے کامون مین سے ہے۔ آیندہ زمانے مین لوگون کو سخت
حیرت ہوگی کہ ایک شخص نے اس عہد و دین اسقدر مختلف الجنس کام کس طرح انجام دیے
ہین ایک بات کا البتہ قدرے افسوس ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص مین اسقدر دماغ
اور لیاقت اور محنت جمع ہوگئی ہین کہ اُس سے کوئی اصلی[1] کام بھی سرزد ہو تو لوگ اسپر
آگاہ نہین ہوتے۔ اگر اسقدر دماغی طاقت۔ لیاقت جوش اور ہمدردی کفایت شعاری
سے مسلمانون مین تقسیم کی جاتی تو کہہ سکتے کہ انیسوین صدی مین مسلمانان ہند نے
بیس بڑے آدمی پیدا کیے ہین۔ ایک شخص نے بائبل کی تفسیر لکھی ہے۔ دوسرے
نے ایک علمی سوسائٹی بنائی ہے۔ تیسرے نے خطبات احمدیہ تصنیف کی ہے
کسی نے وہابیون کی حمایت کی ہے اور کسی نے غدر مین مسلمانون کی گورنمنٹ
کے ساتھ خیرخواہی کی ہے۔ ایک نے مسلمانون مین قومی جوش پیدا کیا ہے

(۱) اوریجنل۔

اور دوسرے نے مدرسۃ العلوم بنایا ہے اور چیچک کے ٹیکے کا قانون جاری کیا ہے اور قحط مین فاقہ کشون کو بچایا ہے کوئی بڑا فصیح ہوا اور کسی نے تعلیمی (ایجوکیشنل کانفرنس) قائم کی - غرض اسقدر مختلف کام اگر پندرہ بیس آدمی کرتے تو ہر ایک بڑا آدمی شمار ہوتا - یا تو قدرت نے اپنے عطیہ مین فیاضی کی یا ایک فرد نی بیس بڑے آدمیون کی برابر محنت کی لیکن شاید ایک ایسے آدمی کا ہونا بیس مختلف آدمیون کے ہونے سے قوم کے لیے زیادہ مفید ہو -

بہرحال غلامی کا رسالہ ایک ایسی تصنیف ہے کہ اگر کوئی اور شخص لکھتا تو یہی مضمون اسکی شہرت اور عظمت کے لیے کافی تہا - یہ بالکل نیا کام ہے اور آج کل کے زمانے مین خصوصاً جبکہ اسلام دنیا مین دوبارہ پہیلنے کی کوشش کر رہا ہے اسکا کرنیوالا خواجہ حافظ (علیہ الرحمہ) کے اس شعر کا مصداق ہے ؎

شہر خالیست ز عشاق مگر کز طرفی	مردی از غیب برون آید و کاری بکند

غلامی

اسلام مین اور اسکے علاوہ

اس بات کو سمجھنے کے لیے کہ اسلام نے غلامون کے ساتہہ کیا سلوک کیا ہے اس بات کو جاننا ضرور ہے کہ اور قومون اور مذہبون مین اسلام سے پہلے غلامونکی بابت کیا احکام تہے - اور بعد اسلام انہون نے غلامون کے ساتہہ کیا سلوک کیا -

غلامی کی ابتدا

جس طریقے پر غلامی کا آغاز دنیا مین ہوا اسپر سب محقق متفق
ہین - ابتدائے زمانے مین جب کہ انصاف اور عدالت نامعلوم چیزین تہین اور وحشی
جرگون مین حق صرف زبردست آدمی اور اسکے ساتہیون کے فرمان کا نام تہا اور عوام الناس
مین وہی حکم نافذ تہا جسکو ایک شخص یا چند زبردست شخص دیتے تھے اور قوی آدمی کی مرضی
ہی زندگی کا قانون تہا اسوقت جسمانی اور دماغی فرق اور تمدنی امتیاز کی وجہ سے
انسانون کے سب قبیلے برابر نہ تہے - زبردست اپنی مرضی کے سوا کسی قانون کو
تسلیم نہ کرتے تہے اسوقت انکو پورا اختیار تہا کہ لڑائی کے بعد مغلوبون کو یا تو چہوڑدین
یا قتل کرڈالین - مگر عام دستور یہ تہا کہ جو مغلوب ہوے انکو فی الفور قتل کرڈالتے
تہے - ہزارون لاکہون تو اسطرح قتل ہوگیے - اسکی مثال حال کے زمانے مین بہی
موجود ہے - سولہوین صدی کے شروع سے جبکہ امریکہ دریافت ہوا اسوقت تک
یورپ کی مہذب قومون نے وہان کے اصلی باشندون کا قریبًا استیصال کردیا ہے -
اسٹریلیا اور نیوزیلینڈ اور دیگر جزائر بحر ہند جنمین ایک بڑی وحشی قوم آباد تہی وہ چند سال
ہوے بالکل مفقود ہوگئی ہے اس مثال سے ابتدائی زمانے کے حال کو قیاس کرلینا
چاہیے - لیکن رفتہ رفتہ جب غالب فریق نے تجربے کے بعد دیکہا کہ مغلوب گروہ انکے
کام آسکتا ہے تو اس محکومی نے غلامی کی شکل اختیار کی - اب مغلوب لوگ غلام بننے
لگے - غلام اپنے فاتحون کے واسطے محنت کرتے تہے اور وہ آرام سے رہتے تہے -
اسلیے اُن فاتحون نے ان قیدیونکی جان بخشی کو اپنے لیے عمومًا زیادہ مفید سمجہا اور انکو

اپنا غلام بنالیا۔ جس زمانے مین امریکہ اور اسٹریلیا وغیرہ دریافت ہوئے اُسوقت اگر اہل میکسیکو اور دیگر قومین جو اُنسے کم مہذب تھین چپ چاپ ان نئے بسنے والونکی حکومت قبول کرلیتین تو یقیناً یہ مہذب آباد ہونیوالے خوشی سے انکو اپنا غلام بنالیتے مگر اُن باشندون مین سخت تندی اور وحشت تھی اور جب اہل یورپ کو انھون نے اپنا دشمن پایا تو وہ گورے آدمی کو جہان دیکھتے تھے فی الفور مار ڈالتے تھے اسلیے انکا حال ہوا کہ ایک شخص بھی اس برّ اعظم کا زندہ نہ بچا اور سب سرخ ہندی نیست و نابود ہوگیے۔ مشرقی آریا یعنی ہندوؤن نے تو ہندوستان کے اصلی باشندون کو غلام اور شدر بنا ہی لیا اور ابتک کروڑون مخلوق خدا انتہا درجے کی ذلت اور پستی مین ہندوستان کے ہر گوشے مین آباد تھے۔

غرض اس طرح پر بجاے قتل کرنے کے فاتح نے مفتوح کو اپنا غلام بنانا شروع کیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلا گروہ بغیر محنت اور تکلیف اُٹھانے کے عیش و آرام کرنے لگا۔ چنانچہ اس غلامی کا بقیہ صالحہ دنیا مین ہر جگہہ اب بھی باقی ہے اور غالباً صدیون تک یہی حالت رہے گی۔

یہودی یونانی اور رومی[1] اور قدیم جرمن غلامی کو جائز رکھتے تھے اور ان مین اسکا بخوبی رواج تھا۔ یہ غلامی دونون طرح کی تھی۔ خانگی غلامی بھی اور زراعت کے غلام بھی۔ بنی اسرائیل مین جس قسم کی غلامی رائج تھی اسکا مختصر حال سرسید نے ابطال غلامی مین کیا ہے۔

(۱) قدیم رومن امپائر یا سلطنت روما والے۔

عیسائیون مین غلامی اول ہی سے رائج تہی ۔ تمام بائبل مین اسکے خلاف کہین حکم نہین بلکہ اسکی اصلاح کا بہی ذکر نہین ۔ صرف ایک جگہہ چند لفظ غلامونکی نسبت ہین ۔ حضرت عیسیٰ نے غلامون کو ہدایت کی ہے کہ آقا کی نافرمانی نہ کرین اور مالکون کو ایک عام نصیحت کی ہے کہ خادمون کو انکا حق دین ۔ عیسائیون کی کتاب مین ایک لفظ بہی ایسا نہین جس مین غلامی کی ممانعت ہو بلکہ یہ حکم ہے کہ غلام آقا کے ہر حکم کی اطاعت کرین ۔

سلطنت روما مین غلامی رائج تہی عیسائیت نے اگراس مین کچہہ بہی تخفیف نہ کی بلکہ متقدمین کا اسی پر عمل رہا کہ غلام اپنے آقا کی جایداد ہے وہ جس طرح چاہے اُس سے سلوک کرے رفتہ رفتہ رومن امپائر مین ایسے قانون جاری ہوے جن سے غلامونکی حالت قدرے بہتر ہوئی ۔ خود کلیسا مین یعنی پادریون کے پاس اور مذہبی اوقاف مین غلام کام کرتے تہے ۔ اسقدر رعایت البتہ انکے ساتہہ تہی کہ جب وہ منک یعنی راہب بنجاتے تہے تو انکو آزادی ملتی تہی بشرطیکہ تین برس کے اندر انکا آقا انپر دعوی نہ کرے (۱)

مولوی سید امیر علی نے اپنی کتاب مین جسکو انہون نے نہایت قابلیت و عمدگی سے تحریر کیا ہے ملمین کی کتاب لیٹن کرسچینٹی (یعنی لاطینی اور مغربی عیسائیت) کے حوالہ سے لکہا ہے کہ اُس عیسائی شہنشاہ نے جو بڑا مقنن گزرا ہے ۔

(۱) اسپرٹ آف اسلام باب غلامی صفحہ ۳۶۸ ۔

اپنی کتاب قانون مین غلامی کو فطرت الہی کا جز قرار دیا ہے - زمانہ متوسط مین یعنی یورپ کی تاریخ کے اُس زمانے مین جو شارلیمین کے عہد سلطنت سے پندرہوین صدی تک گزرا ہے یورپ کے اکثر باشندے غلامون کے مانند تھے - انگلستان فرانس اور جرمنی مین بھی مزارع زمین کے ساتھہ بک جاتے تھے اور زمیندارون یعنی اُمرائے سلطنت کو اپنی رعایا پر وہ اختیار حاصل تھا جو مالکون کو غلامون پر بھی نہین ہوتا - روس مین تو یہ زراعتی غلام جنکو سرف کہتے ہین صرف چند سال سے آزاد ہوے ہین - شادی کرنا غلامون کو منع تھا - اور آزاد اور غلام مین اگر شادی ہو جاتی تھی تو دونونکو خوفناک عذاب دیتے تھے - آزاد عورت کو مار ڈالتے تھے اور اسکے غلام خاوند کو زندہ جلا دیتے تھے - غرض غلامونکی کوئی حفاظت نہ تھی نہ انکا کوئی حق تھا - آقا اپنے مطلب کے واسطے انسے عمدہ سلوک کرتے تو انکی عنایت تھی اور اگر اسکو مار ڈالتے یا عذاب دیتے تو کسی کو زبان کھولنے کا محل نہ تھا کیونکہ بائبل کے سخت فقرے کے موافق غلام اپنے آقا کی جایداد ہے -

امریکہ مین غلامی یورپ کو چھوڑ کر امریکہ مین جائین تو غلامونکی حالت تو اس بھی زیادہ خوفناک ہے - یہ امریکہ وہ بر اعظم ہے جہان مہذب قومون کو آباد ہوے تین سو برس سے زیادہ نہین ہوے - بردہ فروش افریقہ کے ساحل سے لکھو کہا افریقہ کے باشندون کو پکڑ کر یا خرید کر امریکہ لیجاتے تھے - اور کانون کا کام - شکر کی کاشت اور سیکڑون قسم کی اور سخت محنتین لیتے تھے - قانون مین غلامون کے کچھہ حق نہ تھے - چالیس برس

بھی نہین ہوے کہ غلامونکی گواہی عدالت مین مقبول نہوتی تہی - اس لیے اگر کوئی آقا اپنے کہیت پر کسی غلام کو مار ڈالے یا عذاب دے تو کوئی مواخذہ اُس سے نہو سکتا تہا - کیونکہ حبشیون کی گواہی سموع نہین ہو سکتی - کالے اور گورے مین نکاح جائز نہ تہا اسلیے حبشی عورتون اور یورپین کی اولاد ہمیشہ غلام رہتی تہی اور جس شخص مین ذرہ برابر بہی کالا خون مل گیا ہو گو اور لحاظ سے وہ بالکل یورپین ہے وہ بہی غلام رہتا تہا اور نہایت ذلیل سمجہا جاتا تہا - غلامونکے ساتہہ امریکہ مین جو سلوک ہوتا تہا اس سے پوری طرح واقف ہونے کے لیے مسنر سٹو کا لاجواب ناول انکل ٹامز کیبن کو پڑہنا چاہیے اس ناول نے جسکو اُس شریف اور رحمدل لیڈی نے ۱۸۵۲ء مین طبع کرایا تہا اسقدر اثر کیا کہ دس برس مین کل سرف یعنی زراعتی غلام آزاد ہوے - یونائٹڈ سٹیٹس امریکہ کے شمالی اور جنوبی حصے مین ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۵ء تک جو جنگ عظیم ہوئی اور جس مین دس اور بیس بیس لاکہہ فوج طرفین سے لڑتی تہی اسکی ایک وجہ بہی وہی جوش اور غصہ تہا جو اس کتاب نے غلامی کے خلاف پیدا کیا تہا -

مہذب یونان مین اسلام سے پہلے اور یورپ مین اسلام کے بعد غلام اشیاے خانگی مین سے سمجہا جاتا تہا - جیسے گہر کے اور برتن اور اسباب مین ایسا ہی غلام تہا - مثلاً شریف بیگم کو اگر یہ دیکہنا منظور ہو کہ آئینہ ٹہیک بنا ہے یا نہین اور مضبوط اور تیز ہے تو اسکو لونڈی کی گردن پر دے مارا - اگر لونڈی مر جاے تو خود اسکا قصور ہے - خفگی مین لونڈی غلام کو مار ڈالنا کوئی بڑی بات نہ تہی -

الغرض جو سلوک اسلام نے غلامون کے ساتھہ کیا اس سے بہتر بلکہ اسکا عشر عشیر بھی کسی اور مذہب نے نہین کیا - ہر شخص کو جسنے بے تعصبی اور صاف دلی سے اس مسئلے پر غور کیا ہے مجبورًا اسبات کو تسلیم کرنا پڑیگا - اس بحث مین ہم سرسید کے اس دعوے سے قطع نظر کرتے ہین کہ قرآن شریف نے آیندہ کے واسطے غلام بنانیکی صاف صاف ممانعت کی ہے - بلکہ جو غلامی مسلمانون مین جائز سمجھی جاتی ہے اسپر بحث کرتے ہین -

غلام کو آزاد کرنا اسلام مین کیسا ہے -

اگر کوئی شخص ان احکام پر غور کرے جو فقہ اور حدیث کی کتابون مین غلامون کے بارے مین درج ہین اور قرآن شریف مین اسمضمون کی جو آیتین ہین انکو سمجھے تو اسکو اسبات کا قطعی یقین ہو جائیگا کہ شارع اسلام نے غلامی کو بالکل عارضی چیز قرار دیا تھا اور ہر طرح سے ہدایت کی تھی کہ غلامون کو آزاد کیا جاوے - لیکن اگر کسی شخص کو اپنے غلام کا آزاد کرنا شاق گزرے تو وہ اُسکے ساتھہ ایسا سلوک کرے جیسا انسان اپنے آزاد بھائیون کے ساتھہ بھی نہین کرتا -

اولاً تو ہر موقع پر یہ حکم ہے کہ بردے کو آزاد کرو - کوئی شخص رمضان کا ایک روزہ نہ رکھے - چاہیے کہ غلام کو آزاد کرے - لیکن غلام ہر شخص کے پاس نہین ہوتے اسلیے اسکو لازم ہوگا کہ دوسرے شخص کا غلام آزاد کرادے - ایک شخص نے کوئی عہد کیا یا قسم کھائی لیکن اسکو پورا نہ کرسکا - اسکو لازم ہے کہ ایک غلام آزاد کرے - کوئی خوشی کا موقع ہو یا مرنیکا وقت - مناسب ہے کہ لونڈی یا غلام آزاد کرے - غلام اسقدر روپیہ کسی طرح کما لایا ہے کہ وہ اپنی آزادی خرید کرسکتا ہے تو مالک کو قیمت لیکر غلام کو علحدہ کرنا پڑیگا

غلام نے ابھی روپیہ بھی پیدا نہین کیا صرف اسکا وعدہ ہی وعدہ ہے آقا کو چاہیے کہ اقرار نامہ لیکر اسکو چھوڑ دے اور غلام قسط وار اس روپیہ کو ادا کرے اگر غلام قیمت نہ بھی ادا کر سکے جب بھی آقا کو ہدایت ہے کہ اسکو احساناً چھوڑ دے - بیت المال سے روپیہ دیکر غلامون کے آزاد کرنیکا حکم ہے - بعض حالتین ایسی بھی ہین کہ لونڈی اور غلام بغیر آقا کی اجازت بلکہ اُسکی مرضی کے خلاف آزاد ہو جاتے ہین - علاوہ اسکے آنحضرت صلعم نے بغیر کسی خاص وجہ کے بھی بندے کو آزاد کرنے کی نہایت تعریف کی ہے غلامونکو آزاد کرنے کی بابت اس سے زیادہ اور کیا سفارش ہوسکتی ہے کہ خدا یتعالی نے روی زمین پر غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ پیاری چیز کوئی پیدا نہین کی[1] سفارش پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے اور مسلمانون کو غلامون کے آزاد کرنیکی بابت اس سے بڑھکر ترغیب نہین ہوسکتی - یقین ہے کہ جو لوگ حبّ رسول کا دعوی کرتے ہین اور خدا کے عشق کے سامنے سب چیزون کو ہیچ سمجھتے ہین وہ خدا کے اس کام کے لیے کمر بستہ ہو کر اسلامی دنیا سے اسکے استیصال کی کوشش کرینگے[2] -

حدیث کے علاوہ خود قرآن شریف مین غلامون کے آزاد کرنیکی خوبی کو حسن پاکیزگی سے بیان کیا ہے اس سے بہتر ہرگز کوئی شخص بیان نہین کرسکتا - خداے تعالی

(۱) مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَبُّ مِنَ الْاَعْتَاقِ - (۲) غلامون کے آزاد کرنیکے متعلق شیعون کی احادیث مین امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے ایک مشہور روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کو آخر عہد رسالت مین ہمیشہ یہ خیال ہوتا تھا کہ غلامون کے آزاد کرنیکا حکم بطور وحی کے آنیوالا ہے - ہمارا یہ کام نہین کہ ہم یہ تحقیق دریافت کرین کہ آیا وہ حکم آیا یا نہ آیا اور اگر نہ آیا اس روایت پر یا خدا کی مصلحت پر اعتراض کرین -

اپنے بعض اُن احسانون کو گنوایا ہے جو اسنے اپنے بندون پر کیے ہین۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ۔

کیا ہمنے اسکو دو آنکھین نہین دین اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور کیا نہین بتا دیے ہمنے اسکو دو گھاٹیون کے راستے ۔ پہر وہ نہین پہلانگ جاتا گھاٹی کو، تو جانتا ہے کہ وہ کیا گھاٹی ہے۔

پہر خود ہی اسکا جواب دیا ہے کہ وہ گھاٹی (نجات) کی کیا ہے فَكُّ رَقَبَةٍ غلام کو آزاد کرنا۔

کلام مجید مین جو اعلی درجے کی فصاحت و بلاغت اور انتہا درجے کے پاکیزہ مطالب ہین انکو سب تسلیم کرتے ہین۔ لیکن بعض گہرے معانی کے سمجھنے کے لیے نہایت غور و فکر اور اعلی درجے کی دماغی قابلیت اور علم کی ضرورت ہے گو عام معنی ہر پڑہنے والے کو صاف نظر آتے ہین اور سب شخص یکسان اُس سے مستفید ہو سکتے ہین۔

اس آیت کے طرز ادا اور انداز بیان سے راقم نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ کچھہ عمیق نہین بلکہ بالکل صاف ہے اور اسلیے کسی تعریف کا مستحق نہین اس خاص موقع پر خدا نے انسان کے اور احسان کیون نہین بیان کیے مثلاً یہ کہ ہمنے اسکو سینہ دیا۔ کہانا دیا۔ کپڑا دیا۔ شریعت آداب اخلاق۔ علم عطا کیا۔ اور ہزارون طرح کی نعمتین دین۔ خاص عینین لسان اور شفتین انکہہ۔ زبان اور ہونٹ کا بیان بجاے اور نعمتون کے اسلیے معلوم ہوتا ہے

تا کہ آقاؤن کو اُنہین اور اُنکے مملکون مین کچہہ فرق نہین ہے - دیکہہ لو - ظاہر مین دونون
ایک سے ہین - اس طرز بیان کو انگریزی مین پیتھیٹک کہتے ہین یعنی جس سے کسی
شخص کے رحم اور ہمدردی کو خطاب کیا جاتا ہے - اور اسکے دل پر چوٹ پڑتی ہے
مُسلم بلکہ غیر مسلم پر بھی یہ آیت اثر کیے بغیر نہین رہ سکتی - کیا اس بیچارے غلام کے
دو آنکھین - دو ہونٹ ایک زبان ہم جیسی نہین ہے - کیا یہ ہر طرح سے ہمارا ہمجنس اور
ہماری برابر نہین ہے - پہر بردہ آزاد کرنے کو نجات کا وہ رستہ یا گھاٹی بتایا ہے
جسکو لوگ نہین جانتے - اور اسکے لیے لفظ فَكُّ رَقَبَة یعنی گردن کو چہٹانا ایسا سخت
ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے غلام جانورون کی طرح انسان کے قبضے مین ہین -
باقی اور نیکیون کا درجہ گردن چہٹانے کے بعد ہے مثلاً رشتہ دار یتیم کو مفلس فاقہ کش
کو مصیبت مین کہانا دینا نجات کی پہلی گھاٹی (یعنی غلامونکی آزادی) کے بعد ہے -
اس بیان سے کم از کم یہ بات تو ثابت ہو جائیگی کہ اسلام نے لوگون کو مجبور نہین کیا
کہ جو غلام انکے پاس چلے آتے ہین انکو آزاد کردین مگر ہر طرح سے ان کو ترغیب
دی ہے -

مسٹر بوسورتھ سمتھ ایم - اے - نے اپنی عمدہ کتاب[1] مین لکھا ہے
کہ محمدؐ نے غلامی کو قطعاً تو بند نہین کیا کیونکہ سوسائٹی کی اس حالت مین اُسکا موقوف
کرنا نہ تو ممکن تھا اور نہ مناسب مگر انہون نے لوگون کو آزاد کرنیکی ہمت دلائی اور

(۱) یہ کتاب محمدؐ اینڈ محمدنزم یعنی محمد اور اسلام جو ۱۸۸۹ء مین دوبارہ چہپی ہے غالباً سب سے عمدہ کتاب ہے جو یورپین
ترجمون اور انگریزی تاریخون سے لکھی گئی ہے اور مصنف اسکا ایسا بے تعصب ہے جسکی مثال دنیا مین کم ملتی ہے -

اسباب کی نہایت تاکید کی کہ جو غلام اسطرح سے آزاد ہون انپر انکی ایمانداری کی زندگی اور محنت کی وجہ سے کوئی داغ نہ لگے"

غلامون کے ساتھہ سلوک باوجود ان سب باتون کے اگر غلام آقا کے ماتحت غلام کی طرح رہتے ہون تو انکے ساتھہ کیا برتاؤ کرنا چاہیے - کیونکہ ایسی صورتین ممکن ہین اور موجود ہین کہ غلام آقا سے جدا ہونا چاہتے ہین نہ آقا غلام کو علیحدہ کرنا منظور کرتے ہین - دونون اتفاق سے رہتے ہین یا آقا باوجود شارع کی ہدایت کے آزاد نہین کرتا - یا غلام کو آقا سے علیحدہ ہو کر معاش کا کوئی ذریعہ ہے نہ رہنے کا ٹھکانا ہے - ایسی حالت مین جو احکام ہین انسے بھی صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ شارع کا منشا یہی ہے کہ غلام کو اگر اپنے پاس رکھنا ہو تو آزاد کر کے رکھنا چاہیے -

ایک عام حکم تو یہ ہے کہ غلامون سے نرمی کے ساتھہ برتاؤ کرو اور مہربانی کے ساتھہ پیش آؤ - کسی اچھے آقا کو اس حکم کی شکایت کرنیکی کوئی وجہ نہین - غلام کو مارنا اور عذاب دینا منع ہے اور اگر اُس سے اسطرح سلوک کیا جاییے تو آقا کو لازم ہے کہ غلام کو آزاد کر دے -

لیکن جس حکم سے غلامی کی ذلت - غلامی کی محنت و جفاکشی اور غلامی کا خلاف انسانیت ہونا بالکل معدوم ہو جاتا ہے وہ حکم یہ ہے کہ غلامون کو غلام نہ کہو بلکہ ہر طرح سے اپنا مساوی اور ہمسر سمجھو -

جو لفظ انکی نسبت مستعمل تھے یعنی عبد اور آما اور جن سے انکا مملوک ہونا پایا جاتا تھا

بانی اسلام نے بالکل موقوف کر دیے اور انکے لیے غلام اور جاریہ یعنی لڑکا اور لڑکی کا لفظ مقرر کیا - یہ فرمایا کہ سب مرد خدا کے غلام اور سب عورتین خدا کی لونڈیان ہین اسلیے تم سب برابر ہو آقا جو کھانا کھاے وہی کھانا لونڈی اور غلام کو کھلانا چاہیے جو کپڑا وہ خود پہنے وہی کپڑا اوسکو پہننا چاہیے حقارت سے اسکی طرف نظر نہ کرے اسکو کم ذات نہ سمجھے کیونکہ بہا غلام بڑے قریشی اور قبیلے کے معزز سردار سے بہتر ہے سخت لفظ اسکو نہ کہے - طاقت سے زیادہ اُس سے محنت نہ لے -

اب یہ بات ظاہر ہے کہ انسان دوسرون کو اپنے آرام اور اپنے فائدے کی غرض سے نوکر رکھتا ہے یا بازاری خرید کرتا ہی - وہ ہمسر کو نہین ڈھونڈتا اور مساوی کو تلاش نہین کرتا بلکہ اپنا مزدور اور خادم ڈھونڈہتا ہے جو لوگ طبیعت انسانی کا علم رکھتے ہین یا انسان کے اغراض و مقاصد سے واقف ہین وہ فوراً اس بات کو تسلیم کر لینگے کہ ایسی حالت مین ہر شخص خادم کو عبد پر ترجیح دیگا - لونڈی غلام وہی لوگ کہہ سکتے ہین جنکے گہر مین وہ پہلے سے چلے آتے ہین اور کُنبے کے آدمیونکی طرح رہتے ہین غرض اسلام کا حکم ہے کہ اگر غلام کو آزاد نہ کرو تو اپنے کُنبے کے آدمیونکی طرح رکھو - کُنبے کے آدمی سے ہرگز یہ سمجھنا نہ چاہیے کہ انکے ساتھہ ایسا سلوک کرو جیسا ہمارے یہان کے اکثر امیر گھرانون مین غریب رشتہ دارون کے ساتھہ ہوتا ہے - کیونکہ خوشباش اور خوش پوشاک صاحبزادہ غریب مفلس رشتہ دار سے جو انکا ٹکڑا کھاتا ہے اور کمینہ حالت مین رہتا ہے بالکل ممتاز نظر آتا ہے بسا اوقات یہ میر بھائی اپنے

غریب رشتہ دارون سے سالہا سال تک بات نہین کرتے بلکہ زیادہ تعارف پیدا کرنیسے ڈرتے اور شرم کرتے ہین غلامون کے ساتھہ ایسے شریفانہ اور امیرانہ برتاؤ کی بھی ممانعت ہے۔ جس شخص کو غلام رکھنے کی خواہش ہو وہ اہی دسترخوان پر اُسکے ساتھہ کھانا کھاے اور اپنے آپ کو کسی بات مین اُس سے برتر نہ سمجھے(۱)۔

مسٹر بوسورتھہ سمتھہ نے بہت ٹھیک لکھا ہے کہ وہ جس غلام کی اس طرح پر قانون کی رو سے اور مذہب کے اس اعلی سے اعلی احکام کے رو سے حفاظت ہو وہ آج کل کے معنی مین شاید ہی غلام کہا جا سکتا ہے یہ بات قابل لحاظ ہے کہ لفظ سلیو (عبد) بمشکل قرآن مین ملتا ہے جو فقرہ اُسمین استعمال کیا جاتا ہے وہ یہ ہے ماملکت ایمانکم یعنی جسکے تمہارے ایمن ہاتھہ مالک ہوے یعنی جو آدمی مباح لڑائی مین قید ہوکر اپنی آزادی کھو چکے۔ اس مصنف نے جس غلامی کے مباح ہونے کا ذکر کیا ہے سرسید نے ابطال غلامی مین اسکا بھی فیصلہ کر دیا ہے

ابتدائی مسلمانون کا برتاؤ غلامونکے ساتھہ

مسلمانون نے عموماً جسقدر رحمدلی اور انسانیت سے غلامون کے ساتھہ برتاؤ کیا ہے اسکی مثال دنیا کی تاریخ مین نہین ملتی اس امر کو اب سب مورخ تسلیم کرنے لگے ہین۔ یہ سچ ہے کہ اسلام نے جو ہدایت کی تھی اُسکی پوری پوری بلکہ نصف اطاعت بھی مسلمانون سے نہو سکی اور اسلام کا منشاے حقیقی اُنسے پورا نہو سکا۔ مگر اگلے زمانے کے وحشیانہ سلوک کے بعد اسقدر فراخدلی اور

(۱) ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ مین کتنی بار غلام کو معاف کردون آپنے فرمایا ہر روز ستر بار۔

فیاضی صرف نبی عرب کی تعلیم کا نتیجہ ہے اور مرض الموت مین آخری وصیتین جو آنحضرت نے کی ہین اُنمین سے ایک یہ ہے کہ غلامون کے ساتھہ اچھا سلوک کرو۔

آنحضرت نے جو تعلیم دی ظاہر ہے کہ خود اُسکی تعمیل کی۔ حضرت زید ابن ثابتؓ صحابی آپکے آزاد شدہ غلام تھے اور جسقدر لونڈی اور غلامون کا آنحضرت کے بیان مین ذکر ہوتا ہے ان مین ہمکو بہت کچھہ شبہہ ہے کہ آیا سب واقعی غلام تھے یا آزاد ہو گئے تھے مگر اپنے آقاؤن سے جدا نہوتے تھے اور لوگ انکو غلام سمجھتے تھے یہ بات تو ثابت ہے کہ کُنبے مین جیسے اور آدمی ہین ویسے وہ بھی اہل البیت تھے۔ بعض نہایت مقدس صحابی جنکی اسلام کے ہر فرقے کے پیرو عزت کرتے ہین آزاد شدہ غلام تھے اکثر وہ تھے جنکو خود آنحضرت نے انکے آقاؤن سے کہکر یا خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

حضرت بلال حبشی (اول مؤذن اسلام جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ ایشیا مین سکندر اعظم سے بھی زیادہ مشہور ہین) حضرت سلمان فارسی حضرت زید اور مقدادؓ سب اصل مین غلام تھے اسکے بعد ہمکو دیکھنا چاہیے کہ خود آنحضرت کے کنبے والے اور انکے ساتھی لونڈی غلامون کے ساتھہ کیسا سلوک کرتے تھے۔ سیدۃ النسا فاطمہ زہرا جیسا مشہور ہے ایک دن خود آٹا پیستی تھین اور ایک دن انکی لونڈی فضہ۔ تاکہ فضہ کو انسے زیادہ کام کرنا نہ پڑے۔ ایکدن آپ کھانا پکاتی تھین۔ ایکدن فضہ۔ اور آزاد کرنا غلام کا تو ان دونون مین ایک بات تھی۔ اسکے متعلق ایک مشہور اور معتبر قصہ حضرت امام حسن (علیہ السلام) کی نسبت سب کتابون مین لکھا ہے۔

ایک دن حضرت کہانا کہاتے تہے (۱) - ایک غلام شوربے کی رکابی لاتا تہا اُس سے گرم گرم شوربا آپ کے سر پر گر گیا - آپ نے نظر اٹہا کر اُسکی طرف دیکہا اس نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑہنی شروع کی -

غلام - الکاظمین الغیظ - غصّے کو پی جانیوالے -

حسن - مجہہ کو غصہ نہین -

غلام - والعافین عن الناس - اور لوگون سے درگذر کرنیوالے -

حسن ع - مین نے درگذر کی -

غلام - (آیت کو پورا کرکے) واللّٰہ یحب المحسنین - خدا بہلا کرنیوالون سے محبت رکہتا ہے -

حسن ع - مین نے تجہے آزاد کیا -

آنریبل جسٹس مولوی سید امیر علی نے نہایت صحیح لکہا ہے (۲) کہ لوگون کو پکڑ کر غلام بنا لینا اور غلامونکی تجارت جسکو کرسچینٹی نے اپنی طاقت کے زمانے مین ترقی دی اور جسکو یہودن نے مستبرک بنادیا اسکو اسلام نے بُرا کہا اور اس سے منع کیا - جو آدمی غلامونکی تجارت کرے اسکو نوع انسان سے خارج بتایا - یہ کہا کہ غلام کو آزاد کرنا

(۱) یہ روایت یورپ مین غالباً گبن کی وجہ سے بہت شائع ہوئی ہے - منجملہ انکے گبن نے اکلی نے وشنگٹن ارونگ نے سیٹن لی لایول نے جان پول نے اسبرن نے سید امیر علی نے انگریزی مین اور ملا حسین واعظ نے اخلاق محسنی مین لکہی ہے ۱۲ (۲) اسپرٹ آف اسلام - باب ۱۴ - غلامی ۳۷۶ - ۳۷۸ -

نہایت شریف اور نیک کام ہے مسلمان کو غلام بنانے کی صاف الفاظ مین قطعی ممانعت کی۔۔۔۔ خرید کر غلام بنانا پہلے چار خلفا (راشدین) کے زمانے مین بالکل نامعلوم تھا کم از کم کوئی مستند تحریر ایسی نہین ملتی جس سے یہ ظاہر ہو کہ غلامون کی خرید و فروخت خلفاے (راشدین) کے زمانے مین جاری تھی - لیکن اُمیہ کے غاصب خاندان کے آتے ہی اسلام کی حالت پر ایک تبدیلی واقع ہوئی - معاویہ پہلا مسلمان بادشاہ تھا جسنے بیع کے ذریعے سے غلام حاصل کرنے کی رسم کو رائج کیا - بازنطیم (قسطنطنیہ) کے شہنشاہون[1] کی یہ رسم بھی پہلے اُسی سنے رواج دی کہ عورتون کی حفاظت خواجہ سراؤن کے ذریعے سے کیجائے -

باوجود اسکے بڑے زمانون مین بھی غلامون کے ساتھہ اور ملکون مین کے مقابل مین اچھا برتاؤ ہوا - سترہوین صدی عیسوی مین (۱۶۴۸) بھی انگلستان مین خود کرامول جیسے مذہبی حاکم اور سچے عیسائی نے کئی ہزار آئرلینڈ والون کو غلام بناکر امریکہ مین بیچ دیا جیمس ثانی کے زمانے مین جسکو دو سو برس سے زیادہ نہین ہوے خاص انگلستان کے باشندے بھی جب باخوذ ہوتے تھے تو بادشاہ کے حکم سے بک کر غلام ہو جاتے تھے -

مسلمانون مین غلامون کا عروج -

مگر مسلمانون مین بڑے بڑے بادشاہ اپنے غلامون سے اپنی بیٹیون کا نکاح کر دیتے تھے اور ابتک کر دیتے ہین - غلام وزارت کے درجے تک پہنچ جاتی تھی بلکہ ابتک پہنچ جاتے ہین - سلطنت کے سب عہدے انکے لیے کھلے ہوے تھے - ذہین اور ہوشیار نوجوانون کے لیے

(۱) یہ بادشاہ عیسائی تھے -

تو اس سے زیادہ خوش قسمتی کی کوئی بات نہ تھی کہ کسی بڑے آدمی کا غلام ہو جایے۔
الپتگین غلام تھا اور بادشاہ ہوگیا۔ سبکتگین ہندوستان کے زبردست حملہ آور
محمود کا باپ خود الپتگین کا غلام تھا اور آخر کار بادشاہ منتخب ہوا۔ ممالک اسلام مین
بیشمار سلطنتین اور ریاستین غلامون نے قائم کین۔ کسی کو انکی اطاعت عیب معلوم نہوتی
تھی۔ خود ہندوستان کا پہلا مسلمان شہنشاہ **قطب الدین ایبک**۔ شہاب الدین
غوری کا سپہسالار اور غلام تھا۔ اسکے بعد متعدد جلیل القدر بادشاہ جو گزرے ہین وہ سب
غلام تھے مثلاً شمس الدین التمش۔ غیاث الدین بلبن۔ اسی سبب سے مسلمانون کا پہلا خاندان
جسنے ہندوستان پر سلطنت کی خاندان غلامان کے تاریخ مین مشہور ہے۔ اور اس نام
سے انکی کوئی تحقیر نہین بلکہ عزت سمجھی جاتی ہے۔ مصر مین مملوکون نے صدہا سال تک
حکومت کی وہ سب غلام تھے۔ اسپین کی تاریخ مین بھی غلامون نے بڑا عروج حاصل
کیا۔ غرض اسلامی تاریخ کے مطالعہ کرنیوالون پر یہ بات ظاہر ہو جائیگی کہ غلامی کے بارے
مین مسلمانون نے اپنے شارع کے کل احکام پر تو نہین مگر بعض پر ضرور عمل کیا۔ اور جسقدر
غلامونکی حالت درست رہ سکتی تھی۔ وہ ہمارے ملکون مین رہی ہے۔(۱)

(۱) یہ کہنا کہ مشرقی خانگی غلامی اور یورپ اور امریکہ کی غلامی مین زمین و آسمان کا فرق ہے کچھ مبالغہ نہین۔ یہان
سب مسلمان برابر ہین۔ عیسائیونکی تعلیم بھی یہی ہے کہ سب کرسچین بھائی بھائی ہین مگر عمل مطلق اسپر نہین۔ یہی وجہ ہے
کہ گو افریقہ مین انکے بیشمار مشنری حد درجہ کی کوشش کرتی ہین مگر انکو مطلق کامیابی نہین ہوتی۔ اسوقت امریکہ
اور افریقہ مین آزاد شدہ غلامون کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے اور پہلے غلامی کی حالت مین جو ہوا اُسکی مثال
ہمارے یہان نہین مل سکتی۔ اسکی انکل ٹامز کیبن کو پڑھنا چاہیے۔

اور جسقدر غلامونکی حالت قابل افسوس ہوسکتی تھی وہ مغرب کے سوا اور کہین نہ ملیگی ۔
مگر اب زمانہ پلٹ گیا اور وقت بدل گیا جنکو غلامی کی اصلاح پر فخر کرنا چاہیے تھا وہی اسپر
ضد کرتے ہین اور دنیا کی دوسری قومین اسکی دشمن ہین مسلمان یہ نہین سمجھتے کہ اب
ہمکو احتیاط سے قدم رکھنا چاہیے ۔

اسلام کا منشا غلامی کی بابت

اس مضمون کے پڑہنے کے بعد کسی شخص کو اس بات مین زیادہ تامل نہوگا کہ اسلام کا
اصلی منشا اور مقصد یہ ہے کہ لوگ غلام نرکہین جو لوگ اسبات کو تسلیم نہین کرتے وہ زیادہ
سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہین کہ غلامی جائز ہے ۔ یہ نہین کہ واجب ہے ۔ لیکن جب جائز چیز
حرام ممنوع ۔ اور ناجائز چیز سے اسطرح مل جاے کہ دونون علیحدہ نہو سکتی ہون ۔ اسوقت
اُس جائز کو ترک کرنا ہر عالم اور مجتہد کے نزدیک فرض ہے ۔ ہمنے فرض کیا کہ غلامی
جائز ہے لیکن ساتھہ ہی اسکے غلامی کے خلاف کوشش کرنے اور غلامون کو آزاد
کرانے سے زیادہ پیاری کوئی چیز خدا کے نزدیک نہین ہے ۔ اگر غلام آزاد نہ کیے
جائین تو شرع کے پاکیزہ احکام کے مطابق آزاد غلام کیے جائین یعنی آزاد آقا ہر طرح سے
غلام کے ساتھہ برابری کا برتاو کرے ۔ لیکن یہ حالت ہمارے زمانے مین اسلامی
ممالک مین نہین پائی جاتی ۔ ہزارون قسم کی بیرحمیان اور ذلتین انکو سہنی پڑتی ہین ۔ اگر
آقا خدا کے حکم پر عمل کرین تو انکو غلام کی خدمت کی نسبت آزاد کی خدمت مین زیادہ فائدہ
ہوگا بردہ فروشی اور خود مسلمان مرد ۔ عورت اور بچون کو برسر بازار فروخت کرنا یقیناً

مسلمانون کی شریعت کے خلاف ہے اور جہانتک ہمکو معلوم ہے بعض علمانے اسکے خلاف فتوی بھی دیدیا ہے -

مگر افسوس ہے کہ مسلمانون کے ملکون سے یہ عیب ور دھبہ اب بھی دور نہین ہوا جبکہ باقی سب دنیا مین غلامی قریبًا مفقود ہوگئی ہے - اگر کسی قدر صلاح اسلامی ممالک مین ہوئی ہے تو عیسائیون کی کوشش سے اور اُن غیر مسلم قومون کے خوف سے ہوئی ہے جنمین چند روز ہوے بدترین رقیت جاری تھی -

انجمن مخالف غلامی سو برس سے کچھہ زیادہ ہوا انگلستان مین قائم ہوئی ہے اور عیسائیون نے اپنے ہم قومون اور ہم مذہبون کی سخت ملامت - ایذا اور تمسخر کے باوجود تعجب خیز کامیابی اس مقصد مین حاصل کی ہے - اب انہون نے کل طاقتہاے یورپ کو آمادہ کر لیا ہے کہ ہر جگہہ غلامی کو جبرًا موقوف کر کے غلامون کو آزاد کرین کیونکہ انسانیت اس سے اِبا کرتی ہے - ہمکو ان جوشیلے آدمیون کا مشکور ہونا چاہیے - مگر اس فیصلہ سے طاقتہاے یورپ کو یہ حیلہ ہاتھہ آیا اور وہ غلامی کا استیصال کرنے (اور شراب اور بارود کے پھیلانے کے لیے) افریقہ کے مختلف ساحلون پر اپنی حکومت جمارہے ہین اور اسکی وسعت دیتے جاتے ہین اور ان مسلمانون کو ہٹاتے جاتے ہین جنکا کام بردہ فروشی ہے یا جنکے ملک مین یہ رسم جاری ہے - ہر سچے مسلمان کو یہ دیکھکر سخت افسوس ہوگا کہ یہ حرام تجارت مسلمانون کے ممالک اور انکے متبرک مقامات مین ہوتی ہے اور وہ لوگ جنکے عقیدے صاف صاف خلاف عقل ہین

اور جنکے اصول غلط وہ اسلام پر ہنستے ہین اور اسکو ملامت کرتے ہین۔

جہان غلامی دور ہو رہی ہے وہ اہل یورپ اور عیسائیون کی کوشش کا ثمرہ ہے اور جہان ابتک باقی ہے وہ مسلمانون کی ضد کا نتیجہ ہے۔ ظاہر مین تو اکثر اسلامی سلطنتون سے نے طاقتہاے یوروپ کے دباؤ سے اسکے روکنے کا وعدہ کیا ہے مگر افسوس ہے کہ بیس کروڑ یا زیادہ مسلمانون مین اسوقت ایک اسلامی انجمن مخالف غلامی کے نہین ہے۔ اگر ایسی سوسائٹی قائم ہو تو ہندوستان سے بہتر اسکے لیے کوئی جگہہ نہین ہو سکتی۔ اسمین فرصت والے رحمدل اور ذی ثروت مسلمان شریک ہون اور ایشیا مین یا افریقہ مین جہان جہان غلامی ہو اسکے خلاف سعی کرین۔ کتابین لکھین۔ رسالے ہر زبان مین شائع کرین بحثین کرین اور اسلامی دنیا مین اسکے خلاف جوش پیدا کرین۔ اسلامی سلطنتون کے پاس درخواستین اور وکلا بھیجین۔ وزرا سے سعی کرین۔ اگر سب کام خود نہ کر سکین تو یورپ کی سوسائٹی سے مدد لین۔ یقیناً وہ سوسائٹی اور یورپ کے سفیر انکی مدد کرینگے۔ لیکن یہ امید ایک خیال محال معلوم ہوتی ہے گو دنیا مین اس سے عجیب تر کام ہو چکے ہین۔ اسکے لیے دولتمند آدمیون کی ضرورت ہے اور اس سے بھی زیادہ عالی خیال اور ہمت والے مسلمانون کی حاجت ہے۔ لیکن اگر بالفرض مسلمانان ہند اس کام کو شروع کرین تو غلامی کی موقوفی کی عزت مین عیسائیون سے حصہ بٹا لین سگے اور اسلام کی عظمت کو قائم کرین اور اسلام کا جو منشا ہے اسکی تعمیل کرینگے اور دنیا سے ایک بڑی مصیبت کو کم کرینگے۔ مگر جہالت بہت کم لوگون کو ایسے کامون

کی اجازت دیتی ہے ۔ اور اگر ایسے شخص ہون بھی تو فکر معاش یا فسق و فجور انکو مہلت نہین لینی دیتی ۔

تجارت غلامون کی اول قطعاً موقوف ہونی چاہیے (خواہ کسی جگہہ ہو) کیونکہ بردہ فروش امام جعفر صادق ؑ کے قول کے موافق ملعون ہے ۔ رفتہ رفتہ سب اسلامی دنیا سے سو برس کے اندر اس پرانی رسم کا استیصال ہو سکتا ہے ۔

افسوس ہے کہ جس پیغمبر کو غلامون سے اسقدر ہمدردی تھی اسکے مذہب کے مدعی غلامی کے بارے مین اس شارع کو مطعون ہوتے دیکھین اسکے حکم کو سنین اور اسلام کے منشا کو غلامی کے خلاف جانین مگر اسکے دور کرنے کی کچھہ پروا نہ کرین ۔ لیکن ہمارے نزدیک یہان کے مسلمانون مین اسقدر ہمت نہین اور دوسرے ملکون مین اسقدر آزادی اور شوق نہین کہ لوگ اسکی طرف متوجہ ہون ۔ افسوس ہے کہ بیسوین صدی عیسوی کے اخیر مین اس زمانے کا مورخ جب دنیا مین غلامی کے استیصال کی تاریخ لکھیگا تو وہ کہیگا کہ غلامی بند ہوئی مگر مسلمانون نے اسمین کچھہ بھی کوشش نہ کی بلکہ انکے جاہل ملک اسکی مخالفت کرتے رہے ۔

ریورنڈ جان جے پول نے جو کتاب سٹڈیز ان محمدزم (مطالعہ معاملات اسلامی) کے نام سے حال مین (سنہ ۱۸۹۲ع) مین چھپوائی ہی اور جسکو انہون نے مسلمانان انگلستان کے نام معنون (ڈیڈیکیٹ) کیا ہے اسکے باب غلامی اور غلامونکی تجارت مین یہ عبارت لکھی ہے جسمین غالباً تعصب کی وجہ سے مبالغہ ہوگا ۔ تاہم وہ اسکو سیاحون کے

حوالہ سے لکھتے ہین اور جسقدر ہوگا وہ بہی کم خوفناک نہین ہے۔

جو خوفناک بیرحمیان جو عرب کے بردہ فروش افریقیہ مین کرتے ہین وہ آسمان سے انکی سزا کے لیے فریاد کرتی ہین۔ وہ بڑا عیسائی مشنری ڈاکٹر لونگسٹن ان لوگون مین سے تہا جنہون نے سب سے پہلے لوگون کو اس بلا کی طرف متوجہ کیا جہان وہ گیا اسنے اس تجارت کے نشان پایے جسکو وہ ہر قسم کی بدذاتیون کا مجموعہ قرار دیتا ہے۔ آج کل کے مشنری اور سیاح یہی حکایت بیان کرتے ہین۔

پہر یہی مصنف لکھتے ہین۔

دو تین مقام ہین جہان غلامون کا شکار کرنے کے لیے جماعتین بنائی جاتی ہین۔ افریقیہ کے وسط مین۔ دریاے نیل کے اوپر کے حصے کی حدود مین اور بحر ہند کے ساحلون پر عرب اور ترک ان مہمون کے سردار ہوتے ہین۔ طریقہ عموماً یہ ہے کہ ایک گانون کو گہیر لیتے ہین اور جب خبر پہنچنے پر وہان کے باشندے اپنے نیزے لیکر یا بغیر نیزون کے جہپٹ کر آتے ہین تو وہ انکو جلدی جلدی گولی سے مار ڈالتے ہین۔ عورتون اور بچون کو ایک جگہہ اکٹہا کر لیتے ہین۔ بوڑہی عورتون کو پکڑ کر بیدردی سے اسی جگہہ قتل کر ڈالتے ہین۔ بچون کو اور کم عمر کی عورتون کو رسون سے باندہ دیتے ہین اور بعضون کی گردن مین رسی کے ساتہہ ایک لمبی لکڑی بہی بندہی ہوتی ہے جسکے سرون پر ایک انٹوا ہوتا ہے پہر انکو بہگا کر ساحل سمندر کی طرف لیجاتے ہین۔ اکثر حالتون مین جو فاصلہ انکو طے کرنا پڑتا ہے وہ برطانیہ کلان کے طول سے دگنا

ہوتا ہے اور اوسپر سفر صحرا کی خوفناک مصیبت۔

بیچارے غلامون کو بھوک پیاس اور فاقہ کی وجہ سے نہایت مہیب مصائب برداشت کرنے پڑتے ہین۔ وقتاً فوقتاً ایک شخص اس جماعت مین سے گر جاتا ہے اور پھر کبھی نہین اُٹھتا اسکے ساتھی قیدی اتنا بھی توقف نہین کرتے کہ اسکے جسم کو ریگ صحرا سے ڈھانپ دین جب شام اس مصیبت زدہ گروہ پر ہوتی ہے تو ان مین اتنی بھی طاقت نہین رہتی کہ اپنے درماندہ جسمون کو کھینچکر چشمون تک پہنچائین اور خشک ہونٹون کو سیراب کرین۔ اس حالت مین بعض بدنصیبون کو اتنی تاب نہین ہوتی کہ جبتک جگہہ خالی ہو اُسوقت تک انتظار کرین۔ وہ مرجاتے ہین اور انکے ساتھیون کو اتنی قوت نہین ہوتی کہ انکی لاشون کو علیحدہ کردین۔

صحرا مین کوچ کرتے ہوے چونکہ بردہ فروشون کو یہ خوف ہوتا ہے کہ کھات مین سے غنیم انپر حملہ نہ کرے اسلیے وہ اپنے قیدیون کو کوڑے سے مارتے ہین تاکہ وہ جلدی چلین مگر جب کوڑے اور لکڑی کی ضرب سے بھی ان کمبختون پر کچھہ اثر نہین ہوتا اور وہ تھکن سے بالکل چور ہوجاتے ہین تو یا تو انکو مار ڈالتے ہین یا بیدردی سے وہین چھوڑ دیتے ہین۔ سر سیمول بیکر ایک قافلہ کا ذکر کرتے ہین جسکو ترک لیجا رہے تھے۔ اسمین ایک عورت کافی تیزی سے نہ چل سکتی تھی۔ جب وہ اسقدر تھک گئی کہ اسکا قدم نہ اٹھہ سکا تو لاٹھی کی ایک ضرب اسکی گردن پر لگی اور وہ وہین گر کر تڑپنے لگی۔

اکثر جو قیدی بالکل بیطاقت ہوجاتے ہین عرب انکو پھانسی دیدیتے ہین اور جس راستہ

سے وہ ساحل کیطرف جاتے ہین اسکا کھوج ان وحشتناک علامتون سے لگ سکتا ہے
پھر یہ مصنف کہتا ہے کہ کاروان جب منزل مقصود کے قریب ہوتا ہے تو اپنے فائدہ
کے لیے بردہ فروش انپر اسقدر سختی نہین کرتے ،، یہ حساب لگایا گیا ہے کہ نوے ہزار
انسان ہرسال افریقیہ سے پکڑ کر اسطرح غلام بنا کر فروخت کیے جاتے ہین۔ اور اس عدد
سے تو اُس خوفناک مصیبت کی ایک کسر معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ حساب لگایا گیا ہے
کہ اگر ایک غلام بازار مین آتا ہے تو دس گانون پر پہلا حملہ کرتے وقت یا راستے مین
مرجاتے ہین اس طرح پر ۹۰۰۰۰۰ روحون کا خوفناک مجموعہ اس بد تجارت کا شکار ہوجاتا ہے(۱)۔
پھر اس مصنف نے اس تجارت کی ایک معیوب وجہ بیان کرکے کہا ہے کہ ,,یقیناً
غلامی کے بارے مین اور بردہ فروشی کی بابت مذہب محمدی کو خدا کے سامنے بڑا جوابدہ
ہونا پڑے گا۔

مگر ہم دکھا چکے ہین کہ جہان تک ہمارے پیغمبر کے مذہب کو تعلق ہے اسکو خدا
کے سامنے جوابدہ ہونیسے کچھ باک نہین ممکن ہے کہ یہ خوفناک بیان سب سچ ہو
مگر ہم سب وحشی مسلمانون کی رحمدلی اور بیگناہی کے مدعی نہین ہین اور سید امیر علی صاحب
کا یہ قول قابل غور ہے کہ وحشی ترکمان اور افریقیہ کے عرب جو لوگون کو پکڑ کر غلام بنانے پر
فخر کرتے ہین وہ اسلام کا نمونہ نہین ہین جیسے وحشی گوا کو جو جنوبی امریکہ کے گھاس کے
جنگلون مین لوٹتا ہے عیسائیت کا نمونہ نہین ہے۔

(۱) سٹڈیز ان محمدنزم ۳۸۹ - ۳۹۱ -

جس غلامی کا بیان اوپر ہوا ہے اسکے ہجو کرنیکی ضرورت نہین ہے وہ اسلام کی عقل کے ۔ رحمدلی کے فطرت انسانی کے خلاف ہے اور جو شخص اسلام کے اس اصول بلکہ اصل الاصول کو بخوبی ذہن نشین کریگا کہ سب مسلمان برابر ہین اور بھائی بھائی ہین وہ غلامی کے قیام کو اسلام کے منشا کے بالکل مخالف سمجھیگا مگر سچ تو یہ ہے کہ قومین اور افراد ہر بات مین شریعت کو تسلیم نہین کرتے بلکہ اپنے پرانے طریقون پر کبھی چلتے ہین اور کبھی اسبات کو کرتے ہین جسمین وہ اپنا فائدہ خیال کرتے ہین ۔ خیر دنیا مین کسی طرح غلامی دور ہو ہمکو خوش ہونا چاہیے اور جو لوگ اُسکے استیصال کی کوشش کرتے ہین انکی تائید کرنی چاہیے کیونکہ یہ کام اپنے مذہب کی تائید ہے اور ایک طرح سے اُن قومونکی دنیاوی خیر خواہی بھی ہے جن مین غلامی رائج ہے ۔ بہرحال اگر نیک کام ہم نہ کرسکین تو جو شخص کرے اچھا ہے ۔

ما کار خویش را بخدا وند کارساز	بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند

راقم غلام الثقلین

دل پکڑ کر رہجائیگا - بالکل طبیعت کے بیچین کر دینے والے سامان - یا ناول کے پیرایہ مین قوم کو ایک نیک صلاح ہمین عورتونکی بے پردگی کے نقصانات نہایت کامیابی کے ساتھہ دکھایے گیے ہین قیمت عہر "مسیحاے عالم" حفظ صحت کی مستند کتاب جسمین اُن چھہ چیزون سے محققانہ بحث کی گئی ہے جنپر زندگی کا بالکل مدار ہے قیمت ۸ر علاوہ محصول درخواست خریداری نقد یا باجازت ویلوپی ایبل بنام حکیم محمد علی خانصاحب ڈیٹر مُرقع عالم "ہردوئی بہیجنا چاہیے - فقط

اشتہار

فیروزالدین کی بینظیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچی دوائیان

حبوب خیری یعنی "فیروز برداین پلزٹانک" انسان کی صحت مسلمہ و شرطیہ دوائی جسکو ہندوستان بہر نے مفید مانا ہے اس دوائی نے میڈیکل افسران - حکما اور عام پبلک سے بڑی تصدیق حاصل کی ہے کہ جسمانی کمزوری - ضعف اعضاے رئیسہ ضعف معدہ ضعف دماغ - لقوہ - آدہ رنگ وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانیکے لیے اور خصوصیت کے ساتھہ بلامبالغہ بینظیر اثر کے ساتھہ جوانی کی غلط کاریون اور بے احتیاطیون کے نقص دور کرنیمین بینظیر ہین - بکس ۴۸ گولی عہ جوہر عشبہ یعنی تریاق براے فسادات خون درد کہنہ - خارش پہوڑا پہنسی وغیرہ شیشی کلان عہ خرد عہ فیروز بام اکسیر براے دمہ - کہانسی تر و خشک نزلہ و زکام آواز کا بیٹھہ جانا شیشی خرد ۱۲ر کلان عہ تپ تلی کا علاج اکسیر ہے - گولیان ۱۲ر عرق عہ ہزارون مایوس بفیض خداوند تعالی کے فضل سے صحت یاب ہوے ہین پہوڑے

عرصہ کے مریض کیلیے یہ گولیان کافی ہین بڑے مریض کے لیے دونون چاہئین۔ حب تپ جات جادو بہر اثر مشہور ہے
ایک شیشی سے چھہ مریض صحت پاتے ہین شیشی ۱۲؎ **حب بواسیر** بادی ہو یا خونی اکسیر ہے فی بکس ۸؎ **فیروزسرب**
اسکے استعمال سے عادات افیون چانڈو وغیرہ بغیر تکلیف چھوٹ جاتی ہے نہ اسمین زہر ہے نہ نشہ ہے۔ صرف بوٹی سے طیار کیا گیا ہے
شیشی ۸؎ **بادی گارڈ** دوائی ہیضہ و بدہضمی شیشی ۸؎ **دیکھو تازہ شہادت**۔ جناب ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب
رائے بہادر سول سرجن میڈیکل افسر ضلع جھنگ ۲۶ اکتوبر ۱۸۹۲ء۔ آپکا جوہر عشبہ چند مریضون مین آزمایا گیا عمدہ مصفی خون نکلا
ہے **جناب** ڈاکٹر مہتہ دونی چند صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۲ء آپکی حبوب خیری تجربہ کیگئین
از بس مفید ہین **گورنمنٹ** عالیہ انگلشیہ کا یورپین فوجی اعلی سے اعلی عہدہ دار۔ جناب میجر بلیک صاحب بہادر ۱۱ نومبر ۱۸۹۲ء مقام ڈلہوزی
(ترجمہ خط انگریزی) براہ مہربانی بوتل کلان فیروز بام و ایپل بیہید بھیجیے درحقیقت تمہارا فیروز بام دمہ کھانسی کیلیے نہایت مفید
ہے جناب مفتی دوست محمد خانصاحب از مقام جوہر کانہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۱۱ نومبر ۹۲ کو تحریر فرماتے ہین جناب کی
خوش معاملگی اور راستبازی کی مین جہانتک تعریف کرون صحیح اور درست ہے آپکی راستبازی سے ہزارہا بندگان خدا فیضیاب ہوتے
ہین جنمین سے ایک ادنی یہ شکرگزار بھی ہے مین نے آپکی حبوب خیری وغیرہ کا ضرورتا دو مختلف وقتون مین استعمال کیا۔ یہ ایسی سریع التاثیر
اور بے نظیر ثابت ہوئین کہ بیان نہین کرسکتا مین نے اپنی تمام عمر مین ایسی کوئی دوا نافع نہین پائی مجھے کلی فائدہ ہوگیا۔

المشتہر (فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر (پنجاب))

ہندوستان مین پیدا شدہ مرضون کا علاج

(مندرجہ ذیل ادویہ اقسم سے امتحانا منگاکر دیکھو)

شربت مقوی اعصاب۔ سریع الاثر قابل اعتماد صلبی طاقت کیلیے جو کثرت فواحشات ومسکرات و کثرت محنت سے ضعف دماغ
معدہ وجگر درد سر و کمر قبض تاریکی چشم وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنیوالے ہون دور کرکے مثانہ و مادہ انسانی کو درست کرتا ہے
قیمت فی شیشی للعہ **روغن** خارجا لگانیسے ان عوارض کو جو سوء استعمال و خلاف قدرت عامل ہونیسے اپنے ہاتھون قوا
خراب کرچکے ہون فی تولہ للعہ **رہبر آئل** دلربا خوشبو کے علاوہ بالون کو سفید ہونیسے روکتا ہے نزلہ زکام ریزش عطسہ جنکو
ادنی ادنی باتون سے ہوجاتا ہے آواز بھاری ہوجانا کھانسی وغیرہ کو دور کرتا ہے ضعف دماغ و بصر کو پیدا نہین ہونے دیتا شیشی ۸؎